ذالك الكتب
لا ريب فيه

درسِ قرآن

پانچویں منزل

ناشر

ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور

7911/5
44328

درس قرآن

اَلْمَنْزِلُ الْخَامِسُ (۵) (پانچویں منزل)

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ ۲۶ اَلنَّمْلُ ۲۷ اَلْقَصَصُ ۲۸ اَلْعَنْکَبُوْتُ ۲۹ - اَلرُّوْمُ ۳۰

لُقْمٰنُ ۳۱ - اَلسَّجْدَۃُ ۳۲ - اَلْاَحْزَابُ ۳۳ - سَبَاٴ ۳۴ - فَاطِرُ ۳۵ - یٰسٓ ۳۶

سوا اٹھارہ پارے سے سوا بائیس پارے تک

مُرَتَّبَہْ

درس قرآن بورڈ

شائع کردہ:

ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ لاہور

درس قرآن بورڈ

85422

ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور نے درس قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے مندرجہ ذیل حضرات نے اس پانچویں منزل کو مرتّب کیا

۱۔ مولانا خواجہ عبد الحی فاروقی صاحب مرحوم سابق صدر شعبۂ اسلامیات و عربی اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور

۲۔ مولانا حافظ مرغوب احمد توفیق صاحب مرحوم منشی فاضل۔ مولوی فاضل ایم۔ اے' ایم۔ او۔ ایل سابق صدر شعبۂ اسلامیات و عربی ڈھاکہ یونیورسٹی

۳۔ الحاج عبد الواحد صاحب ایم۔ اے سابق انسپکٹر آف سکولز

فہرست مضامین ——— الف

درس قرآن بورڈ ——— ب

فہرست مضامین ——— ج تا ن

فہرست صفحات المنزل الخامس

پارہ وَقَالَ الَّذِيْنَ	۱۹	صفحہ ۱ تا ۸۴
سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ	۲۶	صفحہ ۱ تا ۵۴
سُوْرَةُ النَّمْلِ	۲۷	صفحہ ۵۵ تا ۱۰۳
پارہ اَمَّنْ خَلَقَ	۲۰	صفحہ ۸۵ تا ۱۸۲
سُوْرَةُ الْقَصَصِ	۲۸	صفحہ ۱۰۴ تا ۱۵۱
سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ	۲۹	صفحہ ۱۵۲ تا ۱۹۶
پارہ اُتْلُ مَا اُوْحِيَ	۲۱	صفحہ ۱۸۳ تا ۲۸۰
سُوْرَةُ الرُّوْمِ	۳۰	صفحہ ۱۹۷ تا ۲۲۶
سُوْرَةُ لُقْمٰنَ	۳۱	صفحہ ۲۲۷ تا ۲۴۵
سُوْرَةُ السَّجْدَةِ	۳۲	صفحہ ۲۴۶ تا ۲۶۰
سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ	۳۳	صفحہ ۲۶۱ تا ۳۱۵
پارہ وَمَنْ يَّقْنُتْ	۲۲	صفحہ ۲۸۱ تا ۴۰۶
سُوْرَةُ سَبَاٍ	۳۴	صفحہ ۳۱۶ تا ۳۵۴
سُوْرَةُ فَاطِرٍ	۳۵	صفحہ ۳۵۵ تا ۳۹۴
سُوْرَةُ يٰسٓ	۳۶	صفحہ ۳۹۵ تا ۴۳۴
پارہ وَمَالِيَ	۲۳	صفحہ ۴۰۷ تا ۴۳۴

فہرست مضامین وآیات المنزل الخامس (۵)

نمبر شمار وصفحہ	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار وصفحہ	مضمون	آیت نمبر
	پارہ وَقَالَ الَّذِیْنَ ۱۹		۲۰	مصر سے ہجرت	۵۲ تا ۵۶
۱	سُورۃ الشُّعَرَاء کا خلاصہ		۲۱	بنی اسرائیل کی گھبراہٹ	۵۷ تا ۶۲
۲	سُورۃ الشُّعَرَاء	۱ تا ۴	۲۲	فرعون کا انجام	۶۳ تا ۶۸
۳	انسان کا رویہ	۵ تا ۶	۲۳	ایک اور واقعہ	۶۹ تا ۷۳
۴	اللہ کی نشانیاں	۷ تا ۹	۲۴	قوم کا جواب	۷۴ تا ۷۷
۵	پچھلے زمانہ کے حالات	۱۰ تا ۱۳	۲۵	اللہ کی صفتیں	۷۸ تا ۸۲
۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۴ تا ۱۷	۲۶	دعائے ابراہیمؑ	۸۳ تا ۸۹
۷	فرعون سے گفتگو	۱۸ تا ۲۰	۲۷	قیامت کا حال	۹۰ تا ۹۵
۸	موسیٰؑ کا جواب	۲۱	۲۸	بے سود تمنا	۹۶ تا ۱۰۴
۹	بقیہ جواب	۲۲ تا ۲۴	۲۹	قوم نوح علیہ السلام	۱۰۵ تا ۱۱۰
۱۰	فرعون کا اکڑپن		۳۰	پیغام خاص	۱۱۱ تا ۱۱۶
۱۱	فرعون کی بوکھلاہٹ	۲۵ تا ۲۷	۳۱	منکر غرق ہوئے	۱۱۷ تا ۱۲۲
۱۲	فیصلہ کن جواب	۲۸ تا ۳۰	۳۲	قوم عاد	۱۲۳ تا ۱۲۷
۱۳	عصائے موسیٰؑ اور یدِ بیضا	۳۱ تا ۳۳	۳۳	حضرت ہودؑ کا خاص پیغام	۱۲۸ تا ۱۳۵
۱۴	جادوگروں سے مقابلہ	۳۴ تا ۳۷	۳۴	جواب اور انجام	۱۳۶ تا ۱۴۰
۱۵	جادوگر آگئے	۳۸ تا ۴۰	۳۵	ثمود کا حال	۱۴۱ تا ۱۴۵
۱۶	جادوگروں کا صلہ	۴۱ تا ۴۲	۳۶	حضرت صالحؑ کا خاص پیغام	۱۴۶ تا ۱۵۲
۱۷	مقابلہ	۴۳ تا ۴۵	۳۷	ثمود کا جواب	۱۵۳ تا ۱۵۶
۱۸	جادوگر لوہا مان گئے	۴۶ تا ۴۸	۳۸	ثمود کا انجام	۱۵۷ تا ۱۵۹
۱۹	فرعون غضب ناک ہوا	۴۹ تا ۵۱	۳۹	حضرت لوطؑ کی قوم	۱۶۰ تا ۱۶۴

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۴۰	حضرت لوطؑ کا خاص پیغام	۱۶۵ تا ۱۶۹
۴۱	قوم لوط کا انجام	۱۷۰ تا ۱۷۵
۴۲	حضرت شعیبؑ کی قوم	۱۷۶ تا ۱۸۰
۴۳	حضرت شعیبؑ کا خاص پیغام	۱۸۱ تا ۱۸۴
۴۴	قوم کا جواب	۱۸۵ تا ۱۸۷
۴۵	قوم شعیبؑ کا انجام	۱۸۸ تا ۱۹۱
۴۶	قرآن مجید کا ذکر	۱۹۲ تا ۱۹۷
۴۷	نہ ماننے کے سو بہانے	۱۹۸ تا ۲۰۳
۴۸	مہلت بیکار ہے	۲۰۴ تا ۲۰۹
۴۹	قرآن حق ہے	۲۱۰ تا ۲۱۵
۵۰	رسول کا کام	
۵۱	اللہ پر بھروسہ	۲۱۶ تا ۲۲۰
۵۲	کاہن اور شاعر	۲۲۱ تا ۲۲۴
۵۳	شاعروں کا حال	۲۲۵ تا ۲۲۷
۵۴	سورۃ الشعراء کی تعلیم	
۵۵	سورۃ النمل کا خلاصہ	
۵۶	سورۃ النمل	۱ تا ۳
۵۷	آخرت کے منکر	۴ تا ۶
۵۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	۷ تا ۸
۵۹	موسیٰؑ سے خطاب	۹ تا ۱۰
۶۰	حضرت موسیٰؑ رسول مقرر ہوئے	۱۱ تا ۱۲

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۶۱	فرعونیوں کا رویہ	۱۳ تا ۱۴
۶۲	حضرت داودؑ اور حضرت سلیمانؑ	۱۵ تا ۱۶
۶۳	حضرت سلیمانؑ کا شکر	۱۷ تا ۱۸
۶۴	ادائے شکر	۱۹
۶۵	ہدہد کا واقعہ	۲۰ تا ۲۲
۶۶	ملکہ سبا	۲۳ تا ۲۶
۶۷	حضرت سلیمانؑ کا خط	۲۷ تا ۳۱
۶۸	باہم مشورہ	۳۲ تا ۳۳
۶۹	ملکہ کا فیصلہ	۳۴ تا ۳۵
۷۰	حضرت سلیمانؑ کا جواب	۳۶ تا ۳۷
۷۱	بلقیس کی آمد آمد	۳۸ تا ۳۹
۷۲	تخت آگیا	
۷۳	اللہ کا شکر	۴۰
۷۴	عقل کا امتحان	۴۱
۷۵	کفر کی وجہ	۴۲ تا ۴۳
۷۶	شبہ جاتا رہا	۴۴
۷۷	ثمود کے رسول	۴۵
۷۸	سمجھانا بے اثر ہوا	۴۶ تا ۴۷
۷۹	فسادی لوگ	۴۸ تا ۴۹
۸۰	منصوبہ دھرا رہ گیا	۵۰ تا ۵۱
۸۱	عبرت	۵۲

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۸۲	لوط علیہ السلام	۵۳ تا ۵۵
۸۳	جواب بن نہ پڑا	۵۶
۸۴	آخر تباہ ہوئے	۵۷ تا ۵۹
	پارہ اَمَّنْ خَلَقَ ۲۰	
۸۵	تین قصے	
۸۶	معبود کون ہے	۶۰
۸۷	معبود کی نشانیاں	۶۱
۸۸	ایک اور نشانی	۶۲
۸۹	ایک اور سوال	۶۳
۹۰	ایک اور خصوصیت	۶۴
۹۱	توحید کی اور دلیل	۶۵ تا ۶۶
۹۲	آخرت	۶۷ تا ۶۸
۹۳	گناہوں کی سزا	۶۹ تا ۷۱
۹۴	جلدی مت کرو	۷۲ تا ۷۴
۹۵	ہر چیز لکھی ہوئی ہے	۷۵ تا ۷۷
۹۶	سمجھدار ہی سمجھیں گے	۷۸ تا ۸۱
۹۷	قیامت کی علامت	۸۲
۹۸	منکروں کا حال	۸۳ تا ۸۴
۹۹	آخر سزا ملی	۸۵ تا ۸۶
۱۰۰	قیامت کا حال	۸۷ تا ۸۸
۱۰۱	جزا کی نوعیت	۸۹ تا ۹۱

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۰۲	آدمی ذمہ دار ہے	۹۲ تا ۹۳
۱۰۳	سورۃ النمل پر ایک نظر	
۱۰۴	خلاصہ سورۃ القصص	
۱۰۵	کمزوروں کی مدد	۱ تا ۴
۱۰۶	اللہ کا حکم	۵ تا ۶
۱۰۷	پرورش کا انتظام	۷ تا ۸
۱۰۸	پرورش ہوئی	۹ تا ۱۰
۱۰۹	ماں سے آملے	۱۱ تا ۱۳
۱۱۰	جوانی کا ایک واقعہ	۱۴
۱۱۱	ناگہانی حادثہ	۱۵ تا ۱۷
۱۱۲	عملی نتائج	
۱۱۳	پھر وہی واقعہ	۱۸
۱۱۴	بھاگنا پڑا	۱۹ تا ۲۰
۱۱۵	حضرت موسیٰؑ مدین میں	۲۱ تا ۲۲
۱۱۶	پہلا کام	۲۳ تا ۲۴
۱۱۷	حضرت شعیبؑ سے ملاقات	۲۵ تا ۲۶
۱۱۸	موسیٰؑ ملازم ہوگئے	۲۷ تا ۲۸
۱۱۹	مدین سے روانگی	۲۹
۱۲۰	نبوت ملی	۳۰ تا ۳۱
۱۲۱	دو معجزے	۳۲ تا ۳۳
۱۲۲	ہارونؑ مددگار ہوگئے	۳۴ تا ۳۵

نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۲	فرعون کے پاس	۳۶ تا ۳۷
۱۲	فرعون کا جواب	۳۸ تا ۳۹
۱۲	انجام کار	۴۰ تا ۴۲
۱۲	سوچنا ضرور ہے	
۱۲	رسالت حق ہے	۴۳ تا ۴۴
۱۲	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں	۴۵ تا ۴۶
۱۲۹	رسول کی ضرورت	۴۷
۱۳	کھلی دعوت	۴۸ تا ۴۹
۱۳	خواہشوں کے غلام	۵۰ تا ۵۲
۱۳۲	سمجھداروں کا رویہ	۵۳ تا ۵۴
۱۳۰	ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے	۵۵ تا ۵۶
۱۳۴	غلط بہانہ	۵۷ تا ۵۸
۱۳۵	اللہ کا قانون	۵۹ تا ۶۰
۱۳۶	قیامت حق ہے	۶۱ تا ۶۲
۱۳۷	جھوٹے معبود	۶۳ تا ۶۴
۱۳۸	ایک اور سوال	۶۵ تا ۶۷
۱۳۹	اللہ ایک ہے	۶۸ تا ۷۰
۱۴۰	اوروں کے عجز کی دلیل	۷۱ تا ۷۲
۱۴۱	دن رات اللہ ہی نے بنائے	۷۳ تا ۷۵
۱۴۲	دنیا پر مغرور نہ ہو	۷۶
۱۴۳	نازیبا حرکتیں	۷۷

نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۴۴	قارون کی نادانی	۷۸
۱۴۵	دنیا کے دلدادہ	۷۹ تا ۸۰
۱۴۶	عبرت ناک انجام	۸۱
۱۴۷	حقیقتِ حال	۸۲ تا ۸۳
۱۴۸	بدلہ ملنے کا قانون	۸۴
۱۴۹	دنیا کی بھی کامیابی	۸۵ تا ۸۶
۱۵۰	قرآن کا حق	۸۷ تا ۸۸
۱۵۱	سورۃ القصص پر ایک نظر	
۱۵۲	**سورۃ العنکبوت**	
۱۵۳	ایمان کی آزمائش	۱ تا ۳
۱۵۴	بروں کا حال	۴ تا ۶
۱۵۵	ایمان کی جزا	۷
۱۵۶	توحید کی اہمیت	۸ تا ۹
۱۵۷	ڈانواں ڈول	
۱۵۸	اللہ واقفِ اسرار ہے	۱۰ تا ۱۱
۱۵۹	اپنا ہی بوجھ بہت ہے	۱۲ تا ۱۳
۱۶۰	مسلمانوں کا طرزِ عمل	
۱۶۱	تاریخ کا سبق	۱۴ تا ۱۵
۱۶۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۶
۱۶۳	دینے والا اللہ ہے	۱۷
۱۶۴	دوبارہ پیدائش	۱۸ تا ۱۹

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۶۵	بیرونی دنیا	۲۰
۱۶۶	اللہ کا قانون	۲۱ تا ۲۲
۱۶۷	قوم کا جواب	۲۳ تا ۲۴
۱۶۸	پھر سمجھایا	۲۵
۱۶۹	ہجرت ابراہیمی	۲۶ تا ۲۷
۱۷۰	حضرت لوط علیہ السلام	۲۸
۱۷۱	غفلت کی انتہا	۲۹ تا ۳۰
۱۷۲	تباہی کا حکم	۳۱
۱۷۳	بے گناہ بچ جائیں گے	۳۲
۱۷۴	فرشتوں کی فہمائش	۳۳ تا ۳۵
۱۷۵	مدین والے	۳۶ تا ۳۷
۱۷۶	دوسرے گمراہ لوگ	۳۸
۱۷۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۳۹
۱۷۸	عذاب کی مختلف صورتیں	
۱۷۹	مشرکوں کی حقیقت	۴۰
۱۸۰	کافروں کی مثال	
۱۸۱	مکڑی کا گھر	۴۱ تا ۴۲
۱۸۲	مثال سے غرض	۴۳ تا ۴۴
	پارہ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ ۲۱	
۱۸۳	اللہ کا ذکر	۴۵
۱۸۴	بحث مباحثہ	۴۶
۱۸۵	قرآن بھی آسمانی کتاب ہے	۴۷ تا ۴۸
۱۸۶	قرآن کیا ہے؟	۴۹ تا ۵۰
۱۸۷	قرآن کافی معجزہ ہے	۵۱ تا ۵۲
۱۸۸	عذاب یقینی ہے	۵۳ تا ۵۵
۱۸۹	ترک وطن	۵۶ تا ۵۷
۱۹۰	اللہ رازق ہے	۵۸ تا ۶۱
۱۹۱	اللہ واقف کار ہے	۶۲ تا ۶۳
۱۹۲	دنیا اور آخرت	۶۴
۱۹۳	اللہ کی ناشکری	۶۵ تا ۶۶
۱۹۴	صریح ناشکری	۶۷
۱۹۵	کیے کا پھل	۶۸ تا ۶۹
۱۹۶	سورہ عنکبوت کیا سکھاتی ہے	
۱۹۷	سورۃ الروم	
۱۹۸	پختہ پیش گوئی	۱ تا ۴
۱۹۹	اللہ کی مدد	۵ تا ۷
۲۰۰	دنیا میں انجام	۸
۲۰۱	پہلوں کا حال	۹ تا ۱۰
۲۰۲	قیامت یقینی ہے	۱۱ تا ۱۳
۲۰۳	قیامت میں کیا ہوگا	۱۴ تا ۱۶
۲۰۴	اللہ کی عبادت (ا)	۱۷ تا ۱۹
۲۰۵	اللہ کی عبادت (ب)	
۲۰۶	اللہ کی پہچان	۲۰ تا ۲۱

نمبر شمارہ صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۲۰	اللہ کی پہچان (ب)	۲۲ تا ۲۳
۲۰	اللہ کی پہچان (ج)	۲۴ تا ۲۵
۲۰	اختیار اسی کا ہے	۲۶ تا ۲۷
۲۱	شرک نامعقول ہے	۲۸
۲۱۱	یک سوئی	۲۹
۲۱۲	انسان کی فطرت	۳۰ تا ۳۲
۲۱۳	کھلی نشانی	۳۳ تا ۳۴
۲۱۴	شرک کی کیا وجہ	۳۵ تا ۳۷
۲۱۵	قانون الٰہی	۳۸ تا ۳۹
۲۱۶	شرک نامعقول ہے	۴۰
۲۱۷	بُرے اعمال کا نتیجہ	۴۱ تا ۴۲
۲۱۸	کرنا کیا چاہیے	۴۳ تا ۴۵
۲۱۹	خوش گوار ہوائیں	۴۶ تا ۴۷
۲۲۰	بارانِ رحمت	۴۸ تا ۴۹
۲۲۱	انسان کی بے صبری	۵۰ تا ۵۱
۲۲۲	مردہ دل کیا سنیں گے	۵۲ تا ۵۳
۲۲۳	واقعی صورتِ حال	۵۴ تا ۵۵
۲۲۴	صحیح نتیجہ	۵۶ تا ۵۷
۲۲۵	پوری بات واضح ہوگئی	۵۸ تا ۶۰
۲۲۶	سورۃ الروم پر ایک نظر	
۲۲۷	سُورۃ لقمان	

نمبر شمارہ صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۲۲۸	قرآن ہدایت ہے	۱ تا ۵
۲۲۹	بے کار بات نہیں (ا)	۶ تا ۷
۲۳۰	بے کار بات نہیں (ب)	
۲۳۱	انعام و اکرام	۸ تا ۹
۲۳۲	قدرت کی نشانیاں	۱۰ تا ۱۱
۲۳۳	حضرت لقمانؑ	۱۲ تا ۱۳
۲۳۴	ماں باپ کا حق	۱۴ تا ۱۵
۲۳۵	اللہ ہر جگہ موجود ہے	۱۶
۲۳۶	اچھی باتیں	۱۷ تا ۱۹
۲۳۷	اللہ کو مانو	۲۰
۲۳۸	نامعقول بہانہ	۲۱ تا ۲۲
۲۳۹	کفر کا غم نہ کریں	۲۳ تا ۲۴
۲۴۰	اللہ کی خوبیاں بے شمار ہیں	۲۵ تا ۲۷
۲۴۱	اللہ کی قدرت	۲۸ تا ۳۰
۲۴۲	اور نشانیاں	۳۱ تا ۳۲
۲۴۳	قیمتی نصیحت	۳۳
۲۴۴	انسان نادان ہے	۳۴
۲۴۵	سورت لقمان پر نظر	
۲۴۶	سورۃ السجدہ	
۲۴۷	قرآن اللہ کا پیغام ہے	۱ تا ۳
۲۴۸	اللہ کا تصور	۴

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۲۴۹	اللہ کی تدبیر	۵ تا ۶
۲۵۰	انسان کی پیدائش	۷ تا ۹
۲۵۱	مر کر جینا	۱۰ تا ۱۱
۲۵۲	قیامت میں آنکھیں کھلیں گی	۱۲ تا ۱۳
۲۵۳	پاداشِ عمل	۱۴ تا ۱۵
۲۵۴	ایمان والے	۱۶ تا ۱۷
۲۵۵	مومن اور فاسق	۱۸ تا ۱۹
۲۵۶	دنیا کا عذاب	۲۰ تا ۲۲
۲۵۷	مقررہ دستور	۲۳ تا ۲۴
۲۵۸	فیصلہ کا دن	۲۵ تا ۲۶
۲۵۹	کام کا ایمان	۲۷ تا ۳۰
۲۶۰	سورۃ السجدہ پر ایک نظر	
۲۶۱	سورۃ الاحزاب	
۲۶۲	ہدایات	۱ تا ۳
۲۶۳	حقیقت حال	۴
۲۶۴	اصلی بات	۵
۲۶۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ	۶
۲۶۶	نبیوں سے پختہ عہد	۷ تا ۸
۲۶۷	اللہ کی مدد	۹
۲۶۸	سخت آفت	۱۰ تا ۱۲
۲۶۹	بھاگنے کا ارادہ	۱۳

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۲۷۰	دل کا کھوٹ	۱۴ تا ۱۵
۲۷۱	اسلامی طرز عمل	۱۶ تا ۱۷
۲۷۲	منافق خطرے کے وقت	۱۸
۲۷۳	منافق خطرے کے بعد	۱۹
۲۷۴	مسلمانوں کے لیے نمونہ	۲۰ تا ۲۱
۲۷۵	مومنوں نے کیا کیا	۲۲
۲۷۶	تیار ہو گئے	۲۳ تا ۲۴
۲۷۷	کافروں کا انجام	۲۵
۲۷۸	اللہ کی تدبیر	۲۶ تا ۲۷
۲۷۹	گھریلو زندگی (الف)	۲۸
۲۸۰	گھریلو زندگی (ب)	۲۹ تا ۳۰
	پارہ وَمَنْ یَّقْنُتْ ۲۲	
۲۸۱	آداب کلام	۳۱
۲۸۲	فحش کی روک تھام	۳۲
۲۸۳	احکام کا مقصد	۳۳ تا ۳۴
۲۸۴	مرد اور عورت کی برابری (الف)	
۲۸۵	مرد اور عورت کی برابری (ب)	۳۵
۲۸۶	فضول رسم مٹ کر رہے گی (الف)	۳۶
۲۸۷	فضول رسم مٹ کر رہے گی (ب)	
۲۸۸	اللہ کا حکم اٹل ہے	۳۷
۲۸۹	نبی اللہ کے تابع فرمان ہیں	۳۸

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۲	رسولوں کی نشان (الف)	۳۹ تا ۴۰
۲	رسولوں کی نشان (ب)	
۲	اللہ کی یاد	۴۱ تا ۴۳
۲	نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نشان	۴۴ تا ۴۶
۲	ایمان والوں کو بشارت	۴۷ تا ۴۸
۲	غیر مدخولہ کی طلاق	۴۹
۲	نبی کے لیے احکام	
۲۹	خاص رعایتیں	
۲۹	مزید رعایت	۵۰
۲۹	جھگڑوں کی روک تھام	۵۱
۳۰	ازواجِ مطہرات	۵۲
۳۰	دعوتِ طعام	
۳۰	آزادی میں خلل	
۳۰۱	نبی کا احترام	۵۳ تا ۵۴
۳۰۴	پردہ کے مزید احکام	۵۵
۳۰۵	درود وسلام	۵۶
۳۰۶	ایذا رسانی	۵۷ تا ۵۸
۳۰۷	بہانہ خوروں کا علاج	۵۹
۳۰۸	بدمعاشوں کو جھڑکی	۶۰ تا ۶۱
۳۰۹	قاعدہ یہی ہے	۶۲ تا ۶۳
۳۱۰	کافروں کا انجام	۶۴ تا ۶۶
۳۱۱	رہنماؤں کا حشر	۶۷ تا ۶۸
۳۱۲	بیش بہا نصیحتیں	۶۹ تا ۷۰
۳۱۳	بڑی کامیابی	۷۱
۳۱۴	امانت کا ذمہ	۷۲ تا ۷۳
۳۱۵	سورۃ الاحزاب پر ایک نظر	
۳۱۶	**سورۃ السبا**	
۳۱۷	اللہ کی صفت وثنا	۱
۳۱۸	اللہ کی صفت	۲
۳۱۹	اللہ کا علم	۳
۳۲۰	قیامت کی وجہ	۴ تا ۶
۳۲۱	قیامت کی ہنسی	۷
۳۲۲	قرآن کا جواب	۸
۳۲۳	خوف کا مقام	۹
۳۲۴	قدرت کی نشانیاں	۱۰ تا ۱۱
۳۲۵	مزید نشانیاں	۱۲
۳۲۶	جنوں کا کام	۱۳
۳۲۷	اللہ کا احسان	
۳۲۸	حضرت سلیمانؑ کی وفات	۱۴
۳۲۹	سبا کا حال	۱۵
۳۳۰	کفر کا وبال	۱۶ تا ۱۷
۳۳۱	ایک اور حماقت	۱۸

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۳۳۲	اپنے آپ پر ظلم	۱۹
۳۳۳	شیطان کا جال	۲۰ تا ۲۱
۳۳۴	مشرکوں کو تنبیہ	۲۲
۳۳۵	شفاعت اور سفارش	۲۳
۳۳۶	سیدھی بات	۲۴ تا ۲۵
۳۳۷	فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے	۲۶ تا ۲۷
۳۳۸	سارے لوگوں کے رسول	۲۸ تا ۳۰
۳۳۹	قیامت کا منظر	
۳۴۰	آپس میں نوک جھونک	۳۱ تا ۳۲
۳۴۱	کمزوروں کا جواب	۳۳
۳۴۲	مالداروں کی خرمستیاں	۳۴ تا ۳۶
۳۴۳	مال اور اولاد کی حقیقت	۳۷
۳۴۴	فلسفۂ رزق	۳۸ تا ۳۹
۳۴۵	غیر اللہ کی پرستش	۴۰ تا ۴۱
۳۴۶	مشرکوں کی بے بسی	۴۲
۳۴۷	بری عادت کیسے چھوٹے	۴۳
۳۴۸	اکڑنا بے بنیاد ہے	۴۴ تا ۴۵
۳۴۹	سوچ سے کام لو	۴۶
۳۵۰	معاوضہ مطلوب نہیں	۴۷ تا ۴۸
۳۵۱	ذمہ داری کا احساس	۴۹ تا ۵۰
۳۵۲	محشر کا منظر	۵۱ تا ۵۲

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۳۵۳	کفر کا نتیجہ	۵۳ تا
۳۵۴	سورت سبا پر ایک نظر	
۳۵۵	سورۂ فاطر	
۳۵۶	اللہ سب کا خالق ہے	۱
۳۵۷	اختیار اللہ ہی کو ہے	۲
۳۵۸	رزق کون دیتا ہے	۳ تا ۴
۳۵۹	دنیا اور شیطان	۵
۳۶۰	شیطان کا مقصد	۶ تا ۷
۳۶۱	برے اور بھلے لوگ	۸
۳۶۲	اللہ کی قدرت	۹
۳۶۳	عزت کیسے ملتی ہے	۱۰
۳۶۴	قدرت کا ظہور	۱۱
۳۶۵	ظہور قدرت	۱۲
۳۶۶	تدبیر عالم	۱۳
۳۶۷	جھوٹے معبود	۱۴
۳۶۸	اظہار حقیقت	۱۵ تا ۱۷
۳۶۹	ذمہ داری	
۳۷۰	اچھے برے میں فرق	۱۸ تا ۲۱
۳۷۱	مردے کیا سنیں گے	۲۲ تا ۲۴
۳۷۲	گمراہی کا نتیجہ	۲۵ تا ۲۶
۳۷۳	اللہ کو پہچانو	۲۷

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۳	انسان اور جانور	۲۸
۳	فرماں برداروں کا حال	۲۹ تا ۳۰
۳	قرآن ہی حق ہے	۳۱
۳۷	افرادِ اُمت میں فرق	۳۲ تا ۳۳
۳۷	جنّتیوں کی شکر گذاری	۳۴ تا ۳۵
۳	کافروں کا حشر	۳۶
۳	دوزخیوں کی فریاد	۳۷
۳۸	حقیقت حال	۳۸
۳۸	کفر کا نتیجہ	۳۹
۳۸	اللہ کے سوا ٹھکانا نہیں	
۳۸	شرک کی سند کیا ہے؟	۴۰
۳۸	اللہ کی قدرت	۴۱
۳۸	کم ہمتی	
۳۸	بُری عادت رنگ لائی	۴۲
۳۸	بُری عادت کا اثر	
۳۸۹	قانونِ فطرت اٹل ہے	۴۳
۳۹	دیکھ کر سبق سیکھو	
۳۹۱	گرفت سے بچنا ناممکن ہے	۴۴
۳۹۲	بیش بہا نصیحت	
۳۹۳	دُنیا میں مہلت	۴۵
۳۹۴	سورت فاطر پر ایک نظر	

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۳۹۵	**سورۂ یٰسٓ**	
۳۹۶	قرآن برحق ہے	۱ تا ۴
۳۹۷	قرآن کس نے اتارا	۵ تا ۶
۳۹۸	بدنصیب لوگ	۷ تا ۸
۳۹۹	ایمان سے محروم	۹ تا ۱۰
۴۰۰	ڈرنے والے	۱۱
۴۰۱	ہر عمل محفوظ ہے	۱۲
۴۰۲	سرکشوں کا رویّہ	۱۳
۴۰۳	رسولوں کو جھٹلانے والے	۱۴ تا ۱۵
۴۰۴	حق کا جھگڑا	۱۶ تا ۱۷
۴۰۵	دھمکی	۱۸
۴۰۶	فہمائش (ا)	۱۹ تا ۲۱
	پارہ وَمَالِیَ	
۴۰۷	فہمائش (ب)	۲۲ تا ۲۴
۴۰۸	نصیحت کا صلہ	۲۵ تا ۲۷
۴۰۹	سرکشوں کی سزا	۲۸ تا ۲۹
۴۱۰	انسان کی گستاخی	۳۰ تا ۳۲
۴۱۱	اللہ کی نعمتیں	۳۳ تا ۳۵
۴۱۲	اللہ کی قدرت	۳۶ تا ۳۸
۴۱۳	قدرت کی اور نشانیاں	۳۹ تا ۴۰
۴۱۴	ایک اور نشانی	۴۱ تا ۴۲

نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۴۱۵	انسان کی غفلت	۴۴ تا ۴۶	۴۲۵	یہ خیالی باتیں نہیں	۶۹ تا
۴۱۶	ٹال مٹول	۴۷	۴۲۶	انعامات الٰہیہ	۷۱ تا
۴۱۷	قیامت کا ظہور	۴۸ تا ۵۰	۴۲۷	اُلٹی چال	۷۳ تا
۴۱۸	مرکر پھر جینا	۵۱ تا ۵۲	۴۲۸	خیال خام	۷۵
۴۱۹	حقیقت حال	۵۳ تا ۵۴	۴۲۹	انسان کی حقیقت	۷۶ تا
۴۲۰	نیکوں کا انجام	۵۵ تا ۵۸	۴۳۰	انسان کی گستاخی	۷۸
۴۲۱	اللہ کا حکم	۵۹ تا ۶۱	۴۳۱	دوبارہ پیدائش	۷۹
۴۲۲	کفر کا بدلہ	۶۲ تا ۶۴	۴۳۲	قدرت کے کرشمے	۸۰
۴۲۳	منہ پہ مہر	۶۵ تا ۶۶	۴۳۳	پیدائش کی کیفیت	۸۱ تا
۴۲۴	تندرستی بڑی نعمت ہے	۶۷ تا ۶۸	۴۳۴	سورۂ یٰس کیا سکھاتی ہے	

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قُرآن مجید کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے سُورۃ نمبر، آیت نمبر، پارہ نمبر اور متن میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

میں نے اس پانچویں منزل درس قرآن کے متن کو حرفاً حرفاً پڑھا
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اب اس کے متن میں کوئی غلطی نہیں ہے

قاری محمد اقبال
مدرس شعبۂ تجوید
مدرسہ تجوید القرآن کوچہ کندی گراں
لاہور

محمد منشا خان
چاہ میراں لاہور
مولوی محمد رمضان

سُوْرۃُ الشعراء کا خلاصہ

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن کی چھبیسویں سورت ہے اور مکّہ کے قیام کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔ سوا آخری چار آیات کے جو مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اس سورت میں شاعروں اور پیغمبروں میں فرق بتایا گیا ہے۔ مکّہ کے کفّار آپ کو نبی ماننے کے لیے تیار نہ تھے لیکن قرآن مجید کی عبارت سن کر ششدر رہ جاتے تھے۔ اور کچھ نہ بن پڑتا تو کہتے تھے کہ یہ شاعر ہے۔ شاعر ان کے ہاں زبان کی فصاحت و بلاغت میں سب سے اونچے درجے کا شخص مانا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ شاعر کو اس کے اشعار کوئی جنّ سکھاتا ہے جسے وہ آدمی سے اونچے درجہ کی مخلوق مانتے تھے۔

قرآن مجید کی فصاحت بلاغت دیکھ کر بھی بس وہ یہیں تک پہنچ سکے کہ اسے بھی کوئی جنّ سکھاتا ہے۔ اس سے آگے ان کی پرواز نہ تھی۔ ان کے اس دعویٰ کی قرآن مجید میں جابجا تردید کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ نہ انسان ایسی کتاب بنا سکتا ہے اور نہ جنوں کی مجال ہے کہ وہ بنا سکیں۔ ساری کتاب کیا اس میں سے کوئی اس کی ایک آیت کے برابر بھی بنا کر پیش نہیں کر سکتا۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ رسالت اور وحی کے اصلی معنی میں قائل ہی نہ تھے۔ اور نہ اس پیغام کو جو اللہ کے رسولوں نے انسان کو پہنچایا کچھ اہمیت دیتے تھے۔ اس سورت میں نہایت شاندار اور پُر رعب انداز سے انہیں بہت سی پچھلی امتوں کا حال بتا کر سمجھایا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس اللہ کا رسول آیا اور اس نے اللہ کا پیغام اپنے وقت میں اپنی امت کو پہنچایا لیکن بدقسمتی سے انہوں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اس لیے وہ گوناگوں مصیبتوں میں مبتلا ہو کر تباہ ہوئے۔ اس سے اللہ کے پیغام کی پوری اہمیت انسان کے دل میں پورے طور پر بٹھانی مقصود ہے۔ اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ بنیادی طور پر ہر پیغمبر کا پیغام ایک ہے۔ وقت اور زمانہ کے لحاظ سے صرف جزوی طور پر تھوڑا سا فرق ہونا لازمی ہے۔ لیکن اصول شروع سے آخر تک جو تھے وہی رہے۔ مکّہ کے مشرکوں کو خاص طور پر متنبہ کیا گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسولوں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے جسے انہیں دے کر اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس میں ان تمام پیغمبروں کی تمام کتابوں اور صحیفوں کا نچوڑ ہے جو اس سے پہلے آئے تھے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس لیے کہ عرب کے لوگوں کو سب سے پہلے سمجھانا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو سمجھ کر اور ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر عمل کرنا سیکھ کر دنیا کو سمجھائیں اور سکھائیں اور قرآن کا عملی نمونہ بن کر دکھائیں۔ پھر بتایا گیا ہے کہ شاعر اور نبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس فرق کو سمجھ کر نافرمانی کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاءِ مَکِّیَّۃٌ ۲۶

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاءِ

اٰیَاتُھَا ۲۲۷
رکوعاتھا ۱۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾
طاسین میم یہ آیتیں ہیں کتاب واضح کی
لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا
شاید تو ہلاک کرنے والا ہے اپنی جان کو اس پر کہ نہیں ہوتے وہ
مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ
ایمان لانے والے اگر ہم چاہیں تو اتاریں ان پر
مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ
آسمان سے ایک نشانی پس ہو جائیں ان کی گردنیں
لَھَا خٰضِعِیْنَ ﴿۴﴾
اس کے آگے جھکنے والی

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾
طٰسٓمّٓ یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی
لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا
شاید تو اس بات پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو
مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ
ہلاک کر ڈالے اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر
مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ
ایک کھلی نشانی اتاریں پھر ان کی گردنیں اس کے
لَھَا خٰضِعِیْنَ ﴿۴﴾
آگے نیچی رہ جائیں

بَاخِعٌ (مار ڈالنے والا) اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ خ ع سے بَخْعٌ کے معنی ہلاک کر دینا۔ اس کے لیے دوسرا لفظ قتل ہے۔ خٰضِعِیْنَ (جھکنے والے) خَاضِعٌ کی جمع ہے جو خ ض ع سے بنا ہے۔ خضوع کے معنی ہیں عاجزی کے ساتھ جھکنا۔ خَاضِعٌ (عاجزی سے جھکنے والا آدمی) اَعْنَاقٌ (گردنیں) عُنُقٌ کی جمع ہے جو گردن کو کہتے ہیں۔ گردن کا جھکنا سارے آدمی کے جھکنے کی نشانی ہے اس لیے بجائے خَاضِعَۃٌ کے خَاضِعِیْنَ کہا گیا۔ اس کے علاوہ عُنُقٌ کے معنی اونچے اور مرتبہ والے لوگوں کے بھی ہیں۔ اس وقت ترجمہ یہ ہوگا کہ بڑے بڑے اونچے درجہ کے لوگ اس کے آگے اوندھے گر پڑیں۔

ارشاد ہے کہ یہ آیتیں جو تمہیں پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں ان میں تمہاری دائمی زندگی کا راز مضمر ہے یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو پاک صاف زندگی حاصل کرنے کا طریقہ نہایت شستہ اور صاف الفاظ اور واضح اور روشن عبارات میں انسان کو سمجھاتی ہیں اور جس کے بتائے ہوئے طریقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عملی طور پر ہمیشہ کے لیے جاری کرنے والے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ اگر یہ قرآن حکیم کی بات نہ مانیں اور اس کی بنا پر تمہارے قائم کیے ہوئے طریقے کو نہ مانیں تو کیا ان بدبختوں کے غم میں تم اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے اس قدر ان بے وقوفوں کے لیے مت کڑھو۔ اگر ہمیں منظور ہوتا تو ایک ایسی نشانی آسمان سے اتارتے کہ ان سب کی گردنیں اس کے آگے عاجزی کے ساتھ جھک جاتیں۔ لیکن نہیں ہمیں تو ان کی قوت اختیار کی آزمائش منظور ہے۔

انسان کا رویہ

وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ
اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی فہمایش رحمٰن کی طرف سے
مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾
نئی مگر ہو جاتے ہیں اس سے روگردان
فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا
پس تحقیق جھٹلا چکے ہیں وہ پس عنقریب ان کے پاس آئیں گی خبریں اس کی کہ
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾
تھے یہ جس سے ٹھٹھا کرتے

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ
اور کوئی نئی نصیحت رحمٰن سے ان کے پاس نہیں پہنچتی
مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾
جس سے یہ منہ نہیں موڑتے
فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا
سو یہ تو جھٹلا چکے اب ان پر اس بات کی حقیقت آگے
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾
کھلے گی جس پر یہ ٹھٹھے کرتے تھے

اَنْۢبٰٓؤُا: نَبَاٌ کی جمع ہے۔ ن۔ ب۔ ء سے بنا ہے۔ نَبَاٌ کے معنی خبر، عظیم الشان واقعہ۔ یہاں اس سے قرآن کی آیتوں کی ہنسی اڑانے کا بُرا نتیجہ مُراد ہے۔ یعنی عنقریب انہیں دنیا ہی میں ذلت اور رسوائی نصیب ہو گی اور آخرت میں تو جو ہو گا وہ ہو گا۔

ارشاد ہے کہ اے رسول تم ان کے غم میں اپنے آپ کو مت گھلاؤ۔ ان کا تو ہم امتحان لے رہے ہیں۔ ورنہ ابھی سب کو ایک دم میں کان پکڑ کر سیدھا کر دیا ہوتا انہیں کوئی ایسا ہولناک آسمانی منظر دکھا دیا ہوتا کہ سب کی گردنیں بے بس ہو کر جھک جاتیں۔ لیکن نہیں ہم انہیں زبردستی منوانا نہیں چاہتے۔ البتہ ایسی نشانیاں وقتاً فوقتاً ضرور بھیجتے رہتے ہیں جنہیں یہ اپنی عقل سے پہچان سکیں۔ اب ان میں جو عقلمند ہیں۔ وہ ضرور ان نشانیوں کو پہچان کر ایمان لے آئیں گے۔ یہ نشانیاں اللہ کے رسول اور اللہ کی کتابیں اور اس کے مناظرِ قدرت ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ عقل سے کام نہیں لیتے اور ان نشانیوں کو سرسری طور پر دیکھ کر ٹال جاتے ہیں اور فقط ٹالتے ہی نہیں بلکہ ہماری آیتوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں اور ان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ تم ان کے غم میں جان گھلا دو۔ نہیں تم اپنا پیغام پہنچاتے جاؤ اور ان کے غم میں اپنی جان نہ گنواؤ۔ ان پر تو ان آیتوں کی جن کی یہ ہنسی اڑا رہے ہیں عنقریب حقیقت واضح ہونے والی ہے۔ چنانچہ پہلی ہی لڑائی میں یہ سارے سورما مارے گئے اور باقی ماندہ ذلیل و خوار ہوئے۔ آخرت میں جو بُری گت بنے گی سو الگ۔

اللہ کی نشانیاں

اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
کیا نہیں دیکھا انھوں نے زمین کی طرف کس قدر اُگائیں ہم نے اس میں
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
ہر قسم کی چیزیں عمدہ تحقیق اس کے اندر
لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَ
البتہ نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان میں سے ایمان والے اور
اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ ع
تحقیق تیرا رب البتہ وہ زبردست ہے رحم والا

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس میں ہر قسم کی
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
عمدہ چیزیں اُگائی ہیں اس میں البتہ
لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَ
نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں ماننے والے نہیں اور
اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ ع
تیرا رب البتہ زبردست اور رحم والا ہے

دُنیا میں انسان کا عموماً طرزِ عمل بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دی جا رہی ہے کہ یہ عرب لوگ اپنی عقل سے جیسا چاہیے کام نہیں لیتے۔ ورنہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا میں ان کے گردو پیش کے حالات اور پھر قرآن مجید کی حقیقت نما آیتیں اُن کی آنکھیں نہ کھول سکیں ان کے کانوں پر اثر نہ کریں اور ان کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کریں۔ اس آیت سے شروع کر کے دُور تک اللہ عزوجل کی ان نشانیوں کا مسلسل بیان کیا جائے گا اور ہر نشانی کے بیان کے بعد ان دو آیتوں کو برابر دُہرا دیا جائے گا جن میں ان کی ہٹ دھرمی پر ملامت اور اللہ عزوجل کی قوتِ انتقام اور رحم دونوں کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے۔ پہلی نشانی تو اس زمین کی صورتِ حالات سے ہویدا ہے۔

ارشاد ہے کہ ان میں اس قدر ڈھٹائی آخر کیوں آگئی کہ یہ آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے بنتے ہیں۔ کیا انہیں سجھائی نہیں دیتا کہ اس زمین کے اندر سے خوبصورت، خوشنما، لذیذ اور کار آمد پھل، پھول، میوے، ترکاریاں، غلّہ اور دیگر مختلف قسموں کے نباتات پیدا ہوتے ہیں۔ بظاہر اس زمین میں سوا مٹی اور پتّھر کے کچھ نہیں۔ لیکن وقت آنے پر ایسی رنگ برنگ کی چیزیں اس میں سے نکل پڑتی ہیں جو جمادات، نباتات اور حیوانات تینوں قسم کی کائنات میں اپنی نظیر آپ ہی ہوتی ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ دیکھتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے اور اس میں بڑی قوّت ہے اور وہی سب سے بڑا مہربان ہے۔

پچھلے زمانہ کے حالات

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ
اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جا
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا
اس قوم ظالم قوم فرعون کے پاس کیا
يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ
نہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا۔ بولا اے میرے رب تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ
يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ
مجھے جھٹلا کہیں اور تنگ ہو جاتے میرا سینہ اور نہ چلے
لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿١٣﴾
میری زبان پس رسالت بھیج ہارون کی طرف

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ
اور جب تیرے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ جا
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا
اس گنہگار قوم کے پاس جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ
يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ
مجھ سے ڈرتے نہیں بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ
يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ
مجھے جھٹلائیں گے اور میرا جی رک جاتا ہے اور میری زبان
لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿١٣﴾
نہیں چلتی سو ہارون کو پیغام دے

يَتَّقُوْنَ اور يُكَذِّبُوْنَ اصل میں يَتَّقُوْنِيْ اور يُكَذِّبُوْنِيْ ہے وقف کی وجہ سے دونوں کے آخر کی یا گر گئی۔ جس کے معنی مجھ سے اور مجھے کے ہیں۔ پہلی علامت جس سے اللہ کی قدرت پہچانی جا سکتی ہے۔ زمین سے انواع و اقسام کی چیزوں کا پیدا ہونا اور انسان کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہونا ہے۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب پہلی قوموں کے حالات سنائے جاتے ہیں تاکہ انسان ان حالات سے عبرت حاصل کرے اور اللہ کے رسولوں اور کتابوں کو سرسری چیز سمجھ کر نظر انداز نہ کر دے۔ ان کی اہمیت کو سمجھے اور ان سے اللہ کی قوت کا اور اس کی رحمت کا کچھ اندازہ کرے۔ ارشاد ہے کہ اس زمانے کو یاد کرو جب اللہ عزوجل نے اپنی رحمت سے حضرت موسیٰؑ کو اپنا پیغمبر بنایا اور کوہ طور پر بلا کر ان کو براہ راست حکم دیا کہ یہ میرا پیغام لے کر ایک سرکش قوم کے پاس جاؤ۔ جو فرعون کی قوم کہلاتی ہے ان کی عجیب حالت ہے۔ وہ سرکشی میں بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں انہیں میرا خوف نہیں رہا اور میرے غضب سے نہیں ڈرتے بڑا تعجب ہے۔ اللہ کا فرمان سن کر حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے رب میں بسر و چشم آپ کا فرمان بجا لانے کو حاضر ہوں لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے چھوٹتے ہی جھوٹا کہہ دیں گے اور میرا کوئی ساتھی اور حمایتی میرے ساتھ نہ ہوگا ایسا نہ ہو کہ اس سے مجھے ایسا صدمہ پہنچے کہ میرا دم گھٹنے لگے اور زبان نہ چل سکے اس لیے میری مدد کے لیے میرے بھائی ہارون کو بھی پیغمبر بنا کر میرے ساتھ کر دیجیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٤﴾

اور ان کا مجھ پر ایک گناہ ہے پس میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ

فرمایا ہرگز نہیں پس جاؤ دونوں ہماری نشانیوں کے ساتھ تحقیق ہم تمہارے ساتھ

مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ

سننے والے ہیں پس جاؤ تم فرعون کے پاس پس کہو

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ اَنْ اَرْسِلْ

تحقیق ہم پیغام بر ہیں پروردگار عالم کے کہ بھیج دے

مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٧﴾

ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٤﴾

اور انکا مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ ہے سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ

فرمایا کبھی نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے

مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ

ساتھ سنتے ہیں سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو کہ

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ اَنْ اَرْسِلْ

ہم پروردگار عالم کے پیغام لائے ہیں یہ کہ ہمارے ساتھ

مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٧﴾

بنی اسرائیل کو بھیج دے

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (یہ کہ مجھے مار ڈالیں) اصل میں يَّقْتُلُوْنَنِيْ ہے۔ اَنْ کی وجہ سے نون اور وقف کی وجہ سے یا متکلم دونوں گر گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کر رہے ہیں کہ میرے ہاتھ سے بلا ارادہ ان کا ایک آدمی بھی مارا گیا ہے خوف ہے کہ اس کے عوض مجھے قتل ہی نہ کر ڈالیں اور آپ کا پیغام پہنچانے کی نوبت ہی نہ آئے۔ جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ان کی کیا مجال ہے۔ جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس اور اس سے کہو کہ ہم دونوں ان سارے جہانوں کے پروردگار کے پیغامبر ہیں۔ پھر جھگڑے تو ہماری عطا کی ہوئی نشانیاں اسے دکھاؤ اور فقط نشانیوں پر ہی اکتفا نہیں ہم تم دونوں کے ہر وقت ساتھ ہیں اور تمہارے اور فرعون کے درمیان جو باتیں ہوں گی انہیں سُن رہے ہوں گے۔ اس سے کہو کہ بنی اسرائیل پر تو نے جو ظلم وستم توڑ رکھے ہیں وہ انسانیت کے بالکل خلاف ہیں انہیں میرے ساتھ بھیج دے تاکہ انہیں میں آزادی کے ساتھ ان کے دیس میں لے جا کر بساؤں۔

پہلے آچکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے وہ خود اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد ملک شام میں بستے چلے آرہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں مصر میں لاکر بسایا اس کے بعد فرعون نے انہیں غلام بنالیا اور ناگفتہ بہ زیادتیاں ان پر کیں اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پنجے سے انہیں چھڑانے آئے ہیں:

فرعون سے گفتگو

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

بولا کیا نہیں پالا ہم نے تجھے اپنے اندر بچہ سا اور ٹھہرا رہا تو

فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ

ہم میں اپنی عمر میں سے برسوں اور کیا تو نے

فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾

اپنا وہ کام جو تو نے کیا اور تو ناشکروں میں سے ہے

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٢٠﴾

کہا کیا میں نے وہ کام جب کیا اور میں چوکنے والوں میں تھا

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

بولا کیا ہم نے تجھے اپنے ہاں لڑکا سا نہیں پالا اور تو نے

فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ

ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال ٹھہر کر گذارے اور کر گیا تو

فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾

اپنا وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ناشکرا ہے

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٢٠﴾

کہا میں نے جو کچھ کیا اس وقت کیا جب میں چوکنے والا تھا

وَلِيْدًا: بچہ۔ صفت کا صیغہ ہے و۔ل۔د سے۔ ولد کے معنی جننا۔ یہ فعیل بمعنی مفعول ہے جیسے جریح بمعنی مجروح۔ عربی میں بچے کو ولید اور بچی کو ولیدہ کہتے ہیں۔ ان کے لیے دوسرے الفاظ صَبِیّ اور صَبِيَّةٌ ہیں۔

اِذًا (جب کیا) اِذ کے معنی جب کے ہیں مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کی جگہ اس پر تنوین منصوب آجاتی ہے۔ کَافِرِیْنَ (ناشکر گذار) کافر کی جمع ہے جو کفر سے اسم فاعل ہے۔ کفر کے اصل معنی ناشکر گذاری کے ہیں۔ اسی معنی میں یہاں مستعمل ہے کیوں کہ فرعون اللہ کا قائل نہ تھا۔

ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر فرعون کے پاس پہنچے۔ یہ پیغام انہیں وادیٔ ایمن میں مدین سے واپس آتے وقت ملا تھا اس کا ذکر پہلے سورۂ طٰہٰ میں آچکا ہے اور آگے بھی آئے گا۔ مصر میں پہنچ کر اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیا اور فرعون کے پاس پہنچے اور اللہ عزوجل کا پیغام اسے سنایا۔ فرعون نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے گھر میں پلے تھے اور بولا تو وہی نہیں جسے ہم نے بچہ سا اپنے گھر میں پالا تو نے تو اپنے بچپن کی عمر سالہا سال تک ہمیں میں گذاری ہے پھر تو نے ایک ایسا کام کیا جو نہ کرنا چاہیئے تھا۔ یعنی ہمارے ایک آدمی کو مار کر بھاگ گیا۔ تیرا نام تو ناشکر گذاروں میں ہے۔ کیونکہ تو نے ہمیں ہمارے احسان کا بدلہ یہ دیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا بے شک میرے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا۔ لیکن یہ کام تو نادانستگی میں ہوا۔ میں نے تو اسے ٹھیک کرنے کے لیے ایک مکا مارا تھا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکے میں اس کا دم ہی نکل جائے گا۔ اس میں شکر اور ناشکری کا کیا سوال ہے انسان سے بھول چوک میں جانے کیا کیا ہو جاتا ہے۔ شاید مکا مارنا مناسب نہ تھا۔ لیکن میں نے غلطی سے یہ سمجھ کر اس کے بے جا کام کی برائی اس کی سمجھ میں اس طرح اچھی آجائے گی۔ ایسا کیا اور میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔

موسیٰ کا جواب

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ
پس بھاگ گیا میں تم میں سے جب ڈرا میں تم سے پس عطا کی مجھے
رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾
میرے رب نے دانشمندی اور کیا مجھ کو رسولوں میں سے

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ
پھر میں تم سے ڈر کر تمہارے پاس سے بھاگ گیا پھر میرے رب نے
رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾
مجھے حکم عطا کیا اور مجھ کو پیغام پہنچانے والا مقرر کیا

حُكْمُ: (قوت فیصلہ) انسان میں فیصلہ کی قوت جب ظاہر ہوتی ہے۔ جب اسے معاملہ فہمی اور حقیقت شناسی کا ملکہ حاصل ہو جائے۔ اس لیے حکم سے مراد حقیقت سے آگاہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے فرما رہے ہیں کہ تیرے ظلم و ستم سے جو تو نے بنی اسرائیل پر توڑ رکھا تھا میں اچھی طرح واقف تھا میں جانتا تھا کہ تو اپنے زور میں مبہوت ہے اور اس معاملہ کی اچھی طرح چھان بین کر کے میرا عذر قبول نہ کرے گا۔ اور اندھا دھند فیصلہ صادر کر کے مجھے قتل کرا دے گا۔ اس لیے میں تم لوگوں سے ڈر کر یہاں سے بھاگ گیا۔

اس کے بعد کے واقعات کی تفصیل جو مصر سے بھاگ جانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اس جگہ نہیں دی گئی ہے یہ آگے سورۃ القصص میں آئے گی اور کچھ سورہ طٰہٰ میں گذری کہ مصر سے بھاگ کر جب آپ مدین پہنچے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں ملازم ہوئے اور انہوں نے اپنی صاحب زادی کی شادی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر دی۔ دس سال ان کی ملازمت میں پورے کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوتے راستے میں وادی ایمن سے گذر رہے تھے کہ سامنے پہاڑ پر ایک روشنی دیکھی اور آگ لینے وہاں گئے اور بجائے آگ کے پیغمبری مل گئی۔ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا سلسلہ جو اس آیت میں مذکور ہے۔ پھر جاری ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں سے بھاگ جانے کے کچھ دن بعد اللہ عز وجل رب العلمین نے مجھے دانش مندی اور حکمت عطا فرمائی اور اپنے رسولوں کے سلسلے میں جو دنیا کے اندر اس کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچانے آئے مجھے بھی شامل کیا اور میرے بھائی کو بھی اس سلسلہ میں میرے ساتھ جوڑ دیا۔ چنانچہ ہم دونوں اس کے حکم سے تیرے پاس آئے ہیں۔ اب تو اس رب العالمین کو اپنا رب مان ظلم و ستم سے ہاتھ اٹھا اور بنی اسرائیل کو آزاد کر کہ میں انہیں لے جا کر ان کے آبائی وطن میں امن و امان کے ساتھ بساؤں اور اللہ کے حکم کے مطابق ان کی تنظیم کروں ؎

بقیہ جواب

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ

اور کیا وہ کوئی نعمت ہے جس کا احسان رکھتا ہے تو مجھ پر کہ غلام بنایا تو نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۲۲) قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا

بنی اسرائیل کو بولا فرعون اور کیا چیز ہے

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۳) قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رب العالمین کہا پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (۲۴)

اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ

اور کیا وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ تو نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۲۲) قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا

بنی اسرائیل کو غلام بنایا فرعون بولا اور کیا معنی

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۳) قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رب العالمین رکھتا ہے کہا پروردگار آسمانوں کا زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (۲۴)

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدا داد دلیری اور جرأت کو دیکھ کر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو عطا ہوتی ہے۔ فرعون نے حیرت زدہ ہو کر کہا تھا کہ تو ہمارے ہی ہاں لاڈ پیار کے ساتھ پلا پل کر جوان ہوا۔ اور ہمارے لطف و کرم کی بدولت تجھے زندگی کے عیش و آرام حاصل ہوتے۔ اس کے بعد تو ہماری قوم کے ایک آدمی کو قتل کر کے بھاگ گیا۔ نہ اس کا خیال کیا کہ ہم تیرے مربّی ہیں اور نہ کچھ ہماری قوم اور اپنی قوم کے درمیان فرق مراتب کا لحاظ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو کہا کہ میں نے اسے جان بوجھ کر قتل کے ارادے سے مکّا نہیں مارا تھا۔ اتفاقاً وہ ایک مکّے ہی سے مر گیا۔ یہ عمل مجھ سے تو بلا ارادہ سرزد ہوا۔ مگر تو نے تو مدّتوں سے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے اور بیگاریں ان سے کام لیتا ہے اور ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا ہے یہ سب تو تُو جان بوجھ کر ارادہ اور اختیار کے ساتھ کر رہا ہے۔ کیا اس حالت میں میری پرورش کا احسان جتانا تجھے زیب دیتا ہے۔ یہ بھی تیرے عام ظلم و ستم کا نتیجہ تھا کہ میری ماں نے صندوق میں رکھ کر مجھے دریا میں بہا دیا۔ اس ڈر سے کہ تو مجھے بھی اور بنی اسرائیل کے بچوں کی طرح قتل نہ کر ڈالے۔ اور میں بہتا بہتا تیرے محل میں پہنچ گیا اور تیری بیوی کو مجھ پر پیار آیا اور تو نے ہار کر میری پرورش کی اجازت دی۔ ورنہ یقیناً میں بھی بنی اسرائیل کے اور بچّوں کی طرح قتل کر دیا جاتا۔ اس لیے یہ پرورش کا احسان جو تو مجھ پر جتاتا ہے کوئی احسان نہیں ہے تو ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ اس کے مقابلہ میں بنی اسرائیل پر تیرا ظلم و ستم تیرے اپنے عزم اور ارادہ کے ساتھ تھا اور یقیناً تو اس کے لیے قابل ملامت ہے۔

فرعون کا مگراپن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معقول اور مدلّل جواب سُنکر فرعون بغلیں جھانکنے لگا۔ اس بحث کو تو چھوڑ دیا اور اس سے پہلے جملہ کو پکڑ لیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے پاس پہنچتے ہی اپنے اور اپنے بھائی کی طرف سے کہا تھا کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں فرعون کو اپنے ملک اور دولت پر مغرور ہو کر اس کا موقعہ مل گیا تھا کہ خود رب ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا تھا اور اس کی قوم کے خوشامدی لوگوں نے اس کا یہ دعویٰ تسلیم کر لیا تھا جس کی وجہ سے اس کا دماغ اور بھی بگڑ گیا تھا۔ یہ تو عقل میں نہیں آتا۔ کہ کوئی صحیح دماغ والا شخص جو مال و دولت، عزت وجاہ سے دھوکا کھاتے ہوئے نہ ہو یا شہرت، مرتبہ اور مال و دولت حاصل کرنے کی خواہش نہ رکھتا ہو رب العالمین کا کچھ نہ کچھ تصوّر اپنے ذہن میں نہ قائم کرے۔ غرور یا حرص کی بلا میں مبتلا ہو کر آدمی اکثر اوروں سے بڑا ہونے کا دعویٰ تو کر بیٹھتا ہے۔ پیر و مرشد، پیشوا بن بیٹھنے کے علاوہ نبوّت تک کا جھوٹا دعویٰ لوگوں نے کیا ہے لیکن خدائی کا دعویٰ کرنے کی ہمت سوا چند سر پھرے لوگوں کے کسی کو نہیں ہوئی۔

مصر کا فرعون بھی انہی سر پھرے لوگوں میں تھا وہ بادشاہ تو باپ دادا کے وقت ہی سے چلا آتا تھا۔ سارا ملک اس کے قبضہ میں تھا۔ دولت کی فراوانی تھی، مال و دولت چاروں طرف سے ٹوٹی پڑ رہی تھی ایسے لوگوں کو طرف داروں کا ملنا کیا مشکل ہے خوشامدیوں نے اسے بانس پر چڑھایا۔ اس نے کہا میں تمہارا رب ہوں۔ لوگوں نے کہا بے شک۔ اس نے کہا میری بندگی کرو۔ لوگوں نے کہا بسر و چشم۔ ایسے ماحول میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دلیرانہ نعرہ سُن کر سوا اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اصلی یا بناوٹی حیرت سے ان کا منہ تکتے۔

جب اس کے احسان کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قلعی کھول دی تو اس نے گفتگو کا رخ بدل دیا اور انجان بن کر پوچھا کیوں جی! یہ رب العالمین کیا چیز ہے (معاذ اللہ) حضرت موسیٰ بھانپ گئے کہ یہ جان بوجھ کر انجان بنتا ہے ورنہ کیا اس کی آنکھیں نہیں ہیں۔ جو آسمانوں کی وسعت اور زمین کی فراخی کو دیکھتے ہوئے بھی اسے اپنی چھوٹی سی سلطنت پر اتنا گھمنڈ ہو کہ رب العالمین کا انکار کر دے۔

فرمایا رب العالمین وہ ہے جس نے آسمان بنائے۔ زمین پیدا کی اور پھر ان دونوں کے درمیان اپنی قدرت کے کرشمے دکھائے کوئی جان بوجھ کر بگڑ بن جائے تو اور بات ہے ورنہ اگر تم یقین کرنے کے لیے تیار ہو تو اس کائنات کو اس عجیب و غریب تنظیم کے ساتھ قائم دیکھ کر بھی نہیں سکتے کہ تم رب العلمین کو نہ پہچانو اور اس کے قائم ہونے کا یقین نہ کرو۔

فرعون کی بوکھلاہٹ

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ

بولا فرعون اپنے اردگرد والوں سے کیا سُن نہیں رہے تم کہا موسیٰ نے

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾

تمہارا رب اور رب تمہارے باپ دادوں کا جو پہلے گذرے

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ

بولا تحقیق تمہارا رسول جو بھیجا گیا ہے

اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾

تمہاری طرف البتہ باؤلا ہے

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ

بولا اپنے اردگرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے کہا

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾

تمہارا پروردگار اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ

کہا تمہارا پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے

اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾

ضرور باؤلا ہے

دنیا میں چالاک غرض مند لوگ اپنے حمائتیوں کے بل بوتے پر آگے بڑھتے ہیں۔ اگر انہیں ان کی صدا پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں ملتا تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں اور دل مسوس کر بیٹھ رہتے ہیں۔ فرعون بھی اپنے حمائتیوں کے زیر سایہ پل رہا تھا۔ اس کی اکڑفوں جبھی تک اس کے ساتھ رہ سکتی تھی جب تک اس کے گُرگے اس کی انگلی پکڑے اسے چلاتے رہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی آواز کی کڑک سے اس کا دل دہل گیا۔ سوچنے لگا اگر میرے خوشامدی لوگوں میں اس سے کھلبلی مچ گئی تو میں تپاشے کی طرح بیٹھ جاؤں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو للکار کر کہا۔ کہ او نادان رب العالمین وہی ہے جس نے یہ آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی ساری کائنات بنائی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ بوکھلا گیا۔ اور بجائے کچھ جواب دینے کے اردگرد نظر ڈالی۔ اور درباریوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ کیوں جی! تم سُن رہے ہو۔ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے للکارا کہ یہی رب العالمین تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب ہے۔ فرعون کی بے چینی پر یہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ وہ چلّایا۔ لوگو! ضرور یہ رسول ہونے کا دعوے دار جو کہتا ہے کہ مجھے رب العالمین نے تمہاری طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے عقل سے کورا ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تمہارا رب تو میں ہوں۔ یہ کون سا رب نکلا ہے جس نے اسے پیغام دے کر ہماری طرف بھیجا ہے۔

سچ ہے اونچے درجہ کے لوگ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ہمارے طرف دار ہمارے بنے رہیں۔ ورنہ ہماری خیریت نہیں۔

فیصلہ کُن جواب

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کہا موسیٰ نے پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو ان کے بیچ میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ

اگر ہو تم سمجھ دار بولا فرعون البتہ اگر

اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ

بنایا تو نے کوئی معبود میرے سوا تو ضرور کر ڈالوں گا میں تجھے

مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ

قیدیوں میں سے کہا موسیٰ نے اور جو میں تیرے پاس لے کر آیا ہوں

بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾

ایک چیز کھول دینے والی

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اس کے بیچ میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ

اگر تم سمجھ سکتے ہو کہا اگر تو نے

اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ

میرے سوا کوئی اور حاکم ٹھہرایا تو ضرور تجھے

مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ

قید میں ڈالوں گا کہا اگر میں تیرے پاس

بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾

ایک صریح دلیل لے کر آیا ہوں

موسیٰ علیہ السلام نے بھی موقعہ دیکھ کر رب العالمین کی ایک اور زبردست خصوصیت پیش کی اور فرعون سے کہا کہ تیرے پاس تو فقط مصر ہی کا ملک ہے جو روئے زمین کی وسعت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا میں تو اس شہنشاہ مطلق کا بھیجا ہوا آیا ہوں جس کی سلطنت سارے آسمانوں پہ ساری زمین پر مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی ہے تو ایک چھوٹے سے زمین کے ٹکڑے پر قابض ہو کر کیا اترا رہا ہے۔ اس چھوٹی سی سلطنت پر اتنا بڑا غرور بالکل نازیبا ہے۔ فرعون کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا دھینگا مشتی پر اتر آیا۔ اور لگا اپنی زور آوری دکھانے۔ بولا تیرے ہوش و حواس بھی درست ہیں؟ تو جانتا بھی ہے کہ تو کس کے سامنے کھڑا باتیں کر رہا ہے۔ مجھ جیسے زبردست بادشاہ کے سامنے کسی اور کو اپنا حاکم، بادشاہ اور معبود کہنا صریح بغاوت ہے تو نہیں جانتا کہ میں تجھے اس گستاخی کی سخت سزا دے سکتا ہوں اور یقیناً اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو تجھے اور بہت سے قیدیوں کے ساتھ قید خانہ میں ڈال کر رہوں گا۔ موسیٰ سمجھ گئے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے اور کہا اچھا اگر میں کوئی ایسی دلیل پیش کر دوں جس کے بعد شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے اور جو اس جھگڑے کا دو ٹوک فیصلہ کر دے تب تو مانو گے؟ فرعون نے زور جتایا تو حضرت موسیٰ نے بھی اپنی خداداد قوت کا استعمال مناسب سمجھا:

عصائے موسیٰؑ اور یدِ بیضا

قَالَ فَأْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳۱)

بولا تو لا اسے اگر ہے تو سچ بولنے والوں میں سے

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

پس ڈال دیا موسیٰؑ نے عصا اپنا پس اچانک وہ اژدھا تھا

مُّبِيْنٌ (۳۲) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

کھلم کھلا اور باہر کھینچا اپنا ہاتھ پس ناگاہ

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (۳۳)

وہ چمکدار ہوگیا دیکھنے والوں کے لیے

قَالَ فَأْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳۱)

بولا اچھا تو تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

سو موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا پھر وہ اسی وقت

مُّبِيْنٌ (۳۲) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

صریح اژدہا بن گیا اور باہر نکالا اپنا ہاتھ بس اچانک

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (۳۳) ع ۲۴

وہ چمکنے لگا دیکھنے والوں کے سامنے

فرعون کو کچھ اطمینان ہو چلا تھا کہ میرے لوگ میری ہی طرف ہیں۔ اسی سے شیر ہو کر اس نے حضرت موسیٰؑ کو دھمکی دی تھی کہ تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ اگر میرے سوا کسی اور کو رب ماننے سے باز نہ آئے تو قید خانے میں جھونک دوں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ بھلا اگر میں کوئی ایسی نشانی دکھاؤں کہ جس کے دیکھنے کے بعد رب العٰلمین کے ماننے میں اور مجھے اس کا رسول تسلیم کرنے میں تم لوگوں کو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے تب تو اس پیغام پر جو تمہیں پہنچا رہا ہوں عمل کرو گے۔ فرعون نے سوچا کہ ایسی نشانی اس کے پاس کیا ہو گی۔ یوں ہی باتیں بناتا ہے۔ بولا اچھا اگر تو سچا ہے تو لا وہ نشانی دکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا۔ اور وہ چشم زدن میں اژدہا بن کر پھنکارے مارتا ہوا ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ ادھر ہاتھ کو بغل سے نکالا تو وہ بُرّاق ہو کر چمکنے لگا۔ اور دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہونے لگیں۔ فرعون ایسا گھبرایا کہ سارے خدائی کے دعوے بُھول گیا۔

ادھر اژدہا منہ پھاڑے پھنکارتا ہوا دوڑا چلا آرہا تھا۔ ادھر روشن ہاتھ کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی چلی جارہی تھیں۔ سمجھا ہو گا کہ بس اب مرا۔ یہ اژدہا نگل کر ہی چھوڑے گا۔ یا تو دھمکی دے رہا تھا اور یا لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشامد کرنے اور چیخنے چلّانے کہ بس بس۔ بچانا، بچانا۔ دربار میں بھاگڑ مچ گئی۔ اور لوگ اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ شاید اب یہ لوگ مان جائیں گے۔ اژدہا کو پکڑ لیا۔ اور وہ پھر عصا ہو گیا۔ ہاتھ کو چھپا لیا۔ چمک جاتی رہی اور فرعون کی جان میں جان آگئی ۲

جادوگروں سے مقابلہ

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
بولا سرداروں سے جو اس کے گرد تھے بے شک یہ البتہ جادوگر ہے
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ
سیانا چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے دیس سے
بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ
اپنے جادو کے ذریعہ پس کیا حکم دیتے ہو تم بولے ڈھیل دے اسے
وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾
اور اس کے بھائی کو اور بھیج شہروں میں اکٹھا کرنے والے
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾
لے آئیں تیرے پاس ہر ایک بڑے جادوگر ماہر کو

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
بولا اپنے گرد کے سرداروں سے یہ تو کوئی پڑھا ہوا
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ
جادوگر ہے چاہتا ہے کہ تمہارے دیس سے تمہیں نکال دے اپنے
بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ
جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے اس
وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾
کو اور اس کے بھائی کو اور شہروں میں نقیب بھیج دے کہ وہ تیرے
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾
پاس جو کوئی بڑا جادوگر پڑھا ہوا ہے لے آئیں

اَرْجِہْ: (مہلت دے) امر ہے اِرْجَاءٌ سے جو ر-ج-و سے بنا ہے رَجْوٌ کے معنی امید کرنا۔ اِرْجَاءٌ متعدی ہے اس سے مراد ہے مہلت دینا۔ ہٗ ضمیر ہے
جس کو ساکن کر دیا گیا ہے۔ سَحَّارٌ (جادوگر) مبالغہ کا صیغہ ہے س ح ر سے جس سے ساحر اسم فاعل بنا ہے حضرت موسٰی علیہ السلام کو جادوگر سمجھا۔ اس
لیے بڑے جادوگر مقابلہ کے لیے آئے۔ حَاشِرِیْنَ: (جمع کرنے والے) حاشر کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے ح ش ر سے حشر کے معنی ہیں جمع کرنا۔ حاشر
جمع کرنے والا ——— فرعون اپنی طاقت پر مغرور تھا اور جب غرور کسی کے سر میں سما جاتا ہے تو آسانی سے نہیں نکلتا۔ پھر
تو وہ اکثر جب ہی جاتا ہے جب سر سے سر ہی جاتا رہے۔ عصائے موسوی اور ید بیضا سے فرعون حواس باختہ ہو گیا تھا۔ جب
ہوش آیا تو پھر وہی خبط سائھ آیا۔ کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ اتنا فرق ضرور ہوا کہ اپنے لوگوں سے مشورہ لینے لگا۔ اور سمجھ کہ ایسے خوفناک
کے مقابلہ میں نرا میرا انکار نا کام نہ دے گا۔ اور گرد جو بڑے لوگ دربار میں حاضر تھے ان سے کہا کہ یہ کوئی بڑا ماہر جادوگر ہے۔ اس
کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں نکال کر اپنی حکومت قائم کرے۔ اب بتلاؤ کہ اس کا کیا علاج کرنا چاہیئے۔ سب نے عرض کیا کہ موسٰی علیہ السلام
اور اس کے بھائی کو تو ابھی کچھ کہنا ٹھیک نہیں بہتر ہے کہ ہوشیار لوگوں کو بڑے بڑے شہروں میں بھیجا جائے تاکہ وہ بڑے بڑے جادوگروں کو
ہر جگہ سے اکٹھا کر کے لے آئیں اور ان کا موسٰی علیہ السلام سے ڈٹ کر مقابلہ کرا دیا جائے ؛

جادوگر آگئے

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ

پس جمع کیے گئے جادوگر مقررہ وقت پر ایک دن

مَّعْلُومٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ

جانے پہچانے کے اور کہا گیا لوگوں سے کیا تم

مُّجْتَمِعُونَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

جمع ہونے والے ہو شاید ہم تابع ہیں جادوگروں کے

اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾

اگر ہوں وہ غلبہ پانے والے

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ

پھر جادوگر اکٹھے کیے گئے ایک مقرر دن کے

مَّعْلُومٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ

وعدہ پر اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم بھی

مُّجْتَمِعُونَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

اکٹھے ہو گے شاید ہم جادوگروں کی راہ قبول کرلیں

اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾

اگر انہیں غلبہ ہو

مِيقَاتِ: ایک خاص مقررہ وقت، یہ اسم آلہ کے وزن پر اسم ہے جو و۔ق۔ت سے بنا ہے۔ جب کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر ہو جائے تو اسے میقات کہتے ہیں۔ اَلسَّحَرَةُ (جادوگر) ساحر کی جمع ہے جو س۔ح۔ر سے بنا ہے۔ سحر جادو کو کہتے ہیں جس کی توضیح سورۃ البقرہ، سورۃ الاعراف اور سورۃ طٰہٰ میں گذری۔

شورہ پشت انسان کسی سے دب کر نہیں رہنا چاہتا۔ اگر کوئی اسے دبانا چاہے تو اکڑ جاتا ہے۔ اپنے اندر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو اپنے حمایتیوں کو اکٹھا کر لیتا ہے اور انہیں اپنے حریف سے بھڑا دیتا ہے۔ خود بھی ان کی مدد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ فرعون نے جب دیکھا کہ میں خود موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی لاٹھی تو زمین پر گرتے ہی اژدہا بن جاتی ہے۔ اس کا روشن ہاتھ آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیتا ہے۔ میرے ہوش گم ہو جاتے ہیں۔ درباریوں کے مشورہ سے سارے ملک سے بڑے بڑے جادوگر اپنے آدمی بھیج کر اکٹھے کیے اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لیے ایک وقت ایک مشہور جانے پہچانے تہوار کے دن مقرر ہو گیا۔ شہر میں ڈھنڈی پٹوا دی اور اعلان کر دیا۔ کہ جادوگروں کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بڑے معرکے کا مقابلہ ہے۔ بڑے زور شور کی کشمکش ہو گی۔ چلو چلو میدان میں جمع ہو جاؤ۔ یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جینے کی امید جب ہے جب ہمارے جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر غالب آجائیں اور پھر ہم ان کو اپنا جان بخش بنا کر ان کی سیوا کریں۔ آؤ، آؤ اپنے جادوگروں کا دل بڑھاؤ۔ مجمع جتنا زیادہ ہو گا۔ اتنی ہی ان کی ہمت بڑھے گی۔ امید واثق ہے کہ میدان ہمارے ہی ہاتھ رہے گا۔

جادوگروں کا صلہ

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ
پس جب آئے جادوگر کہا انہوں نے فرعون سے
اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ
کیا یقیناً ہمارے لیے ضرور بڑا انعام ہوگا اگر ہوئے ہم
الْغَالِبِيْنَ (٤١) قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ
غالب آنے والے بولا ضرور اور یقیناً تم
اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (٤٢)
اس وقت البتہ مقرب مصاحبوں میں ہو جاؤ گے

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ
پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے
اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ
بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہم کو
الْغَالِبِيْنَ (٤١) قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ
غلبہ ہوا بولا البتہ اور تم
اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (٤٢)
اس وقت مصاحبوں میں ہو جاؤ گے

جادوگر ملک بھر سے کھینچ کر بلا لیے گئے۔ اعلان کر دیا گیا۔ کہ بڑے میلہ والے دن سورج چڑھے ہمارے جادوگر موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کریں گے۔ قوی امید ہے کہ وہی غالب رہیں گے اور موسیٰ علیہ السلام کو مٹا کر ہم انہی کی پیروی کھلم کھلا کر سکیں گے۔ ہارنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام اس قابل نہ رہیں گے کہ ہم پہ بے انصافی کا الزام لگا سکیں۔

آخر کار میلے کا دن آیا۔ اور فرعون اپنے مصاحبوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔ لوگ بھی جوق در جوق آئے اور سارا میدان بھر گیا اتنے میں ساحر بھی آ پہنچے اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کرنے سے پہلے فرعون سے معاملہ کی بات چیت کی۔ جیسے کہ بازی گروں کا اب بھی دستور ہے کہ کرتب دکھانے سے پہلے بلانے والے سے اپنی مزدوری ٹھیرا لیتے ہیں۔ پھر یہاں بلانے والا بادشاہ تھا اور کام بھی معمولی نہ تھا۔ بولے ہم جیتیں تو ہمارا انعام تو ضرور بالضرور بڑا بھاری ہونا چاہیئے۔ کیا ہم اس کا یقین رکھیں۔

فرعون صورت حال سے سمجھ گیا تھا کہ میرے ارکانِ دولت مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کو یوں ہی سزا مت دو یہ جادوگر ہے ذرا اپنے ملک کے جادوگروں سے پہلے اس کا مقابلہ کرا لو۔ اب تو ساحروں کے جیتنے ہی پر موسیٰ علیہ السلام سے پیچھا چھوٹنے کا دار و مدار ہے فوراً بولا۔ مال و دولت انعام و اکرام تو رہا الگ ہیں تم کو اپنے خاص مقرب مصاحبوں میں جگہ دوں گا اور تم میرے خاص چہیتے بن جاؤ گے۔ فکر مت کرو۔ اگر جیت گئے تو پھر تم ہی تم ہو اور سب تمہارے خادم ہی ہوں گے ⁂

مُقابلہ

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ
کہا ان سے موسیٰ نے ڈالو تم جو تم
مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
ڈالنے والے ہو پس ڈالا انہوں نے اپنی رسیوں کو اور لاٹھیوں کو
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ
اور بولے اقبال سے فرعون کے یقیناً البتہ ہم ہی
الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا
جیتیں گے پس ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پس ناگاہ
هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾
وہ نگلنے لگا اُسے جو ڈھونگ انہوں نے رچایا تھا

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ
موسیٰ نے ان سے کہا ڈالو جو تم
مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
ڈالتے ہو پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ
اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری
الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا
ہی فتح ہے پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا اور
هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾
اس نے معاً ان کے بنائے ہوئے سوانگ کو نگلنا شروع کر دیا

فرعون سے انعام کا پختہ وعدہ لے کر جادوگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف بڑھے اور کہا کہ تم پہلے وار کرتے ہو یا کہ ہم کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھ لیا تھا کہ انہوں نے یہ سنکر کہ میں عصا زمین پر پھینک دیتا ہوں اور وہ اژدہا بن جاتا ہے۔ خود بھی زمین پر پھینکنے کے لیے رسیاں اور لاٹھیاں اکٹھی کی ہیں اور ان کو میدان میں ڈالیں گے اور وہ لوگوں کو سب کی سب اژدہوں کی طرح ہلتی معلوم ہونے لگیں گی ان کا یہ سامان دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پہلے تم ہی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالو۔ یہ سنکر جادوگروں نے اناپ شناپ جانے کیا کیا جپتے ہوئے اور فرعون کی جے بولتے ہوئے موٹے موٹے رسّے اور سوٹے زمین پر پھینکے اور کہا کہ فرعون کے جاہ واقبال کی بدولت ہماری ہی فتح ہو کر رہے گی۔ مگر جیسے مثل مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اسی طرح جادو کی بھی کوئی مضبوط جڑ نہیں ہوتی وہ رسیّاں اور لاٹھیاں لوگوں کے خیال میں سانپوں کی طرح لہراتی معلوم ہونے لگیں اور اصل میں وہی رہیں جو تھیں موسیٰؑ نے یہ سوانگ دیکھ کر اللہ عزوجل کا نام لیا اور اس کے حکم سے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہاں تو جھوٹ اور سوانگ کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ عصا اللہ کی قدرت سے سچ مچ اژدہا بن جاتا تھا اور طاقت میں اژدہا سے بھی زیادہ ہوتا تھا پڑتے ہی اس نے ان جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کے خیالی سانپوں کو نگلنا شروع کر دیا اور آناً فاناً میں سارا میدان صاف ہو گیا اور حقیقت واضح ہو گئی۔

جادوگر لوہا مان گئے

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝٤٦ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

پس ڈال دیئے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے بولے ایمان لائے ہم

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٧ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝٤٨

پروردگار عالم پر رب موسیٰ اور ہارون کا

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

بولا فرعون ایمان لے آئے تم اس پر پہلے اس کے کہ میں حکم دوں تمہیں

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

تحقیق وہ البتہ تمہارا بڑا ہے جس نے سکھایا تمہیں جادو

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝٤٦ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

پھر جادوگر سجدہ میں اوندھے گرے بولے ہم نے

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٧ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝٤٨

جہان کے رب کو مانا جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

بولا تم نے اسے مان لیا حالانکہ ابھی میں نے تمہیں حکم نہیں دیا

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا زمین پر پھینکتے ہی جادوگروں کے خیالی سانپ اژدہا سب غائب ہو گئے۔ جادو کا ڈھکوسلا سارا درہم برہم ہو گیا۔ جادوگر خوابِ غفلت سے بیدار ہو گئے اور بے اختیار سجدہ میں گر پڑے اور یک زبان ہو کر بول اُٹھے کہ ہم نے یقین کر لیا کہ رب العالمین سچا اور برحق ہے۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ جس کو اپنا رب مانتے ہیں۔ وہی سارے جہان کا رب ہے۔ اور ہم اپنا رب بھی اسی کو مانتے ہیں۔ یہ دونوں سچ کہتے ہیں۔ فرعون کو یہ رنگ دیکھ کر تاؤ آگیا اور جادوگروں کو ڈانٹ کر کہا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تمہیں کیا سوجھی کہ بغیر میرے فیصلہ اور حکم کے انتظار کیے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا بڑا گرو ہے اور تم ان کے ساتھ پہلے ہی شریک تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا استاد ہے اور تم کو جادو اسی نے سکھایا ہے اور تم سب مشورہ کر کے میرے آدمیوں کو بہکا کر اپنا طرف دار بنانے اور میرے ملک پر قبضہ کرنے آئے ہو۔ سچ ہے جو لوگ ملک و مال کے نشہ میں مست ہوں۔ انہیں سوا اس کے کچھ نہیں سوجھتا کہ جو ہمارے خلاف کہتا ہے وہ باغی ہے۔ اس کو کسی نہ کسی طرح نیچا دکھانا چاہیئے۔ زبردست لوگ تو اکثر ذرا سا بھی اپنے خلاف کہنے والوں کو فوراً قتل کرا دیتے ہیں۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم اس لیے نہیں دیا کہ غلطی سے وہ اپنے درباریوں سے پوچھ بیٹھا کہ کیا کرنا چاہیئے اور انہوں نے قتل کا مشورہ نہیں دیا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ جسے خدا رکھے اسے کون چکھے ؎

فرعون غضبناک ہوا

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
پس البتہ عنقریب جان لوگے البتہ کاٹ ڈالوں گا تمہارے ہاتھ
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ
اور پاؤں تمہارے دوسری طرف کے البتہ سولی دوں گا پس تم کو
اَجْمَعِيْنَ (۴۹) قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ
سب کو بولے کچھ ڈر نہیں تحقیق ہم
اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (۵۰) اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ
اپنے رب کی طرف لوٹ جانے والے ہیں تحقیق ہم امید رکھتے ہیں کہ
يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ
بخش دے ہمیں ہمارا رب ہماری خطائیں کہ ہوئے ہم
اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۵۱)
پہلے ایمان لانے والوں میں

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
سو اب معلوم کر لوگے البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ
اور دوسری طرف کے پاؤں اور سولی پر چڑھا دوں گا
اَجْمَعِيْنَ (۴۹) قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ
تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں ہمیں
اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (۵۰) اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ
اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم آرزو رکھتے ہیں
يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ
کہ ہمارا رب ہماری خطائیں معاف کردے کہ ہم پہلے
اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۵۱) ع
قبول حق کرنے والے ہوئے

فرعون جادوگروں پر غضبناک ہو رہا ہے پہلے تو کہا کہ یہ موسیٰ تمہارا البتہ رمعلوم ہوتا ہے اور تم سب میں ضرور ملی بھگت ہے جو تم نے اس کی بات مان لی اور اس کے گرویدہ ہوگئے۔ پھر صاف صاف سزا سناتا ہے کہ پہلے تو تمہارے ایک طرف کے ہاتھ کاٹوں گا۔ پھر اس کی دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ پھر سولی پر چڑھا دوں گا اور تم سب کے سب کی یہی گت بناؤں گا جانتے کہاں ہو جادوگروں نے اس کی لاف زنی سنکر جواب دیا۔ کہ ہم مانتے ہیں کہ تو ہمیں سزا دے سکتا ہے لیکن ہم تیری سزا سے نہیں ڈرتے ہم پر حق پوری طرح واضح ہو گیا ہے۔ ہمارا رب وہی ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ہمیں ہر صورت میں اسی کے پاس جانا ہے تیرے ہاتھ سے سزا پا کر مرے تو اور زیادہ سرخ رو ہوں گے ہم تو آس لگائے ہوئے ہیں کہ ہمارا رب ہماری پچھلی خطائیں بخش دے گا کیونکہ ہم اس کے رسولوں کی تبلیغ کے بعد اس مجمع میں بلکہ ملک بھر میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور تم جیسے کٹر مخالفوں کے بیچ دھڑلے کے ساتھ قبول حق کا ہمیں نے پہلے اعلان کیا ہے۔

مصر سے ہجرت

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ

اور وحی بھیجی ہم نے | موسیٰ کی طرف | کہ | لے نکل راتوں رات | میرے بندوں کو

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (٥٢) فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ

یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا | پس بھیجا | فرعون نے

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (٥٣) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

شہروں میں | اکٹھا کرنے والوں کو | تحقیق | یہ لوگ

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (٥٤) وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (٥٥)

ایک جماعت ہے | تھوڑی سی | اور تحقیق وہ | ہمیں | غصہ دلا رہے ہیں

وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ (٥٦)

اور یقیناً ہم البتہ سب کے سب سامان سے لیس ہیں

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ

اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو رات کو لے نکل

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (٥٢) فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ

البتہ تمہارا پیچھا کریں گے پھر فرعون نے شہروں

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (٥٣) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

میں نقیب بھیجے یہ لوگ جو ہیں سو

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (٥٤) وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (٥٥)

ایک تھوڑی سی جماعت ہے اور وہ ہمیں البتہ غضب ناک کر رہے ہیں

وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ (٥٦)

اور ہم سارے طاقتور اور مسلح ہیں

شِرْذِمَةٌ: (چھوٹی جماعت) اسم رباعی ہے ایسے گروہ کو کہتے ہیں جو تعداد میں زیادہ نہ ہو اس کا مادہ ش۔ ر۔ ذ۔ م ہے

غَآئِظُوْنَ: (غصہ دلانے والے) غائظ کی جمع ہے جو غ۔ ی۔ ظ سے اسم فاعل ہے غیظ کے معنی غضب ناک کرنا۔ ایسا رویہ جو دوسرے کو غصہ دلائے۔

حٰذِرُوْنَ (قوت اور سامان جنگ رکھنے والے) اسم فاعل حاذر کی جمع ہے جو ح۔ ذ۔ ر سے بنا ہے۔ حذر: جنگ کی تیاری۔ حاذر وہ جو لڑنے کا سامان اور ہر پل تیار رکھتا ہے۔

ارشاد ہے۔ کہ جب جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے اپنی ہار مان لی اور پھر بھی فرعون اپنی سرکشی سے باز نہ آیا اور بنی اسرائیل کو اس نے اور اس کے لوگوں نے ستانا نہ چھوڑا تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس حکم بھیجا۔ کہ میرے مظلوم بندوں کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل کر باہر چلے جاؤ اور سمندر کا رخ کرو۔ فرعون اپنے لوگوں کو لے کر تمہارا پیچھا ضرور کرے گا۔ اس کا خوف نہ کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب الحکم بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت شہر سے نکل گئے اور سمندر کی جانب روانہ ہوئے فرعون نے سن کر آدمی دوڑائے کہ ہمارے لوگوں کو جمع کرو۔ بنی اسرائیل کی چھوٹی سی جماعت نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے اور برابر ہمیں طیش دلائے جا رہے ہیں ہم ایسے گئے گذرے تو نہیں ہمارے پاس طاقت اور ہتھیار سب کچھ ہے اب کے اس باغی فرقہ کا قلع قمع کر کے ہی چھوڑیں گے۔

بنی اسرائیل کی گھبراہٹ

فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ

پس نکالا ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے اور خزانوں

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا

اور ٹھکانے عمدہ سے اسی طرح اور وارث بنایا ہم نے ان کا

بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾

بنی اسرائیل کو پس پیچھا کیا فرعونیوں نے ان کا سورج نکلتے وقت

فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ

پس جب دیکھا ایک دوسرے کو دونوں فریقوں نے کہنے لگے ساتھی موسیٰ کے

إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ ۖ إِنَّ

یقیناً ہم پکڑ لیے گئے موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں تحقیق

مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

میرے ساتھ میرا رب ہے جلد راہ بتلائے گا مجھے

فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ

پس ہم نے نکال باہر کیا انہیں باغوں اور چشموں اور خزانوں

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا

اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور وارث کیا ہم نے ان کا

بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾

بنی اسرائیل کو پس پیچھا کیا ان کا سورج نکلے

فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ

پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو حضرت موسیٰ کے ساتھی کہنے

إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ ۖ إِنَّ

لگے ہم تو پکڑ لیے گئے کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ

مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

میرا رب ہے وہ مجھے کوئی راستہ بتائے گا

سَيَهْدِينِ: عنقریب راہ بتلائے گا مجھے۔ اصل میں سَيَهْدِينِي ہے آخر کی یائے متکلم وقف کی وجہ سے گر گئی۔ مُدْرَكُونَ: پکڑ لیے گئے۔ مُدْرَكٌ کی جمع ہے جو اِدْرَاک سے اسم مفعول ہے اور وہ درک سے بنا ہے۔ درک کے معنی پا لینا۔ حاصل کر لینا۔ ادراک: پیچھا کر کے کسی کو پکڑ لینا۔

ارشاد ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو رات کے وقت مصر سے نکل جانے کی تدبیر جو سجھائی اس سے یہ مقصد بھی حاصل ہو گیا کہ فرعون اور اس کے لشکری اور سربرآوردہ لوگ اپنے باغ، چشمے، خزانے اور آرام کے مکانات اور ٹھکانے چھوڑ کر باہر نکل پڑے اور پھر وہاں واپس آنا انہیں نصیب نہ ہوا۔ یہ سب چیزیں جن کے وہ مالک تھے اور جن پر اترا کر وہ بنی اسرائیل کو تنگ کر رہے تھے ہم نے بنی اسرائیل کے نام مقرر کر دیں کہ وقت آنے پر وہ ان سب کے مالک اور حاکم ہو جائیں گے۔ چنانچہ سورج نکلتے وقت فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کو پکڑنے نکل کھڑا ہوا۔ جب دونوں ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگے تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی گھبرائے کہ ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزوجل پر پورا بھروسہ تھا۔ فرمایا کہ یہ ممکن نہیں ہم اللہ کے حکم سے نکلے ہیں وہ میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور کوئی راستہ بتائے گا۔

فرعون کا انجام

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ

پس وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کی طرف کہ مار اپنے عصا سے دریا کو

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾

پس پھٹ گیا دریا اور ہوگیا ہر حصہ مانند پہاڑ بڑے کے

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ

اور پہنچا دیا ہم نے اس جگہ دوسروں کو اور نجات دی ہم نے موسیٰ کو اور جو

مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ

اس کے ساتھ تھے سب کو پھر غرق کر دیا ہم نے دوسروں کو تحقیق

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾

اس کے اندر البتہ نشانی ہے اور نہ تھے اکثر ان کے ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ ع

در تحقیق تیرا رب البتہ وہی زبردست ہے رحم والا

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ

پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنا عصا دریا پر مار

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾

پھر دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہوگیا جیسے بڑا پہاڑ

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ

اور اس جگہ کے پاس ہم نے دوسروں کو پہنچا دیا اور موسیٰ اور انھی کے سب

مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ

ساتھیوں کو ہم نے بچا دیا پھر دوسروں کو ہم نے ڈبو دیا بے شک

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾

اس میں ایک نشانی ہے اور بہت سے ان میں ماننے والے نہیں تھے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ ع

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

اِنْفَلَقَ (پھٹ گیا) ماضی ہے انفلاق سے جو ف۔ل۔ق سے بنا ہے فلق کے معنی پھاڑ ڈالنا۔ اِنْفَلَقَ پھٹ گیا۔ اَزْلَفْنَا (قریب کر دیا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے ز۔ل۔ف سے۔ زلف کے معنی قریب کے ہیں یہ لفظ سورۂ ہود میں گذر چکا ہے وہاں اس کے معنی ہیں کسی چیز کا وہ حصہ جو قریب ہو۔

ارشاد ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار پہنچا دیا۔ اس طرح موسیٰؑ کو حکم دیا اپنا عصا دریا پر مارو۔ مارتے ہی دریا پھٹ گیا۔ اور اس میں راستے بن گئے۔ پانی سمٹ کر جگہ جگہ اکٹھا ہوگیا اور ہر ایک حصہ ایسا ہوگیا جیسے ایک بڑا پہاڑ ہے۔ پانی کے ان پہاڑوں کے درمیانی راستوں میں بنی اسرائیل اتر کر دریا کے کنارے دوسری طرف پہنچ گئے۔ اتنے میں فرعون اور اس کا لشکر بھی دریا کے قریب پہنچ گیا۔ دریا میں راستے بنے ہوئے اور بنی اسرائیل کو ان میں سے گذرتے ہوئے دیکھ کر یہ بھی ان راستوں میں اتر گئے۔ بنی اسرائیل تو سب کے سب پار پہنچ گئے تھے مگر فرعون اور اس کے ساتھی ابھی دریا کے بیچ میں ہی تھے کہ پانی کے حصے پھر باہم مل گئے۔

ارشاد ہے کہ یہ ہماری قدرت کی نشانی تھی لیکن اکثر لوگ نشان دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ خبر اللہ بڑی قدرت والا ہے کہ فرعون جیسے سرکش کو تباہ کر دیا اور وہ بڑا ہی مہربان ہے کہ کمزور اور مظلوم بنی اسرائیل کو نجات دی ۔

85722

ایک اور واقعہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ

اور پڑھ ان کے اوپر خبر ابراہیم کی جب کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا

اپنے باپ اور اس کی قوم سے کسے پوجتے ہو تم بولے

نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾

ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پس بیٹھے رہتے ہیں ان کے پاس جمے ہوئے

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾

کہا کیا سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم انہیں پکارتے ہو

اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾

یا نفع پہنچاتے ہیں تمہیں یا ضرر دیتے ہیں

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ وقف لازم

اور سنا دے ان کو ابراہیم کی خبر جب اس نے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا

اپنے باپ اور اس کی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو کہا ہم

نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾

مورتوں کو پوجتے ہیں پھر انہی سے لگے بیٹھے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾

کہا کیا وہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم پکارتے ہو

اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾

یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا

اُتْلُ: (پڑھ) امر کا صیغہ ہے ت۔ل۔و سے تِلَاوَةٌ کے معنی پڑھ کر سنانا۔ اُتْلُ عَلَيْهِمْ۔ ابراہیم کی خبر انہیں پڑھ کر سنا دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات ختم ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا رسول مقرر کر کے فرعون اور اس کی قوم کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ عیش و عشرت میں مست تھے ساری کی ساری قوم رئیس بنی بیٹھی تھی۔ فرعون کو اپنا بادشاہ بنا رکھا تھا۔ وہ ان سے اپنی پرستش کراتا تھا۔ اور بنی اسرائیل کو اپنا اور ان کا غلام بنا رکھا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ وہاں پہنچے لاکھ سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوئی اور حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو سمندر پار لے گئے یہ اللہ کی قدرت کی بڑی نشانی تھی اسے دیکھ کر بھی ان کے اکثر لوگ ایمان نہ لائے اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کو تباہ کر دیا اور فرمانبرداروں پر رحمت کی اس کے بعد ارشاد ہے کہ انہیں ابراہیمؑ کا قصہ بھی سنا دے ان کا باپ اور اس کی ساری قوم بتوں کی پوجا کرتے تھے حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا یہ تم لوگ کس کی پوجا کرتے ہو بولے تجھے سوجھتا نہیں ہم مورتیوں کو پوجتے ہیں اور دن بھر انہی کے گرد آسن جمائے بیٹھے رہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ تو بتاؤ تم انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہاری سنتے ہیں؟ یا تمہیں کبھی کچھ فائدہ پہنچایا ہے؟ یا کبھی تمہیں کچھ دیا ہے ان میں تمہاری پکار سننے یا تمہیں نفع پہنچانے کی طاقت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں بالکل ظاہر نشانیاں دکھا کر قائل کرنا چاہتے تھے کہ عقل کے دشمنو! یہ تم کن کے آگے ہاتھ جوڑے بیٹھے رہتے ہو یہ تو نہ سنیں نہ بولیں نہ نفع دے سکیں اور نہ ضرر پہنچا سکیں۔

قوم کا جواب

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

بولے چھوڑ یہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اسی طرح

يَفْعَلُوْنَ (٧٤) قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ

کرتے تھے کہا کیا پس دیکھتے ہو جسے ہو تم

تَعْبُدُوْنَ (٧٥) اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ (٧٦)

پوجتے تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی پہلے

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (٧٧)

پس تحقیق وہ دشمن ہیں میرے ہاں مگر پالنے والا سارے جہان کا

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

بولے یہ بات چھوڑ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو یہی کام

يَفْعَلُوْنَ (٧٤) قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ

کرتے پایا کہا کیا بھلا دیکھتے ہو جنہیں تم رہے

تَعْبُدُوْنَ (٧٥) اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ (٧٦)

پوجتے ہو اور تمہارے اگلے باپ دادا پوجتے رہے ہیں

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (٧٧)

سو وہ میرے دشمن ہیں مگر سارے جہان کا رب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان سے کہا کہ یہ پتھر کی گھڑی ہوئی مورتیں ہیں اور تم نے خود اپنے کاریگروں سے گھڑوائی ہیں۔ یہ تو سنیں نہ دیکھیں۔ لاکھ پکارو ممکن نہیں کہ یہ تمہاری پکار سنیں یا پلٹ کر کچھ جواب دیں۔ نہ کسی کو پیدا کر سکیں۔ نہ کسی کو مار سکیں۔ نہ یہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکیں۔ تو وہ جواب میں کہنے لگے۔ یہ باتیں چھوڑ۔ ان سے کام نہیں چلے گا ہم یہ کچھ نہیں جانتے۔ فقط ایک بات جانتے ہیں۔ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھا ہے وہ ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے ان پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ ان کے سامنے آسن جمائے بیٹھے رہتے تھے۔ ہم بھی ان کی دیکھا دیکھی وہی سب کچھ کر رہے ہیں جو وہ عمر بھر کرتے رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر کہا کہ دیکھو جی۔ اگر تمہارے باپ دادا غلط راستے پر چلتے رہے۔ تو ضروری نہیں کہ تم بھی اسی راستے پر چلو۔ اللہ نے تمہیں بھی عقل دی ہے۔ یہ نہیں کہ فقط وہی عقل مند تھے اور تم ان کے قدم پر چلنے کے لیے مجبور ہو۔ سنو! یہ جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے پوجتے مر گئے۔ ان سب کو میں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ کسی مصرف کے نہیں مجھ پر جو کچھ بیتے۔ ان کے کان پر جوں نہیں چلتی۔ چیختے چیختے میری آواز بیٹھ جائے تو ان کی بلا سے بس نہیں دشمن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ میرا وقت ضائع کرنے والے ہیں۔

میرا معبود تو وہ ہے جو اس سارے جہان کو پال رہا ہے۔

اللہ کی صفتیں

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِیْ هُوَ
جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی میری راہنمائی کرتا ہے اور وہی ہے جو
یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿٧٩﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوجاؤں پس وہی
یَشْفِیْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ
مجھے شفا بخشتا ہے اور جو مارے گا مجھے پھر
یُحْیِیْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ
زندہ کریگا مجھے اور جس سے پوری امید ہے کہ بخشے گا
لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿٨٢﴾
مجھے میری خطائیں قیامت کے دن

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِیْ هُوَ
جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے راہ دکھاتا ہے اور جو مجھے
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوں تو وہی
یَشْفِیْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ
شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا پھر
یُحْیِیْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ
جلائے گا اور جس سے مجھے توقع ہے کہ قیامت کے دن
لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿٨٢﴾
میری تقصیر بخشے گا

سوا آخری آیت کے ان ساری آیتوں میں وقف کی وجہ سے آخری یائے متکلم گر گئی ہے جس کے معنیٰ "مجھے" ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں یہ سمجھایا کہ ان بتوں میں جنہیں تم پوجتے ہو ذرہ بھر بھی کسی بات کی طاقت نہیں یہ نہ سنیں نہ دیکھیں۔ نہ کسی کا کچھ بھلا کر سکیں نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکیں میرے تو یہ سب کے سب دشمن ہیں میں ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ میں تو اس کے سامنے سر جھکاتا ہوں اور پوجتا ہوں جو ان سارے جہانوں کا پالنے والا ہے آگے رب العالمین کی صفات انہیں سمجھا رہے ہیں کہ وہ ایسی بڑی قدرت والا ہے کہ اس نے مجھے پیدا کیا۔ اب وہی مجھے وہ صحیح راستہ سجھاتا ہے جس پر مجھے چلنا چاہیئے۔

کھانے کے وقت مجھے کھلاتا ہے۔ پیاس کے وقت پانی پلاتا ہے۔ بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے۔ ہر وقت میری نگرانی کرتا ہے۔ میرے حالات دیکھتا ہے میری دعا اور فریاد سنتا ہے اور جب وقت آجائے گا اور اس دنیا میں میری عمر ختم ہو جائے گی تو مجھے موت دے گا۔ اور حشر کے روز مجھے زندہ کر کے اٹھا بٹھائے گا۔ اور میں آس لگائے بیٹھا ہوں کہ جس دن وہ اپنے بندوں کے اعمال کا جائزہ لے کر ان کی بابت اپنے فیصلے صادر فرمائے گا۔ تو اپنی رحمت سے میری خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ اور میری لغزشوں سے درگذر فرمائے گا۔

دُعائے ابراہیمؑ

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (٨٣)

اے میرے رب عطا فرما مجھے حکمت اور ملا مجھے نیک لوگوں کے ساتھ

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (٨٤)

اور کر میرے لیے اچھا ذکر آیندہ آنے والوں میں

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (٨٥) وَاغْفِرْ

اور کر مجھے وارثوں میں سے جنت نعیم کے اور بخش

لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (٨٦) وَلَا تُخْزِنِیْ

میرے باپ کو تحقیق وہ ہے راہ بھولے ہوؤں میں اور نہ رسوا کر مجھے

یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (٨٧) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (٨٨)

اسدن کہ اٹھائے جائیں اس دن کہ نفع نہ دے گا مال اور نہ بیٹے

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (٨٩)

مگر جو کوئی آئے اللہ کے پاس ساتھ دل پاک صاف کے

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (٨٣)

اے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھے نیکوں میں شامل کر

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (٨٤)

اور باقی رکھ میرا ذکر خیر آیندہ آنے والوں میں

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (٨٥) وَاغْفِرْ

اور کر مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں سے اور میرے باپ کو

لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (٨٦) وَلَا تُخْزِنِیْ

معاف فرما کہ وہ گمراہوں میں سے ہے اور جس دن سب جی

یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (٨٧) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (٨٨)

اٹھیں مجھے رسوا نہ کر جس دن نہ مال کام آئے اور نہ بیٹے

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (٨٩)

مگر جو کوئی اللہ کے پاس صحیح سالم دل لے کے آیا

لِسَانَ صِدْقٍ: ذکرِ جمیل، لسان زبان کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو زبان سے نکلیں۔ صدق کے معنی سچائی نیکی۔ لسان صدق: نیک ذکر۔ سَلِیْمٍ ہر آفت سے محفوظ، صفت کا صیغہ ہے س۔ل۔م سے۔ اسی سے سلام بنا ہے۔ قَلْبٍ سَلِیْمٍ: ایسا دل جو برائی، گندے خیالات اور شرک وکفر سے بچا ہوا ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے انہیں اللہ عزوجل کی صفتیں سمجھائیں جن کی بنا پر وہ انسان کے معبود ہونے کا مستحق ہے اور پھر اس کی عبادت کرنے کا طریقہ بھی ان کے سامنے واضح کر دیا۔ اصل عبادت دعا ہی کا نام ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو۔ اس لیے آپ اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ میرے رب مجھے دانائی عطا فرما کہ میں تجھے پہچان لوں اور تیرے حکم پر سمجھ بوجھ کر چلوں اور مجھے آیندہ آنے والے لوگوں میں نیک نام کر کہ مجھے اچھا کہیں اور میرے طریقہ پر چلیں اور مجھے نعمتوں والی جنّت کا مستحق اور وارث بنا اور یہ میرا باپ غلط راستے پر پڑا ہے اسے ہدایت کر جو اس کی مغفرت کا باعث ہو اور مجھے قیامت کے دن جب سب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے رسوا نہ کر۔ اس دن تو مال اور اولاد کچھ بھی کام نہ آئے گا ہاں جو اللہ کے سامنے پاک صاف کفر و شرک سے محفوظ دل لے کر حاضر ہوگا وہی فلاح پائے گا۔

قیامت کا حال

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
اور قریب لائی جائیگی جنّت واسطے پرہیزگاروں کے اور ظاہر کردی جائے گی دوزخ
لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾
گمراہوں کے لیے اور کہا جائیگا ان سے۔ کہاں ہیں وہ کہ تھے تم پوجتے جنہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
اللہ کے سوا کیا مدد کرسکیں گے وہ تمہاری یا
يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغٰوٗنَ ﴿۹۴﴾
اپنا بچاؤ کرسکیں گے پس اوندھے ڈالے جائیں گے اس میں وہ اور گمراہ لوگ
وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾
اور لشکر ابلیس کے سارے

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
اور پاس لائے گی جنت متقیوں کے اور کھول دی جائے گی دوزخ
لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾
بے راہوں کے سامنے اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجتے تھے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
اللہ کے سوا کیا مدد کریں گے تمہاری یا
يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغٰوٗنَ ﴿۹۴﴾
بدلہ لے سکیں گے بھر اوندھے ڈالے جائیں گے اس میں اور گمراہ لوگ
وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾
اور ابلیس کا لشکر سب کا سب

اُزْلِفَتْ: (قریب لائی جائے گی) ماضی مجہول ہے ازلاف سے جو ز۔ل۔ف سے بنا ہے جس کے معنی نزدیکی کے ہیں۔

بُرِّزَتْ: (سامنے ظاہر کردی جائے گی) تبریز سے جو ب۔ر۔ز سے بنا ہے۔ برز ظاہر ہونا۔ تبریز: ظاہر کرنا۔

کُبْکِبُوْا: (اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے) ماضی مجہول کا صیغہ ہے جو ک۔ب۔ب سے بنا ہے۔ کَبٌّ (اوندھا کردینا) کُبْکِبُوْا کے بھی وہی معنی ہیں لیکن مبالغہ کے ساتھ۔ غَاوٗنَ: (راہ سے ہٹے ہوئے) جمع ہے غاوی کی جو اسم فاعل ہے غ۔و۔ی سے اس کا مصدر غَیٌّ ہے جس کے معنی گمراہی اور بے راہ ہوجانے کے ہیں۔

قیامت کے دن متقیوں کو اپنے سامنے جنّت نظر آئے گی اور اس کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور گمراہ لوگ کھلم کھلا دیکھیں گے اور دہشت کے مارے لرزنے لگیں گے تو ان سے کہا جائیگا کہ آج وہ تمہارے گھڑے ہوئے معبود کہاں ہیں جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے۔ کیا وہ کچھ تمہاری مدد یا اپنا بچاؤ کرسکتے ہیں وہ لوگ کچھ جواب نہ دے سکیں گے اور ان کو پکڑ کر اوندھے منہ جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔ اسی طرح اور سارے لوگ بھی جو اللہ عزوجل کے مقرر کیے ہوئے سیدھے راستہ سے دنیا میں ہٹے ہوئے تھے دوزخ میں منہ کے بل ڈال دیئے جائیں گے اور جتنے لوگ شیطان کے مددگار تھے اور اپنے اختیار کیے ہوئے بُرے راستے کی طرف اوروں کو بلاتے تھے سارے کے سارے اکٹھے کرکے شیطان کے ساتھ جہنم رسید کردیے جائیں گے۔ اللہ عزوجل ہمیں بچائے۔

بے سود تمنا

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ
کہیں گے اور وہ اس میں جھگڑتے ہوں گے قسم اللہ کی تحقیق
كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
تھے ہم البتہ گمراہی کھلی ہوئی میں جبکہ برابر ٹھہراتے تھے ہم تمہیں پروردگار
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾
عالم کے اور نہیں بہکایا ہمیں مگر ان مجرموں نے
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾
پس نہیں ہمارے لیے کوئی سفارشی اور نہ دوست مخلص
فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ
پس کاش کہ ہوتا ہمارے لیے دوبارہ جانا پس ہوتے ہم ایمان والوں میں تحقیق
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
اس کے اندر البتہ نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان کے
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾
ایمان لانے والے اور تحقیق تیرا رب البتہ وہ زبردست رحم والا ہے

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ
کہیں گے اور جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں گے اللہ کی قسم ہم
كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
صریح غلطی میں تھے جب ہم تمہیں پروردگار عالم کے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾
برابر ٹھہراتے تھے اور ہم کو راہ سے جو بہکایا سو ان گنہ گاروں نے ہی
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾
کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی محبت والا دوست
فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ
سو کسی طرح ہمیں پھر جانا ملے تو ایمان والوں میں ہو جائیں اس بات
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
میں نشانی ہے اور بہت سے ان میں
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع ۵
ماننے والے نہیں بے شک تیرا رب ہے زبردست رحم والا

حمیم: گرمجوشی دکھانے والا قریب کا دوست / ح م م سے ہے جس قریب آنا۔ گرمی ظاہر کرنا محبت کی گرم جوشی دکھانا یہاں گمراہ دوست مراد ہے۔

جہنم میں داخل ہونے کے بعد ابلیس کے سارے مرید آپس میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الزام دیں گے آخر مجبوراً اعتراف کریں گے کہ ہم سب کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا تھے کہ تمہیں اللہ عزوجل کے برابر مرتبہ دیتے تھے۔ ہمیں تو ان مجرموں نے راہ سے بھٹکایا۔ آج نیک آدمیوں میں سے ہمارا کوئی ساتھی نہیں۔ جو لوگ نیک لوگوں سے میل جول رکھتے تھے وہ مزے میں ہیں ہمیں کوئی نہیں پوچھتا جنہیں ہم نے معبود بنا رکھا تھا وہ اپنی ہی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ہماری سفارش کیا کرتے کیا ہی اچھا ہوتا تا کہ ہم دوبارہ دنیا میں بھیج دیئے جاتے اور پکے ایمان دار بن کر دکھاتے قصہ کے ختم کے بعد پھر ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں بھی ہماری معرفت کی نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ماننے والے نہیں اللہ یقیناً قوت والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

قومِ نوح علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ
جھٹلایا نوح کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا
لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾
اُن سے ان کے بھائی نوح نے کیا نہیں ڈرتے تم
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا
تحقیق میں تمہارے لیے رسول ہوں معتبر پس ڈرو
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
اللہ سے اور کہنا مانو میرا اور نہیں مانگتا میں تم سے
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
اس پہ کوئی اجر نہیں میرا اجر مگر
عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
فقط رب العالمین پہ پس ڈرو اللہ سے
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾
اور کہنا مانو میرا

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ
نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے
لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾
ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم کو ڈر نہیں
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا
میں تمہارے لیے معتبر پیغام لانے والا ہوں سو ڈرو
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
اللہ سے اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
کا کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ اسی پروردگار
عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
عالم پر ہے سو اللہ سے ڈرو
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾
اور میرا کہا مانو

وَاَطِيْعُوْنِ: دونوں جگہ اصل میں اَطِيْعُوْنِيْ ہے۔ وقف کی وجہ سے یائے متکلم گر گئی جس کے معنی "میرا" ہیں۔ یہ لفظ اس سورت میں بار بار آیا ہے ہر جگہ اس کی یہی صورت و معنیٰ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام دنیا کے پہلے جلیل القدر رسول ہیں۔ جن کی قوم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے رسول ہونے کا انکار کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں اللہ کا معتبر پیغمبر ہوں۔ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ میں تم سے مال و دولت کا طالب نہیں۔ مجھے پروردگار عالم میرا اجر دے گا۔ میں تو فقط تمہارے بھلے کے لیے کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اس کے بعد موقع کے مطابق لوگوں کو خاص خاص ہدایتیں بھی دیتے رہے۔

پیغام خاص

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾

بولے کیا ہم مان لیں تیری جبکہ تیرے ساتھی بن رہے ہیں نیچے درجہ کے لوگ

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ

کہا اور کیا جانوں میں اس کو جو ہیں وہ کر رہے نہیں

حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾

ان سے پوچھ گچھ مگر صرف میرے رب کا کام اگر تم عقل سے کام لو

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا

اور نہیں ہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو نہیں میں

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

مگر ڈرانے والا کھول کر بولے البتہ اگر باز نہ آیا تو

يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾

اے نوح ضرور ہوگا تو پتھراؤ سے مرنے والوں میں سے

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾

بولے کیا ہم تیری بات مان لیں حالانکہ تیرے ساتھی کمینے لوگ ہو رہے ہیں

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ

کہا مجھے کیا علم ہے کہ وہ کیا کام کر رہے ہیں ان کا

حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾

حساب لینا تو میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا

اور میں ایمان والوں کو ہانک دینے والا نہیں میں تو

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

کھول کر ڈر سنانے والا ہوں بولے اے نوح اگر تو

يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾

باز نہ آیا تو ضرور سنگ سار کر دیا جائے گا

طَارِدِ: ہانک دینے والا۔ نکال دینے والا اسم فاعل ہے ط۔ ر۔ د سے جس کے معنی ڈانٹ کر باہر نکال دینا ہیں

لَمْ تَنْتَهِ: نہ باز آیا تو / تَنْتَهِيْ مضارع کا صیغہ ہے اِنْتِهَاءٌ سے۔ لَمْ کی وجہ سے آخر کی یا گر گئی۔ یہ ن۔ ہ۔ ی سے بنا ہے۔ نہی کے معنی روکنا۔ انتہار کے معنی رُک جانا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا پیغام سُنکر ان کی قوم نے کہا کہ ہم تیری بات کیسے مانیں تیرے تابعدار تو ذلیل اور کم درجہ کے لوگ ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے کہا۔ میں ان کے کام اور مرتبہ سے واقف نہیں اور نہ واقف ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر غور کرو تو سیدھی سی بات ہے کہ ان کی باتوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ ایمان والے سب آپس میں برابر ہیں۔ میں ایسے لوگوں کو جو میری بات سننے اور ماننے کے لیے تیار ہیں کیسے دھتکار دوں مجھے تو ہر ایک کو اس کے برے اعمال کے نتیجوں سے صاف طور پر ڈرانا ہے اور بس۔ بولے اگر تو باز نہ آیا تو ہم ضرور تجھے سنگسار کر ڈالیں گے۔

منکر غرق ہو گئے

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ
کہا نوح نے اے میرے رب تحقیق میری قوم نے مجھے جھٹلایا پس فیصلہ کر
بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ
میرے اور ان کے درمیان ایک فیصلہ اور نجات دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
ایمان والوں میں سے پس بچا لیا ہم نے اُسے اور جو ان کے ساتھ تھے
فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ
کشتی میں جو بھری ہوئی تھی پھر غرق کر دیا ہم نے ان کے بعد
الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
باقی لوگوں کو تحقیق اس میں نشانی ہے اور نہیں ہیں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
اکثر ان کے ایمان لانے والے اور تحقیق تیرا رب البتہ وہ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾
زبردست ہے رحم والا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ
نوح نے کہا اے رب میری قوم نے جھٹلایا سو میرے اور
بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ
ان کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے اور مجھ کو اور جو میرے ساتھ ایمان
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
والے ہیں انہیں بچا لے پھر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو
فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ
بچا لیا بھری ہوئی کشتی میں پھر اس کے بعد باقی ماندہ
الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
کو ڈبو دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
بہت سے لوگ ماننے والے نہیں اور تیرا رب البتہ
ع ١٨ ١٠ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾
زبردست رحم والا ہے

مَشْحُوْنِ: (بھری ہوئی) اسم مفعول ہے۔ مشحون سے مراد یہ ہے کہ کشتی آدمیوں، چوپایوں اور پرندوں سے لدی ہوئی تھی۔

جب حضرت نوح علیہ السلام ان کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب ان لوگوں نے تو مجھے جھوٹا سمجھا۔ یہ میری بات کو ذرا بھی وقعت نہیں دیتے اب آپ انہیں دنیا سے غارت کر دیجیے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو بچا لیجیے ورنہ آئندہ ان کی نسل بھی انہیں جیسی ہو گی۔ اللہ عزوجل نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ پھر جو ان کے ساتھ کشتی میں آگئے وہ تو بچ گئے۔ باقی سب غرق ہو گئے۔ ارشاد ہے کہ اس واقعہ سے بھی ہماری قدرت ظاہر ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بہرحال رب بڑی قوت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

قومِ عاد

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
جھٹلایا عاد نے رسولوں کو جب کہا ان سے
اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
ان کے بھائی ہود نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں تمہارے لیے
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾
رسول ہوں معتبر پس ڈرو اللہ سے اور کہنا مانو میرا
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں میرا اجر
اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
مگر فقط رب العالمین پر

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
عاد نے بھی پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی
اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
ہود نے کہا کیا تمہیں ڈر نہیں میں تمہارے پاس
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾
معتبر پیغام لانے والا ہوں سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ
اور میں تم سے اس کا کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو
اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
اسی پروردگار عالم سے ہے

طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد جو مخلوق غار کشتی میں بیٹھ کر ڈوبنے سے بچ گئی تھی۔ ان سے دنیا پھر آباد ہوئی۔ کچھ مدت امن وامان سے گذری لیکن جب آبادی کی کثرت ہوگئی اور لوگ اِدھر اُدھر پھیل گئے تو پھر جو جس کے جی میں آیا کرنے لگا۔ ان میں سے لوگوں کا ایک گروہ جو عاد کی قوم کہلاتا تھا سرکشی میں بہت بڑھ گیا۔ یہ لوگ خوب ہٹے کٹے توانا اور تندرست تھے ملک زرخیز تھا۔ مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ آخر مغرور ہو کر یہ بھی انہیں برائیوں میں مبتلا ہو گئے جو انسان کو تباہ کرنے والی ہیں۔

پھر جب زبردستوں کا زیردستوں پر ظلم و ستم بہت بڑھ گیا۔ اور لوگ کام کی باتیں چھوڑ کر نام و نمود کی خاطر فضول کاموں میں لگ گئے۔ تو ان کو بے کار باتوں سے روکنے اور کام کی باتیں بتانے کے لیے انہی کی برادری کے ایک آدمی کو جن کا نام ہود علیہ السلام تھا ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

انہوں نے آکر پہلے تو وہی عام پیغام دیا جو سب رسول دیا کرتے ہیں یعنی اللہ سے ڈرو میں اس کا معتبر رسول ہوں تمہاری بھلائی کی بات کہتا ہوں میری اطاعت کرو۔ میں تم سے مال و دولت وغیرہ نہیں مانگتا۔ صرف اللہ کے حکم سے تمہیں سمجھاتا ہوں۔ اس کا اجر مجھے پروردگار عالم ہی دے گا۔

حضرت ہودؑ کا خاص پیغام

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَ
کیا بنلاتے ہو تم ہر اونچے مقام پر ایک نشان کھیلنے کے لیے اور
تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾
بناتے ہو شاندار عمارتیں شاید تمہیں ہمیشہ رہنا ہے
وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾
اور جب گرفت کرتے ہو گرفت کرتے ہو ظالم بن کر
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ
پس ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو اور ڈرو اس سے جس نے
اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ
مدد کی تمہاری اس سے جو تم جانتے ہو مدد کی تمہاری
بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾
مویشیوں سے اور بیٹوں سے اور باغات سے اور چشموں سے
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
تحقیق میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک دن
عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾
بڑے سے

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَ
کیا ہر اونچی زمین پر ایک نشان بناتے ہو کھیلنے کو اور
تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾
بنلاتے ہو شاندار عمارتیں گویا تم ہمیشہ رہو گے
وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾
اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ
سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو جس نے
اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ
تمہیں وہ چیزیں پہنچائیں جو تم جانتے ہو دیے تم کو
بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَّجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾
چوپائے اور بیٹے اور باغات اور چشمے
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی
عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾
آفت سے

رِیْع: اونچی جگہ۔ اہم ہے ر ی ع سے رَیْعان بھی اسی سے بنا ہے جو ابھرنے اور طاقتور ہونے کو کہتے ہیں۔ رِیْعٌ: اونچا ٹیلہ و بلند مقام

عاد اونچے بناز پُر تکلف محل اور عمارتیں بناتے رہتے اور اگر کسی کمزور پر قابو پا لیتے تو اس کو اتنا ستاتے کہ درندوں کو بھی مات کر دیتے حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ اللہ کے بندو کھیل کود اور نام و نمود کے لیے اپنی دولت اور وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ کیا تم دنیا ہی میں ہمیشہ رہو گے؟ اللہ سے ڈرو اور جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ اللہ نے تمہیں فراغت کے سامان دیے ہیں۔ یہ مویشی، اولاد، باغات اور چشمے سب اسی کا عطیہ ہیں۔ دنیا میں اس سے ڈر کر نہ چلے تو ایک بڑا بھاری دن آنے والا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ تم اس دن اپنی نافرمانی کی وجہ سے بڑی آفت میں پھنسو گے۔

جواب اور انجام

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

بولے برابر ہے ہمارے لیے خواہ نصیحت کرے تو یا نہ ہو تو

مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

نصیحت کرنے والوں میں نہیں یہ مگر عادت

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾

پہلوں کی اور نہیں ہم عذاب دیے جانے والے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

پھر جھٹلایا انہوں نے پس ہلاک کر دیا ہم نے انہیں تحقیق اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ

اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے اور تحقیق

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾ ع

تیرا رب البتہ وہ زبردست ہے رحم والا

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

بولے ہمارے نزدیک برابر ہے خواہ تو نصیحت کرے یا نصیحت

مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

کرنے والا نہ بنے کچھ نہیں یہ اگلے لوگوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾

کی عادت ہے اور ہم پر آفت آنے والی نہیں

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

یوں انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے انہیں تباہ کر دیا اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ

اور ان میں بہت لوگ ماننے والے نہیں اور تیرا

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾ ع

رب البتہ زبردست رحم والا ہے

ع ٨ ١١

وَعَظْتَ: نصیحت کی تو نے۔ ماضی کا صیغہ ہے و ع ظ سے۔ وُعْظٌ کسی کے بھلے کی بات کہنا، خیر خواہی اور نصیحت کرنا۔

عاد کی قوم ڈھٹائی سے اپنے انہی کاموں میں لگی رہی۔ جو سراسر فضول تھے وہ فن تعمیر اور نقاشی میں بڑے ماہر تھے۔ دولت کو انہی کاموں میں برباد کرتے تھے۔ کمزوروں، مفلسوں اور غریبوں کو بہت ستاتے تھے۔ حضرت ہودؑ کی نصیحت کو انہوں نے ٹھکرا دیا کہ ہمارے نزدیک تیرا سمجھانا نہ سمجھانا برابر ہے یہ باتیں تو قدیم سے چلی آتی ہیں کہنے والے اپنی ہی کہتے اور کرنے والے اپنی ہی کرتے رہے۔ موت آئی مر گئے عذاب ثواب کیسا؟

ارشاد ہے کہ آخر ہم نے ان کو تباہ کر دیا نہ وہ رہے نہ وہ ان کی عمارتیں اور مینار رہے۔ ایک سخت آندھی آئی۔ اور سب کچھ مٹ گیا۔ یہ ہماری قدرت کی نشانی ہے۔ لیکن اکثر لوگ غافل ہیں نہیں مانتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب بڑی قوت والا ہے اور ساتھ ہی اس کی رحمت بھی بڑی ہے۔

ثمود کا حال

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
جھٹلایا ثمود نے رسولوں کو جب کہا ان سے
اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
ان کے بھائی صالح نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں تمہارے لیے
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾
رسول ہوں معتبر پس ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری
وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ
اور نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾
اجر میرا مگر فقط پروردگار عالم پر

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
ثمود نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے
اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں تحقیق میں تمہارے لیے
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾
رسول ہوں معتبر پس ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ
اور میں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتا میرا بدلہ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾
اسی سارے جہان کے پلنے والے کے ذمے ہے

عاد کی قوم کا ذکر ختم ہوا۔ اللہ کے رسول حضرت ہود علیہ السلام کی بات نہ ماننے کا نتیجہ ان کے لیے بہت بُرا ہوا سخت آندھی آئی مکان، باغ، مینار سب اُڑ گئے۔ آدمی اُڑ اُڑ کر پٹخنیاں کھا کر گرے اور مر گئے ان کا ذکر پڑھو اور عبرت حاصل کرو اور اللہ کی نافرمانی اور اس کے رسولوں کی بات نہ ماننے کا نتیجہ سوا تباہی کے کچھ نہیں۔

عاد کے بعد ایک اور قوم پیدا ہوئی اور اُبھری۔ یہ ثمود کی قوم تھی۔ انہوں نے بھی ویسی ہی سرکشی اختیار کی آخر انہیں سمجھانے کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے اپنا رسول مقرر کرکے بھیجا۔ انہوں نے بھی پہلے وہی پیغام دیا جو سارے رسول دیا کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اللہ کے بندو تمہیں اللہ کے غضب سے ڈر نہیں لگتا جو تم اُس کی مرضی کے خلاف کاموں میں پھنسے ہوئے ہو۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کا معتبر پیغام رساں ہوں۔ اللہ سے ڈرو اور جو میں کہوں وہ کرو۔ میں تم سے مال و دولت، وغیرہ کچھ نہیں چاہتا نہ تعظیم و تکریم کا طالب ہوں۔ مجھے تو میرے کام کا صلہ وہی رب العالمین دے گا جس نے مجھے یہ کام سپرد کیا ہے اور اس کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے :

حضرت صالحؑ کا خاص پیغام

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ

کیا چھوڑے جاؤ گے تم اس میں جو یہاں ہے بے فکر باغوں میں

وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا

اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ

هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

گتھا ہوا ہے اور تراشتے ہو تم پہاڑوں سے مکانات

فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾

اترانے ہوئے پس ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ

اور مت اطاعت کرو حکم کی حد سے نکل جانے والوں کے جو

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾

فساد کرتے ہیں زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ

کیا تم یہاں کی چیزوں میں بے فکر چھوڑے جاؤ گے باغوں میں

وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا

اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ

هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں سے گھر

فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾

اتراتے ہوئے سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ

اور مت مانو بے باک لوگوں کا حکم جو

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾

ملک میں خرابی کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے

هَضِيْمٌ: نرم پھولا ہوا (صفت کا صیغہ ہے ہ ض م سے ہضم کے معنی توڑ کر بکھیر دینا۔ ہَضِیْمٌ۔ پھولا ہوا۔ ذرا سی ٹھیس سے جھڑ جانے والا۔

طَلْعُهَا هَضِيْمٌ: (ایسا خوشہ جو بہت گتھا ہوا اور پھولا ہوا ہو) یہ اس بات کی علامت ہے کہ پھل خوب آئے گا۔ اگر خوشہ چھدرا اور کم پھولا ہوا ہو تو پھل زیادہ نہیں آتا۔

ثمود کی قوم بھی بڑی خوش حال تھی میووں کے باغ، بہتے ہوئے چشمے کھیتی کیاری کھجوروں کے جھنڈ سب کچھ ان کے قبضہ میں تھے۔ عاد تعمیر کے فن میں استاد تھے اور ثمود سنگ تراشی میں ماہر تھے اور دونوں اپنی اپنی دھن میں مست تھے حضرت صالحؑ نے انہیں فضول کاموں سے روکا اور کہا اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو تو نافرمانی سے تم تباہ ہو جاؤ گے اپنے مغرور لوگوں کی پیروی مت کرو جو ملک میں فساد پھیلانے والے ہیں بگاڑنا جانتے ہیں سنوارنا نہیں جانتے تم میری بات مانو تو اللہ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لیے نبی مقرر کیا ہے ۔

ثمود کا جواب

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَآ

بولے بات یہی ہے کہ تو سحر زدہ لوگوں میں سے ہے نہیں

اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ

تو مگر ایک آدمی ہمیں جیسا پس لے آ کوئی نشانی اگر

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ

ہے تو سچوں میں سے کہا یہ ہے

نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

اونٹنی اس کے لیے ایک باری پانی پینے کی اور تمہارے لیے باری

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

ایک دن مقرر کی اور مت چھیڑنا اس کو بری طرح

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾

پس پکڑلے تمہیں عذاب ایک بڑے دن کا

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَآ

بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کردیا ہے تو بھی

اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ

ایک آدمی ہے جیسے ہم سو کچھ نشانی لے آ اگر

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ

تو سچا ہے کہا یہ

نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

اونٹنی ہے پانی پینے کی ایک باری اس کی اور ایک مقرر

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

دن کی باری تمہاری اور اس کو کچھ دکھ مت پہنچانا ورنہ ایک

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾

ہولناک دن کی آفت تمہیں پکڑ لے گی

قوم نے جواب دیا۔ کہ تیری تو عقل جاتی رہی ہے۔ ضرور کسی نے تجھ پر جادو کردیا ہے۔ اگر نبی بنتا ہے تو کوئی انوکھی نشانی دکھا۔ بھلا اس چٹان میں سے ایک جیتی جاگتی اونٹنی ہی نکال دے۔ پھر حضرت صالح علیہ السلام نے دعا کی اور اونٹنی نکل آئی۔ کہا بولو اب کیا کہتے ہو؟ اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی حفاظت کرو۔ جس دن یہ پانی پیے، اپنے جانوروں کو روک لو اور جس دن نہ پیے۔ اس دن اپنے جانوروں کو پلا لو۔ اگر اس اونٹنی کو کوئی تکلیف پہنچی تو ایک بہت ہولناک دن آئے گا۔ اور اس میں تم پر ایسی آفت پڑے گی۔ کہ تم بالکل تباہ ہوجاؤ گے۔

ثمود کا انجام

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ
پس کاٹ ڈالا اونٹنی کو پس ہوگئے پچتانے پس آ پکڑا انہیں
الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
عذاب نے تحقیق اس کے اندر البتہ نشانی ہے اور نہیں
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
تھے اکثر ان کے ایمان لانے والے اور تحقیق تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ ع
البتہ وہ زبردست ہے رحم والا

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ
پھر اونٹنی کو کاٹ ڈالا پھر پچھتاتے رہ گئے پھر ان کو
الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
عذاب نے آ پکڑا البتہ اس واقعہ میں نشانی ہے اور ان میں
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
بہت سے لوگ ماننے والے نہیں اور تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ ع ٩ ١٢
البتہ زبردست رحم کرنے والا ہے

انسان کو اگر عیش و عشرت کا سامان میسر ہو جائے تو پھر وہ کسی کی نہیں سنتا۔ وہ اپنے مصیبت زدہ بنی نوع انسان کی طرف سے صرف آنکھیں بند ہی نہیں کرتا بلکہ ان کو اپنا خادم اور تابعدار بنا کر رکھنا چاہتا ہے ان کی زبوں حالی پر ہنستا ہے اور اپنا کام ان سے مار مار کر لیتا ہے اور پھر کچھ بچے بچائے دانے دنکے ان کے آگے ڈالتا ہے کہ محنت اور مصیبت جھیلنے کے لیے زندہ رہو۔ اور ہم کو اپنا ان داتا تسلیم کرو۔ جب ان کھاتے پیتے لوگوں کا جتھا بن جاتا ہے پھر تو دنیا میں ایک آفت مچ جاتی ہے۔ ثمود کی قوم کی یہی حالت تھی۔ مالدار خوشحال لوگوں کا جتھا بن گیا تھا۔ کچھ بے باک نڈر لوگ اس کے سرغنہ بن بیٹھے تھے اور باقی سب ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ میری بات سنو۔ ان سرکش غنڈوں کی پیروی چھوڑو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا کوئی نشانی دکھائیے تو ہم جانیں۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ان کے کہنے کے مطابق پہاڑ کے اندر سے ایک اونٹنی نکلی۔ پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ افسوس تم نے اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی نہ مانا۔ اب اگر کچھ دن دنیا میں رہنا چاہتے ہو تو اس اونٹنی کی حفاظت کرو۔ اس کا بال بیکا نہ ہونے پائے ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ کچھ دن تو انہوں نے اس کا خیال رکھا۔ مگر ان کے شورہ پشتوں نے اونٹنی کو کاٹ کے ڈال دیا۔ دوسرے دن ثمود عذاب کے آثار دیکھ کر پچھتائے۔ مگر عذاب ان پر آ ہی پڑا۔ اس واقعہ میں عبرت ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ نہیں مانتے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا رب بڑی قوت والا ہے اور ساتھ ہی مہربان بھی ہے ؛

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ
جھٹلایا لوط کی قوم نے رسولوں کو جب کہا
لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ
ان سے ان کے بھائی لوط نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
تمہارے لیے پیغام لانے والا ہوں معتبر پس ڈرو اللہ سے اور
اَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ
اطاعت کرو میری اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجر
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾
نہیں اجر میرا مگر پروردگار عالم پر

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ
لوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب ان سے
لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ
ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہاری طرف
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
معتبر پیغام لانے والا ہوں سو اللہ سے ڈرو اور
اَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ
میرا کہا مانو اور میں تم سے اس کا کچھ بدلہ نہیں مانگتا
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾
میرا بدلہ اسی پروردگار عالم پر ہے

ثمود کی قوم اپنے بُرے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک ہوئی وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے دیوانے ہوگئے تھے ان کے چند بدمعاشوں نے ایک بدکار عورت کے کہنے سے اللہ کی بھیجی ہوئی اونٹنی کو جو حضرت صالح علیہ السلام کے نبی ہونے کی نشانی تھی کاٹ کر رکھ دیا اللہ کا عذاب ان پر آیا اور وہ غارت ہوگئے۔

اس کے بعد ایک اور قوم کو شیطان نے ورغلایا اور اس کے سمجھانے کے لیے اللہ عزوجل نے لوط علیہ السلام کو اپنا رسول مقرر کرکے بھیجا۔ انہوں نے بھی دوسرے رسولوں کی طرح ان کو پہلے عام نصیحت کی کہ دُنیا میں اللہ کے غضب سے ڈر کر رہنا چاہیئے تم اتنے نڈر کیوں ہوگئے ہو کہ ایک بدترین کام میں اس بے فکری کے ساتھ مبتلا ہو۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ میری بات مانو اور اللہ سے ڈر کر چلو۔ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں اور اس پر تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔ مجھے وہی رب العلمین اس کا صلہ دے گا جس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سمجھاؤں اور ٹیڑھی راہ سے ہٹا کر سیدھے راستہ پر ڈالوں۔ ہر رسول نے سب سے پہلے اپنی قوم سے یہی کہا کہ مجھے تمہاری اصلاح منظور ہے اپنے لیے شہرت، مال و متاع وغیرہ حاصل کرنا میرا مقصد نہیں اصلی رہنما کی پہچان یہی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا خاص پیغام

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (١٦٥) وَتَذَرُوْنَ
کیا آتے ہو تم مردوں کے پاس جہان میں سے اور چھوڑتے ہو
مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ
جو پیدا کیا تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویوں سے بلکہ تم
قَوْمٌ عٰدُوْنَ (١٦٦) قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ
لوگ حد سے نکل جانے والے ہو۔ بولے البتہ اگر نہ باز آیا تو اے لوط
لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ (١٦٧) قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ
البتہ ہو جائے گا تو نکالے ہوؤں میں سے کہا میں تو تمہارے کام سے
مِّنَ الْقَالِيْنَ (١٦٨) رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ
نفرت کرنے والوں میں سے ہوں اے رب نجات دے مجھے اور میرے گھر والوں کو
مِمَّا يَعْمَلُوْنَ (١٦٩)
اس سے جو وہ کرتے ہیں

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (١٦٥) وَتَذَرُوْنَ
کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو
مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ
جو تمہارے واسطے تمہارے رب نے بیویاں بنا دی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے
قَوْمٌ عٰدُوْنَ (١٦٦) قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ
بڑھنے والے ہو بولے اے لوط اگر تو باز نہ آیا تو
لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ (١٦٧) قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ
تو نکال دیا جائے گا کہا میں بلتہ تمہارے
مِّنَ الْقَالِيْنَ (١٦٨) رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ
کام سے بیزار ہوں اے رب مجھے اور میرے ماننے
مِمَّا يَعْمَلُوْنَ (١٦٩)
والوں کو اس کام سے خلاص کر جو وہ کرتے ہیں

اپنا کام اور منصب اچھی طرح قوم کو سمجھانے کے بعد حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم شہوت رانی کے لیے مردوں کے پیچھے دوڑتے ہو اور اللہ عزوجل نے جو فطری طریقہ اس کے لیے مقرر کیا ہے یعنی عورتوں کو تمہارا جوڑا بنا دیا ہے تا کہ ان سے نکاح کرو اور تقاضائے فطرت حلال طریقے سے پورا کرو اس کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ یہ میں نے تمہارے سمجھانے کے لیے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ورنہ تمہارا جرم ایک جملہ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ تم لوگ قانون فطرت کے توڑنے والے ہو اور انسانیت کی حد سے باہر نکل گئے ہو بلکہ حیوانیت کو بھی شرمندہ کر دیا ہے اور نرے شیطان بن گئے ہو۔ یہ سنکر قوم نے جواب دیا کہ بس خاموش رہ۔ اگر تو اس وعظ و نصیحت سے باز نہ آیا تو ہم تجھے بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے یہ سن کر کہا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے میں تمہیں ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کر کیسے چپ رہوں ان سے یہ سنکر حضرت لوط علیہ السلام پر ان کی طرف سے مایوسی طاری ہوئی۔ بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ مجھ سے ان کی بے حیائی دیکھی نہیں جاتی۔ اے میرے رب تو مجھے اور میرے متعلقین کو ان کے اس فعل بد کے وبال سے بچا۔

قومِ لوط کا انجام

فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا
پس نجات دی ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں سب کو مگر
عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا
ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں پھر اکھاڑ پھینکا ہم نے
الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ
دوسروں کو اور برسایا ہم نے ان پر ایک مینہ
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
پس برا تھا مینہ ان ڈرائے ہوؤں کا تحقیق اس کے اندر
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ
البتہ نشانی ہے۔ اور نہ تھے اکثر ان کے ماننے والے اور تحقیق
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾
تیرا رب البتہ وہ زبردست ہے رحم والا

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا
پھر ہم نے بچا دیا اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو مگر ایک
عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا
بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں پھر تباہ کر دیا ہم نے
الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ
دوسروں کو اور ان پر ایک مینہ برسایا
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
سو کیا برا مینہ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ اس واقعہ میں
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ
نشانی ہے اور ان میں اکثر ماننے والے نہیں تھے اور یقیناً
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ ع ۹ ۱۳
تیرا رب البتہ وہی ہے زبردست رحم کرنے والا

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو جب دیکھا کہ یہ سنورنے والی نہیں ان میں ایک قبیح اور گھناؤنی عادت جڑ پکڑ چکی ہے۔ اور جب تک خود انہی کو جڑ سے اکھاڑ کر نہ پھینک دیا جائے۔ یہ اس حیاسوز فعل سے رکنے والے نہیں۔ بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ کہ ان کے شرمناک وجود سے دنیا کو پاک کر اور مجھے اور میرے ساتھیوں اور گھر والوں کو ان کے اندر سے نکال کر کسی پاک صاف جگہ میں پہنچا دے۔ حضرت لوطؑ کی دعا قبول ہوئی۔ عذاب کے فرشتے آئے اور حضرت لوطؑ سے کہا کہ تم اپنے لوگوں کو لے کر اس جگہ چلے جاؤ جو تمہیں بتا دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے سارے متعلقین کو تو بچا لیا لیکن ان میں سے ایک بڑھیا ہلاک ہونے والوں میں پیچھے رہ گئی۔ پھر ہم نے ان کی قوم کے باقی لوگوں کو بری طرح ہلاک کیا ان کی بستیوں کو اکھاڑ کر اوندھا پٹک دیا۔ اور اوپر سے پتھروں کا مینہ برسا دیا۔ ان کو پہلے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ لیکن وہ نہ مانے آخر یہ تباہ کرنے والا مینہ اُن کے لیے بہت برا ثابت ہوا۔ اس واقعہ میں ہمارے غضب اور رحمت کی بڑی نشانی ہے پھر بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے یاد رکھ تیرا رب بڑی قوت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ

جھٹلایا ایکہ والوں نے رسولوں کو جب

قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ

کہا ان سے شعیب نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

تمہاری طرف پیغام لانے والا ہوں معتبر پس ڈرو اللہ سے اور

اَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

اطاعت کرو میری اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجر

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾

نہیں میرا اجر مگر پروردگار عالم کے ذمے

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ

بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب

قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ

شعیب نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہیں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

معتبر پیغام پہنچانے والا ہوں سو اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

میرا کہا مانو اور میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾

میرا بدلہ تو بس پروردگار عالم پر ہے

اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ : (ایکہ والے) یہ لوگ مدین کے رہنے والے تھے جو ایکہ کی پوجا کرتے تھے۔ جو اس کے قریب کے بن کا ایک درخت تھا ایسے ہی جیسے اکثر ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام اسی قوم کے ایک فرد تھے لیکن چونکہ یہاں ان کی قوم کو ایک درخت کا پجاری کہا گیا ہے۔ اس لیے شعیب کو ان کا بھائی نہیں کہا گیا۔ کیوں کہ وہ مدین کی قوم میں ہونے کی حیثیت سے ان کے بھائی ہیں نہ کہ درخت کے پجاری ہونے کی حیثیت سے۔

شعیب علیہ السلام بھی وہی پیغام پہلے دیتے ہیں جو اور سب رسولوں نے دیا یعنی اللہ سے ڈرو اور مجھے اس کا رسول مانو۔ مجھے اپنا پیغام جوں کا توں پہنچانے کے لیے اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے۔ اور میں اس حیثیت سے بالکل قابل اعتماد ہوں۔ میں تمہیں اپنی پیروی کے لیے اس لیے نہیں کہتا کہ مجھے تم سے کچھ لالچ ہے اور اپنے لیے مال وجاہ تم سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے کام کا بدلہ تو مجھے رب العالمین ہی دے گا۔

میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ یہ بات سارے رسول اس لیے پہلے کہہ دیتے ہیں کہ لوگ انہیں صاحب غرض قرار دے کر ان سے بھک نہ جائیں۔

حضرت شعیبؑ کا خاص پیغام

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾
پورا کرو ماپ کو اور مت ہو نقصان پہنچانے والوں میں
وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا
تولو ترازو سے ٹھیک اور مت
تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
گھٹاؤ لوگوں کی چیزوں کو اور مت دوڑو
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
زمین میں فساد کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾
جس نے پیدا کیا تمہیں اور مخلوقات پہلی کو

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾
پورا کرو ماپ کو اور نقصان دینے والے مت ہو
وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا
اور تولو ترازو سیدھی سے اور نہ
تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
حق تلفی کرو لوگوں کی ان کی چیزوں میں اور مت دوڑو
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
ملک میں خرابی پھیلاتے اور ڈرو اس سے
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾
جس نے تمہیں اور پہلی خلقت کو بنایا

قِسْطَاس: (ترازو) مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں ناپ کر دی جاتی ہیں انہیں پورا پورا ناپو اور جو وزن سے بکتی ہیں ان کا ٹھیک ٹھیک ترازو سے وزن کرو۔

جِبِلَّۃ: (مخلوق) یہ لفظ ج۔ب۔ل سے بنا ہے جَبْلٌ کے معنی بنانے اور پیدا کرنے کے ہیں یہ اسم جمع ہے جو مجموعہ کے معنی دیتا ہے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کے لوگ لالچی اور حریص تھے معاملات میں انتہائی خود غرضی سے کام لیتے تھے۔ گاہک سے دام تو کھرے خوب ٹھوک بجا کر لیتے لیکن ناپ تول میں کمی کرتے تھے اور لوگوں کا حق مارتے تھے۔ حضرت شعیبؑ نے انہیں سمجھایا۔ کہ تم عدل و انصاف کا خون کیوں کرتے ہو پورے دام لیتے ہو تو پوری جنس بھی دو۔ لوگوں کی ضرورت کی چیزوں میں کمی کرنا اور اپنے دام پورے لے لینا یہ تمہیں کس نے سکھایا۔ یہ تو خسّت کا بدترین درجہ ہے۔ دوسری بُری بات ان میں یہ تھی۔ کہ وہ ڈاکو بھی تھے۔ لوگوں کو مار پیٹ کر ان کا مال چھین لیتے تھے ان کی ان حرکتوں سے مخلوق خدا کا ناک میں دم تھا مگر انہیں اس کا کچھ احساس نہ تھا۔ کسی کو نقصان پہنچے یا کسی کی جان جائے ان کی بلا سے ان کے پاس مال آجائے حضرت شعیبؑ نے ان سے کہا دیکھو ان کاموں سے باز آؤ اور اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا تم سے پہلے لوگوں کا خالق بھی وہی ہے۔

قوم کا جواب

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ (١٨٥)

بولے اور کچھ نہیں تو جادو کی زد میں آگیا ہے

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ

اور نہیں تو مگر آدمی ہمارے جیسا اور البتہ

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ (١٨٦) فَاَسْقِطْ

ہم تجھے گمان کرتے ہیں جھوٹوں میں شامل پس گرا

عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ

ہم پہ کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر ہے تو

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (١٨٧)

سچوں میں

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ (١٨٥)

بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ

اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم بلکہ

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ (١٨٦) فَاَسْقِطْ

ہمارے خیال میں تو تُو جھوٹا ہے سو گرا دے

عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ

ہم پہ آسمان کا کوئی ٹکڑا اگر تو

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (١٨٧)

سچا ہے

صحت، قوّت، تندرستی، مال و دولت ان میں سے کوئی چیز جب کسی کو پورے طور پہ نصیب ہو جائے تو اکثر اسے سیدھے راستے سے ہٹانے اور باغی اور سرکش بنانے کا باعث ہو جاتی ہے۔ دنیا کی خرافات کی کشش اس کے ہوش و حواس پہ اس قدر چھا جاتی ہے کہ وہ ان سے اوپر نگاہ ہی نہیں اٹھاتا۔ اگر ان قوتوں میں سے دو چار کسی میں جمع ہو جائیں تو پھر اس کی سرکشی انہیں کے مطابق دوبالا سہ بالا ہو جاتی ہے۔ اور کہیں سارے کسی کے ہاتھ لگ جائیں تو پھر وہ شیطان کا چیلا بنے بغیر نہیں رہتا۔ مگر جسے اللہ ہدایت کرے اور ایمان کی دولت بخشے۔ اکثر قومیں اسی کی وجہ سے تباہ ہوئی ہیں۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کو بھی یہ چیزیں حاصل تھیں انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور ان کی فہمائش کے جواب میں کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ اچھا خاصا ہمارے جیسا آدمی ہو کر یہ تجھے کیا سوجھی کہ نبی بن بیٹھا اور لگا نصیحت بگھارنے۔ اب ہم سوا اس کے کہ تجھے (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھیں اور کیا کر سکتے ہیں ہم تیرا رسول ہونے کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتے۔ تو اگر سچا ہے تو کوئی ایسی بات دکھا جو اوروں سے نہیں ہو سکتی اور کچھ نہیں تو آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی توڑ کر ہم پر گرا دے اکثر لوگ اپنے سمجھانے والے سے لاپروائی کے ساتھ یہی باتیں کہہ دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نہ یہ ایسا کر سکے گا نہ ہم اسے مانیں گے۔

قوم شعیب علیہ السلام کا انجام

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾
کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
انہوں نے اس کو جھٹلایا پس پکڑا ان کو عذاب نے دن
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾
ان کے تحقیق وہ تھا عذاب ایک دن بڑے سخت کا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ
اس کے اندر البتہ نشانی ہے اور نہیں ہیں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
ان کے ماننے والے اور تحقیق تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ ع
وہ زبردست ہے رحم والا

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾
کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
پھر اس کو جھٹلایا۔ پھر ان کو سائبان والے دن کی
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾
آفت نے پکڑ لیا بے شک وہ ایک بڑے سخت دن کا عذاب تھا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ
البتہ اس بات میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
بہت لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور یقیناً تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ ع
زبردست رحم والا ہے

ع ۱۰ / ۱۴

ظُلَّةَ: (سائبان) اسم ہے ظ ل ل سے ظِلٌّ سایہ کو کہتے ہیں ظُلَّةٌ: وہ چیز جو سر پر سایہ کرکے سائبان چھت یا شامیانہ بن کر چھا جائے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم کی بستی میں ایک دن سخت گرمی پڑی۔ گرمی سے گھبرا کر لوگ گھروں سے باہر نکل پڑے سورج کی حرارت سے کہیں جائے پناہ نہ تھی پر سائبان کی طرح ابر کا ایک ٹکڑہ نمودار ہوا جسے دیکھ کر انہیں خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید اس کے سایہ میں ٹھنڈک ہو سب لوگ اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ یکایک اس میں سے آگ برسنی شروع ہو گئی۔ ادھر بھونچال آگیا اور ہولناک گرج اور چمک پیدا ہوئی اور ساری قوم تباہ ہو گئی حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھی بچ گئے۔ اس ہولناک دن کا نام یوم الظُّلّہ ہے حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کا مطالبہ سن کر بس اتنا کہا تھا۔ کہ تمہارے بُرے عملوں سے رب العزت واقف ہے۔ میں تمہیں سمجھا چکا اور اس کی مخالفت کے خراب نتیجے سے تمہیں خبردار کر چکا اب نہ مانتے تو وہ جانے اور تم جانو۔ اس کے بعد یوم الظلہ کا واقعہ ہوا ارشاد ہے کہ اس واقعہ میں ہماری قدرت کی نشانی ہے پھر بھی اکثر ایمان نہیں لاتے۔ بہر حال تیرا رب بڑی قدرت والا ہے اور ساتھ ہی مہربان بھی ہے:

قرآن مجید کا ذکر

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٩٢) نَزَلَ
در تحقیق یہ قرآن البتہ اتارا ہوا ہے رب العالمین کا اترا
بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (١٩٣) عَلٰى قَلْبِكَ
اسے لے کر فرشتہ معتبر تیرے دل پر
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (١٩٤) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
تاکہ ہو تو ڈرانے والوں سے زبان عربی
مُّبِيْنٍ (١٩٥) وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (١٩٦)
واضح میں اور تحقیق وہ ہے البتہ پہلوں کی کتابوں میں
اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ
اور کیا نہیں ہے ان کے لیے یہ ایک نشانی کہ جانتے ہیں اسے
عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (١٩٧)
پڑھے لکھے لوگ بنی اسرائیل کے

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٩٢) نَزَلَ
اور یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس کو ایک
بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (١٩٣) عَلٰى قَلْبِكَ
معتبر فرشتہ لے کر اترا ہے تیرے دل پر
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (١٩٤) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
تاکہ تو ڈرسنانے والا ہو کھلی عربی
مُّبِيْنٍ (١٩٥) وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (١٩٦)
زبان میں اور اس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے
اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ
کیا یہ ان کے واسطے نشانی نہیں کہ بنی اسرائیل کے
عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (١٩٧)
پڑھے لکھے لوگ اس کی خبر رکھتے ہیں

زُبُرٌ: (کتابیں) زبور کی جمع ہے جس کے معنی سورۃ الانبیاء میں گذر چکے ہیں یہاں اس سے مراد آسمانی صحیفے ہیں جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئے۔

شروع سورت میں ارشاد ہوا تھا۔ کہ یہ قرآن ایک واضح اور کھلی کتاب ہے جو اللہ عزوجل نے انسان کی ہدایت کے لیے نازل کی ہے مگر یہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ تو ان کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس انکار کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔ اس بات کو پہلے لوگوں کے قصے بیان کر کے واضح کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اب تنبیہ کی جاتی ہے۔ کہ یہ قرآن لاریب پروردگار عالم کی نازل کی ہوئی کتاب ہے اسے جبرائیل جو معتبر فرشتہ ہے لے کر آیا اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے دل میں اسے اتار دیا۔ کیونکہ تجھے انسانوں کا ڈرا دینے والا مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ انہیں بتا دے کہ برے کاموں کا نتیجہ ان کے حق میں بہت برا ہوگا۔ پہلے نبیوں پر جو کتابیں آئیں ان میں اس آخری کتاب کا ذکر موجود ہے۔ بنی اسرائیل کے عالم اسے خوب پہچانتے ہیں۔ کیا یہ اس بات کی نشانی نہیں کہ یہ کتاب برحق ہے جس میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

نہ ماننے کے سو بہانے

لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾
اگر اتارتے ہم اسے کسی غیر زبان والے پر
رَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾
وہ پڑھتا اسے ان کے سامنے نہ تھے اس پر پھر بھی ایمان لانے والے
لِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾
طرح بٹھا دیا ہم نے انکار مجرموں کے دلوں میں
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
نہ لائیں گے وہ اس پر یہاں تک کہ دیکھ لیں عذاب
يْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
ب جو آپڑے گا ان پر اچانک اور وہ
عُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾
نہ ہوں گے تب کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے؟

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾
اور اگر ہم اتارتے اسے کسی اوپری زبان والے پر
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾
اور وہ ان کو اسے پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے
كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾
اسی طرح ہم نے گنہ گاروں کے دلوں میں انکار اتار دیا
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
وہ نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب نہ
الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
دیکھ لیں گے جو اچانک ان پر آپڑے گا اور انہیں خبر
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾
بھی نہ ہو گی پھر کہنے لگیں گے ہمیں کچھ بھی فرصت ملے گی؟

اَعْجَمِيْنَ: ٹوٹی پھوٹی عربی جاننے والے یا بالکل نہ جاننے والے اعجمی کی جمع ہے۔ وہ شخص جو اچھی طرح یا بالکل عربی نہ ہو۔ خواہ وہ عرب ہی میں سے ہو۔ برخلاف اس کے عجمی وہ ہے جو عرب سے باہر کا باشندہ ہو۔ خواہ وہ عربی زبان کا ماہر وں نہ ہو۔

پہلے ارشاد ہوا۔ کہ قرآن عربی میں آیا تو انہوں نے نہ مانا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ فرض کرو ہم ایسے شخص پر قرآن مجید ے جو عربی تھوڑی بہت جانتا ہوتا یا بالکل عربی سے ناواقف ہوتا۔ اور وہ اسے ان کے سامنے پڑھتا۔ تب بھی یہ ماننے والے نہ ان کے دل میں تو انکار گھس گیا ہے۔ یہ تو غرض میں اندھے ہو رہے ہیں۔ جب تک ان پر کوئی بڑی آفت نہ پڑے گی۔ یہ ماننے والے نہیں ت ان پر ٹوٹنے والی ہے مگر وہ اچانک آئے گی اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی اس وقت ہاتھ مل کر کہیں گے۔ ہائے اب ہمیں کچھ مہلت مل ہم مان کر دکھلاتے۔ بھلا پھر کہیں مہلت مل سکتی ہے؟

مہلت بے کار ہے

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ (٢٠٤) أَفَرَءَيْتَ إِن
کیا ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں ذرا دیکھو تو اگر
مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ (٢٠٥) ثُمَّ جَاءَهُم مَّا
ہم فائدے پہنچائیں انہیں برسوں پھر آئے ان کے پاس جو
كَانُوا يُوعَدُونَ (٢٠٦) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم
تھا ان سے وعدہ کیا گیا نہ کام آئے گا ان کے
مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ (٢٠٧) وَمَا أَهْلَكْنَا
جو تھے وہ مزے اڑاتے اور نہیں ہلاک کی ہم نے
مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ (٢٠٨)
کوئی بستی مگر اس کے لیے ڈرانے والے تھے
ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ (٢٠٩)
یاد دلانے کو اور نہیں ہم ظلم کرنے والے

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ (٢٠٤) أَفَرَءَيْتَ إِن
کیا ہمارے عذاب میں جلدی کرتے ہیں ذرا دیکھ تو اگر ہم انہیں
مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ (٢٠٥) ثُمَّ جَاءَهُم مَّا
برسوں فائدہ پہنچاتے رہیں پھر پہنچے انہیں جس چیز کا
كَانُوا يُوعَدُونَ (٢٠٦) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم
ان سے وعدہ تھا تو وہ جو فائدہ اٹھاتے رہے
مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ (٢٠٧) وَمَا أَهْلَكْنَا
ان کے کیا کام آئے گا اور ہم نے کوئی بستی
مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ (٢٠٨)
غارت نہیں کی جس کے لیے ڈرانے والے نہ تھے
ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ (٢٠٩)
یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ظلم کرنا

دنیا کی خواہش اور حق کا انکار لازم ملزوم ہیں جب دنیا کی خواہش دل میں بیٹھ گئی۔ تو حق کا انکار تو آپ ہی آپ اس کے ساتھ دل میں جمے گا۔ اب یہ انکار دل میں جبھی نکلے گا۔ جب ان کا دم نکلنے لگے گا اور بڑی بھاری آفت کا سامنا ہوگا۔ اس وقت کہیں گے کاش ہمیں اس وقت مہلت مل جاتی تو ہم حق کی ضرور پیروی کرتے۔

ارشاد ہے کہ کیا یہ چاہتے ہیں کہ عذاب جلدی آجائے۔ ان سے یہ کہہ دو کہ یہاں جو تمہیں فرصت ملی ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو اور آیندہ کی بہتری کے لیے کچھ سامان فراہم کر لو ورنہ اگر اسی غفلت کے اندر عذاب آگیا۔ تو یہ ساری سالہا سال کی عیش و عشرت مدت اس وقت چند گھڑی کے برابر معلوم ہوگی اس مدت کی قدر کرو اور جلدی مت مچاؤ۔

آگے ارشاد ہے کہ ہم کسی بستی کو تباہ کرنے سے پہلے اس کے اندر ڈرانے والے بھیج دیتے ہیں جو انہیں نصیحت کرتے ہیں ہم کسی پر ظلم کرنے والے نہیں ہم تو پہلے اپنا رسول بھیج کر نیک و بد سمجھا دیتے ہیں ؛

قرآن حق ہے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ (٢١٠) وَمَا
اور نہیں اترے اسے لے کر ۔ شیطان اور نہ وہ
يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (٢١١) اِنَّهُمْ
مناسب ہے ان کے لیے اور نہ وہ کر سکتے ہیں تحقیق وہ تو
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (٢١٢) فَلَا تَدْعُ
اس کے سننے سے برطرف کر دیئے گئے ہیں پس نہ پکار
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ
اللہ کے ساتھ معبود اور کوئی پس ہو تو
الْمُعَذَّبِيْنَ (٢١٣) وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ
عذاب دیئے گیوں سے اور ڈرا دے اپنے رشتہ داروں کو
الْاَقْرَبِيْنَ (٢١٤) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ
زیادہ قریب ہیں اور جھکا اپنے بازو اس کے لیے جو
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٢١٥)
پیروی کرے تیری ایمان والوں سے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ (٢١٠) وَمَا
اور اس قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترے اور نہ
يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (٢١١) اِنَّهُمْ
ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (٢١٢) فَلَا تَدْعُ
سننے کی جگہ سے برطرف کر دیا گیا ہے سو تو اللہ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ
کے ساتھ دوسرا معبود مت پکار پھر تو عذاب
الْمُعَذَّبِيْنَ (٢١٣) وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ
میں پڑے اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو
الْاَقْرَبِيْنَ (٢١٤) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ
ڈر سنا دے اور تیرے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٢١٥)
کے واسطے اپنے بازو نیچے رکھ

عرب میں ایسے لوگ موجود تھے جو کاہن کہلاتے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ان کے پاس جن اور شیطان غیب کی خبریں لاتے ہیں اور مختصر جملوں میں انہیں غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ شاعروں کے استاد بھی جنوں اور شیطانوں ہی کو مانتے تھے۔ قرآن مجید کو سن کر بھی انہوں نے یہی کہا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کاہن یا شاعر ہیں۔ جو ان باتوں میں اوروں سے بڑھ گئے ہیں (نعوذ باللہ) ان آیتوں میں اس کا رد کیا گیا ہے۔

پہلے ارشاد ہوا کہ قرآن مجید کو ایک معتبر فرشتہ لے کر نازل ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد ہے کہ شیطان خبیث ایسا مقدس کلام کیسے لا سکتے ہیں تو وہ اس کی لیاقت رکھتے ہیں اور نہ وہ غیب کی باتیں اڑا سکتے ہیں ان کو تو اصلی اور سچی باتیں سننے سے روک دیا گیا ہے :۔

رسُول کا کام

ان کی کیا مجال کہ غیب کے پردے کے اندر پھٹک سکیں جو قریب پہنچ کر کچھ خبریں اڑانا چاہتا ہے۔ اس پر غیب سے انگارے برستے ہیں اور وہ نوک دم بھاگتا ہے ان لوگوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں جو کاہنوں کے ٹوٹے پھوٹے فقروں اور قرآن مجید جیسے منظّم کلام میں تمیز نہیں کر سکتے۔

آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا ایسی تباہ کن حرکت ہے کہ اس کی شامت سے عذاب آئے اور پھر آئے۔ ایسی حرکت کے بعد عذاب سے بچنے کی امید رکھنا خام ہے۔ یہ تو ایسی آفت ہے کہ اگر بفرض محال کوئی بڑی سے بڑی اور مقدّس ہستی جیسے خود آپ کی ذات بھی خدانخواستہ اس میں مبتلا ہو جائے تو اس کی سزا سے نہیں بچ سکتی۔ شرک اور اس کی روح فرسا سزا کے بیچ میں کوئی چیز آڑے نہیں آسکتی۔ اللہ کے عذاب سے بچنے کی صرف ایک ہی شکل ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو اس کی ذات وصفات میں شریک نہ کیا جائے۔

اے رسول تمہیں لازم ہے کہ لوگوں کو توحید کا سبق سکھانے کے لیے فقط اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ پھر یہ خالص توحید کی تعلیم لوگوں میں اس طرح پھیلاؤ۔ کہ پہلے اپنے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں کو شرک و کفر کے خراب نتیجوں سے صاف الفاظ میں ڈرا دو اور جو تمہاری سنے اور مانے اس کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ تاکہ مسلمان تم سے آپس میں برتاؤ کرنے کا طریقہ سیکھیں اور اتفاق اور اتحاد کے ساتھ دین اسلام پر عمل کر کے دنیا بھر کے لوگوں کے لیے نمونہ بنیں۔

ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نصیحت اور ہدایت کی گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو دنیا میں رہنے کا راستہ بتا دیا گیا ہے اور سمجھا دیا گیا ہے کہ دوسروں کی تعلیم کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ اوّل آپ وہی طرز عمل پورے طور پر اختیار کرو جو دوسروں کو سکھانا چاہتے ہو۔ پھر اپنے قریبی رشتہ داروں اور ساتھیوں کو اس طرز پر ڈالو۔ جب تم خود اور تمہارے قریبی رشتہ دار اور ساتھی اس راستہ پر جو تم سکھانا چاہتے ہو قائم ہو جائیں۔ تو پھر دوسرے عقل مند لوگ تمہاری اچھی عادتیں، نیک خصلتیں، آپس کا برتاؤ اور سلجھے ہوئے معاملات دیکھ کر خود بخود تمہارے گرویدہ ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اللہ پر بھروسا

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

بس اگر تیرا کہنا نہ مانیں تو کہہ دے تحقیق میں بیزار ہوں اس سے جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ

تم کرتے ہو اور بھروسہ کر اس زبردست

الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ

رحم والے پر جو دیکھتا ہے تجھے جب تو

تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

اٹھتا ہے اور تیرا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں

إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾

بے شک وہ وہی سننے والا جاننے والا

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں تمہارے کام

تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ

سے بیزار ہوں اور بھروسہ کر اس زبردست

الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ

رحم والے پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو

تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

اٹھتا ہے اور تیرا نمازوں میں پھرنا

إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾

بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے

تَقَلُّبَ: (چلنا پھرنا، حالتیں بدلنا) اس کا مادہ ق۔ل۔ب ہے۔ قَلْبٌ کے معنی الٹ پلٹ کرنے کے ہیں۔ تَقَلُّبٌ سے مراد نمازیوں کی جماعت کی دیکھ بھال کرنا ہے یا نماز میں حالتوں کا بدلنا جیسے قیام۔ رکوع۔ سجود۔ قعود یا تہجد کے وقت آپ کا دوسرے اٹھنے والوں میں پھرنا اور ان کی ہمت بڑھانا۔

ارشاد ہے کہ اگر اس پر بھی یہ لوگ تیری نہ مانیں تو ان سے صاف کہہ دے کہ میں تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ تیرے مخالف کیسے ہی، کتنے ہی اور کوئی بھی ہوں، تیرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ اللہ زبردست ہے اور بڑا رحیم و کریم ہے۔ اس پر بھروسہ کر اور ان لوگوں سے بے خوف و خطر ہو کر بیزاری کا اظہار کر اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔

وہ تجھے برابر دیکھ رہا ہے۔ اس وقت بھی جب تو دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر قیام، رکوع اور سجود کرتا ہے اور ان کو نماز کا طریقہ سکھاتا پھرتا ہے یقیناً اللہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے۔

کاہن اور شاعر

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ
کیا بتاؤں میں تم کو کس پر اترتے ہیں
الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ
شیطان اترتے ہیں وہ ہر ایک جھوٹے
اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ
گنہگار پر ڈالتے ہیں سنی سنائی اور بہت سے ان میں
كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ
جھوٹے ہیں اور رہے شاعر ان کی پیروی کرتے ہیں
الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾
بے راہ لوگ

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ
میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر
الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ
اترتے ہیں وہ اترتے ہیں ہر جھوٹے
اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ
گنہگار پر جو سنی سنائی بات لا ڈالتے ہیں اور اکثر ان
كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ
میں جھوٹے ہیں اور شاعروں کی بات پر وہی چلیں
الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾
جو بے راہ ہیں

ارشاد ہوا کہ یہ لوگ اس قرآن کو شیطانوں کی یاوہ گوئی اور فضول بکواس کی طرح مہمل اور بے معنی سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ) اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کاہن یا شاعر سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی دھاندلی اور ہٹ دھرمی ہے ان کو کیا یہ نہیں سوجھتا۔ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت راست باز، قول کے سچے، بات کے پکے، دیانت میں مشہور، نصیحت اور خیر خواہی سے معمور اور نیکو کار گناہوں اور بدکاریوں سے بیزار اور سارے اچھے اخلاق کا نمونہ ہیں۔ ایسی کامل ہستی کے پاس شیطانوں کا کیا کام۔ ان کے پاس پھٹکنے سے ان کے پر جلتے ہیں۔ وہ تو ان لوگوں سے میل رکھتے ہیں۔ جو جھوٹے، دغا باز، زمین و آسمان کے قلابے ملانے والے، بدکاریوں میں مبتلا، گناہوں میں لت پت، سرتا پا ناپاک اور نجس ہوتے ہیں شیطان تو ایسے ہی لوگوں کے پاس آتے ہیں اور ان باتوں کو ان کے پاس لا ڈالتے ہیں جنہیں وہ چوری چھپے سن سنا کر اڑا لاتے ہیں اور اپنی طرف سے اس میں جھوٹ جوڑتے ہیں۔ ان کا کام سوا افترا پردازی کے کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کو تم کاہن کہو، کچھ کہو۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے نہیں ہو سکتے۔ رہے شاعر تو ان کی حقیقت یہ ہے کہ ان کا کام جذبات کا ابھارنا ہے اور جذبات کا شکار وہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں ان کی عقل نے ٹھیک راستہ پر نہیں ڈالا۔

شاعروں کا حال

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾
کیا نہ دیکھا تُو نے کہ وہ ہر میدان میں گھومتے پھرتے ہیں
وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا
اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں مگر
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور
ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ
یاد کیا انہوں نے اللہ کو بکثرت اور بدلہ لیا اس کے بعد
مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ
کہ ان پر ظلم ہوا اور آگے جان لیں گے وہ جنہوں نے ظلم کیا کس
مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ع
پہلو پر جا کر الٹتے ہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾
تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں
وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا
اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں مگر
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
وہ لوگ جو یقین لائے اور اچھے کام کیے اور
ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ
اللہ کی یاد بہت کی اور بدلہ لیا اس کے بعد
مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ
کہ ان پر ظلم ہوا اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ
مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ع ١١
کس ٹھکانے پر پلٹتے ہیں

يَهِيْمُوْنَ: (سرگرداں ہوتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے ھ ی م سے ھَیَمَان: بیکار ادھر اُدھر گھومنا کسی خیال میں مست ہو کر دیوانہ وار پھرنا۔
اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ: (کون سے ٹھکانے پر جا کر ٹھہرتے ہیں) یعنی ان کا کیا انجام ہوتا ہے ان کے بُرے اعمال کا کیا نتیجہ ہوگا۔

ارشاد ہے کہ شاعر اس فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی نیا مضمون ایسا باندھیں جس سے سامعین واہ واہ کرنے لگیں۔ اس لیے ان کا خیال ہر اونچے نیچے مطالب کی گلیوں کی خاک چھانتا ہے اور اکثر کا خیال یہ ہوتا ہے کہ دولت مندوں کو خوش کر کے ان سے کچھ نقد انعام حاصل کریں۔ لیکن ان سے وہ شاعر مستثنٰی ہیں جن کے خیالات کو اسلام نے ایک مرکز پر قائم کر دیا ہے اور وہ ایمان اور نیکوکاری کو اپنا مقصد اور نصب العین بنا چکے ہیں۔ وہ اپنی شاعری سے بس یہی کام لیتے ہیں کہ بے ایمانوں اور بداعمالوں سے ان کے ظلم کا بدلہ لیں۔ ان لوگوں کو جو اسلام کے مخالف ہو کر انسانیت کا خون کر رہے ہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ان کی شرارتوں کا دنیا اور آخرت میں انہیں کیا بدلہ ملنے والا ہے ؀

سُورۃ الشعراء کی تعلیم

سورۃ الشعراء کے طرز و اندازِ بیان کے انوکھے پن سے غور کرنے والوں کے دل میں یہ بات یقیناً بیٹھ جاتی ہے کہ انسان دنیا کی ظاہری چہل پہل گہما گہمی اور نمائش زیب و زینت کو دیکھ کر ان باتوں کو بھول جاتا ہے جن پر اس کی دائمی خوشی کا دارو مدار ہے اللہ عزوجل نے انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے سب سے آخر میں اپنے سب سے بڑے پیغامبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑی جامع کتاب قرآن مجید اور فرقانِ حمید دے کر دنیا میں بھیجا اور ان کے ذمہ یہ کام ڈالا۔ کہ چونکہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور پروردگارِ عالم نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ عرب کے لوگ سب سے پہلے اسے اچھی طرح سمجھیں۔ تم پہلے اس کو عرب کے سامنے پڑھو اور اس کے مطابق ان کا معاشرہ قائم کرو۔ مکّہ کے لوگوں نے عام طور پر حضور علیہ السلام کی بات نہ سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ پہنچا اور لوگوں کو اپنی بھلائی کی باتوں سے روگردان دیکھ کر رنج و غم میں مبتلا رہنے لگے تو اس سورت میں آپ کو تسلّی دی گئی۔ کہ ان لوگوں کے پیچھے تم اپنی جان ہلکان نہ کرو۔ اپنا کام کیے جاؤ۔ جو تمہاری بات نہ سنے گا اور قرآن مجید کو جھوٹا سمجھے گا۔ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ ان سے صاف صاف کہہ دو۔ کہ میں تمہارے اختیار کیے ہوئے غلط طریقے کا دشمن ہوں اور اللہ کے حکم سے اسے مٹا کر رہوں گا۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا مددگار پروردگارِ عالم ہے جس کے رحم و کرم پر مجھے بھروسہ ہے۔ اس اعتقاد کو پختہ کرنے کے لیے ان قوموں کا حال سنایا گیا ہے۔ جنہوں نے انسانیت کے اصول توڑنے شروع کر دیئے۔ اور ان کے سمجھانے کے لیے جو رسول ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے جھٹلایا اور ان کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ تباہ و برباد ہوئے۔

ان لوگوں کو ان کا حال سنا دو اور بتا دو کہ جو کچھ پہلے رسولوں نے اپنی اپنی قوموں سے کہا میں بھی وہی کہتا ہوں کہ میں اللہ عزوجل کا معتبر اور سچّا رسول ہوں۔ تمہارے بھلے کے لیے ہر کام کرنے کو تیار ہوں اور تم سے اپنی اس محنت کا صلہ کچھ نہیں چاہتا۔ بس اب تم اتنا کرو کہ جیسے میں کہوں ویسے چلو۔ ورنہ تمہارا انجام بھی پہلی نافرمان امتوں کی طرح تباہی اور بربادی ہوگا۔

آخرِ سورت میں تبلیغ کا اصل طریقہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اپنے لوگوں کو سمجھا کر ان کی ایک جماعت تیار کرو جو اپنے اخلاق اور طرزِ عمل سے دوسروں کو راہِ راست پر لائے اگر دوسرے ظلم پر اتر آئیں تو ان کا مناسب طریقہ سے مقابلہ کرو اور یقین رکھو کہ ظالم کا انجام اچھا نہیں۔ یہ لوگ ظلم کی سزا دیر یا سویر بھگت کر رہیں گے۔

سُورۃ النمل کا خلاصہ

ترتیب قرآنی کے لحاظ سے یہ قرآن کی ستائیسویں سورت ہے۔ جو مکہ کے قیام کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس کے سات رکوع ہیں۔ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ سارے جہان کا پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کر کے اس کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً نبی بھیجے اور نبوت کا سلسلہ قائم کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلسلہ کی آخری کڑی ہیں۔ اللہ عزوجل نے جو سارے بھیدوں سے واقف ہے اور تمام مصلحتوں کا علم رکھتا ہے۔ ان پر یہ قرآن مجید نازل کیا اور اس میں انسان کو بتایا۔ کہ اسے اس زندگی میں کیا کرنا چاہیئے۔ انسان کو اس دنیا میں ایک مقررہ مدت تک رہنا ہے۔ اس کے بعد اس کی یہاں کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ ہر فرد بشر جو اس دنیا میں آیا ایک نہ ایک دن مر جائے گا اور آخر کار یہ ظاہری عالم سارا عالم فنا ہو جائے گا۔ کچھ مدت کے بعد اسے پھر نئی شکل میں بنایا جائے گا۔ انسان ساری کے سارے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور عالم آخرت شروع ہوگا۔ ہر شخص کے کاموں کی جو اس نے دنیا میں کیے تھے جانچ پڑتال کی جائے گی اور جیسے جس کے اعمال ہوں گے ویسی ہی اس کو جزا سزا ملے گی۔ اور یہ بالکل اسی قانون کے مطابق ہو گی۔ جو اس قرآن مجید میں کھول کھول کر واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے منکروں کو دکھ درد بے چینی و بے آرامی نصیب ہو گی اور اس کے ماننے والوں کو راحت، آرام، خوشی اور خرمی ملے گی۔ نبیوں کے نہ ماننے والوں کی عبرت کے لیے پہلی امتوں اور ان کے نبیوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے بعد بنی اسرائیل کے دو بڑے بادشاہوں کا جو اللہ کے نبی بھی تھے ذکر ہے۔ جن کے نام داؤد اور سلیمان علیہما السلام تھے۔ حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے فرزند تھے۔ جن کی سلطنت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ انسان کے علاوہ جانور بھی ان کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور وہ جانوروں کی بھانت بھانت کی بولیاں سمجھتے تھے۔ ان سے متعلق دو واقعات کا بیان ہے۔ ایک وہ جو نمل کے ساتھ گذرا نمل چیونٹی کو کہتے ہیں اور اسی پر اس سورت کا نام سورت النمل رکھا گیا ہے۔ دوسرا واقعہ ملکہ سبا کا ہے۔ جس کی بابت ہُدہُد نے آکر خبر دی اور آپ نے اس کو زیر فرمان کیا۔ اس کے بعد دو اور قوموں کا بیان ہے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل کی توحید اس کی قدرت کی نشانیاں بتا کر واضح کی گئی ہے۔ واقعات عالم سے عبرت حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ دنیا کے خاتمہ کی علامتیں بتائی گئی ہیں۔ قیامت کے حالات واضح کیے گئے ہیں اور بتایا ہے کہ ان باتوں کے جاننے کے بعد انسان کے لیے سوا اس قرآن کے حکم پر چلنے کے کوئی اور چارہ کار نہیں ::

(٢٧) سورۃ النمل مکیۃ (٤٨)

اٰیاتہا ٩٣ رکوعاتہا ٧

سورۃ النمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ
طاسین یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور کتاب
مُّبِيْنٍ ١ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٢
واضح کی رہنمائی اور خوشخبری مومنوں کے لیے
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ
جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں
الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٣
زکوٰۃ اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ
طٰس یہ آیتیں ہیں قرآن اور کتاب
مُّبِيْنٍ ١ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٢
واضح کی رہنمائی اور خوشخبری ایمان والوں کے واسطے
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ
جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ادا کرتے
الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٣
ہیں زکوٰۃ اور انہیں آخرت پر یقین ہے

قرآن مجید کی آیتیں موقع کے مطابق احکام لے کر نازل ہوتی تھیں نازل ہونے کے وقت ترتیب کا لحاظ نہ تھا۔ بلکہ وقتی ضرورت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اگر ایک دم نازل ہوتا تو کسی ضرورت کے وقت حکم کو سارے قرآن میں سے تلاش کر کے نکالنا ہوتا اور ہر بات کا فیصلہ فوراً نہ ہو سکتا اور وقت گذرنے کے بعد اگر فیصلہ بھی ہوتا تو کس کام کا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں مکمل قرآن کے موجود ہونے پر بھی حدیث کی ضرورت پڑی کیونکہ حدیث میں اکثر خاص موقعے کے لیے فوری فیصلہ تیار مل جاتا ہے اور وہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہوتا ہے اس لیے روح قرآنی کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ آگے چل کر جب حدیث سے فوری حکم نکالنے میں دقت محسوس ہوئی تو فقہ کی ضرورت پڑی اور قرآن و حدیث سے حکم نکالنے کے اصول مقرر کر کے خاص خاص صورتوں کے فیصلے تیار کر کے رکھ دیئے گئے۔ وحی کے نزول کے بعد ہر ایک آیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ترتیب کے ساتھ اسی سورت میں رکھ دیا جاتا جس سے وہ تعلق رکھتی تھی۔ جب آیتیں ترتیب کے ساتھ سورتوں کی شکل میں لکھ لی گئیں۔ تو قرآن مجید کتاب کی شکل میں آ گیا۔ اسی لیے ارشاد ہے کہ یہ آیتیں جو تم سن رہے ہو یہ قرآن مجید کی ہیں اور یہ جو عبارت اور مضامین دونوں کے لحاظ سے ایک مرتب اور واضح طریقے سے لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس سے ان لوگوں کو ہدایت حاصل ہو گی اور خوش خبری بھی ملے گی جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا کر حکم کے مطابق پابندی کے ساتھ باقاعدہ نمازیں ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر عالم آخرت میں داخل ہونے پر یقین رکھتے ہوں گے۔

آخرت کے منکر

إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا
تحقیق جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر مزین کر دیئے ہم نے
لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ
ان کے لیے ان کے اعمال پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں یہی وہ
الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور وہی آخرت میں
هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑤ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى
بھی سب سے زیادہ نقصان میں ہیں اور تحقیق تجھے البتہ دیا جا رہا ہے
الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥
قرآن ایک حقیقت شناس خبردار کی جانب سے

إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا
جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کی نظروں میں ان کے کام
لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ
ہم نے اچھے کر دکھلائے سو وہ بہکے پھرتے ہیں وہی ہیں
الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے اور وہی آخرت
هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑤ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى
میں بھی خراب ہیں اور تجھ کو تو قرآن
الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥
ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے پہنچتا ہے

تُلَقّٰى: دیا جاتا ہے (مضارع کا صیغہ ہے تَلْقِيَةٌ سے جو ل-ق-ی سے بنا ہے۔ اسی مادہ سے القاء، ملاقات وغیرہ لفظ بنے ہیں۔ لَقْيٌ کے معنی ملنا ہیں۔ ملاقات کے بھی یہی معنی ہیں۔ تَلْقِيَةٌ کے معنی کسی چیز کو کسی سے لاکر ملا دینا۔ اس کا مطلب دینا یا پہنچانا ہوتا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے۔ ان کی نظروں میں جو کچھ ہے۔ وہ یہی دنیا ہے۔ وہ اسی کی زیب و زینت پر مفتون ہیں۔ وہ انہی کاموں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جن سے دنیا میں مال و دولت حاصل ہو، عزت اور جاہ بڑھے۔ کھائیں پئیں، موج اڑائیں اور عالی شان مکانوں میں براجیں۔ وہ انہی کاموں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور بے کار وقت ضائع کر رہے ہیں۔

انہیں مرنے کے بعد سوا یاس و حرمان کے کچھ نصیب نہ ہوگا۔ اے ہمارے رسول انہیں اسی میں جھک مارنے دو تجھے تو تیرے رب نے جو حکیم و علیم ہے یہ قرآن عطا کیا ہے۔ دیکھ اس میں کیا کیا اعلیٰ مضامین بھرے ہوئے ہیں:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ

جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے تحقیق میں دیکھتا ہوں ایک آگ

سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

ابھی لاتا ہوں تمہارے پاس اس سے کچھ خبر یا لاتا ہوں کوئی سلگتا ہوا

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ⑦ فَلَمَّا جَاۗءَهَا

انگارا تاکہ تم گرم کرو اپنے آپ کو پس جب آیا اس آگ کے پاس

نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

آواز آئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ میں ہے اور جو

حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧

اس کے گرد ہے اور پاک ہے اللہ پروردگار جہانوں کا

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ

جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے ایک آگ دیکھی ہے

سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

میں ابھی وہاں سے تمہارے پاس کچھ خبر لاتا ہوں یا کوئی

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ⑦ فَلَمَّا جَاۗءَهَا

انگارا سلگتا تاکہ تم تاپو پھر جب اس کے پاس

نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

پہنچا آواز آئی کہ برکت ہو اس پر جو اس آگ میں تجلی فرما رہا ہے

حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧

اور اس پر جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ رب سارے جہانوں کا

پہلے ارشاد ہوا کہ دنیا والوں کو دنیا میں مست رہنے دے۔ یہ محض بے کار اور لغو کاموں میں اندھے بنے پھرتے ہیں۔ تجھے تو قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب اللہ نے دی ہے۔ جو ساری مصلحتوں سے واقف اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔ اس میں وہ باتیں ملیں گی جو انسان کے ہمیشہ کام آنے والی ہیں اس سے معلوم ہوگا۔ کہ آخرت میں ایمان والوں کے لیے کیا کیا نعمتیں تیار رہیں اور منکروں کے سر پر وہاں کیا کیا مصیبتیں پڑنے والی ہیں دنیا میں بھی ان بدکاروں کا انجام اچھا نہیں۔ جیسا کہ موسیٰؑ اور فرعون کے قصّہ سے ظاہر ہے۔

سنو! جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے آتے ہوتے مع اہل وعیال مقدّس وادی میں سے گذر رہے تھے تو شدت کی سردی تھی اور اندھیرے میں راستہ بھی بھول گئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور گھر والوں سے کہا کہ مجھے دور کچھ آگ سی جلتی نظر آ رہی ہے میں وہاں جاتا ہوں اگر کوئی وہاں ہوا تو اس سے راستہ کی خبر اور نہیں تو ایک سلگتا ہوا انگارا لے کر ابھی آتا ہوں تاکہ تم تاپو۔ جب آگ کے پاس آئے تو آواز آئی یہ نورانی آگ ہے جس کی یہ تجلی ہے اس پر برکت! اور تم جو اس پر آئے ہو اس پر بھی برکت۔ اللہ کی ذات پاک ہے جو سارے عالم کا رب ہے وہ اپنا جلوہ نور اور نار کی شکل میں دکھاتا ہے۔ مگر خود ان سب سے پاک اور برتر ہے ؂

موسیٰ علیہ السلام سے خطاب

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾

اے موسیٰ تحقیق یہ حقیقت ہے میں اللہ ہوں قوت والا حکمت سے واقف

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

اور ڈال اپنا عصا پس جب موسیٰ نے اُسے ہلتے دیکھا جیسا کہ وہ

جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ

سانپ ہے پیچھے لوٹا پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ

اے موسیٰ مت ڈر تحقیق میں نہیں ڈرتے

لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾

میرے پاس میرے پیامبر

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾

اے موسیٰ میں اللہ ہوں قوت والا حکمت سے واقف

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

اور اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب اس کو سانپ کی طرح

جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ

ہلتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر لوٹا اور مڑ کر نہ دیکھا

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ

اے موسیٰ مت ڈر میرے پاس میرے

لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾

رسول ڈرا نہیں کرتے

لَمْ يُعَقِّبْ: پیچھے نہ مڑا مضارع ہے تعقیب سے جو ع۔ق۔ب سے بنا ہے عَقَبْ کے معنی پیچھے کے ہیں تعقیب: پیچھے مڑ کر دیکھنا۔

: پیچھے بیان ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام جب آگ کے پاس پہنچے تو آواز آئی یہ آگ معمولی نہیں ہے اللہ اس روشنی کے پردے میں اپنی قدرت کاملہ کی شان ظاہر فرما رہا ہے۔ موسیٰ متحیر تھے۔ کہ یہ کون بول رہا ہے کہ پھر آواز آئی کہ امر واقعی یہ ہے کہ میں اللہ ہوں۔ ہر طرح کی قدرت رکھتا ہوں اور ہر بات کے بھید اور اس کی مصلحت سے واقف ہوں۔ ہر بات ہر موقعہ پر اسی طرح ہوتی ہے جس طرح میں مناسب سمجھتا ہوں۔

پھر ارشاد ہوا کہ یہ جو لکڑی کا عصا تیرے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر پھینک دے زمین پر گرتے ہی وہ عصا تیزی سے حرکت کرنے والا سانپ بن کر ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ آواز آئی ڈر مت میں نے تجھے اپنا رسول مقرر کیا اور میرے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ تو نے میری قدرت دیکھ لی کہ لکڑی چشم زدن میں سانپ بن کر لہرانے لگی۔ اب قدرت کی ایک اور نشانی دیکھ اس سانپ کو ہاتھ سے پکڑ۔ پھر یہ وہی عصا بن جائے گا جیسا پہلے تھا۔ سچ ہے اللہ عزوجل کو اپنے کسی بندے سے کوئی خاص کام لینا ہوتا ہے تو وہ اسے اپنی قدرت کی کوئی ایسی جھلک دکھا دیتا ہے جس سے اس کا دل تسخیر ہو جاتا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول مقرر ہوئے

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ
مگر جس نے ظلم کیا پھر بدلے میں نیکی کی بعد
سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۱) وَ اَدْخِلْ
برائی کے تو تحقیق میں بخشنے والا مہربان ہوں اور داخل کر
یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ
اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکلے گا وہ چمک دار بغیر
غَیْرِ سُوْٓءٍ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ
کسی عیب کے۔ یہ منجملہ نو نشانیوں کے لے کر جا فرعون اور
قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ (۱۲)
اس کی قوم کی طرف۔ تحقیق وہ ہیں لوگ حد سے نکلے ہوئے

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ
مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں برائی کے پیچھے نیکی کی
سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۱) وَاَدْخِلْ
تو میں بخشنے والا مہربان ہوں اور ڈال
یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ
اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ چمکتا ہوا نکلے بغیر
غَیْرِ سُوْٓءٍ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ
کسی عیب کے یہ منجملہ نو نشانیوں کے لے کر فرعون اور
قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ (۱۲)
اس کی قوم کے پاس جا وہ نافرمان لوگ ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی ایمن میں ایک بقعہ نور کے سامنے کھڑے ہیں۔ دیکھنے میں ایک درخت آگ کی طرح دہکتا ہوا معلوم ہو رہا ہے۔ کانوں میں ایک آواز آرہی ہے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اس کے کام کا طریقہ دنیا سے نرالا ہے تم کو جو پیغام دیا جا رہا ہے اسے سنو۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کے مطابق سانپ کو پکڑ لیا ہے اور وہ پھر عصا بن گیا ہے۔

ارشاد ہوا کہ ہمارے رسول ہمارے سامنے ڈرتے نہیں۔ ڈرتے فقط وہی لوگ ہیں۔ جن سے کوئی ایسا کام سرزد ہو گیا ہو جو ہماری مرضی کے خلاف ہے۔ ان کے واسطے بھی یہ رعایت ہے کہ اگر وہ برے کام سے بالکل توبہ کریں اور اس کے بدلے اچھے کام کرنے لگیں تو ہم اسے بخش دیتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارا نام غفور و رحیم ہے۔

پھر ارشاد ہوا۔ کہ تم اپنا ہاتھ بغل میں رکھو اور پھر نکالو۔ نکالتے ہی وہ سفید بُرّاق ہو کر چمکنے لگے گا کسی عیب کی وجہ سے نہیں بلکہ معجزہ کے طور پر۔ اس کے بعد سات معجزے اور دیئے اور حکم دیا کہ یہ نو معجزے لے کر فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ یہ لوگ انسانیت کی حد سے باہر نکل گئے ہیں۔ ظلم و ستم پر کمر باندھ لی ہے اپنے آپ ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔

فرعونیوں کا رویّہ

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا

پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے والی بولے یہ

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

جادو ہے کھلا اور انکار کردیا ان کا حالانکہ یقین کرتے تھے

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ

ان کے دل بوجہ انکار اور تکبر کے پس دیکھ لے کیسا ہوا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾

ہوا انجام خرابی پھیلانے والوں کا

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا

پھر جب ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو پہنچیں بولے یہ

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

صریح جادو ہے اور ان کا انکار کردیا اور اپنے جی میں ان کا

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ

یقین کرچکے تھے اور انکار بے انصافی اور غرور کی وجہ سے تھا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ ع ١٦

سو دیکھ لے فسادیوں کا انجام کیسا ہوا

مُبْصِرَةً: (آنکھ والی) اسم فاعل مؤنث ہے۔ ابصار سے جو ب۔ص۔ر سے بنا ہے۔ بصر آنکھ کو کہتے ہیں۔ اِبْصار: مجسم آنکھ بن جانا، دوسروں کے لیے آنکھ کا کام دینا سمجھانا۔

ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری نشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کے پاس پہنچے۔ نشانیاں اتنی روشن اور واضح تھیں ان کے دیکھنے کے بعد ان کے دل میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہنی چاہیئے تھی لیکن وہ تو اس قدر عقل سے خارج ہوچکے تھے کہ اپنے سامنے کسی کو سمجھتے ہی نہ تھے وہ اس سے بے خبر تھے کہ آدمی کو انسانیت کی حد کے اندر رہ کر کام کرنا چاہیئے۔ اور یہ حد اسی نے مقرر کردی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اور دنیا میں کچھ مدت کے لیے اختیار کی قوت عطا کرکے چھوڑ دیا ہے۔ ان لوگوں کی سرکشی نے انہیں اُکسایا کہ کسی اور کی بات تسلیم کرنا اپنی ہار ماننا ہے اور یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ نہ ماننے کا بہانہ بھی سوجھ گیا کہ یہ تو جادو ہے اور ایسا کھلا ہوا جادو ہے کہ ہر کس و ناکس کو دکھائی دے رہا ہے۔

ارشاد ہے کہ یہ انکار محض انسانیت کی حد سے نکل جانے اور غرور و تکبر کی وجہ سے تھا۔ ورنہ ان کے دل میں اس بات کا یقین ہوچکا تھا کہ یہ نشانیاں سچی ہیں۔ اس میں بناوٹ اور شعبدہ بالکل نہیں ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ انسان ایک بات کو سچا مانتا ہے۔ لیکن اس کی اکڑ اور ضد اسے روکتی ہے یہی اکڑ انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ دیکھ لو ان شریر اور فسادی لوگوں کا انجام کیا ہوا۔ سب کے سب سمندر میں ڈبو دیئے گئے ؁

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ
اور بہ تحقیق دیا ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم
وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا
اور دونوں نے کہا شکر اللہ کا جس نے فضیلت دی ہمیں
عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ
بہت سوں پر اپنے بندوں پر ایمان والوں میں سے اور
وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا
وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور کہا اے
النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ
لوگو سکھائی گئی ہمیں بولی پرندوں کی اور دیا گیا ہمیں ہر
كُلِّ شَیْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾
چیز میں سے تحقیق یہ البتہ وہی بڑائی ہے کھلی

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ
اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا
وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا
اور انہوں نے کہا شکر اللہ کا جس نے ہمیں اپنے
عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ
بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی اور
وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا
وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا اے لوگو
النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ
ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز میں
كُلِّ شَیْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾
سے دیا گیا ہے بے شک یہی صریح فضیلت ہے

اللہ عزوجل نے اپنے غیر محدود علم و دانش اور بے نہایت قدرت کی بنا پر انسان کے افراد کو بناوٹ اور قوّت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ الگ رکھا ہے اور وہ استعداد میں بھی ایک دوسرے سے صاف طور پر جدا ہیں۔

قرآن میں سب کے لیے ان کی استعداد اور قابلیّت کے مطابق ہدایات موجود ہیں۔ ان آیات میں دو باپ بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو خاص خاص علم دیئے تھے۔ داؤد علیہ السلام جمادات کے بھید سمجھتے تھے۔ پہاڑ کی تسبیح سنتے تھے۔ لوہے کو توڑ موڑ کر چیزیں بنا لیتے تھے سلیمان علیہ السلام چرند پرند کی بولیاں سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ خالص مرتبہ خالق کائنات نے انہیں عطا کیا ہے وہ کھلم کھلا اللہ کا شکر کرتے تھے سلیمان علیہ السلام لوگوں سے کہتے کہ ہمیں اللہ نے جانوروں کی بولی سمجھنا سکھا دیا ہے اور دنیا میں سب کچھ دے دیا ہے یہ اس کی نمایاں اور کھلی ہوئی مہربانی اور رحمت ہے:-

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ
جمع کیا گیا سلیمان کے لیے اس کا لشکر جنوں سے اور
الْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (١٧) حَتّٰٓى
انسان سے اور پرندوں سے پس وہ حد کے اندر روکے جاتے یہاں تک کہ
اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ
جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی نے
يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ
اے چیونٹیو داخل ہو جاؤ اپنے گھروں میں نہ روند ڈالے تمہیں
سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (١٨)
سلیمان اور اس کا لشکر اور وہ نہ جانتے ہوں

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ
اور اکٹھا کیا سلیمان کے پاس اس کا لشکر جن اور
الْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (١٧) حَتّٰٓى
انسان اور پرندے پھر اس کی جماعتیں بنائیں یہاں تک کہ جب
اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ
چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا
يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ
اے چیونٹیو اپنے گھروں میں گھس جاؤ تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں
سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (١٨)
کہیں پیس نہ ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو

يُوْزَعُوْنَ: ان کی حد بندی کی جاتی۔ مضارع مجہول ہے۔ و۔ز۔ع سے۔ وزع کے اصل معنی روک دینے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی حد میں ہر طبقہ رکا ہوا تھا۔ نَمْلٌ: چیونٹیاں۔ انسان۔ بقر۔ ابل وغیرہ کی طرح ساری نوع کا نام ہے جب ایک چیونٹی مراد ہو تو ۃ بڑھا کر نَمْلَةٌ کہتے ہیں۔ لَا يَحْطِمَنَّ: کچل نہ ڈالے۔ نہی غائب ہے ح۔ط۔م سے جس کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ لگا ہوا ہے۔ حطم: کے معنی توڑنا۔ مسل دینا۔ چورا چورا کر دینا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے دنیا میں ہر چیز عطا کر دی تھی۔ ہر قسم کی مخلوق کو ان کے تابع فرمان کر دیا تھا۔ جب کوچ کرتے تو جن، آدمی اور پرندے اپنی اپنی جگہ پر قرینے سے موجود ہوتے اور اپنی مقرر جگہ سے نکل کر گڑبڑ نہ مچاتے۔ ایک دفعہ مع لشکر کوچ کر رہے تھے کہ ایک میدان میں گذر ہوا جہاں چیونٹیوں نے اپنی بستی بسا رکھی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں آواز آئی۔ کہ ایک چیونٹی، چیونٹیوں سے کہہ رہی ہے۔ اے چیونٹیو! سلیمان علیہ السلام مع لشکر آ رہا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں نہ دیکھیں اور بے خبری میں پاؤں کے نیچے مسل ڈالیں۔ اس لیے جلدی کرو اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ ورنہ آج تمہاری خیر نہیں۔

ادائے شکر

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ
پس مسکرا دیا ہنستا ہوا اس کی بات پر اور کہا اے میرے رب
اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
قسمت میں لکھ میری کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ
بخشی تو نے مجھے اور میرے والدین کو اور یہ کہ
اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ
میں کروں نیک کام جو تجھے پسند ہوں اور داخل کر مجھے
بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (١٩)
اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں جو نیک ہیں

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ
پس مسکرا دیا سنتے ہوئے اس کی بات پر اور کہا اے رب
اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ
تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور نیک کام
اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ
کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے
بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (١٩)
نیک بندوں میں شامل کرلے

اَوْزِعْ : (توفیق دے) امر کا صیغہ ہے۔ اِیْزَاعٌ سے جو و۔ ز۔ ع سے بنا ہے اس لفظ کے معنی روکنے کے ہیں۔ اِیْزَاعٌ کے معنی کسی چیز پر بند کر دینا۔ مراد یہ ہے کہ میری خاص عادت ایسی بنادے کہ میں تیری نعمتوں پر ہمیشہ تیرا شکر ادا کرتا رہوں۔

اس آیت میں بیان ہے کہ چیونٹی کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تبسّم کیا اور اس کی بات پر ہنسی بھی آئی۔ اور ساتھ اللہ عزّ وجل کا اپنے اوپر انعام بھی یاد آیا اور عرض کیا۔ بار الہا! مجھ پر تو نے بڑا فضل کیا۔ کہ اپنی مخلوقات کی باتیں سمجھنے اور ان کو اپنا احترام کرتے دیکھنے کے قابل بنایا۔ یا اللہ مجھے ایسی عادت عطا فرما کہ تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر جو کرم فرمایا ہے اس کا شکر ادا کرتا رہوں۔ اور ہمیشہ مجھ سے ایسے عمل سرزد ہوں جو تجھے پسندیدہ ہوں اور مجھے اپنے نیک اور لائق اور فائق لوگوں کے زمرہ میں داخل فرما۔

یہ آیت انسان کو سبق سکھاتی ہے کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ حکومت، دولت، قوّت، مال اور مرتبہ پر اترا نہ جائے اور آپے سے باہر ہو کر نامناسب حرکتیں نہ کرنے لگے اسے چاہیئے کہ اللہ کے سامنے جھکے اور اس کے عطیہ کو اس کے فرمان کے مطابق مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں صرف کرے ورنہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

ہُدہُد کا واقعہ

تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ
حال معلوم کیا پرندوں کا پس کہا کیا بات ہے نہیں دیکھتا میں ہدہد کو
اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
ہے وہ غائب ہونے والوں میں البتہ عذاب دوں گا میں اسے عذاب
شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ
سخت یا اسے ذبح ہی کر ڈالوں گا یا اسے لانی چاہیئے
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ
کوئی وجہ کھلی پس ہدہد نے زیادہ دیر نہیں لگائی
فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ
ں کہا معلوم کی ہے میں نے وہ بات جو نہیں معلوم کی آپ نے اور
جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾
رہا ہوں میں سبا سے ایک یقینی خبر لے کر

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ
اور پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا
اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
کیا وہ غائب ہے میں اسے سخت سزا
شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ
دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے کوئی
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ
صریح وجہ پیش کرے پھر بہت دیر نہ لگائی اور
فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ
آکر کہا کہ میں ایک چیز کی خبر لایا ہوں جس کی تجھے خبر نہ تھی اور میں
جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾
تیرے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں

تَفَقَّدَ: (ڈھونڈنا، حاضری لینا) ماضی کا صیغہ ہے تَفَقُّدٌ سے جوف ق د سے بنا ہے۔ فَقْدٌ کے معنی گم کر دینا۔ تَفَقُّدٌ: گم شدہ کا ڈھونڈنا۔ حاضری یا جائزہ لینا۔ سُلْطَانٌ (قوی دلیل) اسم ہے س ل ط سے سَلْطٌ کے معنی غلبہ پانے کے ہیں۔ سُلْطَانٌ: قوت، پختہ سند، مضبوط حجت، قوی دلیل، معقول وجہ۔ مَكَثَ: (ٹھہرا) ماضی کا صیغہ ہے م ک ث سے۔ مَكْثٌ کے معنی ٹھہرنا۔ اسی سے بنا ہوا لفظ مُكْثٍ سورہ بنی اسرائیل کے آخری رکوع میں ہے۔

ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی۔ ہُدہُد کو غیر حاضر پایا۔ تو کہا کہ وہ کیوں غیر حاضر ہے۔ اگر اس نے کوئی معقول اور قابل قبول وجہ غیر حاضری کی نہ بتائی تو اس کو سخت سزا دوں گا یا ذبح ہی کر ڈالوں گا۔ تھوڑی دیر میں ہُدہُد بھی آ گیا اور کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہیں اس وقت ملک سبا سے آ رہا ہوں جو یمن کا ایک حصہ ہے اور وہاں کے حالات کی اور لوگوں کی پختہ خبر لایا ہوں جو آپ سنیں گے تو حیران ہوں گے ⁂

ملکۂ سبا

إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن
تحقیق میں نے پایا ایک عورت کو پادشاہی کرتے ان پر اور دی گئی ہے وہ ہر
كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (۲۳) وَجَدتُّهَا
چیز میں سے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا میں نے پایا اسے
وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ
اور اس کی قوم کو سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ
اور آراستہ کر دیا ہے ان کے لیے شیطان نے ان کے کاموں کو پس روک دیا ان کو
عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (۲۴) أَلَّا يَسْجُدُوا
راستہ سے پس وہ راہ نہیں پاتے کہ نہیں سجدہ کرتے
لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اللہ کو جس نے نکالا چھپا ہوا آسمانوں میں اور زمین میں
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۲۵) اللَّهُ لَا إِلَٰهَ
اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اللہ وہ ہے جس کے
إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (۲۶) السجدة
سوا کوئی معبود نہیں مالک عرش عظیم کا

إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن
میں نے ایک عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو
كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (۲۳) وَجَدتُّهَا
ہر چیز ملی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے میں نے پایا
وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ
کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتی ہے
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ
اور شیطان نے انہیں ان کے کام بھلے دکھا رکھے ہیں پھر ان
عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (۲۴) أَلَّا يَسْجُدُوا
کو راستہ سے روک دیا ہے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں
لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اللہ کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیز نکالتا ہے اور
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۲۵) اللَّهُ لَا إِلَٰهَ
جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اللہ کے سوا
إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (۲۶) السجدة
بندگی نہیں وہ بڑے تخت کا مالک ہے

أَلَّا: کہ نہیں یا کیوں نہیں۔ اگر اسے اَن۔لا مانا جائے تو پہلا ترجمہ ہوگا اور اگر ایک حرف مانا جائے تو حرف تخفیف ہوگا اور دوسرا ترجمہ ہوگا۔

ہُدہُد نے بیان کیا کہ وہاں ایک ملکہ حکمران ہے جس کے پاس ہر اچھی چیز اور ایک بڑا تخت موجود ہے مگر یہ ملکہ اور اس کی قوم سورج پرستش کرتی ہے شیطان نے ان کے برے کاموں کو اچھا بنا رکھا ہے وہ سیدھے راستے سے دور جا پڑے ہیں کیوں کہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے جس نے آسمان اور زمین میں سے پوشیدہ چیزیں پانی اور سبزہ وغیرہ باہر نکالیں اور وہ انسان کے سارے کاموں اور بھیدوں سے واقف ہے یقیناً اللہ برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ سب سے زیادہ شاندار تخت کا مالک ہے۔

حضرت سلیمانؑ کا خط

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ

کہا کہ ابھی ہم دیکھیں گے آیا سچ کہا تو نے یا ہے تو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (٢٧) اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ

جھوٹوں میں سے لے جا تو میرا یہ خط پس ڈال دے

اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

ان کی طرف پھر دور ہٹ جا ان سے پھر دیکھ کیا

يَرْجِعُوْنَ (٢٨) قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ

جواب دیتے ہیں وہ کہنے لگی اے دربار والو تحقیق

اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ (٢٩) اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

ڈالا گیا ہے میری طرف ایک خط شاندار تحقیق وہ ہے سلیمان کا

وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (٣٠)

اور تحقیق وہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (٣١)

کہ مت بڑائی چاہو مجھ پر اور چلے آؤ میرے پاس فرمانبردار ہو کر

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ

سلیمانؑ نے کہا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (٢٧) اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ

یا تو جھوٹا ہے لے یہ میرا خط ان پر گرا

اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

دے پھر ان کے پاس سے ہٹ جا پھر دیکھ وہ

يَرْجِعُوْنَ (٢٨) قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ

کیا جواب دیتے ہیں کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس

اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ (٢٩) اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

ایک شاندار خط ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (٣٠)

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور رحم والا ہے

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (٣١) ع ٢

میرے مقابلے میں زور نہ دکھاؤ اور فرمانبردار ہو کر میرے سامنے حاضر ہو جاؤ

ہدہد کا بیان سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے جھوٹ سچ کی جانچ ابھی کیے لیتا ہوں یہ میرا خط ہے اسے لے جا اور ان لوگوں کے سامنے لے جا کر ڈال دے اور اس کے بعد ایک کنارے ہو کر انتظار کر کہ وہ اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر ملک سبا پہنچا اور ملکہ کے پاس پہنچا دیا مفسرین نے اس ملکۂ سبا کا نام بلقیس لکھا ہے کہ ہدہد نے بلقیس کے سونے کے کمرے میں روشندان سے داخل ہو کر جب وہ سو رہی تھی اس کے سینہ پر ڈال دیا بلقیس نے خط پڑھا اور دربار میں آکر اپنے درباریوں اور مشورہ دینے والوں کو جمع کیا اور ان سے کہا میرے پاس ایک بڑا شاندار خط آیا ہے اور پہنچا بھی نرالے طریقے سے ہے یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے لکھتے ہیں اللہ رحمٰن ورحیم کا نام لے کر کہتا ہوں کہ میرے سامنے شیخی نہ چلے گی سیدھی طرح سے فرمانبردار بن کر حاضر ہو جاؤ ؛

باہم مشورہ

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ

کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھے میرے کام میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

نہیں ہوں میں قطعی فیصلہ کرنے والی کسی کام کا یہاں تک کہ

تَشْهَدُوْنِ (٣٢) قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ

میرے پاس حاضر ہو تم بولے ہم قوت اور طاقت والے

وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

اور سخت لڑائی کرنے والے بڑے لڑنے والے ہیں اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ (٣٣)

سو تو دیکھ لے کیا حکم کرتی ہے

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ

کہنے لگی اے دربار والو مجھے میرے کام میں مشورہ دو

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

میں کوئی بات طے نہیں کرتی جب تک

تَشْهَدُوْنِ (٣٢) قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ

تم موجود نہ ہو وہ بولے ہم زور اور قوت والے ہیں

وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

اور بڑے لڑنے والے ہیں کام تیرے اختیار میں ہے

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ (٣٣)

سو تو سوچ لے کیا حکم کرنا ہے

ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کی مہر وغیرہ کے ساتھ حفاظت کے طریقے اور عبارت کی شان و شوکت سے سمجھ لیا کہ یہ کسی بڑے بادشاہ کا خط ہے جو بڑے دبدبے اور طاقت والا ہے۔ درباریوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اس معاملے میں مجھے مشورہ دو۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میری عادت تم جانتے ہو میں کسی بڑے اہم کام کے کرنے کا فیصلہ نہیں کرتی۔ تاوقتیکہ تم سب کو جمع کر کے تمہاری رائے نہ لے لوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس جسمانی طاقت بھی ہے اور سامانِ جنگ بھی موجود ہے۔ لڑائی کے وقت ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ حریف کے چھکے نہ چھڑا دیں تو ہمارا نام نہیں۔ کسی کے رعب میں آ کر دبنے کی ضرورت نہیں۔ یوں تجھے اختیار ہے۔ سوچ سمجھ کر جو فیصلہ کرے گی ہم اسے ماننے کے لیے تیار ہیں۔

ملکہ کو اطمینان ہوا کہ میرے لوگ کسی سے ڈرنے والے نہیں۔ میرے لیے ہر ایک سے لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔ لیکن وہ عقل کی تیز اور انجام کو سوچنے والی بھی تھی۔ لڑائی میں جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ خط کے الفاظ اور طرزِ بیان سے سمجھ چکی تھی۔ کہ یہ صرف طاقت ور بادشاہ ہی معلوم نہیں ہوتا۔ کچھ غیر معمولی قوت بھی رکھتا ہے۔ اس لیے ابھی سے لڑائی کی ٹھان لینا مناسب نہیں ؛

ملکہ کا فیصلہ

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً
ملکہ نے کہا تحقیق کہ بادشاہ جب گھس آتے ہیں کسی بستی میں
اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ
اس کو خراب کر دیتے ہیں اور بنا ڈالتے ہیں اس کے معزز لوگوں کو
اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ
ذلیل اور وہ ایسا ہی کریں گے اور میں تو
مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ
بھیج رہی ہوں ان کی طرف ایک تحفہ پھر دیکھتی ہوں
بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾
کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں تحفہ لے کر جانے والے

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً
کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو
اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ
اسے خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت
اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ
کر ڈالتے ہیں اور وہ ایسا ہی کچھ کریں گے میں ان
مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ
کے لیے کچھ تحفے بھیجتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد
بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾
کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں

اَعِزَّةً: عزیز کی جمع ہے صاحبِ عزت۔ اَذِلَّةً: ذلیل کی جمع ہے، بے قدر۔ اَلْمُرْسَلُوْنَ: مرسل کی جمع ہے۔ قاصد جسے کسی کام کے لیے کسی کے پاس بھیجا جائے۔

ملکہ سبا بلقیس نے درباریوں کی بات سُنی۔ اگر نادان ہوتی تو ترنگ میں آجاتی کہ میں خود حکمران ہوں میرے اوپر کسی اور کے حکم چلانے کے کیا معنی۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ خط جو اسے ملا ہے کسی معمولی بادشاہ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ خط میں اسلام لانے کا حکم تھا۔ وہ کوئی ننھی بچّی تو نہ تھی جو اسلام کے معنی نہ سمجھتی ہو۔ اس نے سمجھا اور ٹھیک سمجھا کہ یہ خط لکھنے والا اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے مامور ہے۔ ورنہ ایسی جرأت سے پیغام نہ دیتا۔ اس نے سوچا اور ٹھیک سوچا کہ ابھی نہ اطاعت کا اظہار کرے۔ اور نہ وہ خواہ مخواہ لڑائی مول لے۔ کہنے لگی کوئی بادشاہ لشکر لے کر جب کسی ملک میں گھس آتا ہے تو وہ ملک کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ ہار جیت تو رہی درکنار یوں ہی لوگوں کا کُھر کس نکل جاتا ہے۔ معزز لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ مال داروں کا دوالہ نکل جاتا ہے۔ میری رائے ہے کہ کچھ نفیس تحفے دے کر اپنے لوگوں کو بھیجوں تا کہ وہ اپنی آنکھ سے اس خط بھیجنے والے کی شان و شوکت کا اندازہ لگائیں میں یہاں انتظار کروں کہ وہ میرے تحفہ کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے یہی کیا:

حضرت سلیمانؑ کا جواب

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ

پس جب (قاصد) پہنچا سلیمان کے پاس کہا کیا امداد کرتے ہو میری مال سے

فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ

سو جو دیا ہے مجھے اللہ نے بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

بلکہ تم ہی ہو جو اپنے ہدیہ پر پھولتے ہو

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ

واپس جا ان کے پاس ہم ان پر آپڑیں گے لشکروں کے ساتھ

لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ

کہ نہیں طاقت ان کو ان کے مقابلہ کی اور البتہ نکال دیں گے ہم انہیں اس ملک سے

اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

ذلیل کرکے اور وہ دبے ہوئے ہوں گے

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ

پھر جب سلیمان کے پاس پہنچا تو اس نے کہا تم مال سے میری اعانت کرتے ہو

فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ

سو جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہاں تم اپنے ہدیہ پر اتراتے ہو

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ

لوٹ جا ان کے پاس ہم ابھی ان پر پہنچتے ہیں بے شمار لشکر لے کر

لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ

جس کا مقابلہ ان کے بس کا نہیں ہم انہیں وہاں سے بے عزت

اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

کرکے نکال دیں گے اور وہ خوار ہوں گے

اَتُمِدُّوْنَنِ (کیا میری امداد کرتے ہو) اصل میں اَتُمِدُّوْنَنِيْ ہے، پڑھنے اور لکھنے میں آخر کی یا گر گئی۔ جو ضمیر متکلم ہے۔ ہمزہ استفہام کے بغیر تُمِدُّوْنَ مضارع کا صیغہ ہے امداد سے جو م۔ د۔ د سے بنا ہے۔ امداد کے معنی مدد دینا۔

سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس کا قاصد نفیس تحفے لے کر پہنچا تو انہوں نے کہا، کیا مجھے مال و دولت اور یہ سب لالچ دلانے والی چیزیں تحفتاً بھیج کر بہلانا چاہتے ہو تحفے تحائف دے کر یا لے کر تم لوگ خوش ہوا کرو مجھے ان کی پروا نہیں۔ مجھے اللہ عزوجل نے تم سے بہت زیادہ اچھی چیزیں اور بافراط دی ہیں تو اپنے ملک واپس جا اور کہہ دے کہ میں اس قدر لشکر اور ساز و سامان لے کر تمہارے ملک پر عنقریب چڑھائی کروں گا کہ جن کے سامنے ٹھہرنے کی تاب تمہیں نہ ہوگی۔ اگر تم نے میرے پہلے خط پر عمل نہ کیا۔ تو میری فوج تمہیں تمہارے ملک سے نکال کر ہی دم لے گی اور تم وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیئے جاؤ گے۔ بلقیس کا قاصد اپنا سا منہ لے کر واپس چلا گیا اور صورت حال کا نقشہ بلقیس کے سامنے رکھ دیا۔

بلقیس کی آمد آمد

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ

کہا سلیمان نے اے دربار والو کون ہے تم میں جو لائے میرے پاس

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (۳۸)

اس کا تخت پہلے اس کے کہ وہ آئیں میرے پاس مطیع ہو کر

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

بولا ایک دیو جنّوں میں سے میں لے آؤں گا تیرے پاس اس کو

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ

پہلے اس کے کہ تو کھڑا ہو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ (۳۹)

اس پر البتہ قوت والا امانت دار ہوں

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ

بولا اے دربار والو تم میں کون ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (۳۸)

میرے حکم بردار ہو کر آئیں اس کا تخت میرے پاس لے آئے

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

جنّوں میں سے ایک دیو بولا میں تجھے وہ لائے دیتا ہوں

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ

اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میں اس پر

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ (۳۹)

قوت رکھنے والا ہوں امانت دار

سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصد کو تحفوں سمیت واپس کر دیا اور کہا کہ مجھے تمہارے تحفے نہیں چاہئیں یا تو مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاؤ نہیں تو میں ابھی بے شمار فوج لے کر آتا ہوں اور تمہیں تمہارے ملک سے نکال کر ہی دم لوں گا وہ مار پڑے گی کہ بھاگتے ہی نظر آؤ گے۔ گھر سے بے گھر ہو جاؤ گے۔ ذلّت اور رسوائی نصیب ہوگی۔ دولت اور سلطنت محض ایک خواب و خیال ہو کر رہ جائے گی۔ بلقیس نے سُنا اور سوچا اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ سلیمانؑ سے مقابلہ ہوگا۔ ناچار ان کے حکم کے آگے سر جھکایا اور اطاعت قبول کر کے ان کے حضور میں حاضر ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہوئی۔ ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مناسب سمجھا کہ اس کو شروع ہی میں اللہ عزّ و جل کی قدرت کی جھلک دکھا دی جائے۔ درباریوں کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا۔ کوئی تم میں ایسا ہے۔ کہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے جو اب قریب آ پہنچی ہے۔ اس کا تخت یہاں اٹھا لائے ۔ جنّوں میں سے ایک قوی ہیکل دیو نے اٹھ کر کہا۔ کہ میں لا سکتا ہوں اور اس سے پہلے کہ آپ آج کا دربار برخاست کر کے اٹھیں تخت آپ کے پاس ہوگا مجھ میں اس کام کے کرنے کی قوت بھی ہے اور میں اس جڑاؤ تخت میں سے کچھ چراؤں گا بھی نہیں کیوں کہ میں امانت دار ہوں ؛

تخت آگیا

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ

بولا وہ جس کے پاس علم تھا کتاب کا

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ

میں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اسے پہلے اس کے کہ واپس آئے

اِلَیْکَ طَرْفُکَ ؕ

تیری طرف تیری نگاہ (پلک جھپکنے میں)

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ

پھر وہ شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ

اس کو تیرے پاس لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ تیری طرف

اِلَیْکَ طَرْفُکَ ؕ

تیری آنکھ پھر آئے (پلک جھپکنے میں)

یَرْتَدُّ: (لوٹنا) مضارع کا صیغہ ہے اِرْتِدَاد سے جس کا مادہ ر۔د۔د ہے۔ رَدٌّ متعدی ہے جس کے معنی لوٹانا۔ واپس کرنا ہیں۔ ارتداد اسی سے لازم ہے یعنی اپنی جگہ پر واپس آجانا یا جگہ سے واپس چلے جانا۔ یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ گویا آدمی جب کسی کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ اس چیز تک جاتی ہے اور جب دیکھ چکتا ہے تو وہ نگاہ پھر دیکھنے والے کی طرف واپس آجاتی ہے اس آمد و رفت میں شاید ایک سیکنڈ یا اس سے بھی کم لگتا ہو۔ اردو میں اس تھوڑی سی مدت کو پلک جھپکنا کہتے ہیں۔ یعنی پلک جھپکنے میں بلقیس کا تخت آپ کے پاس آجائے گا۔ اَنْ کی وجہ سے یَرْتَدَّ منصوب ہو گیا۔

جب دیو اپنی خدمت پیش کر چکا تو حاضرین میں سے ایک شخص بولا میں بلقیس کا تخت آپ کے پاس چشم زدن میں لے آؤں گا اس شخص کو ظاہری اور مادی طاقت کا دعویٰ نہ تھا۔ یہ آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیے ہوئے تھا۔ اور اللہ عزوجل کی قدرت لامحدود پر یقین محکم رکھتا تھا۔ جانتا تھا کہ خلاقِ عالم کی لازوال اور بے انتہا قوت زمان اور مکان کے اندر محدود نہیں ہے مفسرین نے اس شخص کو حضرت سلیمانؑ کا وزیر بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس کا نام آصف بن برخیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ ان کا مقصد تھا کہ اس کو سورج کی پرستش سے ہٹائیں اور اسے یقین دلائیں۔ کہ ساری قوت کا مالک اللہ عزوجل ہے۔ اور اس کی طرف محکم یقین سے جھکنے والا اور دعا کرنے والا کبھی محروم نہیں رہتا۔ اس موقعہ پر شاید اپنے لوگوں پر بھی ظاہر کرنا مقصود ہو گا کہ نبی یا رسول سے معجزہ ظاہر ہونا مسلم ہے ہی اس کے فیض یافتہ بھی کرامت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ آصف کی روحانی قوت اس حد تک ترقی پا چکی تھی کہ اس سے یہ کرامت ظاہر ہو۔ اللہ عزوجل کا فیض بے روک ٹوک جاری ہے لیکن اس سے مستفید ہونا آدمی کی اپنی استعداد اور قابلیت پر موقوف ہے جتنی جس کی قابلیت ہو گی اتنی ہی وہ دولت سمیٹ سکے گا۔

اللہ کا شکر

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا
پس جب دیکھا اسے رکھا ہوا اپنے پاس کہا یہ
مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ
فضل ہے میرے رب کا تاکہ آزمائے مجھے آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری
وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ
اور جس نے شکر کیا تو پس اس نے شکر کیا اپنے ہی لیے اور
مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾
جس نے ناشکری کی پس تحقیق میرا رب بے پرواہ ہے کریم

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا
پھر جب اس کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا کہ یہ میرے
مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ
رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری
وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ
اور جو شکر کرے گا سو اپنے واسطے کرے گا۔ اور جو
مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾
ناشکری کرے گا تو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چشم زدن میں بلقیس کا تخت اپنے تخت کے سامنے رکھا دیکھا۔ اپنے حال پر اللہ کی اتنی بڑی عنایت دیکھ کر اس کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ ظاہری اسباب کا پردہ اٹھا کر اپنی قدرت کا بے مثال کرشمہ دکھایا۔ اس میں میرا امتحان لینا مدنظر ہے۔ کہ میں اس کی اتنی بڑی نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یا اس کو بھول کر اس بات پر نازاں ہوتا ہوں کہ میرا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ میرے مصاحب میرے لیے اتنے بڑے بڑے کام اس آسانی سے انجام دے لیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل کی قدرت ظاہری اسباب کی پابند نہیں اس کا حکم جیسے زمان اور مکان کی پابند مخلوقات پر چلتا ہے اسی طرح خود زمان اور مکان پر بھی چلتا ہے وہ ان میں سے ہر ایک کو چاہے پھیلا دے چاہے سکیڑ دے۔ کوئی چیز اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی اس کی عنایت کا کوئی شکر ادا کرے تو اس میں خود شکر ادا کرنے والے ہی کا بھلا ہے۔ اس کا نیک پھل خود اسے ہی ملے گا۔ اللہ عزوجل کو کسی کے شکر کی پرواہ نہیں وہ کریم ہے جو اپنے کرم سے سب کے کام بناتا ہے۔ جو شکر کرے گا اسے شکر کا نیک بدلہ ملے گا اور جو ناشکری کرے گا وہ آگے چل کر پچھتائے گا۔ کہ اس نے اللہ سے تعلق پیدا کرنے کا ایک بڑا موقعہ ہاتھ سے کھو دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصّہ کے ضمن میں انسان کو ایک بڑی بات سکھائی جا رہی ہے کہ جو کچھ اسے ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے اسے چاہیے کہ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتا رہے۔ اسی میں انسان کا بھلا ہے۔ جو لوگ اس محسن حقیقی کو بھول کر اپنی طرف یا کسی اور کی طرف دیکھتے ہیں وہ بڑی سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔

عقل کا امتحان

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ
کہا شکل بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کی ہم دیکھیں
أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ
کیا وہ سمجھ جاتی ہے یا ہوتی ہے ان میں سے جو
لَا يَهْتَدُونَ (٤١) فَلَمَّا جَاءَتْ
نہیں سمجھتے پس جب وہ آئی
قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ
کہا گیا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ
کہا شکل بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کی ہم
أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ
دیکھیں وہ سمجھتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جنہیں
لَا يَهْتَدُونَ (٤١) فَلَمَّا جَاءَتْ
سمجھ نہیں پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا
قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ
کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس کا تخت پہنچ گیا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اس کے رنگ و روپ کچھ تغیر و تبدل کر دو۔ تاکہ دیکھیں اس عورت میں چیز کی اصلیت کو پہچاننے کی سمجھ ہے یا وہ بھی ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہے۔ جن کی نظر فقط ظاہری رنگ و روپ پر جم کر رہ جاتی ہے اور ان سے ہٹ کر کسی چیز اور بات کی تہہ تک نہیں پہنچتی۔ اب تک بلقیس کی جتنی باتیں ظاہر ہوئی تھیں ان سے اتنا پتہ تو چلتا تھا۔ کہ وہ بات کی ظاہری علامتیں دیکھ کر دھوکا نہیں کھاتی۔ بلکہ سوچ سمجھ کر بات کی اصل تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے اور فیصلہ میں جلدی نہیں کرتی۔ اس سے اس بات کی توقع ہوتی تھی۔ کہ وہ دنیا کا ظاہری رنگ دیکھ کر اس پر مفتون نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی اصل حقیقت سمجھ کر اس کے قانون اور صانع کا پتہ لگائے گی لیکن اس کے سورج کی پرستش کرنے اور اللہ کی طرف سے منہ موڑ لینے سے یہ نتیجہ نکلتا تھا۔ کہ وہ بھی اور کافروں کی طرح کم عقل ہے اور محض ظاہری باتوں ہی میں پھنس کر رہ جاتی ہے۔ اس لیے آپ نے حکم دیا۔ کہ تخت کی ظاہری نمائش میں اتنا تغیر و تبدل کر دو کہ اس کے پہچاننے میں غور کی ضرورت پڑے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس میں غور و فکر کی صلاحیت ہے یا نہیں۔ اگر صلاحیت ہوئی تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اللہ عزوجل کو پہچان سکتی ہے۔ اور اگر اسے توجہ دلائی جائے تو دنیا کو دیکھ کر اس کے خالق اور رب کا پتہ لگا سکتی ہے۔ درحقیقت اللہ کی معرفت کے اہل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو دنیا کی ظاہری رنگ و روپ کو دیکھ کر اسی میں پھنس کر نہیں جانتے اور ان کی نگاہ ان سے اونچی اٹھ سکتی ہے۔

کفر کی وجہ

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ
بولی گویا یہ وہی ہے اور دیا گیا ہمیں علم
مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا
اس سے پہلے ہی اور ہو گئے ہم اطاعت کرنے والے اور روکا اسے
مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا
اس نے جو تھی وہ پوجتی اللہ کے سوا تحقیق وہ
كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾
تھی ان لوگوں میں سے جو انکار کرتے تھے اللہ کا

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ
بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو پہلے سے معلوم
مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا
ہوچکا ہے اور ہم مسلمان ہوچکے ہیں اور روکا اس کو
مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا
اس نے جو وہ پوجتی تھی اللہ کے سوا البتہ وہ
كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾
منکر لوگوں میں سے تھی

بلقیس نے تخت کی طرف دیکھا اور سوچ میں پڑ گئی۔ اکثر باتیں تو وہی تھیں جو اس کے تخت میں تھیں لیکن کچھ بدلی ہوئی بھی تھیں۔ حیران تھی کہ کیا جواب دے۔ آخر وہ خیال آیا جو اس نے پہلے ہی سلیمان علیہ السلام کی بابت قائم کر لیا تھا۔ یعنی وہ غیر معمولی قوت رکھنے والے انسان ہیں اور دنیا کے پیدا کرنے والے نے انہیں وہ کچھ دیا ہے جو دوسروں کو میسر نہیں ہوا پھر بھی اس نے جواب احتیاط کے ساتھ دیا، اور کہا معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ہمیں تو اس نشانی کے دیکھنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ (سلیمانؑ) اللہ کے نبی ہیں اور ہم نے ان کا فرمانبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقیس اپنے خداداد فہم و ذکا سے اس نتیجہ پر پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ کہ اصلی معبود وہی ہو سکتا ہے جس کی قدرت لامحدود ہے۔ اور جو سارے جہان کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔

سلیمان علیہ السلام کا خط پہنچتے ہی اسے یقین ہو گیا۔ کہ یہ اسی خلاق عالم کے رسول ہیں۔ آگے آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل میں ایمان رکھتی تھی۔ لیکن اعلان اس لیے نہ کرتی تھی۔ کہ اس کی ساری کی ساری قوم تو سورج پرست تھی۔ اللہ کا تصور کسی کے دل میں نہ تھا۔ اور یہ بھی رسماً انہی کے ساتھ سورج کی پرستش میں شریک تھی۔ اب جو سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی تو اس کا چھپا ہوا ایمان جو آپ کے خط سے ابھر چکا تھا۔ تخت کی نشانی دیکھ کر پختہ ہو گیا اور اس نے اس کا کھلم کھلا اقرار کر لیا:

شُبہ جاتا رہا

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ
کہا گیا اس سے داخل ہو محل میں پس جب اسے دیکھا
حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ط
گمان کیا اسے پانی اور کھول لیں اپنی پنڈلیاں
قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ط
کہا تحقیق وہ محل ہے جڑا ہوا شیشوں سے
قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ
بولی اے میرے رب ظلم کیا میں نے اپنی جان پر اور اب ایمان لائی
مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾
سلیمان کے ساتھ اللہ پر جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ
کسی نے اس سے کہا محل کے اندر چل پھر اسے دیکھا تو
حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ط
خیال کیا کہ وہ گہرا پانی ہے اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول لیں
قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ط
کہا یہ تو ایک محل ہے شیشوں سے جوڑا ہوا
قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ
بولی اے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اب میں سلیمان کے
مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱۳ / ۱۸
ساتھ اس اللہ کی حکم بردار ہوں جو سارے جہان کا رب ہے

مُمَرَّدٌ: (مضبوط کیا گیا) اسم مفعول ہے تمرید سے جس کا مادہ م۔ر۔د ہے۔ مَرْدٌ کے معنی سخت اور صاف ہونا۔ جس پر کوئی چیز اثر نہ کرے بلکہ اس پر پھسل کر نیچے گر جائے اسی سے مرید، مارد۔ امرد وغیرہ لفظ بنے ہیں جن میں سختی یا پھسلن کے معنی موجود ہیں صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ سے مراد ایسا محل جس کے فرش پر بجائے چونے گچ کے مضبوط شیشے اور آئینے جڑ دیئے گئے ہوں۔

سلیمانؑ کے ایک محل میں شیشوں کا فرش تھا۔ یہ شیشے دور سے پانی کی طرح چمکتے تھے یا ان کے نیچے سچ مچ پانی تھا جسے اوپر سے شیشوں سے منڈھ دیا گیا تھا۔ سلیمانؑ نے چاہا کہ بلقیس پر مشرکوں کے خیال کا غلط ہونا ثابت کریں۔ اس لیے اسے اس محل کے اندر لے جانے کا حکم دیا۔ دروازہ ہی میں سے فرش چمکدار معلوم ہوا اور وہ اسے گہرا پانی سمجھی۔ پائنچے چڑھائے تاکہ بھیگ نہ جائیں۔ اس سے اس کی پنڈلیاں کھل گئیں۔

سلیمان علیہ السلام دیکھ رہے تھے۔ فرمایا یہ پانی نہیں شیشہ کا فرش ہے۔ اس پر سپاٹ آئینہ جڑا ہوا ہے۔ بلقیس سمجھ گئی کہ مجھے دھوکا ہوا انسان ایسے ہی دھوکے کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوتا ہے۔ میں نے اب تک شرک کر کے اپنی جان کے لیے تباہی مول لی۔ میں نے توبہ کی اور سلیمانؑ کی طرح پروردگار عالم پر ایمان لائی پہلے جو کچھ کہا تھا۔ وہ اسلام کا اقرار تھا اور یہ دل سے ایمان اور یقین کا اظہار تھا۔

ثمود کے رسول

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ

کہ بندگی کرو اللہ کی پس اچانک وہ دو فریق ہوگئے

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

باہم جھگڑتے کہا اے قوم کیوں جلدی کرتے ہو

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

برائی مانگنے میں بھلائی سے پہلے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تھا

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ

کہ اللہ کی بندگی کرو پھر وہ تو دو فریق ہو کر

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

لگے جھگڑنے کہا اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

برائی کو بھلائی سے پہلے

اللہ نے کچھ نبیوں کا حال قرآن مجید میں اس لیے بیان فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے منکروں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ انسان کی ہدایت کے لیے اللہ عزوجل نے دنیا میں وقتاً فوقتاً اپنے رسول اور نبی بھیجے اور ان کے ذریعہ انسان کو بتایا کہ اس دنیا کا خالق و مالک اللہ ہی ہے اسی کے فرمانبردار ہو کر رہو اور سرکشی اور خود سری سے باز آؤ۔ اسی سلسلے میں ارشاد ہے کہ ہم نے قوم ثمود کے اندر انہیں کے ایک فرد صالح (علیہ السلام) کو ان کے سمجھانے کے لیے اپنا رسول مقرر کرکے بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنی طاقت پر مغرور ہو کر دنیا میں فساد پھیلانے کا باعث مت بنو۔ تمہاری یہ قوت اور خوش حالی اللہ عزوجل کی عطا کی ہوئی ہے اس کا حکم مانو اور جیسے وہ کہے اس طرح اپنا چال چلن مقرر کرو۔

ثمود کی قوم سے بہ حیثیت انسان ہونے کے امید کی جاتی تھی کہ وہ اللہ کے رسول حضرت صالح علیہ السلام کی بات بھی بالاتفاق مان لیں گے اور آدمیوں کی طرح رہنا اختیار کریں گے۔ لیکن ان میں خلاف توقع دو فریق پیدا ہو گئے۔ ایک نے ان کی بات سنی دوسرے نے رد کر دی پھر ان کے آپس کے جھگڑے ہونے لگے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے مخالفین کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا ہم تو نہیں مانتے جا عذاب لے آ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے سمجھایا کہ تم نے میری بات سُن کر یہ تو نہ کیا کہ اللہ پر ایمان لاتے، توبہ کرتے اور نیک زندگی بسر کرتے پہلے ہی سے لگے عذاب کو جلدی مانگنے یہ تو تباہی کے لچھن ہیں :؛

سمجھانا بے اثر ہوا

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

کیوں نہیں مغفرت طلب کرتے اللہ سے تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ

رحم کیا جائے بولے منحوس پایا ہم نے تجھے اور

بِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

انہیں جو تیرے ساتھ ہیں کہا تمہاری نحوست اللہ کے پاس ہے

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾

بلکہ تم ایک قوم ہو جسے آزمایا جارہا ہے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اللہ سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے شاید تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ

رحم کیا جاتے بولے ہم نے تجھے اور تیرے ساتھ والوں

بِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

کو منحوس دیکھا۔ کہا تمہاری بدقسمتی اللہ کے ہاں ہے بلکہ بات

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾

یہ ہے کہ تم لوگ جانچے جارہے ہو

اِطَّيَّرْنَا: (منحوس پایا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے اِطَّيُّرٌ سے جس کا مادہ ط ی ر ہے۔ طَیر کے معنی اڑنے کے ہیں۔ پھر طائر سے مراد فال نحوست لی جانے لگی کیوں کہ عرب جانوروں کے اڑنے کے طریقے سے بدفالی لیا کرتے تھے۔ اِطَّيَّرٌ اصل میں تَطَيُّرٌ کی دوسری شکل ہے اس سے مراد ہے بدفالی لینا، منحوس سمجھنا۔

تُفْتَنُوْنَ: (جانچے جاتے ہو) مضارع مجہول ہے۔ ف ت ن سے۔ فتنہ اسی سے ہے۔ اسی سے فتون مصدر ہے جس کے معنی سورہ طٰہٰ میں گذرے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم سے کہہ رہے ہیں کہ تمہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرتے بُرے کاموں سے باز آتے اور پچھلی بدکاریوں سے استغفار کرتے اس طرح سے تم پر رحم کیے جانے کی امید ہوسکتی تھی تم تو لگے الٹا چلنے اور اپنے منہ سے جلدی عذاب مانگنے۔ قوم نے یہ سنکر جواب میں کہا کہ اے صالح (علیہ السلام) تو نے تو ہمارا ناک میں دم کر دیا۔ ہم تجھے منحوس سمجھتے ہیں تیری وجہ سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا۔ عیش و آرام کی زندگی گئی گذری ہوئی۔ لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ کاروبار میں فرق آگیا۔ اب نہ وہ پہلی سی چہل پہل ہے اور نہ ہی وہ ہنسی دل لگی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تو تمہاری بداعمالیوں کی نحوست ہے یہ ساری مصیبتیں تمہارے کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں آفتوں میں مبتلا کیا ہے۔ دیکھیں کہ تم کفر سے باز آتے ہو یا نہیں ÷

فسادی لوگ

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

اور تھے اس شہر میں نو بڑے شخص فساد کرتے تھے

فِي الْأَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ (٤٨) قَالُوْا

زمین میں اور اصلاح نہ کرتے تھے بولے

تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ

قسم کھاؤ آپس میں اللہ کی۔ البتہ رات کو جا پڑیں گے ہم اس پر اور اس کے گھر والوں پر

ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

پھر کہہ دیں گے ہم اس کے دعویدار سے نہیں دیکھا ہم نے ہلاک ہونا اس کے

اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (٤٩)

گھر والوں کا اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد

فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ (٤٨) قَالُوْا

کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے بولے آپس

تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ

میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ البتہ رات کے وقت ہم حملہ کرکے اسے اور اس کے گھر

ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

والوں کو مار ڈالیں گے پھر اس کے دعویدار سے کہیں گے کہ ہم نے نہیں دیکھا

اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (٤٩)

جب اس کا گھر تباہ ہوا اور بے شک ہم سچ کہتے ہیں۔

لَنُبَيِّتَنَّهٗ: رات کو جا پڑیں گے ہم اس پر۔ اُنَبِيِّتُ مضارع کا صیغہ ہے تَبْيِيْتٌ: رات کے وقت کوئی کام کرنا۔ سورۂ نساء میں اس کی ماضی بَيَّتَ گذر چکی ہے۔ وہاں رات کو خفیہ مشورہ کرنے کے معنی تھے یہاں رات کو اچانک حملہ کرنے کے معنی ہیں۔

جب کسی قوم کی شامت آتی ہے تو اس میں کچھ ایسے فسادی لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں سوا اس کے کوئی کام نہیں ہوتا کہ دوسروں کو ستائیں۔ مار پیٹ، لوٹ مار، دغا بازی، قتل و غارت، اپنی خواہشوں کی بے روک ٹوک پیروی، نیک لوگوں سے بیر رکھنا اور ان کو مٹانے اور نیچا دکھانے کی دھن میں ہر وقت لگے رہنا بس یہی ان کے کام ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ ثمود کے شہر حجر میں نو آدمی بڑے چھٹے ہوئے بدمعاش تھے جن کی اپنی اپنی جماعتیں تھیں اور جتھے بنے ہوئے تھے۔ ملک میں دنگا مچانا، فساد پھیلانا ان کا شیوہ تھا۔ ہر وقت خرابی اور بگاڑ میں لگے رہتے تھے۔ سنوار اور سدھار کا خیال بھی ان کے پاس نہ پھٹکتا تھا۔ انہوں نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ سب اس بات کی قسم کھاؤ کہ رات کے وقت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر پر دھاوا بول دیں گے اور ان کو قتل کر ڈالیں گے پھر اگر ان کے کسی والی وارث نے خون کا دعویٰ کیا تو صاف مکر جائیں گے کہ ہمیں تو معلوم نہیں یہ کیوں اور کس کے ہاتھ سے تباہ ہوئے۔ ہم موقع پر موجود ہی نہ تھے جو دیکھتے۔

منصوبہ دھرا رہ گیا

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا

اور بنایا انہوں نے ایک خفیہ منصوبہ اور بنایا ہم نے ایک منصوبہ

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ

اور وہ نہ جانتے تھے پس دیکھ کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

ہوا انجام ان کے خفیہ منصوبہ کا کہ ہم نے تباہ کر دیا انہیں

وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

اور ان کی قوم کو سب کو

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا

اور انہوں نے ایک منصوبہ بنایا اور ہم نے ایک منصوبہ بنایا

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ

اور ان کو خبر نہ ہوئی پھر دیکھ ان کے

كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

منصوبہ کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی

وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا

مَكَرُوْا اور مَكَرْنَا دونوں مکر سے ماضی کا صیغہ ہیں۔ مکر کے معنی خفیہ تدبیر کرنے کے ہیں۔ یہ لفظ سورہ آل عمران اور الاعراف میں گذر چکا ہے شریر لوگوں کو ہر وقت چالبازیوں ہی کی سوجھتی ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے منصوبے گھڑتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص کو قتل کرنا ہے۔ فلاں جگہ ڈاکہ ڈالنا ہے۔ آج اس گھر میں چوری کرنی ہے۔ کل اس قافلہ کو لوٹنا ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ثمود کے غنڈے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو جان سے مار ڈالنے کی تدبیر سوچی کہ رات کو حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالیں گے بعد میں باز پرس ہوئی تو صاف مکر جائیں گے۔ انہیں شریروں نے اکٹھا کر کے پہلے اونٹنی کو ہلاک کیا۔ پھر جب ان سے کہہ دیا گیا کہ تین دن کے بعد تم سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور اس کی نشانیاں بھی ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم تو مرتے ہی ہیں لیکن حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ آیت میں اس کا بیان ہے انہوں نے حملہ کیا لیکن اللہ عزوجل نے حضرت صالح اور ان کے گھر والوں کی حفاظت کا پہلے ہی سامان کر رکھا تھا۔

آگے ارشاد ہے کہ دیکھ لو ان کی شرارتوں کا انجام کیا ہوا۔ خود بھی تباہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ تباہ کیا۔ چنانچہ جب تین دن گذر چکے تو ہولناک زلزلوں اور خوفناک کڑک سے ساری آبادی تباہ ہو گئی۔

ان کے حال سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ دنیا میں بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہی میں خیریت ہے اور مرنے کے بعد تو سوا اس کے اور کچھ کام ہی نہ آئے گا ؛

عبرت

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً ۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ

پس یہ ان کے گھر گرے پڑے ہیں بسبب اس کے کہ ظلم کیا انہوں نے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

تحقیق اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے

يَّعْلَمُوْنَ (۵۲) وَ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو جانتے ہیں اور نجات دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے

وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ (۵۳)

اور تھے پرہیز کرتے

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً ۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ

سو یہ ان کے گھر گرے پڑے ہیں ان کے ظلم کی وجہ سے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

البتہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو

يَّعْلَمُوْنَ (۵۲) وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جانتے ہیں اور ہم نے انہیں بچا دیا جو ایمان لے آئے

وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (۵۳)

تھے اور بچتے رہتے تھے

خَاوِيَةً : (گرے ہوئے) اسم فاعل مؤنث ہے خ۔و۔ی سے۔ اس کے معنی گرے ہوئے کے ہیں۔ سورۃ الحج میں یہ لفظ گذر چکا ہے۔

مکّہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے وادی القریٰ میں سے گذرنا ہوتا ہے۔ وہاں ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات ہیں۔ مکّہ کے لوگ شام جاتے تو انہیں دیکھتے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ جو وادی القریٰ میں گذرتے ہوئے کھنڈر دیکھتے ہو۔ یہ انہیں مکانات کے کھنڈر ہیں جن میں ثمود کے لوگ رہتے تھے ان سرکش اور خوشحال سنگ تراشوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ یہ ہمیشہ انہی مکانوں میں خوش و خرم رہا کریں گے۔ اس ملک میں پیداوار کی کثرت تھی۔ پھلوں سے لدے ہوئے باغ تھے۔ ہر طرف چشمے جاری تھے۔ بے فکری سے کھاتے پیتے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے بڑے لوگوں کے دماغ بہک گئے اور وہ اللہ عزوجل کو بالکل بھول گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی نصیحت کو نہ مانا بلکہ ان کے دشمن ہو گئے۔ آخر ان کے کفر اور ظلم کی سزا انہیں ملی زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ سخت زلزلہ آیا۔ ساری قوم ایک دم تباہ ہو گئی۔ گھر گر پڑے۔ باغات سوکھ گئے۔ اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے صالح علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو اُن پہ ایمان لے آئے تھے اور ظلم و ستم اور گناہوں سے بچ کر چلتے تھے بچا لیا ان کا حال سُن کر سمجھداروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے :

لوط علیہ السلام

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖۤ اَتَاْتُوْنَ
اور ہم نے لوط کو بھیجا جب کہا اس نے اپنی قوم سے کیا اُتر آئے تم
الْفَاحِشَۃَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (۵۴) اَئِنَّکُمْ
بے حیائی پر حالانکہ تم سمجھتے دیکھتے ہو کیا تم
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَہْوَۃً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ
آتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کرنے چھوڑ کر عورتوں کو
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْہَلُوْنَ (۵۵)
بات یہ ہے کہ تم وہ لوگ ہو جو سمجھ سے کام نہیں لیتے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖۤ اَتَاْتُوْنَ
اور بھیجا ہم نے لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا بے حیائی
الْفَاحِشَۃَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (۵۴) اَئِنَّکُمْ
کرتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو کیا تم
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَہْوَۃً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ
مردوں کے پاس شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْہَلُوْنَ (۵۵)
بات یہ ہے کہ تم لوگ بے سمجھ ہو

اس سورت میں مکہ والوں کو سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے انسانوں کو بری عادتوں سے بچانے کے لیے پہلی امتوں میں اپنے رسول بھیجے۔ پھر جنہوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور اپنی ہی خباثت پر اڑے رہے ان پر تباہی ٹوٹ پڑی اور وہ غارت ہوئے۔ لیکن جو ان میں سمجھ دار تھے۔ انہوں نے علامتوں سے رسول کو پہچانا اور ان کے معجزات اور اخلاقی قوتیں دیکھ کر ان کی بابت یہ رائے قائم کی کہ ان کی مخالفت تباہی کا باعث ہوگی اس لیے برضا و رغبت ان کے تابعدار ہو گئے۔

یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں سرخ رو رہیں گے۔ چنانچہ ہم نے انہیں دنیا میں اس عذاب سے بچا لیا جس میں ان کے سرکش ساتھی تباہ ہوتے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہے۔ کہ ہم نے لوطؑ کو ایک نابکار بدکردار قوم کے سمجھانے کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے بُرے کام کی برائی انہیں کھول کر سمجھائی اور کہا کہ تم دیکھتے بھالتے اور جانتے بوجھتے ہو کر ایسی گھناؤنی عادت میں کس طرح پھنس گئے۔ کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرنے دوڑتے ہو۔ اور ذرا نہیں شرماتے۔ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ سوا اس کے کہ تم عقل کے ہوتے ہوئے دیوانے بن گئے ہو۔ اور جان بوجھ کر جاہلوں کے سے کام کرتے ہو۔ اس قبیح عادت کو چھوڑ دو۔ یہ تو تمہیں یقیناً کہیں کا نہ رکھے گی اس بگڑی ہوئی ذہنیت پر لات مارو:

جواب بن نہ پڑا

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
پس نہ تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے
اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ
نکال دو لوط کے لوگوں کو اپنے شہر سے تحقیق یہ
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۵۶) فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
لوگ ہیں ستھرا رہنا چاہتے ہیں پس بچا دیا ہم نے اسے اور
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ
اس کے گھر والوں کو مگر عورت کو اس کی

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
پھر اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہ کہنے لگے
اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ
کہ نکال دو لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے کیونکہ
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۵۶) فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
یہ لوگ ستھرا رہنا چاہتے ہیں پھر ہم نے بچا دیا اس کو
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ
اور اس کے گھر والوں کو سوا اس کی عورت کے

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بے حیا قوم کو ایسا شرمندہ کیا کہ وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ معقول بات کا جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی جملہ میں آپ نے ان کی بے وقوفی اور ان کے کام کی برائی بھی بیان کر دی اور ان کی جہالت پر انہیں شرمندہ بھی کر دیا اور ان کے اس کام کی برائی کی معقول وجہ بھی بتا دی۔ ایسی درست اور نصیحت والی بات کا وہ کیا جواب دیتے مگر اس کا کیا علاج کہ بعض جھگڑالو آدمی جب کسی بات کا معقول جواب نہیں دے سکتے۔ تو فساد اور مار پیٹ پر اتر آتے ہیں اور ضد میں آکر ایسے کام کر بیٹھتے ہیں۔ جو کوئی انسان تو کبھی نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ نرا جانور اور وہ بھی درندہ ہی بن جائے تو اور بات ہے۔

ارشاد ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم سے لوطؑ کی بات کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ہار کر یہی بولے کہ لوط علیہ السلام کو اور اس کے سارے گھرانے کو اپنے شہر سے نکال ہی دو۔ ورنہ یہ اسی طرح ناک میں دم کرتا رہے گا۔ یہ لوگ ستھرے اور پاک صاف بنتے ہیں ان کا یہاں کچھ کام نہیں۔ ذرا خیال کیجیے کہ ان کا دماغ کس قدر الٹ گیا تھا۔ وہ صفائی اور ستھرائی کو بری بات سمجھنے لگے تھے۔ اور گندگی میں لت پت رہنے ہی کو اچھا جانتے تھے۔ انسان صورت ہو کر خنزیر سیرت ہو گئے تھے۔ ارشاد ہے کہ ان ناپاک لوگوں کو ہم نے تباہ کر دیا اور لوطؑ کو اور ان کے گھر والوں کو بچا کر دوسری جگہ بھیج دیا۔ فقط لوط علیہ السلام کی عورت اپنی قوم کے ساتھ تباہ ہوئی۔

آخر تباہ ہوئے

فَقَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
ہم نے اس کا فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہوگی اور برسایا ہم نے ان پر
مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾
ایک مینہ پس برا تھا مینہ ان ڈرائے ہوؤں کا
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ
تو کہہ حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے اور سلام ان بندوں پر
الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۗ آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا
جنہیں اس نے پسند کیا کیا اللہ بہتر ہے یا جسے
يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾
وہ شریک ٹھہراتے ہیں

فَقَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مقرر کر دیا ہم نے اسے رہ جانے والوں میں اور ہم نے ان پر ایک برساؤ
مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ ع ٢/١٩
برسا دیا سو کیا ہی برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ
تو کہہ حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے اور سلام ان بندوں پر
الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۗ آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا
جنہیں اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جسے وہ
يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾
شریک کرتے ہیں

قَدَّرْنَا: مقرر کیا ہم نے، ماضی کا صیغہ ہے تقدیر سے جس کا مادہ قدر ہے۔ یہ لفظ سورۃ الفرقان میں گذر چکا ہے۔ تقدیر کے معنی ہیں مجموعی اور کلی طور پر اصول مقرر کرنا نیز ایک جزئی صورت میں عام اصول کے مطابق فیصلہ کرنا۔ یہاں یہی پچھلے معنی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ان عام اصول کے تحت آ گئی تھی (۱) جس کو جس سے لگاؤ اور گہرا تعلق ہو وہ اسی کے سا
شامل کیا جائے گا (۲) جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ چنانچہ ہم نے اسی کے مطابق اس کی بابت فیصلہ کیا کہ وہ انہیں میں شامل رہے گی
لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کے شہر سے چلے جانے کے بعد شہر میں باقی رہ گئے تھے۔ یہ وہ سب لوگ تھے جنہوں نے لوط کی نصیحت
ماننے سے انکار کر دیا تھا اور اپنی عادت کو برا مانتے ہوئے بھی بدستور جاری رکھنے کا فیصلہ کر چکے تھے ان کی ساری بستی الٹ دی گئی اور ا
پتھروں کی بارش ہوئی ان لوگوں کو اللہ کے عذاب سے واضح طور پر ڈرا دیا گیا تھا ان کی ساری بستی زمین میں بیٹھتی چلی گئی اور وہاں غلیظ
پانی کی ایک جھیل بن گئی جو اب بحیرہ مردار کے نام سے مشہور ہے۔ فسادیوں اور بدکاروں کا انجام بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ تعا
مطلق کی حمد و ثنا میں مشغول رہو اور اس کے پسندیدہ بندوں پر درود و سلام بھیجو اور مشرکوں کا انجام دیکھ کر سوچو کہ اللہ تعالیٰ جیسی اچھا
یا وہ چیز جیسے نادان لوگ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

تین قصّے

مکّہ کے مشرکوں کو حضور علیہ السلام کی مخالفت کے انجام سے ڈرانے کے لیے اس سورت میں تین قصّے بیان کیے گئے ہیں۔

اوّل سلیمان علیہ السلام کا قصّہ جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ اپنے رسولوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کرتا ہے بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ عزّ وجلّ کی قوّت پر بھروسہ کر کے صاف کہہ دیا کہ اگر میرا کہنا نہ مانا تو اتنا بڑا لشکر لے کر تمہارے ملک پر چڑھائی کروں گا۔ کہ تم اس کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکو گے اور یقیناً ملک بدر اور ذلیل و خوار ہو گے۔

بلقیس کے دن بھلے تھے جو اس نے انجام پر نظر کر کے اطاعت قبول کی ایسے ہی مکّہ والوں نے مخالفت پر کمر باندھی اور سلیمان اور بلقیس کے قصّہ سے عبرت حاصل نہ کی۔ آخر مسلمانوں کو حکم ہوا کہ اللہ کا نام لے کر ان کی اسلام دشمنی کا مزہ انہیں چکھاؤ بدر کی لڑائی میں فیصلہ ہو گیا اور دشمن ذلیل و خوار ہو کر دنیا ہی سے چل بسے۔

دوسرا قصّہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے کہ بدکرداروں نے ان پر رات کو حملہ کرنے کی تجویز کی اور کہا کہ حضرت صالح کو قتل کر ڈالو اور کوئی خون بہا مانگے تو مکر جاؤ کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔ آخر ہمارے جتھہ کے مقابلے میں انہیں خاموش ہونا پڑے گا۔ ان کی یہ تجویز کارگر نہ ہوئی۔ اللہ عزّ وجلّ نے صالح علیہ السلام کو بچا لیا اور دشمنوں کو تباہ کر ڈالا۔ مکّہ کے بڑے بڑے سرداروں نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت صالح علیہ السلام کے قصّہ سے سبق حاصل نہ کیا۔ بڑے بڑے سرداروں نے ایکا کر لیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مل کر رات کے وقت قتل کر ڈالو۔ آپ کے کنبہ والے ہم سب سے خون بہا نہیں لے سکتے۔ متفقہ قوت میں وہ بے بس ہو جائیں گے۔ آخر یہاں بھی وہی انجام ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حملہ آوروں کی زد سے بچ کر نکل گئے اور ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور حملہ آور ذلیل و خوار ہوتے اور مارے گئے۔

تیسرا قصّہ حضرت لوط علیہ السلام کا سنایا کہ ان کی قوم نے انہیں شہر سے نکالنے کا تہیّہ کر لیا۔ لیکن اللہ عزّ وجلّ نے لوط علیہ السلام کو ہدایت کی۔ کہ تم رات کو خود ہی اس شہر سے چلے جاؤ چنانچہ وہ چلے گئے اور دشمن تباہ و برباد کر دیئے گئے۔

مکّہ والوں نے اس قصّہ سے بھی عبرت حاصل نہ کی۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا اور دشمن کسی بعد میں مغلوب ہوئے۔

ان قصّوں سے مکّہ کے مشرکوں نے تو کوئی سبق نہ سیکھا۔ لیکن مسلمانوں کو تو سبق سیکھنا چاہیئے کہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام سوا تباہی کے کچھ نہیں ہوتا۔

معبود کون ہے؟

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ

بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا

لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

تمہارے لیے آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ

باغ رونق والے نہ تھا تمہارے لیے

أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ

کہ اگاؤ ان کے درخت کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۗ (٦٠)

نہیں بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو راہ سے مڑ گئے ہیں

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ

بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا

لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

تمہارے لیے آسمان سے پانی پھر ہم نے اس سے

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ

رونق والے باغ اگائے تمہارا کام نہ تھا کہ

أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ

تم ان کے درخت اگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۗ (٦٠)

معبود ہے؟ کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں

حَدَآئِقَ: (باغات) حَدِیْقَۃٌ کی جمع ہے جو ح۔د۔ق سے صفت کا صیغہ ہے۔ حدق کے معنی گھیر لینے کے ہیں۔ حدیقہ گھرا ہوا احاطہ اس سے باغ مراد ہوتا ہے۔

بَهْجَةٍ: (رونق) کسی چیز کے دیکھنے سے جو فرحت اور سرور حاصل ہو اسے بَهْجَتٌ کہتے ہیں۔

تُنْۢبِتُوْا: (تم اگاؤ) مضارع کا صیغہ ہے اِنْبَاتٌ سے۔

یَعْدِلُوْنَ: (راہ سے مڑتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے ع۔د۔ل سے۔ عدل کے معنی برابر کرنے کے بھی ہیں اور مڑ جانے کے بھی ہیں۔ ترجمہ میں مڑ جانے کے معنی لیے گئے ہیں۔ برابری کے معنی لیے جائیں تو اس سے مراد شرک ہو گا۔

اللہ عزّ وجل کی قدرت کی نشانیاں بیان کر کے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا کوئی اور ایسا کر سکتا ہے؟ اللہ عزّ وجل نے آسمان بنائے زمین بنائی۔ بادلوں سے مینہ برسا کر طرح طرح کے میوہ دار خوش نما باغ پیدا کیے۔ تم میں کسی کے بس کا بھی نہیں کہ ان کے درخت ہی اگا سکو پھل تو کیا پیدا کرو گے اب اس کو سوچو کہ ان سب کا بنانے والا معبود ہونا چاہیئے یا کوئی اور؟ ارشاد ہے کہ جواب ظاہر ہے۔ لیکن ان کا کیا علاج کہ یہ لوگ سیدھے راستے سے الگ ہٹ گئے ہیں۔

معبود کی نشانیاں

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ
بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور بنائیں
خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ
اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے لیے ٹھہرانے والے
وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ
اور رکھی دو دریاؤں کے درمیان آڑ کیا کوئی معبود ہے
مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۶۰)
اللہ کے ساتھ نہیں بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ
بھلا زمین کو ٹھہرنے کے لائق کس نے بنایا اور اس کے بیچ
خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ
بیچ ندیاں بنائیں اور اس کے ٹھہرانے کو بوجھ رکھے
وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ
اور دو دریاؤں کے بیچ میں آڑ رکھی۔ کیا اللہ کے ساتھ
مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۶۱)
کوئی اور معبود ہے؟ کوئی نہیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر سمجھ نہیں

اَمَّنْ بھلا کس نے۔ اس آیت اور اس سے پہلی آیت اور بعد کی تین آیتوں کے شروع میں اَمَّنْ کا لفظ آیا ہے۔ یہ اصل میں اَمْ اور مَنْ تھے ملا کر لکھا گیا ہے۔ مَنْ حرفِ استفہام ہے اور اَمْ کے معنی یا ہیں کیونکہ ... کے ساتھ ایک اور بات بتاؤ۔ اس مفہوم کو ہم عام طور پر بھلا سے ظاہر کرتے ہیں اور بھلا سے بھی اس کے معنی ادا ہو جاتے ہیں۔

حَاجِزٌ: (روکنے والا) اسم فاعل ہے ح۔ ج۔ ز سے۔ حجز کے معنی روکنے کے ہیں۔ حاجز جو بیچ میں آکر دو چیزوں کو خلط ملط ہونے سے روک دے۔ مطلب یہ ہے کہ کھاری سمندر میں میٹھا دریا گرتا ہے تو اپنا میٹھا پن دور تک قائم رکھتا ہے۔ ارد گرد کا پانی کھاری اور دریا سے سمندر کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔ اس آیت میں معبودِ حقیقی کی ایک اور قدرت کا بیان ہے۔

ارشاد ہے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ زمین کو جانداروں کے ٹھہرنے کے قابل کس نے بنایا، خشکی، تری، گرمی اور سردی کو اس تناسب سے ملایا کہ جاندار زندہ رہ سکیں۔ اور ان کے استعمال کے لیے نباتات کافی مقدار میں پیدا ہوتی رہیں۔ پانی جگہ جگہ پہنچانے کے لیے ندی نالے بنائے اور مٹی کی زمین کو مضبوط کرنے کے لیے اس پر پہاڑ قائم کیے۔ کھاری اور میٹھے دریا مل کر بہنے پر بھی ایک دوسرے سے خلط ملط نہیں ہوتے اور دونوں کے پانی اپنا اپنا مزہ برقرار رکھتے ہیں۔ بتاؤ تو سہی کہ اور کوئی ایسے عجائبات پیدا کر سکتا ہے؟ جب نہیں تو پھر وہ معبود کیسے ہوا۔ پھر بھی اکثر لوگ اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ ان کی سمجھ کا قصور نہیں تو اور کیا ہے بلکہ اکثر تو ٹھیک سمجھ ہی نہیں رکھتے۔

ایک اور نشانی

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ
بھلا کون جواب دیتا ہے بے بس کو جب وہ اسے پکارتا ہے
وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
اور ہٹاتا ہے مصیبت اور کرتا ہے تم کو وارث
الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
زمین کا کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (٦٢)
بہت کم دھیان کرتے ہو تم

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ
بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب وہ اسے پکارے
وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
اور دور کرتا ہے سختی اور تم کو زمین کا وارث
الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
کرتا ہے۔ کیا اب کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (٦٢)
مگر تم بہت کم دھیان کرتے ہو

مُضْطَرٌّ: (مصیبت میں پھنسا ہوا) اسم مفعول ہے اضطرار سے جو ض۔ ر۔ ر سے بنا ہے۔ ضُرٌّ اور ضَرَرٌ دکھ مصیبت اور آفت کو کہتے ہیں۔ اصل میں اضترار ہے۔ ض کے بعد ہونے کی وجہ سے ت کو ط سے بدل دیا۔ اضطرار کے معنی ہیں دکھ اور مصیبت کی وجہ سے بے چین ہونا۔ مضطر: مصیبت میں گھرا ہوا۔

عرب کے مشرک بھی اور مشرکوں کی طرح اللہ کو سب سے بڑا معبود مانتے تھے لیکن پوجا بتوں کی کرتے تھے۔ انہوں نے دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کر کے یہ غلط خیال قائم کر لیا تھا کہ بڑے تو آرام سے بیٹھے رہتے ہیں اور چھوٹے ان کا کام کرتے ہیں۔ بتوں کو وہ وہی درجہ دیتے تھے جو دنیا کے بادشاہوں کے ہاں وزیر، خزانچی وغیرہ کا ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مصیبت آپڑتی جیسے جہاز کا طوفان میں پھنس جانا وغیرہ۔ تو اس وقت اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ ان نادانوں سے پوچھا جا رہا ہے۔ کہ بت تو بہرے، گونگے ہیں۔ نہ کسی کی پکار سنیں اور نہ کچھ جواب دیں۔ تم خود جب کوئی اور چارۂ کار نہیں رہتا۔ تو اللہ ہی کو پکارتے ہو۔ اور وہی بے کس، و بے بس کی پکار سنتا ہے اور چاہتا ہے تو مصیبت دور کر دیتا ہے۔ پھر وہی تمہیں دوسروں کی جگہ زمین پر اقتدار عطا فرماتا ہے۔ کیا کسی اور میں ایسا کرنے کی طاقت ہے؟ جب نہیں ہے تو اوروں کو معبود کیوں بناتے ہو۔ بات یہ ہے کہ تم عقل سے پوری طرح کام نہیں لیتے۔ غور کرو تو صحیح نتیجے پر پہنچو۔ تم غور ہی نہیں کرتے

ایک اور سوال

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
بھلا کون راہ دکھاتا ہے تمہیں اندھیروں میں جنگل اور دریا کے
وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ
اور کون بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی آگے آگے
رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ
اس کی رحمت کے کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ برتر ہے اللہ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾
اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
بھلا کون راہ بتاتا ہے تمہیں جنگل کے اور دریا کے اندھیروں میں
وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ
اور کون چلاتا ہے خوشخبری لانے والی ہوائیں باران
رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ
رحمت سے پہلے کیا اب کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ اللہ بہت
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾
بلند ہے اس سے جسے یہ شریک بتلاتے ہیں

جب تک چاروں طرفوں کا پتہ نہ لگ جائے آدمی کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ کا راستہ ڈھونڈنا ناممکن ہے شمال جنوب مشرق مغرب کا تعین کرکے مقام کا تعین کیا جاتا ہے اور ان کا تعین ستاروں کے اوپر موقوف ہے۔ رات کے وقت اندھیرے کے اندر آدمی جنگل بیابان میں ہو یا جہاز میں، سوا اس کے کہ حیران اور سرگرداں پھرے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ آدمی کے پاس لاکھ جُت یا سمت سے ناواقف لوگ ہوں اسے راستہ نہیں سمجھا سکتے اور نہ خود ہی سیدھے کہیں پہنچ سکتے ہیں۔

ارشاد ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اوپر ستارے بنا کر انہیں چمکایا اور ان کے لیے جگہ اور مقام مقرر کیے اسی نظام کی بدولت تم خشکی اور سمندر میں آسانی سے راستہ ڈھونڈ لیتے ہو، پھر ایک اور انتظام تمہارے لیے یہ کیا کہ زمین پر ضرورت کے وقت بارانِ رحمت کا بندوبست کر دیا۔ غور سے معلوم ہوا کہ یہ انتظام بھی سورج کی حرارت اور اس کے اندر مختلف مقامات میں فرق مقرر کرکے اللہ عزوجل ہی نے کیا۔ حرارت کی بدولت گرم ہوا اوپر چڑھتی ہے اور اس کی جگہ پُر کرنے کے لیے ٹھنڈی ہوائیں اِدھر اُدھر سے چلتی ہیں جو بارش والے بادلوں کو اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ لوگ ان ہواؤں کے چلنے سے خوش ہوتے ہیں کہ اب بارش آئے گی اور خشکی اور گرمی دفع ہوگی۔ کیا یہ انتظام سوا اللہ کے کوئی کرسکتا ہے۔ پھر اس کے سوا کسی اور کو معبود ماننے کے کیا معنی۔ اللہ ہر چیز سے جسے تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو بلند اور برتر ہے۔ اس کے عالی مرتبہ کی جھلک بھی ان بتوں کو نصیب نہیں ہو سکتی جنہیں تم پوجتے ہو؛

ایک اور خصوصیّت

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

بھلا کون بناتا ہے خلق کو پہلے پھر اس کو لوٹا دے گا

وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ کہیے دو تم اپنی پختہ دلیل

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۶۴)

اگر ہو تم سچے

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

بھلا کون بناتا ہے خلق کو سرے سے پھر اس کو دہرائے گا

وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

کیا کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہیے کہ اگر تم سچے ہو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۶۴)

تو اپنی سند لاؤ

يُعِيْدُ: دہرائے گا۔ مضارع کا صیغہ ہے۔ اِعَادَةٌ سے جو ع و د سے بنا ہے۔ عَوْدٌ کے معنی لوٹنا۔ اِعَادَةٌ: لوٹانا۔ پھر پہلی حالت پر لانا۔

اس آیت میں مشرکوں سے پوچھا جا رہا ہے کہ بتاؤ مخلوق کس نے پیدا کی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کا جواب آج تک کسی سے بن آیا۔ کسی نے کوئی معقول اور ماننے کے قابل اس بات کی کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ ساری کائنات کیسے موجود ہوئی۔ کسی نے کہا کہ یہ آپ ہی آپ بن گئی۔ کسی نے بار بار کہا کہ ہمیں اس کے سوچنے کی ضرورت نہیں۔ یہ کافی نہیں کہ ہم مادے سے بوقت ضرورت خود ہی کوئی چیز گھڑ لیتے ہیں اور کام نکل آتا ہے۔

قرآن کریم نے انسان کو بتایا کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے مادہ کو ظاہر کیا۔ پھر اس سے تمام مخلوقات بنائی۔ یہ کہہ دینا کہ یہ آپ ہی آپ بن گئی دھاندلی کے سوا کچھ نہیں۔

ایک سیدھے سادے بدوی عرب کا مقولہ مشہور ہے کہ جب مینگنیاں دیکھ کر اونٹ کو ماننا پڑتا ہے تو زمین و آسمان کو دیکھ کر اس کا بنانے والا خواہ مخواہ ماننا پڑے گا۔ پھر یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے پہلے بنایا بگڑنے کے بعد دوبارہ بھی وہی بنائے گا۔ پھر اسے بھی سوچنا چاہیے کہ مخلوقات کو اللہ نے صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ آسمان اور زمین سے اس کی پرورش اور قیام کا سامان بھی مہیا کر دیا۔ چنانچہ جیسے خالق ہے ایسے ہی رب اور رازق بھی ہے۔ یہ نہیں مانتے تو کوئی اس بات کی پختہ دلیل اور سند پیش کرو۔ کہ یہ کسی اور کا کام ہے اگر سچے بننا چاہتے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا۔ ورنہ سوا غفلت اور ضد کے کچھ نہیں ؛؛

توحید کی اور دلیل

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
کہہ دے نہیں جانتا جو کوئی آسمانوں میں اور زمین میں ہے
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ
غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتے وہ کب
یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُهُمْ
زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے بلکہ دوڑ کر تھک گیا ان کا علم
فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫
آخرت کے بارے میں بلکہ وہ شک میں ہیں اس کی طرف سے
بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع
بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
ترجمہ آسمان اور زمین میں جو کوئی ہے چھپی ہوئی
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ
چیز کی خبر نہیں رکھتا مگر اللہ۔ اور ان کو خبر نہیں کہ کب
یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُهُمْ
دوبارہ جی اٹھیں گے بلکہ ان کا علم آخرت کے بارے
فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫
میں تھک کر رہ گیا بلکہ ان کو اس میں شک ہے
بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع ۸
بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں

اِدّٰرَکَ: پیچھے دوڑا۔ اصل میں تَدَارَکَ ہے جو ماضی کا صیغہ ہے تَدَارُکٌ سے۔ اس کا مادہ دَرْکٌ ہے۔ دَرْکٌ کے معنی پالینا، جاملنا۔ اسی سے اِدْرَاک بنا ہے کسی چیز کو پاجانا۔ تدارک کے معنی ہیں کسی چیز کو پکڑنے کے لیے لگاتار دوڑنا۔ بھاگ کر پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کرنا۔ یہاں مراد ہے کہ آخرت کا مفہوم سمجھنے کے لیے ان کا علم لگاتار دوڑتا ہی رہا مگر اسے حاصل نہ کر سکا۔ نتیجہ کچھ نہ ہوا سوائے اس کے تھک کر گر پڑے۔

عَمُوْنَ: عمیٰ کی جمع ہے۔ دل کا اندھا۔ پہلے گذر چکا ہے۔

:: پچھلی پانچ آیتوں میں وہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو معبود حقیقی میں ہونی چاہئیں پھر پوچھا گیا ہے کہ کیا اللہ کے سوا کسی میں یہ خصوصیات موجود ہیں ظاہر ہے کہ نہیں ہیں پھر اس کے سوا کسی اور کو معبود بنانا گمراہی، نادانی اور سوچنے کی کمی کا نتیجہ نہیں تو کیا ہے اللہ ان جھوٹے معبودوں سے بلند و برتر ہے۔ مشرکوں کے پاس اس کی کوئی پختہ سند اور دلیل نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔ اس آیت میں اللہ عزوجل کی ایک اور صفت کا ذکر ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہے ارشاد ہے کہ قوت اور قدرت کے ساتھ ہی وہ تمام آسمانوں اور زمین اور تمام عالم کی چھپی ہوئی چیزوں سے واقف ہے۔ ایسا ہر چیز کو گھیرے ہوئے علم مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہیں جس کو صاف الفاظ میں یوں کہا گیا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا نہ آسمان میں رہنے والوں میں سے کسی کو ہے اور نہ زمین کے باشندوں میں سے کسی کو۔ ایسے ہی یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی اور وہ کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ آگے ارشاد ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تھک کر رہ گیا ہے بعض شک میں گرفتار ہیں بعض دل کے اندھے انکار ہی کر بیٹھے ہیں ::

آخرت

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کیا جب ہم ہوجائیں گے مٹی

وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ

اور ہمارے باپ دادا کیا ہم پھر نکال لیے جائیں گے البتہ تحقیق

وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

وعدہ کیا گیا یہ ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے سے

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

نہیں یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

اور وہ لوگ جو منکر ہیں بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا

وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ

مٹی ہوجائیں گے کیا ہم زمین سے نکالے جائیں گے یہ تو پہلے

وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

سے ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے وعدہ ہوتا چلا آرہا ہے کہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

کچھ نہیں یہ تو پہلے لوگوں کی باتوں کی نقلیں ہیں

اس سے پہلے ذکر ہُوا کہ مخلوق میں سے کسی کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آئے گی اس کی خبر فقط اللہ عزوجل کو ہے کیونکہ اس کے سوا غیب کا علم کسی کو نہیں۔ آخرت کے بارے میں بہت سے کبھی تو شک میں گرفتار ہوجاتے ہیں اور کبھی بالکل انکار ہی کر بیٹھتے ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے وہ آخرت کی حقیقت سے ٹھیک طور پر واقف نہیں ہو سکتے وہ کہتے ہیں کہ مرنے میں تو شک نہیں۔ لیکن یہ کیسے مان لیں کہ جب مرنے کے بعد خاک میں مل گئے اور مٹی ہوگئے۔ تو ہم اور ہمارے ماں باپ جن کو مٹی میں ملے ہوئے مدت گذری۔ دوبارہ پھر مٹی میں سے نکال کر زندہ کر دیئے جائیں گے۔ یہ تو صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ عمر بھر سے ہم انہیں سنتے چلے آئے ہیں۔ اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی اسی طرح سنتے چلے گئے۔ ہزارہا صدی بیت گئی۔ ہم نے تو کسی انسان کو مٹی میں سے پیدا ہوتے نہ سنا نہ دیکھا۔ یہ بات یونہی کبھی کسی کے منہ سے نکل گئی ہوگی۔ کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ ہوگا۔ اس کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ اور اسے جزا سزا ملے گی۔ بعد میں اس کی بابت چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ لوگوں نے بات کا تبنگڑ بنا لیا۔ کہانیاں گھڑلی گئیں۔ اور پہلوں سے نقل کرتے ہوئے پچھلے بھی انہی کہانیوں کو سنتے ہی چلے گئے۔ یہی کہانیاں (معاذ اللہ) اس قرآن میں رکھ دی گئیں۔ اور حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس لیے اس جھگڑے میں خواہ مخواہ کون پھنسے ::

گناہوں کی سزا

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
تو کہہ چلو پھرو زمین میں پھر دیکھو کیسا
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ
ہوا انجام مجرموں کا اور مت غم کر
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
ان پر اور مت ہو تنگی میں اس سے جو یہ تدبیریں کرتے ہیں
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
اور کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾
ہو تم سچے

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
تو کہہ دے ملک میں پھرو تو دیکھو کہ گناہ گاروں
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ
کا انجام کیسا ہوا ان پر غم نہ کرو
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
اور نہ تنگ دل ہو ان کے فریب بنانے میں
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾
اگر تم سچے ہو

اس سے پہلے یہ بیان تھا کہ غیب کا علم اللہ عزوجلّ کی خصوصیت ہے اس لیے معبود ہونے کا مستحق وہی ہے اسی نے اپنے فضل سے غیب کی وہ باتیں جن پر یقین کرنا انسان کی بہتری کے لیے ضروری تھا اپنے رسولوں کو بتائیں اور اللہ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ ان باتوں پر یقین کریں ورنہ تباہ ہو جائیں گے یعنی یقین کرلیں کہ اللہ عزوجل برحق ہے اس کے رسولوں کا دنیا میں آنا برحق ہے ان میں سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے۔ آخرت برحق ہے انسان مرنے کے بعد پھر جی اٹھے گا اس کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور اچھے لوگ جنّت میں اور برے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ یہ وہ غیب کی باتیں ہیں جنہیں انسان کو ماننا چاہیئے ورنہ وہ تباہ ہو جائے گا جو لوگ ان میں شک کرتے ہیں ان سے کہہ دو کہ دنیا میں چل پھر کر دیکھو گے تو تم پر ان کا سچا ہونا ظاہر ہو جائے گا اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ یہ لوگ ملک میں چل پھر کر دیکھیں کہ دنیا میں اللہ کی بات نہ ماننے والوں کا کیا حال ہوا وہ دنیا میں ویسے ہی تباہ ہوئے جیسے رسولوں نے انہیں ڈرایا تھا۔ اور آخرت کے عذاب کا وعدہ بھی اسی طرح پورا ہو کر رہے گا جس طرح دنیا کے عذاب کا وعدہ پورا ہوا۔ دنیا میں اگر کوئی بچ بھی گیا تو کیا آخرت میں بھی بچ جائے گا؟ پھر اگر یہ نہ مانیں تو تم رنجیدہ مت ہو اور نہ ان کی شرارتوں سے دل تنگ ہو آپ سمجھانے کا حق ادا کر چکے اب یہ جانیں اور ان کا کام۔ یہ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی اور بروں کو سزا کب ملے گی اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ اس کا جواب اگلی آیت میں ہے:۔

جلدی مت کرو

قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ
تو کہہ کیا بعید ہے　کہ　ہو　قریب　تم سے
بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (۷۲) وَاِنَّ رَبَّكَ
بعض　جس کی　تم جلدی مچا رہے ہو　اور تحقیق　تیرا رب
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
بڑا فضل والا ہے　لوگوں پر　لیکن　اکثر ان کے
لَا يَشْكُرُوْنَ (۷۳) وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا
شکر نہیں کرتے　اور تحقیق　تیرا رب　جانتا ہے　جو
تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (۷۴)
چھپائے ہوئے ہیں ان کے سینے　اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں

قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ
تو کہہ کیا بعید ہے کہ جس کی تم جلدی کر رہے ہو اس
بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (۷۲) وَاِنَّ رَبَّكَ
میں سے کچھ تمہارے قریب ہی پہنچ چکا ہو　اور تیرا رب تو
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لوگوں پر فضل کرتا ہے پر ان میں سے بہت
لَا يَشْكُرُوْنَ (۷۳) وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا
سے شکر نہیں کرتے　اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں
تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (۷۴)
میں چھپ رہا ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں

رَدِفَ: پیچھے سے آلگا ہو، ماضی کا صیغہ ہے ر د ف سے۔ ردف کے معنی سوار کے پیچھے بیٹھنا۔ ایسے شخص کو ردیف اور ردف کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد قریب آلگنا ہے۔ لَكُمْ میں لام زائد ہے۔

تُكِنُّ: چھپائے رکھنا، مضارع کا صیغہ ہے اِكْنَانٌ سے جو ک۔ن۔ن سے بنا ہے۔ پردہ یا پردہ کی جگہ۔ اِكْنَانٌ: پردہ میں چھپا دینا۔

پہلے ارشاد ہوا کہ اعمال کی جزا سزا کے لیے آخرت مقرر کی گئی ہے کسی کو معلوم نہیں کہ کب آئے گی مگر آئے گی ضرور لوگ اس کا یقین نہیں کرتے لیکن بدکرداروں کے آثار دنیا میں دیکھ کر انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جن کو یہاں سزا نہیں ملی انہیں ایک اور دن مل کر رہے گی۔ مر کر بھی سزا سے پیچھا نہ چھوٹے گا۔ اس دن کا نام آخرت ہے۔ مکہ کے کافر جو بے صبری کر رہے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ آخرت کب آئے گی۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ اس کا وقت معین تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ دیر یا سویر آئے گی ضرور۔ اور کیا بعید ہے کہ تمہاری بدکرداریوں کی سزا کا کچھ حصہ عنقریب تمہیں دنیا ہی میں ملنے والا ہو (یہ پیش گوئی بدر کی لڑائی میں پوری ہوئی) یہ نہیں سمجھنے کہ عذاب میں دیر لگنا اللہ کا فضل ہے لیکن یہ اس فضل کا شکر کرنا تو درکنار الٹا منہ سے جلدی عذاب مانگ رہے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ ان کے سینوں میں چھپی ہوئی شرارتیں اور علانیہ گناہ سب اللہ عز و جل کو معلوم ہیں۔

ہر چیز لکھی ہوئی ہے

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا
اور نہیں کوئی غائب چیز آسمان میں اور زمین میں مگر
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
ایک واضح کتاب میں ہے تحقیق یہ قرآن
يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ
بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے بہت سی چیزیں
هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ اِنَّهٗ
کہ وہ جن میں جھگڑتے ہیں اور تحقیق وہ
لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾
البتہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

اور کوئی چیز نہیں جو آسمان اور زمین میں غائب ہو مگر وہ ہے لکھی کتاب میں۔ یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی چیزیں جن میں وہ جھگڑ رہے ہیں سناتا ہے اور بے شک وہ ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

كِتَابٌ مُّبِيْنٌ: (واضح کتاب) یہ لفظ لوح محفوظ کے لیے اکثر آیا ہے یعنی وہ دفتر جس میں ہر چیز جو ہوگی یا ہوتی ہے لکھی جاتی ہے

پیچھے ارشاد ہوا کہ ان کے اعمال کی سزا انہیں مل کر رہے گی اور عجب نہیں کہ کچھ سزا عنقریب دنیا ہی میں مل جائے اللہ تعالیٰ کو ان کے ظاہری احوال بلکہ ان کے دلوں میں چھپے ہوئے بھید اور شرارتیں ذرہ ذرہ معلوم ہیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ یہ ان کے اعمال تو کیا ہیں اس عالم کی ہر چھوٹی بڑی چھپی کھلی آسمان میں ہو یا زمین میں ہر ایک بات جو ہو گئی یا ہو گی۔ ایک ایک کر کے ایک واضح کتاب میں جوں کی توں لکھی ہوئی موجود ہے جو دی پر دیا چپ رہو جس جس چیز کا وقت آجائے گا ظاہر ہوتی چلی جائے گی اور جو کچھ تم کرتے جاؤ گے وہ بھی اس میں جوں کا توں لکھ دیا جائے گا اور تمہارے ہر عمل کا نتیجہ جیسا ہوگا سامنے آجائے گا۔ اس قرآن میں ان تمام باتوں کی خبر دے دی گئی ہے۔ جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے۔

اس سے پہلے بنی اسرائیل کو بھی تورات کے ذریعہ اس وقت کے مطابق حالات اور واقعات سے مطلع کر دیا تھا۔ لیکن وہ تورات کی اکثر باتوں کو بھلا کر ان کی بابت اپنی اپنی رائے قائم کر بیٹھے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان باتوں کو بھی قرآن مجید میں دوبارہ صاف کر کے بیان کر دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے جھگڑے ختم کریں اور قرآن حکیم کی بتائی ہوئی راہ اختیار کریں۔ خیر وہ کریں یا نہ کریں۔ بہر حال قرآن پر ایمان لانے والوں کے لیے تو قرآن ہدایت اور رحمت کا سرچشمہ ہے جس کے فیض سے وہ ہمیشہ مالا مال ہوتے رہیں گے۔

سمجھدار ہی سمجھیں گے

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ
تحقیق تیرا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان اپنے حکم سے اور وہ
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ
زبردست جاننے والا ہے پس بھروسہ کر اللہ پر
إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ
یقیناً تو صریح حق پر ہے تحقیق تو نہیں سنا سکتا
الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا
مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکار جب
وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي
وہ مڑ جائیں پیٹھ پھیر کر اور نہیں تو سمجھانے والا
الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن
اندھوں کو گمراہی کے بعد نہیں سناتا تو مگر اسے جو
يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾
یقین کرے ہماری باتوں کا پس وہی حکم بردار ہیں

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ
تیرا رب اپنی طاقت سے ان میں فیصلہ کرے گا اور وہی ہے
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ
زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو اللہ پر بھروسہ کر
إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ
بے شک تو صحیح کھلے راستہ پر ہے البتہ تو مُردوں کو
الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا
نہیں سُنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سُنا سکتا ہے جب
وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي
وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ جائیں اور نہ تو اندھوں کو جب وہ راہ
الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن
سے بھٹک جائیں راہ دکھا سکے تُو تو اس کو سناتا ہے جو ہماری
يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾
باتوں پر یقین رکھتا ہو سو وہ حکم بردار ہیں

پہلے فرمایا کہ قرآن حکیم میں انسان کو برائی بھلائی سے آگاہ کر دیا گیا ہے اس میں ارشاد ہے کہ اس کے بعد ان میں فیصلہ اللہ عزوجل اپنے حکم سے کرے گا۔ اس میں قوت بھی پوری ہے اور اس کا علم بھی بھرپور ہے سو تو اپنا کام کر اور اللہ عزوجل پر بھروسا کر ان کی کائیں کائیں سے مت ڈر یقین جان کہ تو بالکل ٹھیک ہے اور واضح طریقہ پر کاربند ہے اور اس کے بعد تجھے کاہے کا غم ہے۔ یہ لوگ جو تیری نہیں سنتے۔ مردہ دل اندھے اور بہرے ہیں اور وہ اس حالت سے نکلنا بھی نہیں چاہتے تیرے بس کا نہیں کہ مُردوں کو سنا دے یا بہروں کو پکارے خاص کر جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہوں۔ جو دل کے اندھے راہ سے بھٹک چکے ہیں آپ انہیں راہ پر نہیں لاسکتے۔ آپ کی باتوں سے تو وہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو ہماری باتوں کو مانتے ہیں۔ یہ ماننے والے ہی اطاعت گذار فرمانبردار اور حکم کے بندے ہیں۔

قیامت کی علامت

اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا

رجب آپڑے گی بات ان پر ہم نکالیں گے

ہُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

کے لیے ایک جانور زمین سے باتیں کرے گا ان سے

ـنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

یوں کہ لوگ تھے ہماری نشانیوں کا

ـلَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

یقین نہ کرتے

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا

اور جب ان پر بات پڑ چکے گی ہم نکالیں گے

لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

ان کے لیے ایک جانور زمین سے باتیں کرے گا ان سے

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا

لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۱۴ / ۲

یقین نہیں کرتے

دَآبَّۃٌ: (چلنے والا) یہ د ب ب سے اسم فاعل ہے۔ جو زمین پر چل سکے وہ دابہ ہے۔

پہلے ذکر ہوا کہ یہ لوگ پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔ ان سے کہا گیا کہ قیامت آکر رہے گی۔ اس کا ٹھیک وقت اللہ کو معلوم ہے جب تک نہیں آتی غنیمت ہے جب آگئی تو پھر ایمان لانا کسی کام نہ آئے گا۔ تمہاری بھلائی کے لیے یہی جاننا کافی ہے کہ اس کا آنا ضرور ہے تاکہ تم فوراً عذاب الٰہی سے بچنے کی کوشش شروع کردو۔ اس آیت میں قیامت کی ایک علامت بتائی گئی ہے جب یہ ظاہر ہوگئی تو پھر ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔

ارشاد ہے کہ جب قیامت سر پہ آہی جائے گی۔ تو ہم ایک جانور زمین سے نکالیں گے اور وہ ان سے باتیں کرے گا۔ اور بتائے گا کہ قیامت قریب ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ دابہ اس لیے نکالا جائے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں کا جو دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں یقین نہ کرتے تھے۔

جب جانور تک کہہ دے گا کہ جو رسولوں نے کہا تھا بالکل سچ تھا پھر تو مومنوں اور کافروں میں علانیہ فرق ہوجائے گا۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہوجائیں گے اور وہ جانور خود صاف صاف بتادے گا کہ یہ شخص مومن ہے، یہ کافر ہے۔

اس کے بعد اس دنیا کی بساط الٹ دی جائے گی اور یہ فنا ہوجائے گی۔ غرض قیامت سے پہلے ایسی غیر معمولی باتیں ہوں گی جن سے کسی کو رسول کی بتائی ہوئی باتوں میں شبہ نہ رہے گا۔

منکروں کا حال

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ
اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ہر گروہ ان میں سے جو
يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ (۸۳) حَتَّىٰ إِذَا
جھٹلاتے ہماری نشانیوں کو پھر ان کی جماعت بندی کی جائے گی یہاں تک کہ جب
جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا
آ جائیں گے کیا جھٹلایا تم نے میری نشانیوں کو اور نہیں گھیرا تھا
بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۸۴)
انہیں اپنے علم سے یا کیا تھے تم کرتے

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ
اور جس دن جمع کریں گے ہم ہر فرقے کی ایک جماعت جو
يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ (۸۳) حَتَّىٰ إِذَا
جھٹلاتی تھی ہماری نشانیاں پھر ان کی حد بندی کی جائے گی یہاں تک کہ جب
جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا
جب سب آ جائیں گے فرمائے گا کیوں تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ ان کو
بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۸۴)
سمجھ ہی نہ سکے تھے یا بولو کیا تم کرتے تھے

یوزعون: (الگ الگ جماعتوں میں تقسیم کیے جائیں گے) مضارع مجہول ہے وزع سے۔ اس لفظ کی تشریح اسی سورت میں پہلے گذری۔ مراد یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی حد کے اندر روک دیا جائے گا۔

امّاذا: (یا کیا) اصل میں ام (یا) اور ماذا (کیا) ہے۔ قرآنی رسم خط میں ملا کر لکھ دیا گیا۔

ارشاد ہے کہ قیامت کے دن فنا ہو جانے کے بعد پھر سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور ہم ہر فرقے کے جو ہماری آیتوں اور نشانیوں کو جھوٹا کہتا تھا الگ الگ گروہ بنا دیں گے پھر ان کو جماعت وار اپنی اپنی حد میں کھڑا کر دیا جائے گا پھر اللہ عزوجل ان سے پوچھے گا کیوں جی تم نے ہماری آیتوں، رسولوں اور نشانیوں کو سمجھنے کی کوشش کیے بغیر ہی منہ اٹھا کر انہیں جھوٹا کہہ دیا۔ اتنی تکلیف بھی گوارا نہ کی کہ ان میں غور و تفکر کرتے اور سوچتے کہ آخر یہ سارا اہتمام کیوں کیا گیا ہے۔ رسول مشقتیں اٹھا کر اذیتیں جھیل کر اور دنیا کے مزوں پر لات مار کر یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ اللہ کو اپنا مالک اور رب مانو۔ قرآن کی آیتیں سنو۔ دنیا کے حالات پر غور کرو۔ ایک دن یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ جیسے اب جس آدمی کی اجل آ جاتی ہے چل بستا ہے ایسے ہی ایک دن سارے چل بسیں گے۔ پھر ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور ان کے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی۔ کیا تمہارا کام یہی رہ گیا تھا کہ رسولوں کی اور ہماری باتوں کی جو وہ تمہیں بتلایا کرتے تھے مخالفت کرو اور انہیں جھوٹا کہو۔ اگر نہیں تو پھر بتاؤ تم نے اپنی عمر عزیز کن باتوں میں صرف کی۔ اور جو بات کرنی چاہیے تھی کیوں نہ کی۔

آخر سزا ملی

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ
اور آپڑا حکم ان پر اس لیے کہ انہوں نے ظلم کیا پس وہ
لَا يَنْطِقُوْنَ (٨٥) اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا
بول نہ سکیں گے کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم نے بنایا
الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ
رات کو تاکہ آرام کریں اس میں اور دن کو دیکھنے کے لیے تحقیق اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٨٦)
البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ
اور ان پر فیصلہ جاری ہوگیا اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب
لَا يَنْطِقُوْنَ (٨٥) اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا
وہ کچھ بول نہیں سکتے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے
الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ
رات بنائی تاکہ اس میں آرام کریں اور دن دیکھنے کو بنایا البتہ اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٨٦)
ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو یقین کرتے ہیں

پہلے ارشاد ہوا کہ قیامت آکر رہے گی۔ اس میں شک و شبہ کرکے کیا کرو گے اس کے آنے میں جتنی دیر لگ رہی ہے اسے غنیمت جانو۔ جلدی مت کرو بس اتنا سمجھ لو۔ کہ جب وہ دن آئے گا تو نافرمانوں کے گروہ جماعت بندی کرکے ہمارے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور ہم ان سے سوال کریں گے کہ تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی گئیں تم نے انہیں اِس کان سنا، اُس کان اڑا دیا۔ تمہیں چاہیئے تھا کہ انہیں غور سے سنتے اور سوچتے کہ ان میں کیا کہا جا رہا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ بتاؤ تم اور کن کاموں میں پھنسے ہوئے تھے۔ جو ہمارے ارشادات پر غور کرنے کا وقت ہی نہ نکال سکے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اس کا جواب وہ کیا دے سکتے۔ حیرت سے تکتے رہ جائیں گے انہیں کچھ بھی یاد نہ آئے گا۔ کہ ہم نے ظلم اور زیادتی کرکے روپیہ کمایا۔ غریبوں کا حق مارا۔ دل بہلانے کو شعر کہے۔ ڈرامے لکھے۔ ہنسنے ہنسانے والے قصے کہے حکومت کی خوب مزے اڑائے۔ ہمارے پاس وقت کہاں تھا جو ہم بیٹھ کر قرآن سنتے اور اس کے معانی پر غور کرتے۔ غرض ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر عذاب آپڑے گا اور ان سے کچھ بولتے نہ بن پڑے گی۔

آگے ارشاد ہے کہ اگر وہ اسی پر غور کر لیتے۔ کہ ہم نے ان کی خاطر رات آرام کے لیے اور دن دیکھ بھال کر کام کرنے کے لیے بنایا تو وہ جان مان لیتے۔ انہوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن ہمیں نہ پہچانا۔ ایمان والے سمجھتے ہیں کہ اسی میں اللہ کی قدرت کی پوری نشانیاں موجود ہیں۔

قیامت کا حال

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ
اور جس دن پھونکا جائے گا صور میں پس گھبرا جائے گا جو
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ
آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جسے چاہے
اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (۸۷) وَتَرَى
اللہ اور سب آئیں گے اس کے آگے عاجزی سے اور تو دیکھتا ہے
الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ
پہاڑوں کو خیال کرتا ہے انہیں جما ہوا اور وہ چلیں گے
مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ
بادلوں کا سا چلنا کاریگری اللہ کی ہے جس نے خوبی سے بنایا
كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (۸۸)
ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے۔ اس سے جو تم کرتے ہو۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ
اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمان اور
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ
زمین میں ہے گھبرا جائے گا مگر وہ جسے
اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (۸۷) وَتَرَى
اللہ چاہے اور سب عاجزی سے اس کے آگے چلے آئیں گے اور تو
الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ
پہاڑوں کو دیکھ کر جما ہوا سمجھتا ہے اور وہ اڑیں گے
مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ
بادل کی طرح اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو
كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (۸۸)
درست کیا اسے خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو

دَاخِرِيْنَ: (عاجزی کرنے والے) داخر کی جمع ہے جو دخر سے اسم فاعل ہے۔ دخر کے معنی عاجزی سے سرنگوں ہونے کے ہیں اس کے لیے دوسرا لفظ صغار ہے۔ داخر کے معنی وہی ہیں جو صاغر کے ہیں یعنی عاجز، سرنگوں، ذلیل۔ اَتْقَنَ: (مضبوط بنایا) ماضی کا صیغہ ہے اتقان سے جو ت ق ن سے بنا ہے۔ تقن: استحکام مضبوطی۔ اتقان: ہر چیز اور جوڑ کو ٹھیک ٹھیک بٹھانا۔

ارشاد ہے کہ قیامت کی بابت کیا پوچھتے ہو۔ اس دن اسرافیل صور پھونکیں گے سب لوگ گھبرا جائیں گے۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا گھبراہٹ سے بچا لے گا۔ سب عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر اللہ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔ پہاڑ جو اس وقت تمہیں مضبوطی سے ایک جگہ جمے ہوئے نظر آ رہے ہیں اس دن بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بڑی کاریگری سے بنایا ہے یہ اسی کی حکمت ہے کہ آج پہاڑ جمے ہوئے ہیں جو قیامت کو اڑتے پھریں گے۔ غرض ہر چیز کو توڑ پھوڑ کر پھر نئے سرے سے بنایا جائے گا۔ زمین بدل جائے گی اور اس پر لوگوں کو صف بندی کر کے حساب کے لیے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ کو جو تم کرتے ہو ذرہ ذرہ معلوم ہے۔

جزا کی نوعیت

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ

جو آیا بھلائی لے کر پس اس کے لیے ہے بہتر اس سے اور وہ

مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۸۹ وَمَنْ جَآءَ

گھبراہٹ سے اس دن محفوظ ہیں اور جو آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ۭ هَلْ

برائی لے کر تو اوندھے کر دیے جائیں گے ان کے منہ آگ میں کیا

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَآ

بدلہ دیے جاؤ گے مگر جو تھے تم کرتے ہی

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ

حکم دیا گیا ہے مجھے کہ بندگی کروں میں رب کی اس شہر کے

الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ

جس نے حرمت دی اسے اور اسی کی ہے ہر چیز اور حکم ملا ہے مجھے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۱

کہ ہوں میں فرمانبرداروں میں سے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ

جو کوئی بھلائی لے کر آیا تو اس کو اس سے بہتر ملے گی اور ان کو

مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۸۹ وَمَنْ جَآءَ

اس دن کی گھبراہٹ سے امن ہے اور جو کوئی آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ۭ هَلْ

برائی لے کر تو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ وہی

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَآ

بدلہ پاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے مجھے ہی

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ

حکم ہے کہ اس شہر کے مالک کی بندگی کروں

الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ

جس نے اسے حرمت دی اور ہر چیز اسی کی ہے اور مجھے حکم

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۱

ہے کہ حکم برداروں میں رہوں

جب یہ ضروری ٹھہرا کہ قیامت قائم ہو اور لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے تو اس آیت میں اس بدلہ کی نوعیت کو بیان بھی کر دیا گیا۔ ارشاد ہے کہ جو نیک کام کر کے آئے گا اُسے اُس کا بدلہ اس سے بھی بہتر ملے گا جو اس کے حق سے زیادہ ہوگا اور نیک لوگ اس دن گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے اور جو برائی کر کے آئے گا اسے اوندھے منہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو وہی ملے گا جس کے وہ مستحق تھے جیسا کرنا ویسا بھرنا ظلم زیادتی کچھ نہ ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دو۔ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ اس شہر مکّہ کے مالک اور رب کی بندگی کروں جس نے اس شہر کو عزت اور حرمت عطا کی۔ نیز حکم ہوا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمانبرداروں میں شامل رہوں اور جو وہ حکم کرے اس کے بجالانے کے لیے تیار رہوں۔

آدمی ذمّہ دار ہے

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

اور یہ کہ پڑھ دوں قرآن پس جو راہ پر آئے گا۔ سو بات یہی ہے

يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ

کہ وہ راہ پر آئے گا خود اپنے بھلے کو اور جو بھٹکا تو کہہ دے

اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۹۲) وَقُلِ

بات یہ ہے کہ میں تو ڈرانے والوں میں سے ہوں اور کہہ دے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ

تعریف اللہ کے لیے ہے عنقریب دکھائیگا وہ تمہیں اپنی نشانیاں پس تم انہیں پہچان لوگے

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۹۳)

اور نہیں تیرا رب بے خبر اس سے جو تم کرتے ہو

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

یہ کہ قرآن سنا دوں پھر جو راہ پر آیا۔ تو اپنے

يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ

ہی بھلے کو راہ پر آئے گا اور جو بھٹکا رہا تو فرما دیجیے

اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۹۲) وَقُلِ

میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور فرما دیجیے کہ سب

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ

تعریف اللہ کے لیے ہے وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیگا تو تمہیں

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۹۳) ع ۷

پہچان لوگے اور تیرا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو

ارشاد ہے کہہ دے مجھے یہ تو حکم ہوا ہی ہے کہ شہر مکّہ کے حقیقی مالک اور رب کی بندگی کروں۔ اور اس کا حکم بجالانے کے لیے ہر وقت تیار رہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوا۔ کہ یہ قرآن کریم دوسروں کو پڑھ کر سنا دوں۔ اور تمام لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا سیدھا اور صحیح راستہ بتا دوں۔ اس کے بعد ہر ایک کو اختیار ہے سنے یا نہ سنے، مانے یا نہ مانے۔ اگر کسی نے میرا بتایا ہوا راستہ اختیار کر لیا تو اس میں خود اُسی کا بھلا ہے۔ اور جس نے کج روی اختیار کی تو وہ جانے۔ میں انہی لوگوں میں سے ہوں جو انسان کو بُرے کاموں کے بُرے انجام سے ڈرانے آئے ہیں۔

اس کے بعد کہہ دے کہ مستحق حمد و ثنا صرف اللہ ہی کی ذات ہے جس نے مجھے ہدایت کی اور دوسروں کا ہادی بنایا۔ اس وقت تم میں سے اکثر نہیں سمجھ رہے ہیں۔ لیکن آگے چل کر اللہ تمہیں اپنی صاف صاف نشانیاں دکھائے گا۔ اور تم انہیں دیکھ کر سمجھ جاؤ گے۔ کہ جو میں نے کہا تھا سچ تھا۔ لیکن اس وقت کا سمجھنا کام آئے یا نہ آئے۔ یہ دوسری بات ہے۔ تیرا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم سب کر رہے ہو۔

سورت النمل ختم ہوئی

سورت النمل پر ایک نظر

اس سورت میں تین باتوں کو واضح کیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ دُنیا میں انسان کی ہدایت کے لیے اس کے پیدا کرنے والے نے رسالت کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اس کے رسول اس کا پیغام انسان کے پاس لے کر وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں اور اس کی بہبودی کی باتیں اسے سمجھاتے رہے ہیں۔ انسان دنیا کے مشغلوں میں پھنس کر اصلی باتوں کو بھول جاتا ہے اور اس کی خواہشیں اسے کشاں کشاں اِدھر سے اُدھر گھسیٹتی پھرتی ہیں، اسے رسول سمجھاتے ہیں۔ کہ خواہشوں کو لگام دے اور دُنیا میں اس طرح رہے جس طرح اس کے پیدا کرنے والے کی مرضی ہے۔ رسولوں کے سلسلہ کی آخری کڑی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر قرآن حکیم نازل ہوا اور انسان کی ہدایت کا ہمیشہ کے لیے سامان ہو گیا۔

اس سورت میں رسالت کا طریقہ واضح کرنے کے لیے چند رسولوں اور ان کی اُمتوں کا حال بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے رسول کا کہنا نہ مانا۔ انجام کار تباہ ہوئے۔ دوسری بات آخرت پر ایمان لانا ہے۔ جس کے بغیر انسان اپنا چال چلن دنیا میں جیسے چاہیئے درست نہیں رکھ سکتا۔ وہ دُنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور یہیں کی باتوں میں دلچسپی لیتا ہے۔ اس سے باہمی رقابت پیدا ہوتی ہے۔ اور دُنیا میں امن و امان کا قیام مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سورت میں اسے واضح کیا گیا ہے

تیسری بات اثبات توحید ہے۔ یعنی اس دنیا کا پیدا کرنے والا اور جب تک اسے منظور ہے۔ اُس کا پالنے والا اور قائم رکھنے والا ایک اللہ ہے۔ انسان کو اس نے عقل سے مالا مال کیا اور اپنی قدرت کی نشانیاں اس کے سامنے پھیلا دیں۔ اب عقل کا کام یہ ہے کہ اللہ کو پہچانے اور انسان کو اس کے سامنے عاجزی کے ساتھ جُھکنا سکھائے اور بتلائے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت تباہی کا پیش خیمہ ہے انسان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

اللہ عزّوجلّ کو مان لینے اور اس کی قدرت کا ٹھیک اندازہ کر لینے کے بعد پہلی دو باتوں کا ماننا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی بیرونی اور اندرونی قوتوں کے مطابق اس کی ہدایت کا مکمل سامان کیا۔

گمراہی سے بچانے کے لیے اپنے رسول اس کے پاس بھیجے۔ آخر میں سب کی تعلیم کا خلاصہ قرآن حکیم میں رکھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر انہیں عطا کیا۔

آخرت میں اس کے مطابق انسان کے اعمال کی جانچ کی جائے گی اور ان کا مناسب بدلہ دیا جائے گا۔

خلاصہ سُورۃ القصص

ترتیب قرآنی کے لحاظ سے یہ اٹھائیسویں سورت ہے مکّہ میں ہجرت کے متصل نازل ہوئی۔ ایک آیت اس سورت کی دورانِ سفر ہجرت میں اور چار آیتیں مدینہ میں اتریں۔ اس کا نام سورۃ القصص اس لیے ہے کہ اس میں حضرت موسٰی علیہ السلام کا قصّہ بیان کیا گیا ہے۔ مکّہ کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے زیادہ تنگ کر رکھا تھا مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اور کفار ان کو بعض وقت اس قدر تکلیف پہنچاتے تھے کہ ان کا برداشت کرنا مشکل تھا۔ یہ قرآن ہی کا معجزانہ اثر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی سخت سے سخت مصیبت کے سامنے سینہ سپر رہتے تھے اور ہمّت میں ذرا فرق نہ آتا تھا اس سورت میں انہیں بتایا گیا کہ ساری اذیتیں اور صعوبتیں کچھ دن کی ہیں عنقریب اللہ کے فضل سے کامیابی کا زمانہ بھی آنے والا ہے۔ آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو ڈھارس دینے کے لیے اس سورت میں موسٰی علیہ السلام کا پورا حال سنایا گیا۔ وہ بنی اسرائیل کے ایک معزز گھرانے میں مصر کے اندر پیدا ہوئے۔ اور حالت یہ تھی کہ فرعون مصر نے حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں کہیں اور کسی کے اگر لڑکا پیدا ہو تو اسے فوراً قتل کر ڈالو۔ بنی اسرائیل کو یوں تو اس نے طرح طرح کی مصیبتوں میں پہلے ہی مبتلا کر رکھا تھا۔ یہ ظلم ان پر اضافہ تھا حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ کو خوف ہوا کہ یہ بچہ پولیس کو خبر ملتے ہی مار ڈالا جائے گا۔

اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ایک نئی بات ڈالی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ موسٰی علیہ السلام خود فرعون کی سرپرستی میں پل کر جوان ہوئے۔ اس کے بعد ایک ناگہانی حادثہ کی وجہ سے شہر چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ مصیبتیں جھیلتے مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ دس سال ان کی ملازمت کی۔ وہاں سے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں پیغمبری ملی اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچا کر نکال لے جانے کا حکم ہوا۔

فرعون نے انہیں اور ان کی قوم کو اور زیادہ تکلیفیں پہنچانا شروع کر دیں اور وہ صبر سے برداشت کرتے رہے۔ تا آنکہ اللہ عزوجل کا حکم ہوا۔ کہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات شہر سے نکل جاؤ۔ فرعون نے لشکر لے کر ان کا پیچھا کیا اور حکم الٰہی غرق ہوا بنی اسرائیل آزاد ہو گئے اور محکوم سے حاکم بن گئے۔ اس قصہ سے یہ نتیجہ نکال کر دل میں بٹھانا تھا۔ کہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مشرکین مکّہ کے ظلم سے نجات پائیں گے اور حاکم بن کر اسی شہر میں امن و امان پھیلائیں گے۔ قصّہ کے بیچ میں اور آخر میں اسی نتیجہ کی طرف توجّہ دلائی ہے۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ٢٨

کمزوروں کی مدد

رکوعاتها ٩ آیاتها ٨٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②

طسم یہ آیتیں ہیں کتاب واضح کی

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ

ہم پڑھتے ہیں تجھ پر احوال سے موسیٰ اور فرعون کے

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا

ٹھیک ٹھیک ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے تحقیق فرعون نے سرکشی کی

فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

زمین میں اور کر دیا لوگوں کو فرقے فرقے کمزور کر دیا

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

ایک فرقہ کو ان میں سے ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتا تھا

نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

ان کی عورتوں کو تحقیق وہ تھا فسادیوں میں سے

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②

طسم یہ ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ

ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ تحقیقی احوال سناتے ہیں ان

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا

لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں فرعون ملک میں

فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

سرکشی کر رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے بنا رکھا تھا ان میں سے

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

ایک فرقہ کو کمزور کر رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو

نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ فسادیوں میں سے تھا

دشمنوں میں چاروں طرف سے پھنسے ہوئے تھوڑے سے لوگ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور اُف نہیں کرتے جوش آتا ہے کہ ماریں اور مریں لیکن حکم ہے کہ چپ چاپ رہو تکلیفیں سہو اور انگلی تک نہ ہلاؤ۔ یہ لوگ حکم کی تعمیل جان و دل سے کرتے ہیں اور جاں گداز تکلیفیں ایک دن نہیں دو دن نہیں پورے تیرہ سال تک حیرت انگیز صبر و استقلال کے ساتھ سہتے رہے ہیں۔ آخر کیا چیز تھی جس نے انہیں زبردست سہارا دے رکھا تھا کچھ نہیں صرف قرآن مجید کی آیتیں۔ تم بھی انہیں سنو اور ان کے معجزانہ اثر پر غور کرو۔

ارشاد ہے یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جن کا مطلب بالکل واضح ہے۔ ہم اب ان آیتوں میں ایمان والوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ حال سناتے ہیں تاکہ وہ دشمنوں کی زیادتی سے بددل نہ ہوں۔ یہ فرعون اپنے ملک میں بڑی قوت پکڑ گیا تھا۔ اس نے وہاں کے لوگوں کے فرقے بنا ڈالے اور ایک فرقہ کو زبردستی بہت کمزور کر دیا۔ ان پر طرح طرح کے ستم توڑے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں میں جو چاہوں کروں اور واقعی وہ بڑا مفسد تھا ؎

اللہ کا حکم

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

اور ہم نے چاہا کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور کر دیئے گئے تھے

فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

زمین میں اور کر دیں ہم ان کو پیشوا اور کر دیں ہم ان کو

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

ان کی جگہ مالک اور بڑا مرتبہ دیدیں ان کو ملک میں

وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا

اور دکھا دیں ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾

ان سے وہ چیز کہ تھے وہ بچتے جس سے

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو کمزور ہوئے پڑے تھے

فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

ملک میں اور ان کو سردار کر دیں اور ان کو

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

وارث بنا دیں اور ان کو ملک میں جما دیں

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾

سے دکھا دیں جس چیز کا انہیں خطرہ تھا

ارشاد ہے کہ فرعون نے بڑا سر اٹھا رکھا تھا۔ اور وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ بنی اسرائیل کو پیس کر رکھ دے اور ہم یہ ارادہ کر چکے تھے کہ انہی لوگوں کو جنہیں وہ پامال کرنا چاہتا تھا اپنی بخششوں سے مالا مال کر دیں اور انہیں لوگوں کو سردار بنا دیں۔ فرعون اور اس کے اہالی موالی کو ہٹا کر ان کی جگہ انہیں بٹھا دیں اور ملک کی سلطنت اور حکومت ان کے قبضہ میں دے دیں اور فرعون، اس کے وزیر ہامان اور اس کے مددگاروں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں اسی خطرہ میں مبتلا کر دیں جس سے بچنے کے لیے وہ ان کی نرینہ اولاد کو خبر پہنچتے ہی مار ڈالتے تھے۔ فرعون کے دربار کے نجومیوں نے اسے ڈرا دیا تھا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہونے والا ہے جس کے ہاتھ سے تیری شامت آجائے گی۔ تیری سلطنت کا نام ونشان نہ رہے گا۔ تو اور تیرا لشکر سب موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے۔

فرعون نے اس لیے بنی اسرائیل کا ہزار ہا بچہ مروا ڈالا۔ لیکن اللہ عزوجل کی قدرت سے موسیٰ علیہ السلام اسی زمانے میں پیدا ہوئے اور خود فرعون ہی کے محل میں ان کی پرورش ہوئی۔

پرورش کا انتظام

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا

اور وحی بھیجی ہم نے۔ موسیٰ کی ماں کی طرف کہ دودھ پلاتی رہ اسے پس جب

خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ

ڈرے تو اس پر۔ پس ڈال دے اسے دریا میں اور مت خوف کر

وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ

اور مت غم کر تحقیق ہم لوٹانے والے ہیں اسے۔ تیری طرف۔ اور کرنے والے ہیں اسے

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ

رسولوں میں سے پس اٹھالیا اسے فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ

تاکہ ہو وہ ان کا دشمن اور باعث غم تحقیق فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِــِٕيْنَ ﴿۸﴾

اور ہامان اور ان کے مددگار تھے چوکنے والے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اسے دودھ پلاتی رہ پھر جب

خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ

تجھے خوف ہو اس پر تو تو اس کو دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف

وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ

اور غم مت کر ہم اس کو تیری طرف پہنچا دیں گے اور رسولوں میں

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ

سے کر دیں گے پھر اس کو فرعون کے گھر والوں

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ

نے اٹھا لیا کہ ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا ہو۔ فرعون اور

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِــِٕيْنَ ﴿۸﴾

ہامان اور ان کے لشکر بے شک چوکنے والے تھے

ارشاد ہے کہ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے ہم نے موسیٰؑ کی ماں کے دل میں ڈالا کہ جب تک کسی کو اس کی پیدائش کی خبر نہ ہو اسے دودھ پلاتی اور اس کی پرورش کرتی رہے جب یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ لوگوں کو خبر ہو گئی ہے اور اب یہ مار ڈالا جائے گا۔ تو اسے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دے۔ اور بالکل خوف و ہراس نہ کر ہم اسے واپس تیرے پاس پہنچا دیں گے اور پھر اسے اپنے رسولوں کے سلسلہ میں داخل کر کے پیغمبر بنائیں گے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اسی پر عمل کیا اور ایک صندوق تیار کرا رکھا جس میں پانی وغیرہ کچھ اندر نہ جانے پائے اور خود بچہ کی پرورش کرتی رہیں۔ جب خطرہ کا یقین ہو گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں آرام سے لٹا کر دریائے نیل میں چھوڑ دیا اور وہ بہتے بہتے فرعون کے محل کے نیچے اس جگہ جا پہنچا۔ جہاں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی نظر اس پر پڑی اور انہوں نے وہ صندوق دریا سے نکال لیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس میں سے صحیح و سلامت برآمد ہوئے۔ کسی کو کیا خبر تھی۔ کہ یہ وہی بچہ ہے جس کے ڈر سے ہزارہا معصوم بچے فرعون نے قتل کرا دیئے۔ اس طرح فرعون نے اس بچہ کو اپنے ہاں پالا جو آگے چل کر اس کا دشمن اور غم و رنج کا باعث ہونے والا تھا۔ یقیناً فرعون، ہامان اور ان کے طرف دار اس معاملے میں بہت چوکے۔

پرورش ہوئی

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ
اور کہا عورت نے فرعون کی ٹھنڈک آنکھ کی میرے لیے اور تیرے لیے
لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا
مت قتل کرو اسے قریب ہے کہ نفع پہنچائے ہمیں یا ہم اسے بنالیں بیٹا
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ
اور انہیں خبر نہ تھی اور صبح کو ہوگیا دل ماں
مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ
موسیٰ کا بے قرار تحقیق قریب تھا کہ ظاہر کردے اسے
لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ
اگر نہ ہوتا یہ کہ باندھ دیا باندھن ہم نے ان کے دل پر تاکہ ہو وہ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰
یقین کرنے والوں میں

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ
اور فرعون کی عورت بولی یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لیے اور تیرے لیے
لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا
مت قتل کرو اسے قریب ہے کہ ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ
اور ان کو کچھ خبر نہ تھی اور صبح کو موسیٰؑ کی ماں کے
مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ
دل میں قرار نہ رہا قریب ہے کہ بے قراری ظاہر کردے
لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ
اگر ہم نے گرہ نہ باندھ دی ہوتی اس کے دل پر اس لیے کہ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰
یقین کرنے والوں میں رہے

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے صندوق کھول کر دیکھا تو بے ساختہ منہ سے نکلا کیا پیارا بچّہ ہے۔ پھر فرعون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ہمارے ہاں کوئی بچہ نہیں اسی سے دل بہلائیں گے۔ امید ہے کہ بڑا ہو کر ہمارے کام کا ہوگا اور یہ بھی کہ اس کا لحاظ کر کے ہم اسے بیٹا ہی بنالیں اسے قتل مت کرو یہ کیا ضرور ہے کہ یہ وہی ہو جس کا ہمیں خطرہ لگا ہوا ہے، بالفرض ہو بھی۔ تو اس امر کا لحاظ کر کے کہ ہم نے اسے پالا ہے یہ ہمیں دکھ نہ پہنچائے گا۔ انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ یہ اللہ عزوجل کے حکم سے ان کی جڑ تک کھود ڈالے گا۔ یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی ماں بچّہ کو دریا میں ڈال کر بےچین ہو رہی تھی۔ صبح کو تو یہ حال ہو گیا کہ غم سہارنا دشوار ہو گیا اور جب سُنا کہ بچّہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا ہے تو بے قراری حد سے زیادہ ہو گئی۔ قریب تھا کہ چلّا اٹھیں۔ ہائے میرا بچّہ بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اس وقت ان کے دل کو سنبھالا اور اپنے وعدہ پر یقین کرنے کی تلقین کی۔ یہ خیال آتے ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچّہ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے بےچینی کم ہوئی اور چیخنے چلّانے سے پرہیز کیا۔ واقعی اللہ پر یقین ہو تو مصیبت مصیبت نہیں رہتی ۔

ماں سے آملے

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ

اور کہا موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے اس کے پیچھے جا پس دیکھتی رہ اسے

عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (١١) وَحَرَّمْنَا

دور سے اور وہ بے خبر رہے اور ہم نے روک رکھا تھا

عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

اس سے دودھ پلائیوں کو پہلے سے پس بولی موسیٰ کی بہن کیا

اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ

بتاؤں میں تمہیں ایک گھر والے جو ذمہ لیں اس کا تمہارے لیے اور وہ

لَهٗ نٰصِحُوْنَ (١٢) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ

اس کے خیر خواہ ہوں پس لوٹا دیا ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف تاکہ ٹھنڈی ہو

عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

ماں کی آنکھ اور کڑھے نہیں اور تاکہ جان لے کہ وعدہ اللہ کا

حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (١٣) ع

سچا ہے اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ

اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا اس کے پیچھے جا اور دیکھتی رہے اسے

عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (١١) وَحَرَّمْنَا

اجنبی بن کر اور انہیں خبر نہ ہوئی اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ

عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

سے دائیوں کو روک رکھا تھا پھر بولی میں تم

اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ

کو بتاؤں ایک گھر والے جو اس کو تمہارے لیے پال دیں اور وہ

لَهٗ نٰصِحُوْنَ (١٢) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ

اس کا بھلا چاہنے والے ہیں پھر ہم نے اُسے اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا کہ اس کی

عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

آنکھ ٹھنڈی رہے اور غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ

حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (١٣) ع ١٤

سچا ہے پر بہت سے لوگ جانتے نہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل کچھ ٹھہرا۔ تو دیکھا کہ شہر بھر میں شور ہے۔ کہ فرعون کے محل میں ایک بچہ بہتے صندوق میں سے نکلا ہے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم کو بھیجا کہ اجنبیوں کی طرح دور سے موسیٰ کا حال دیکھے کہ کس طرح ہے وہ گئیں اور دور سے دیکھتی رہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگوں کو شبہ بھی نہ ہوا کہ یہ اس بچّے کی بہن ہے۔ ادھر محل میں یہ ہو رہا تھا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محل کے اندر کسی دایہ کا دودھ نہ پیا۔ ناچار باہر کی دایہ ڈھونڈنی پڑی۔ مریم کو موقع ملا۔ آگے بڑھ کر کہا۔ میں تمہیں ایک ایسا گھرانا بتا سکتی ہوں جو اس بچّے کی تمہارے لیے اچھی طرح پرورش کر دے گا اور وہ بچّہ کا خیر خواہ ہوگا۔

ارشاد ہے کہ اس طرح ہم نے موسیٰ ع کو پھر اس کی ماں کے پاس بھیج دیا اور وہ خوش و خرّم ہو کر ان کی پرورش میں مشغول ہو گئیں محل سے وظیفہ مقرر ہو گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے گو اکثر لوگ بیچ میں کچھ پھیر پڑ جانے کی وجہ سے ڈھل مل یقین ہو جاتے ہیں :

جوانی کا ایک واقعہ

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤی اٰتَیْنٰهُ

اور جب پہنچ گیا اپنی جوانی کو اور سنبھل گیا عطا کی ہم نے اسے

حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۱۴)

حکمت اور دانائی اور اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم نیکوکاروں کو

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا

اور داخل ہوا شہر کے اندر بے خبری کے وقت اس کے لوگوں کی

فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ٭ هٰذَا

پس پائے اس میں دو مرد باہم لڑتے ہوئے یہ

مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

اس کی برادری کا اور یہ اس کے دشمنوں کا

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤی اٰتَیْنٰهُ

اور جب اپنی پوری جوانی پر پہنچ گیا اور سنبھل گیا ہم نے

حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۱۴)

حکمت اور سمجھ اسے عطا کی اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا

اور وہ شہر میں آیا جس وقت وہاں کے لوگ بے خبر تھے

فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ٭ هٰذَا

پھر اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک اس کے رفیقوں میں

مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

سے اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے

اَشُدَّ جوانی، یہ لفظ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے عموماً ۱۸ سے ۳۳ برس تک کی عمر کو کہتے ہیں۔

اِسْتَوٰی (ہموار ہو گیا) ماضی ہے اِسْتِوَاءٌ سے۔ یہ سورۃ ہود اور سورۃ المومنون میں گذر چکا ہے یہاں اس سے مراد ہے کہ عقلی اور جسمانی قوتیں درست ہو گئیں۔ سب کل پرزے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس فرعون کے خرچ سے پلتے رہے فطری طور پر صحیح مزاج عطا ہوا تھا۔ خصلتیں وہی تھیں جو ایک نیک اور پرہیزگار کی ہونی چاہئیں۔

ارشاد ہے کہ جب پورے جوان ہو گئے اور ساری قوتیں ٹھیک ٹھیک نشوونما پا گئیں۔ تو ایک روز ان کا گذر شہر میں ہوا۔ وہ وقت ایسا تھا کہ لوگ آرام کر رہے تھے۔ زیادہ چہل پہل نہ تھی۔ شاید رات کا یا دوپہر کا وقت ہو گا۔ دیکھتے ہیں کہ دو مرد آپس میں سڑک پر لڑ رہے ہیں۔ اس وقت مصر میں دو گروہ آباد تھے ایک تو وہاں کے قدیم باشندے جو قبطی کہلاتے تھے۔ انہی کے ہاتھ میں ملک کی حکومت تھی۔ فرعون انہی میں سے تھا۔ دوسرا گروہ بنی اسرائیل کا تھا جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے زمانۂ اقتدار میں مصر میں بلا کر بسا دیا تھا اور اب وہ مظلوم اور محکوم تھے ان دو لڑنے والوں میں سے ایک قبطی تھا۔ دوسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔

ناگہانی حادثہ

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ

پس مدد مانگی موسیٰ سے اس نے جو اس کی برادری کا تھا اس کے خلاف

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۖ

اس کے دشمنوں میں سے تھا پس مُکّہ مارا اسے موسیٰ نے سو کام تمام کر دیا اس کا

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

بولا یہ شیطان کے کام سے ہے تحقیق وہ دشمن ہے

مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ

بہکانے والا صریح بولا اے میرے رب میں نے ظلم کیا

نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اپنے آپ پر بس بخش دے مجھے پس بخش دیا اسے بے شک وہی

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ

بخشنے والا مہربان ہے بولا اے میرے رب جیسا کہ انعام کیا تو نے

عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾

مجھ پر پس ہرگز نہ ہوں گا میں پشت پناہ مجرموں کا

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ

پھر جو اس کی برادری کا تھا اس نے اس کے خلاف فریاد کی جو اس کے

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۖ

مخالف گروہ سے تھا پھر موسیٰؑ نے اسے مُکّہ مارا اور اس کا کام تمام کر دیا

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

بولا یہ تو شیطانی کام ہوا بے شک شیطان تو صریح

مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ

بہکانے والا دشمن ہے بولا اے رب میں نے اپنے آپ پر

نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

ظلم کیا سو مجھے بخش پھر اس کو بخش دیا بے شک اللہ

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ

بخشنے والا مہربان ہے بولا اے رب جیسے تو نے مجھ پر

عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾

فضل کیا ہے میں پھر کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ ہوں گا

ان دونوں لڑنے والوں میں سے ایک نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا تھا اس دوسرے کے مقابلے میں جو قبطیوں میں سے تھا حضرت موسیٰ سے مدد مانگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کا اسرائیلیوں پر ظلم و ستم جانتے تھے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھا۔ فرعون کا محل شہر کے اندر تھا۔ یہ آتے جاتے انہیں میں سے گذرتے اور وہاں کے حالات دیکھتے یہ قبطیوں کو ظالم سمجھ چکے تھے اسی خیال سے اسے جھگڑے سے روکنے کے لیے ایک گھونسہ اسے رسید کیا قضا کا وہ اس گھونسے سے مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا پچھتائے اور کہا یہ تو ایک شیطانی حرکت ہوئی شیطان تو کھلا دشمن ہے بہکانا اس کا کام ہے اے رب میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی مجھے بخش دے اور اللہ نے انہیں بخش دیا وہ ہی ہے بخشنے والا مہربان۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب جیسے آپ نے مجھ پر انعامات کیے میں بھی عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کے جھگڑوں میں ہاتھ نہ ڈالوں گا۔

عملی نتائج

موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ سے مقصود یہ تو ہے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کو دلاسا دیا جائے اور سمجھایا جائے کہ اللہ عزوجل اپنے پیغمبروں کی خود حفاظت کرتا ہے اور انجام کار ان کے دشمن نیچا دیکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی تدبیروں کے مقابلہ میں دشمنوں کی تدبیریں چل نہیں سکتیں اور ہو کر وہی رہتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قصّے کے ضمن میں اور بھی باتیں ہیں جو مسلمانوں کو سکھائی جا رہی ہیں۔ اور جن پر غور کرنا قصّہ سنتے وقت ضروری ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تربیت دو معزز اور خیر اندیش خواتین کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ ایک آپ کی والدہ اور دوسری حضرت آسیہ۔ ان دونوں نے مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایسا ماحول پیدا کر دیا جس میں ان کی خداداد قوّتیں آزادی کے ساتھ نشوونما پاتی رہیں۔ انہوں نے مل کر ان کی ضروریاتِ زندگی کا خاطر خواہ انتظام کیا اور ان کو موقعہ دیا۔ کہ ایک آزاد ماحول کے اندر اپنے مشاہدے اور تجربے کے ذریعے اپنی خداداد قوّتوں اور قابلیّتوں کی تکمیل کریں اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے اصول سیکھیں۔ بڑوں کی نگرانی کے اندر آزادی سے واقعات کو دیکھنا اور خود اس سے نتیجے نکالنا بچّہ کی تربیت کی اصل بنیاد ہے۔ اور تعلیم کا خلاصہ بس یہی ہو سکتا ہے اور کچھ نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماحول کے مشاہدے سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ آبادی کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو بری طرح دبائے ہوئے ہے۔ ایک ان میں سے ظالم اور دوسرا مظلوم ہے۔ نگرانوں کی خیر خواہی کا اثر یہ ہوا کہ آپ کی قوّتیں بیکار مشغلوں میں ضائع نہ ہونے پائیں اور صحیح مشق کے ذریعے مکمّل ہوتی چلی گئیں نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب جوان ہوئے تو جسمانی، دماغی اور قلبی قوّتیں ضروری تناسب اور توازن کے ساتھ میدانِ عمل میں جلوہ گر ہوئیں ان کو مل کر کام کرنا سکھانے کے لیے پہلا مرحلہ اسرائیلی اور قبطی کا جھگڑا تھا قبطیوں کو عموماً وہ ظالم قرار دے چکے تھے۔ اس لیے اسے سمجھانے کے لیے بڑھے اور وہ ناگہاں ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ جسمانی قوّت کی زیادتی تھی۔ فوراً توبہ کی اور آیندہ جلدی میں فیصلہ نہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اس کے بعد کے واقعات اس خاص تعلیم کا ذریعہ بنے جو رسالت کا عہدہ ملنے سے پہلے دی جانی ضروری ہے۔ یہاں تک کے حالات سے ہمارے لیے یہ نتیجے نکلتے ہیں:

۱۔ بچّہ کی نگرانی اور ماحول کے مشاہدہ کا موقعہ اس کے لیے پیدا کرنا اس کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ نگرانی سے اس کی قوّتیں ضائع ہونے سے بچیں گی اور ماحول سے وہ بذریعہ مشاہدہ اپنے لیے آپ نتیجے نکالنے گا۔

۲۔ غلطی ہونے پر فوراً توبہ کرنی چاہیئے اپنی خداداد قوّتوں کو گنہگاروں اور مجرموں کی مدد کرنے میں صرف نہ کرنا چاہیئے۔ آدمی کو جتنی قوّت ملی ہے وہ اس لیے ملی ہے کہ وہ انہیں نیک لوگوں کی مدد کرنے اور دنیا کے اندر نیکی پھیلانے میں صرف کرے۔

پھر وہی واقعہ

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا
پس صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے پس ناگہاں
الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ
وہی جس نے اس سے مدد مانگی تھی کل پھر اسے پکار رہا ہے
قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾
کہا اس سے موسیٰ نے تحقیق تو گمراہ ہے صاف
فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ
پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر کہ وہ
عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ
دشمن تھا ان دونوں کا بولا وہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ
تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ
مار ڈالے مجھے جیسے کہ مار ڈالا تو نے ایک آدمی کل

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا
پھر صبح کو اٹھا اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں
الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ
جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی وہی آج اس سے پھر فریاد کر رہا ہے
قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾
موسیٰ نے اُسے کہا تو بے شک صریح بے راہ ہے
فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ
پھر جب چاہا کہ اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا
عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ
ہاتھ ڈالے بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ
تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ
مجھے قتل کر ڈالے جیسے تو کل ایک آدمی کو قتل کر چکا ہے

یَسْتَصْرِخُ: پکارتا ہے۔ مضارع ہے اِسْتِصْرَاخ سے جو صَرَخٌ سے بنا ہے اسی سے مُصْرِخٌ بھی بنا ہے جو سورہ ابراہیم میں گذرا یہاں فریاد کرنا مراد ہے۔

وہ دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوں توں کاٹا صبح اٹھے تو خوفزدہ اور پریشان تھے کہ دیکھیے کل کی واردات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکار رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو تو یقیناً بدچلن آدمی ہے کہ روز روز لڑتا ہے۔ مگر پھر بھی قبطی کی زیادتی دیکھ کر اسے روکنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ اسرائیلی سمجھا مجھے ماریں گے۔ بول اٹھا۔ اے موسیٰ کل تم ایک آدمی کو مار چکے ہو۔ کیا آج میرے مارنے کا ارادہ ہے۔ کل کی واردات کی بابت ابھی تک یہ پتہ نہ چلا تھا کہ قاتل کون ہے۔ اسرائیلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گھونسے کا اثر دیکھ چکا تھا۔ انہیں بڑھتے دیکھ کر گھبرا گیا۔ کیونکہ وہ اسی کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کر رہے تھے:

بھاگنا پڑا

اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

نہیں چاہتا تو مگر یہ کہ ہو تو زبردست

فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ

اس سرزمین میں اور نہیں چاہتا تو کہ ہو تو

مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ (١٩) وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ

صلح کرانے والوں میں سے اور آیا ایک آدمی سے

اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ

پرلے سرے شہر دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ تحقیق

الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ

اہل دربار مشورہ کرتے ہیں تیرے بارے میں تاکہ تجھے قتل کر ڈالیں

فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ (٢٠)

بس نکل جا تحقیق میں تیرے خیرخواہوں میں سے ہوں

اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

تیرا جی یہی چاہتا ہے کہ ملک میں زبردستی

فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ

کرتا پھرے اور نہیں چاہتا کہ

مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ (١٩) وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ

صلح کرا دینے والا بنے اور شہر کے پرلے

اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ

سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہا اے موسیٰ

الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ

دربار والے مشورہ کر رہے ہیں تیری بابت کہ تجھے مار ڈالیں

فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ (٢٠)

سو تو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والوں میں سے ہوں

اسرائیلی نے اتنا کہنے پر بس نہیں کیا کہ کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ آج مجھے مار ڈالنا چاہتے ہو بلکہ برابر زبان چلاتا ہی رہا کہ تمہیں تو زور چلانا ہی آتا ہے یہ نہیں کر سکتے کہ لڑنے والوں میں نرمی سے صلح صفائی کرا دیں۔ خیر وہ قصہ تو کسی طرح رفع دفع ہوا اس کا یہاں ذکر نہیں۔ لیکن اسرائیلی کے زبان چلانے سے کل کی واردات کا بھانڈا پھوٹ گیا اور آناً فاناً شہر کے اس سرے سے اس سرے تک خبر پھیل گئی کہ کل کے آدمی کے قاتل موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ شدہ شدہ فرعون کے دربار میں بھی پتہ لگا۔ کہ کل کا خون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا۔ بڑے بڑے درباری سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ بھلا یہ کوئی معمولی بات تھی کہ حاکم قوم کا ایک آدمی اس آسانی اور بے پروائی سے مار ڈالا جائے۔ سب بالاتفاق چلائے کہ مار دو موسیٰ کو جان سے۔ یہ سن کر ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے موسیٰ علیہ السلام کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور بولا کیا بے فکر بیٹھے ہو۔ درباری تمہارے قتل کرنے کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ فوراً شہر سے نکل جاؤ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔

حضرت موسیٰؑ مدین میں

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ

پس نکلا اس شہر سے ڈرتا ہوا پیچھے دیکھتا ہوا بولا اے میرے رب

نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ

نجات دے مجھے قوم سے ظالم اور جب منہ کیا

تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِیْ

طرف مدین کے بولا امید ہے میرا رب چلائے مجھ کو

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

سیدھے راستہ پر اور جب پہنچے کوئیں پر مدین کے

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ؗ

پایا اس پر ایک گروہ لوگوں کا کہ پانی پلاتے تھے

وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

اور پایا ان سے علیحدہ دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے ہیں

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ

پھر وہاں سے ڈرتا ہوا پیچھے دیکھتا ہوا نکلا بولا اے میرے رب

نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ ع

مجھے اس ظالم قوم سے بچالے اور جب اس نے

تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِیْ

کی طرف چلا بولا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

راہ پر لے جائے اور جب مدین کے کوئیں پر پہنچے

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ؗ

تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا اور ان سے

وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

علیحدہ دو عورتوں کو دیکھا کہ اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں

تَذُوْدٰنِ روکے ہوئے ہیں۔ مضارع کا تثنیہ مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ ذَوْدٌ سے، ذَوْدٌ کے معنی روکنا، منع کرنا۔ مراد یہ ہے کہ اپنی بکریوں کو بھیڑ سے الگ روکے کھڑی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی پکڑ دھکڑ سے خائف ہو کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہ اب پکڑا گیا، شہر سے نکل گئے راستہ سے واقف نہ تھے ایک سڑک پر چل پڑے۔ یہ سڑک مدین کو جاتی تھی جو مصر سے آٹھ یا دس دن کی راہ پر ہے انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ اللہ کے حکم سے مدین ہی کی طرف رخ ہو گیا کہتے جاتے تھے مجھے اپنے رب سے قوی امید ہے کہ مجھے ایسی جگہ سیدھا پہنچا دے گا جہاں پہنچ کر مجھے آرام ملے۔ چلتے چلتے آخر مدین پہنچے۔ دیکھا وہاں کے کنوئیں پر لوگوں کا انبوہ اپنے اپنے مویشیوں کو پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہا ہے۔ اور ان سے کچھ فاصلہ پر دو عورتیں ایک کنارے اپنے مویشیوں کو روکے کھڑی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان میں یا تو بھاری ڈول کھینچنے کی طاقت نہیں اور یا لوگ انہیں کنوئیں کے قریب آنے سے روکے ہوئے ہیں۔

پہلا کام

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

بولا کیا حال ہے تمہارا وہ بولیں ہم نہیں پلاتیں جب تک

يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

پھیر لے جائیں چرواہے اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ

پس پلا دیا اس نے ان کے لیے پھر مڑا سایہ کی طرف پھر بولا

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ

اے میرے رب تحقیق میں اس چیز کا جو تو اتارے میری طرف بھلائی سے

فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ

محتاج ہوں پھر آئی اس کے پاس ایک ان میں سے چلتی تھی

عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؗ

شرماتی ہوئی

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

بولا تمہارا کیا حال ہے بولیں ہم پانی نہیں پلاتیں چرواہوں کے جانور

يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

واپس لے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ

پھر اس نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر ہٹ کر سایہ کی طرف آیا اور

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ

بولا اے میرے رب جو اچھی چیز تو میری طرف اتارے میں اس کا

فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ

محتاج ہوں پھر اس کے پاس ان دونوں میں سے ایک آئی چلتی

عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؗ

ہوئی شرم سے

خَطْبٌ: احوال مقصد، یہ لفظ سورۃ الحجر میں گذر چکا ہے۔ رِعَآءٌ: چرواہے، راعی کی جمع ہے۔ ر ع ی سے۔ رَعْيٌ کے معنی۔ رَاعِيْ: چرواہا۔
اِسْتِحْيَاءٌ: شرم کرنا۔ اس سے مضارع کا صیغہ ہے یَسْتَحْیِیْ: احیا کرنا۔ شرم کرنا۔ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو لڑکیوں کو بکریاں لیے ایک طرف کھڑے دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور پوچھا کہ تم سب سے الگ کیسے کھڑی ہو اوروں کی طرح بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ انہوں نے جواب دیا ہم پانی اس وقت پلاتی ہیں جب سب چرواہے اپنے اپنے جانور پانی پلا کر واپس لے جائیں۔ ہمارے باپ بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے ہیں۔ اس لیے ہمیں آنا پڑتا ہے ورنہ وہ خود آتے۔ موسیٰ علیہ السلام تھکے ماندے اور بھوکے تھے پھر بھی انہیں گوارا نہ ہوا۔ کہ یہ کمزور لڑکیاں اس طرح بے بس کھڑی رہیں اٹھ کر لوگوں کو ہٹایا اور خود کنوئیں سے کھینچ کر لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلا کر روانہ کیا اور پھر واپس سایہ میں جا کر دم لیا۔ پھر بولے اے رب تیرا ہی آسرا ہے۔ مجھے تو تیری ہی مہربانی چاہیے۔ اتنے میں ان میں سے ایک شریف عورتوں کی طرح شرماتی ہوئی ان کے پاس آئی ؛

حضرت شعیبؑ سے ملاقات

قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا

بولی تحقیق میراباپ بلاتا ہے تجھے تاکہ پورا دے تجھے اجرت اس کی

سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ

کہ پانی پلایا تو نے ہمارے لیے پس جب آیا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

احوال کہا مت ڈر نجات پائی تو نے قوم

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز

بے انصاف سے بولی ایک ان دونوں میں سے اے میرے باپ اسے نوکر رکھ لے

اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾

تحقیق بہترین نوکر جو تو رکھنا چاہے طاقتور امانت دار ہے

قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا

بولی میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھ کو اجرت دے اس کی کہ تو نے

سَقَیْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ

ہمارے جانوروں کو پانی پلایا پھر جب اس کے پاس پہنچا اور اس سے

الْقَصَصَ لا قَالَ لَا تَخَفْ قف نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

احوال بیان کیا کہا مت ڈر تو اس بے انصاف

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز

قوم سے بچ گیا ایک ان میں سے بولی اے باپ اس کو نوکر

اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾

رکھ لے البتہ نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے جو قوت اور امانت دار ہو

اِسْتَاْجِرْهُ اور اِسْتَاْجَرْتَ ماضی دونوں اِسْتِیْجَار سے ہیں جس کا مادہ اجر ہے۔ اجر مزدوری کو کہتے ہیں۔ اِسْتِیْجَار: ملازم رکھنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سے التجا کر ہی رہے تھے کہ مولا مجھے کوئی ٹھکانا دے کہ میں دم لوں اور اس مشکل سے نجات ملے کہ تھوڑی دیر میں ایک لڑکی انہی دو میں سے جن کی بکریوں کو انہوں نے پانی پلایا تھا۔ ان کے پاس آئی اور کہا ابّا جان نے تمہیں بلایا ہے تاکہ تمہارے پانی پلانے کے بدلہ میں تمہیں تمہاری اجرت دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ نے مہربانی فرمائی۔ اور چپ چاپ اُٹھ کر لڑکی کے آگے آگے ہو لیے اور وہ پیچھے پیچھے راستہ بتاتی چلی۔ اُن لڑکیوں کے باپ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ ان کے پاس پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سارا احوال بیان کر دیا انہوں نے سنکر کہا کہ تو بے خوف رہ۔ کیوں کہ تو ان لوگوں سے بچ کر نکل آیا جو بے انصافی میں مشہور ہو چکے ہیں۔ اب تیرے لیے کوئی کھٹکا نہیں۔ ایک لڑکی بولی۔ ابّا جان! تمہیں ملازم کی ضرورت ہے۔ یہ آدمی طاقتور بھی ہے اور امانت دار بھی۔ اس سے بہتر ملازم کون ملے گا۔ آپ اس کو اجرت پر ملازم رکھ لیجیے۔ یہ ہمارے سارے کام بہت دیانتداری سے انجام دے گا۔

موسیٰ علیہ السلام ملازم ہو گئے

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ

کہا تحقیق میں ... ارادہ کرتا ہوں یہ کہ نکاح کر دوں تجھ سے ایک کا اپنی دو بیٹیوں میں سے

هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ

جو یہ ہیں اس شرط پر کہ نوکری کرے تو میری آٹھ برس

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَ مَاۤ

پس اگر پورے کر دے تو دس تو یہ تیری طرف سے ہے اور نہیں

اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ

چاہتا میں کہ مشقت ڈالوں تجھ پر عنقریب پائے گا تو مجھے

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (۲۷) قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ

انشاء اللہ نیک لوگوں میں سے کہا ٹھہر لیا یہ میرے

وَ بَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ

اور تیرے درمیان جون سی مدت دونوں میں سے پوری کر دوں میں پس نہیں کوئی جبر

عَلَیَّ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ (۲۸)

مجھ پر اور اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں گواہ ہے

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ

هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ

بیاہ کر دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کر دے

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَ مَاۤ

پھر تو اگر دس سال پورے کر دے تو تیری خوشی میں تجھ پر

اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ

تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (۲۷) قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ

نیک بختوں میں سے پائے گا کہا بات ہو چکی میرے

وَ بَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ

اور تیرے درمیان۔ ان دونوں میں سے جونسی مدت میں پوری کر دوں تو مجھ پر

عَلَیَّ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ (۲۸)

کوئی زبردستی نہ ہو اور اللہ ہماری اس بات چیت پر گواہ ہے

حِجَجٍ اصل حِجَّۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی سال ہیں: اَشُقَّ ربار ڈالوں میں مضارع کا صیغہ ہے جس کے معنی بوجھ ڈالنا اور جبر ڈالنا ہیں مَشَقَّۃٌ اسی سے مصدر بھی ہے: وَكِیْلٌ ذمہ دار صفت کا صیغہ ہے وکالت سے۔ وَكَالَۃٌ کے معنی کسی کا کام اپنے ذمہ لینا یہاں وکیل سے مراد گواہ ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو ایسے ہی شخص کی تلاش تھی اور اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ٹھکانے کی ضرورت تھی حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہاری مدد یہ کر سکتا ہوں کہ ان میں سے ایک لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں مگر شرط یہ ہے کہ آٹھ سال میری ملازمت کرنی پڑے گی تمہاری خوشی ہو تو دس پورے کر دینا۔ موسیٰ علیہ السلام اس شرط پر راضی ہو گئے اور کہا ہمارے درمیان یہ معاملہ طے ہو چکا میں کونسی مدت ملازمت کی پوری کر دوں۔ مجھ پر زبردستی نہ کی جائے گی ہمارے اس قول و قرار پر اللہ گواہ ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔

مدین سے روانگی

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ
پس جب پوری کردی موسیٰ نے مدت، وہ لے کر چلا اپنے گھر والوں کو
اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ
دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا
لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا
اپنے گھر والوں سے ٹھیرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ
لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ
شاید میں لاؤں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا انگارا
مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (۲۹)
آگ کا تاکہ تم آگ سینکو

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ
پس جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکا اور اپنے گھر والوں
اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ
کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں
لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا
سے کہا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے
لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ
شاید تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر لے آؤں یا آگ کا
مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (۲۹)
انگارا تاکہ تم تاپو

اٰنَسَ ۔ اٰنَسْتُ (دیکھی، میں نے دیکھی) دونوں ماضی کے صیغے ہیں ایناس سے جو انس سے بنا ہے۔

جَذْوَةٌ (سلگتا ہوا انگارا) سورۃ النمل میں شہاب قبس کہا معنی قریب ایک ہی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے معاہدہ کے مطابق حضرت شعیب علیہ السلام کی ملازمت کی مدت ختم کی۔ اس کے بعد اپنی بیوی کو لے کر وہاں سے رخصت ہو کر مصر کی طرف چل پڑے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بکریوں میں سے کچھ بکریاں بھی انہیں دے دیں اور ایک عصا بھی عنایت کیا۔ چلتے چلتے رات کا وقت آ گیا۔ سردی اور اندھیرے دونوں نے گھیر لیا۔ سامنے کوہ طور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دور سے پہاڑ کی ایک طرف کچھ روشنی نظر آئی۔ گھر والوں سے کہا۔ تم ذرا یہیں ٹھیرو مجھے پہاڑ کی طرف سے کچھ آگ جلتی نظر آ رہی ہے۔ میں وہاں سے یا تو راستے اور اس جگہ کی بابت معلومات حاصل کر کے آتا ہوں یا کم سے کم کوئی سلگتا ہوا انگارا لے آتا ہوں تاکہ اس سردی سے کچھ نجات ملے اور تم آگ سے گرم ہو جاؤ۔ یہ روشنی اللہ عزّ وجلّ کے نور کی تھی جو پہاڑ کے ایک درخت پر چمک رہا تھا تاکہ موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھ کر وہاں آئیں اور انہیں نبوت عطا کی جائے ۔

نبوّت ملی

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ

پس جب آیا اس کے پاس آواز دی گئی کنارے سے میدان دائیں کے

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى

ایک جگہ میں برکت والی درخت میں سے کہ اے موسیٰ

اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ

تحقیق میں اللہ ہوں رب جہان کا اور یہ کہ ڈال دے

عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ

اپنا عصا پس جب دیکھا اسے لہراتے ہوئے گویا وہ پتلا سانپ ہے

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ

پیچھے مڑا پیٹھ پھیر کر اور نہ دیکھا پیچھے اے موسیٰ آگے آ

وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور ڈر مت تحقیق تو ہے امن والوں میں سے

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ

پھر جب اس کے پاس پہنچا میدان کے دائیں کنارے

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى

سے برکت والے تختہ میں ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ

اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ

میں ہوں اللہ جہان کا رب اور یہ کہ اپنی

عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ

لاٹھی ڈال دے پھر جب اس کو لہراتے دیکھا جیسے سانپ منہ

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ

موڑ کر الٹا پھرا اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ آگے آ

وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور مت ڈر تجھے کچھ خطرہ نہیں

الفاظ کی تشریح سورۃ النمل میں گذر چکی ہے۔ شاطئ کے معنی کنارے اور جانب کے ہیں اس معنی میں شطٌّ بھی ہے جو اس کا مادہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام گھر والوں کو ٹھہرا کر اس طرف بڑھے جہاں آگ جلتی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ دامن کوہ میں دائیں طرف ایک جگہ تھی جہاں ایک درخت جلتی آگ کی طرح دہک رہا تھا اس درخت میں سے آواز آئی۔ اے موسیٰ علیہ السلام میری تجلّی دیکھ میں بلا ریب اللہ ہوں اور سارے جہان کا رب ہوں۔ تجھے یہاں ایک مقصد کے لیے بلایا گیا ہے۔ یہ عصا جو تیرے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈال دے اب جو موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں تو وہ اس طرح لہرا رہا ہے جیسے پتلا سانپ لہراتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پیٹھ موڑ کر جلدی سے ہٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ آواز آئی۔ اے موسیٰ ڈر کر بھاگ مت آگے آ۔ تجھے یہ سانپ کچھ گزند نہیں پہنچا سکتا۔ تو ان میں سے ہے جن کی حفاظت براہ راست اپنے ذمّہ لی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قصہ بار بار سنایا جا رہا ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو یقین ہو جائے کہ اللہ جسے چاہے اپنا رسول بنائے اور باقی لوگ بھی سمجھ لیں کہ رسالت برحق ہے اور رسول پہلے بھی آئے ہیں۔

دو معجزے

اُسْلُكْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکلے گا وہ چمکتا کسی

غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

برائی کے بغیر اور ملا لے اپنی طرف اپنا ہاتھ خوف سے

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

پس یہ دو پکی نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف فرعون اور اس کے

مَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (۳۲)

سرداروں کی طرف تحقیق وہ ہیں لوگ نافرمان

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا

بولا اے میرے رب تحقیق میں نے قتل کیا ان میں سے ایک آدمی

فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (۳۳)

بس میں ڈرتا ہوں کہ مجھے ماردیں گے

اُسْلُكْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال نکلے گا سفید ہو کر بغیر

غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

کسی برائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

ڈر سے سو یہ دو پکی نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون

مَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (۳۲)

اور اس کے سرداروں کے لیے بے شک وہ لوگ نافرمان تھے

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا

بولا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کیا

فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (۳۳)

سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں گے۔

رَبِّ اصل میں رَبِّیْ اور یَقْتُلُوْنِ یَقْتُلُوْنَنِیْ ہے دونوں کی ی وقف کی وجہ سے اور یقتلوننی کا نون اعرابی اَنْ کی وجہ سے گر گیا۔ جَنَاحٌ (بازو) ان میں انگلیوں سے لے کر بغل تک سارا ہاتھ شامل ہے یہاں یہ مراد ہے کہ اپنا ہاتھ بغل کے نیچے دے کر اپنے بدن سے ملا لو۔ مِنَ الرَّهْبِ (ڈر سے) رَهْبٌ اور رُعْبٌ دونوں کے معنی خوف کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ڈر دور کرنے کے لیے ہاتھ بغل کے نیچے بدن سے ملا لو۔ ذَانِ (یہ دو) ذَا کا تثنیہ ہے جو اسم اشارہ مذکر ہے اس کے ساتھ کاف ملا دیا گیا ہے ذَانِكَ بُرْهَانٰنِ: یہ دو پختہ نشانیاں ہیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سانپ پکڑ لیا اور وہ پکڑتے ہی پھر عصا بن گیا تو پھر حکم ہوا کہ اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو پھر جو نکالو گے تو سفید براق ہو کر نکلے گا اور یہ بغیر کسی مرض یا علت کے ہوگا اور جب تمہیں کسی غیر معمولی تعجب سے ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو اپنے بدن سے ملا لیا کرو یعنی بغل میں دوبارہ رکھ لینے سے ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔ یہ دو معجزے ہماری طرف سے لے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جاؤ وہ لوگ حد سے زیادہ بڑھ کر سرکش ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انسانیت کے قاعدے اور قانون توڑ ڈالے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے ہاتھ سے ان کا ایک آدمی مارا گیا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے اس کے عوض پکڑ کر قتل کر ڈالیں گے۔

ہارون مددگار ہوئے

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا

اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ صاف بولنے والا مجھ سے زبان میں

فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ

پس بھیج اسے میرے ساتھ مددگار کہ تصدیق کرے میری تحقیق میں

اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ

ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلائیں گے فرمایا ہم مضبوط کر دیں گے

عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

تیرے بازو تیرے بھائی کے ساتھ اور کر دینگے ہم تم دونوں کے لیے غلبہ

فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا

پس نہ پہنچیں گے وہ تم دونوں تک بطفیل ہماری آیتوں کے تم دونوں

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور جو تمہاری مانے وہ غالب رہیں گے

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا

اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے

فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ

سو اس کو میرے ساتھ مددگار بھیج کہ میری تصدیق کرے میں

اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ

ڈرتا ہوں کہ مجھے جھوٹا کہیں گے فرمایا ہم تیرے بازو مضبوط

عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

کر دینگے تیرے بھائی کے ذریعہ اور ہماری نشانیوں کی بدولت

فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا

وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے تم ہی اور

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

جو تمہارے ساتھ ہو غالب رہو گے

رِدْاً معین و مددگار صفت کا صیغہ ہے ر د ء سے رِدْءٌ کے معنی مدد کرنا۔ اعانت کرنا۔ مددگار ہے۔ سُلْطٰنًا: قوت۔ غلبہ یہ لفظ سورہ یوسف میں اور کئی اور جگہ آچکا ہے۔ اس کے اصل معنی قوت اور غلبہ کے ہیں۔ اس کا مادہ س ل ط ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے یہ خوف ظاہر کیا کہ میرے ہاتھ سے ان کا ایک آدمی قتل ہو چکا ہے ڈرتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچتے ہی پکڑ کر مجھے اس کے بدلے میں مار ڈالیں گے پھر ایک اور خوف ظاہر کیا کہ میری زبان تیزی سے نہیں چلتی میرا بھائی مجھ سے زیادہ بول لیتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ میری نہ سنیں اور مجھے جھوٹا قرار دے بیٹھیں۔ ہارون کو میرا ساتھی اور مددگار بنا دیجیے۔ تاکہ وہ میری باتوں کی تصدیق کرے۔ ان دونوں کے جواب میں ارشاد ہے کہ ہم نے تیرے بھائی ہارون کو تیرا مددگار مقرر کیا۔ تم دونوں کو مخالفوں پر غلبہ رہے گا۔ فرعون اور اس کے حمایتی ان نشانیوں کے آگے جو ہم نے تمہیں دی ہیں چوں نہیں کر سکتے۔ انجام کار تم کو اور تمہارا کہنا ماننے والوں کی فتح ہو گی اور تم ان سرکشوں سے بازی لے جاؤ گے۔

فرعون کے پاس

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

پس جب آیا ان کے پاس موسیٰ ہماری نشانیاں لے کر کھلی ہوئی ۔ بولے

مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا

نہیں یہ مگر جادو گھڑا ہوا اور نہیں سنا ہم نے

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوسٰى

یہ اپنے باپ دادا پہلوں میں اور کہا موسیٰ نے

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ

میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو لایا ہدایت اس کے پاس سے

وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ

اور اس کو کہ ہوگا جس کے لیے اچھا انجام آخرت میں بے شک

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

نہ کامیاب ہوں گے ظلم کرنے والے

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

پھر جب موسیٰ ہماری کھلی ہوئی نشانیاں لے کر ان کے پاس پہنچا

مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا

بولے یہ کچھ نہیں یہ تو بنایا ہوا جادو ہے اور ہم نے یہ اپنے

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوسٰى

اگلے باپ دادوں میں نہیں سنا اور موسیٰ نے کہا

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ

میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی اس کے پاس سے ہدایت کی بات

وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ

لایا اور جس کو آخرت کا گھر ملے گا۔ بے شک

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

بے انصافوں کا بھلا نہ ہو گا

مُفْتَرًى بنایا ہوا، گھڑا ہوا۔ اسم مفعول ہے افتراء سے جس کا مادہ ف۔ ر۔ ی ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس نے خود گھڑا ہے۔

عَاقِبَةُ الدَّارِ گھر کی آخری اچھائی۔ عاقبۃ انجام اور نتیجے کو کہتے ہیں۔ دار (رہنے کی جگہ) مراد انجام کار اچھا ٹھکانا اور اچھی جگہ رہنے کی

موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے تیرے پاس پیغام لایا ہوں اور وہ پیغام یہ ہے کہ سرکشی چھوڑ کر اللہ کو اپنا رب مان اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کرنے سے باز رہ۔ فرعون نے کہا کہ پیغمبر ہونے کا دعویٰ تیرا خود گھڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اس کی تردید کے لیے عصا اور ید بیضا کے معجزے دکھائے۔ کہنے لگا کہ یہ تو جادو کا کھیل ہے گھڑے ہوئے پیغام کے ثابت کرنے کے لیے جادو کے ڈھکوسلے گھڑ لینے کے سوا تیرے پاس کچھ نہیں اور اللہ اور اس کا پیغام اور معجزے یہ سب باتیں تو ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی نہیں سنیں۔ یہ تو بالکل نئی بات ہے موسیٰؑ نے جواب میں کہا میری باتوں کا اللہ گواہ ہے وہ میرا رب اس آدمی کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آتا ہے اور جس کو آخرت میں فلاح نصیب ہوگی۔ ظالموں کا انجام اچھا نہیں وہ فلاح نہیں پاسکتے۔

فرعون کا جواب

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ
اور بولا فرعون اے سردارو نہیں جانتا میں تمہارا
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ
کوئی خدا سوا میرے بس آگ جلا میرے لیے اے ہامان گارے پر
فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى
پس بنا میرے لیے بلند محل تاکہ میں جھانک لوں موسیٰ کے خدا کی طرف
وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ
اور میں تو سمجھتا ہوں اسے جھوٹوں میں سے اور بڑا بن بیٹھے
هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وہ اور اس کا لشکر اس زمین میں بغیر حق کے
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾
اور وہ سمجھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہ آئیں گے

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ
اور فرعون بولا اے دربار والو مجھے تو معلوم نہیں کہ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ
میرے سوا کوئی حاکم ہو اس لیے اے ہامان میرے واسطے گارے کو
فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى
آگ دے پھر میرے واسطے ایک اونچا محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے رب کو دیکھوں
وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ
اور میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے اور بڑائی کرنے لگا
هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
فرعون اور اس کا لشکر ملک میں ناحق
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾
اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں گے

اَوْقِدْ (آگ جلا) امر کا صیغہ ہے اِیْقَادٌ سے جو و-ق-د سے بنا ہے۔ اس مادہ سے اِسْتَوْقَدَ، وَقُوْدٌ وغیرہ پہلے لفظ گذر چکے ہیں مراد یہ ہے کہ اینٹوں کا آوا لگا دے۔

فرعون کی مت ماری گئی تھی۔ دولت اور قوت کے غرور نے اسے اندھا بہرا کر رکھا تھا حضرت موسیٰ کی بات سن کر درباریوں سے مخاطب ہوا اور کہا زمین میں تو مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا شاید آسمان میں ہو اس لیے اے ہامان اینٹوں کے بھٹے لگا دے اور ان سے میرے لیے اتنا اونچا محل بنا کہ وہاں سے میں موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو جھانک کر دیکھوں۔ اگرچہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ جھوٹ کہتا ہے پھر بھی اسے خاموش کرنا ضروری ہے اس بات سے ہنسی اڑانی مقصود تھی۔ فرعون اور اس کے اہلی موالی کے سر میں تو یہ خبط سمایا ہوا تھا کہ زمین میں ہم سے بڑا کوئی نہیں بلکہ ساری کائنات میں بس ہم ہی ہم ہیں۔ موسیٰ (معاذ اللہ) غلط کہتا ہے کہ ہم اللہ کے پاس واپس جائیں گے اور وہ ہمارا حساب لے گا۔ ہمارے نزدیک تو یہ سب خیالی باتیں ہیں۔

انجام کار

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ

پس پکڑ لیا ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے انہیں دریا میں

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

پس دیکھ کیسا ہوا انجام ظالموں کا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ

اور کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں آگ کی طرف اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ

دن قیامت کے مدد نہ کیے جائیں گے اور پیچھے لگا دی ہم نے ان کے

فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

وہ بُری گت والے ہوں گے

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ

پھر ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا پھر ہم نے انہیں دریا میں پھینک دیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

سو دیکھ لے گنہ گاروں کا انجام کیسا ہوا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ

اور ہم نے انہیں پیشوا کیا جو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ

قیامت کے دن انہیں مدد نہ ملے گی اور ہم نے اس دنیا

فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

میں ان کے پیچھے پھٹکار لگا دی اور قیامت میں بھی

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع

ان کا بُرا حال ہو گا

اَىِٕمَّةً: (آگے آگے چلنے والے) امام کی جمع ہے۔ وہ شخص یا بات یا چیز جس کے پیچھے لوگ چلیں اور اس کی اقتدا کریں۔

الْمَقْبُوْحِيْنَ: (بُرے حال والے) مقبوح کی جمع ہے جو ق ب ح سے اسم مفعول ہے۔ قبح اور قباحت کے معنی خرابی اور برائی کے ہیں۔ مقبوح: برے حال میں مبتلا۔

ارشاد ہے کہ فرعون اور اس کے چیلے چانٹوں کی سرکشی ان کے کچھ کام نہ آئی ہم نے اسے اور اس کے خوشامدیوں کو پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ تاکہ دوسرے لوگ دیکھ لیں کہ بدکاروں اور ظالموں کا انجام ایسا ہوتا ہے۔ ہم نے انہیں دولت، قوت اور مرتبہ عطا کیا۔ وہ بڑا اثر رکھتے تھے۔ لوگ ان کے اشاروں پر چلتے تھے وہ چاہتے تو لوگوں کو سیدھے راستے پر لگا سکتے تھے لیکن انہوں نے کیا یہ کہ ٹیڑھی چال چلے بدکاریوں میں مبتلا ہوئے ظلم اور سرکشی پر کمر باندھی اور سب کام ایسے کیے جن کی سزا دوزخ ہے اور اپنے اثر سے لوگوں کو بھی دوزخ ہی کے پرے ڈالا۔ آخیر یہاں تو انہیں ان کے مددگار رل گئے لیکن قیامت کے دن انہیں کوئی پوچھے گا بھی نہیں اس دنیا میں بھی لوگ ان پر لعنت بھیجتے رہیں گے اور قیامت میں تو یقیناً وہ شکستہ حال مصیبت زدہ آفت کے مارے لوگوں میں ہوں گے ؛

سوچنا ضرور ہے

قرآن مجید کے پڑھنے والوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے لفظوں کے ہجے کر کے پڑھ لینا حفظ یا دیکھ کر سنا دینا' قاریوں کے خصوصی لہجہ میں پڑھ دینا' انسان کو انسان بنانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ ان باتوں سے آدمی ناظرہ خوان' حافظ اور خوش الحان قاری تو بن جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ۔ کہ اس نے قرآن مجید کے فیض سے پورا پورا فائدہ حاصل کر لیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے اندر قرآن پاک کے صحیح طور پر پڑھنے والے ناظرہ خوان' حافظ' قاری بڑی تعداد میں ہر وقت موجود رہنے چاہئیں جو مخارج حروف' مدّ و شد' وقف و وصل سے پورے طور پر واقف ہوں لیکن یہ کسی طرح ٹھیک نہیں کہ اسی کو کافی سمجھ لیا جائے۔ قرآن مجید کے ہر پڑھنے والے کو یہ سمجھ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جو الفاظ اس کے منہ سے نکل رہے ہیں یہ خالی آوازیں ہی نہیں بلکہ ان کے اندر نہایت گہرے اور مفید مضامین پوشیدہ ہیں۔ جو انسان کی اس دنیا میں زندگی گذارنے کے لیے بہترین رہنما ہیں اور نہایت عام فہم طریقہ سے بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کوئی شعر یا غزل کا دیوان نہیں ہے جس میں وقتی جذبات کے ابھارنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا نہ یہ کوئی گیتوں کا مجموعہ ہے جس میں فقط آواز کے آثار چڑھاؤ کو موسیقی کے اصول پر ڈھالنا مقصود ہوتا ہے یہ کوئی افسانہ یا کہانی بھی نہیں جس سے محض دل بہلانا یا خیالی باتوں کا ایک مجموعہ پیش کرنا منظور ہوتا ہے بلکہ اس میں وہ باتیں قطعی طور پر انسان کو بتا دی گئی ہیں جن پر اس کی خیریت اور سلامتی کا دار و مدار ہے۔ اس میں صاف کہہ دیا گیا ہے کہ انسان کی بد اعمالیوں' بد اخلاقیوں کا نتیجہ سوا تباہی کے کچھ نہیں۔ جب اکثر انسانوں کے فعل انسانیت کے معیار سے گر جائیں۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان پر کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔ جب آوے کا آوا ہی بگڑ جائے گا۔ تو دنیا کی عمارت ہی ڈھے جائے گی۔ دنیا فقط اسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اس میں انصاف پسند' عادل اور نیک چال چلن والے لوگوں کا وجود قائم رہے گا۔ جب ظلم و ستم تکبر اور بدچلنی کا دور آجائے گا۔ تو پھر اس کے فنا ہونے میں دیر نہ لگے گی۔ فرعون اور اس کی قوم کے حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ دوسروں پر زیادتی کرنے والے اپنے آپ ہی کو سب کچھ سمجھنے والے اور اپنی قوت کو اس لیے بڑھانے والے کہ کمزوروں کو دبائیں انجام کار ملیامیٹ ہو کر رہ جائیں گے ؛

رسالت حق ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا
اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ ہلاک کیں ہم نے
الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
امتیں پہلی سمجھانا لوگوں کا اور ہدایت اور رحمت
لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۴۳) وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور نہ تھا تو مغربی مقام
الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا
کی طرف جب ہم نے سپرد کیا موسیٰ کو کام اور نہ
كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (۴۴) وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا
تھا تو حاضر ہونے والوں میں اور لیکن پیدا کیں ہم نے
قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ
امتیں بہت سی پس دراز ہوگئی ان پر مدت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا
اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اس کے بعد کہ ہم پہلی جماعتوں
الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
کو غارت کر چکے لوگوں کو سمجھانے والی اور راہ بتانے والی
لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۴۳) وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ
تاکہ وہ یاد رکھیں اور تو نہ تھا غرب
الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا
کی طرف جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور تو
كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (۴۴) وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا
نہ تھا دیکھنے والا لیکن ہم نے بہت سی جماعتیں
قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ
پیدا کیں پھر ان پر مدت دراز ہو گئی

بَصَآئِرَ: (سوجھ دینے والی) اَلْبَصِيْرَةُ کی جمع ہے جس کے معنی سوجھ اور دانائی کے ہیں۔

تَطَاوَلَ: (دراز ہوا) ماضی ہے تَطَاوُلٌ سے جو ط۔و۔ل سے بنا ہے طُول کے معنی درازی کے ہیں۔ تطاول: دراز ہوا۔

حضرت موسیٰؑ کے قصہ کا خلاصہ سنا کر ارشاد ہے کہ موسیٰؑ کو ہم نے تورات عطا کی اس سے پہلے ہم اپنی پہلی امتوں کو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی سزا میں تباہ کر چکے تھے تورات میں ہم نے اس وقت کے لوگوں کے لیے بصیرت اور نصیحتیں درج کر دیں ان کی ہدایت کا سامان کر دیا اور اپنی رحمت کے مستحق ہونے کا راستہ بتا دیا۔ اگر وہ چاہتے تو ساری نیک باتیں اس سے سیکھ سکتے تھے۔ ہمارا مقصد یہی تھا کہ وہ ان باتوں کو یاد کریں۔ اور سرکشی اور نافرمانی چھوڑ دیں۔ اسی طرح ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تجھے رسول بنا کر قرآن عطا کیا۔ اس کے ہماری کتاب ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ تو اسے پڑھ کر انہیں پچھلے نبیوں کے حالات ایسے صحیح صحیح سنا رہا ہے جیسے تو نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہو لیکن تو تو اس مغربی مقام کے موقعہ پر موجود نہ تھا اور جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو نبوت عطا کی تو نے ان واقعات میں سے اپنی آنکھوں سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اب دنیا میں ایسا موقعہ آ چکا تھا کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے ایک رسول بھیجا جائے۔

حضرت محمدؐ آخری رسول ہیں

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اور نہ تھا تو بسنے والا مدین والوں میں کر پڑھتا ان پر
اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ
ہماری آیتیں اور لیکن ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور نہ تھا تو
بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ
کنارے طور کے جب ہم نے پکارا اور لیکن رحمت ہے تیرے
رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
رب کی طرف سے تاکہ ڈرا دے تو اس قوم کو کہ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا
مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾
تجھ سے پہلے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اور تو مدین والوں میں نہ رہتا تھا کہ ان کو ہماری آیتیں
اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ
سناتا پر ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور تو طور کے
بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ
کنارے پر نہ تھا۔ جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے
رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
تیرے رب کا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈر سنا دے جن کے پاس
مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾
تجھ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ یاد رکھیں

ثَاوِیْ (قیام کرنے والا) اسم فاعل ہے ث۔و۔ی سے ثَوَاءٌ کے معنی ٹھہرنا، قیام کرنا۔ مَثْوٰی اسی سے بنا ہے۔

ان آیتوں میں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات تم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں۔ یہ کھلی بات ہے کہ ان واقعات کے ظاہر ہونے کے وقت آپ ان جگہوں میں سے کسی جگہ بھی موجود نہ تھے جہاں یہ ظاہر ہوئے نہ آپ مدین والوں میں مقیم تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں۔ نہ آپ کوہ طور کے کنارے تھے جہاں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی کہ میں سارے جہان کا رب ہوں پھر یہ صحیح حالات جو آپ بتا رہے ہیں اور ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنا رہے ہیں کیا اس بات کی قطعی نشانی نہیں کہ آپ ہمارے رسول ہیں اور ہم جیسے پہلی امتوں میں زمانہ گذرنے پر لوگوں کے گمراہ ہو جانے کے بعد رسول بھیجتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کا اُمّی ہو کر ایسی صحیح خبریں پہنچانا آپ کے رسول ہونے کی پختہ دلیل ہے۔ یہ ہماری رحمت کا تقاضا تھا۔ کہ ہم نے رسولوں کا سلسلہ شروع سے انسان کی ہدایت کے لیے قائم کر رکھا ہے۔ اسی سلسلہ کی آخری کڑی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس لیے بھیجا گیا۔ کہ آپ ان لوگوں کو جن کے پاس مدت سے کوئی رسول نہیں آیا بُرے کاموں کے انجام سے ڈراویں ::

رسول کی ضرورت

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پہنچے ان کو کوئی آفت بوجہ اس کے جو آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے

فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

پس کہیں گے اے ہمارے رب کیوں نہ بھیج دیا تو نے ہماری طرف ایک رسول

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہوتے ہم ایمان والوں میں سے

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا

پھر جب آئی ان کے پاس سچی بات ہمارے پاس سے کہنے لگے

لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ

کیوں نہ ملا اسے جیسا کہ ملا تھا موسیٰ کو کیا نہیں

يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ

منکر ہوئے اس کے جو ملا تھا موسیٰ کو اس سے پہلے

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اور اتنی بات کے لیے کہ کبھی ان پر ان کاموں کی وجہ سے جنہیں ان کے ہاتھ آگے بھیج

فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

چکے ہیں آفت پڑے تو کہنے لگیں اے ہمارے رب ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

کیوں نہ بھیج دیا تاکہ ہم تیری باتوں پر چلتے اور ایمان والوں میں ہوتے

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا

پھر جب ان کے پاس ہمارے پاس سے ٹھیک بات پہنچی کہنے لگے اس کو بھی

لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ

باتیں کیوں نہ ملیں جیسی کہ موسیٰ کو ملی تھیں کیا اس کا جو

يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ

اس سے پہلے موسیٰ کو ملا تھا انکار نہیں کر چکے

انسان بھی عجیب مخلوق ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہی کروں جو میرا جی چاہتا ہے اگر اس سے کہا جائے کہ خواہش کی پیروی ٹھیک نہیں یوں کر جب کہ اس کے خلاف بات صحیح ہو تو ایسے بہانے کر دیتا ہے جنہیں وہ خود پہلے رد کر چکا تھا اس آیت میں ارشاد ہے کہ اگر رسول نہ آتے اور ان لوگوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے عذاب آ پڑتا تو کہنے لگتے۔ اے اللہ اس عذاب سے پہلے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیج دیا تاکہ ہم اس کا کہنا مان کر ایمان لے آتے اور تیرا حکم بجا لاتے ہم نے اسی لیے پہلے ہی رسول بھیج دیئے تاکہ یہ سزا ملتے وقت اتنی بات نہ کہنے پائیں۔ اب جو رسول آئے اور انہیں صحیح باتیں بتائیں تو یہ انہیں مانتے اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ان کو ویسے معجزے کیوں نہ ملے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے یا انہیں ایک دم ساری کتاب تورات کی طرح کیوں نہ ملی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی تھی۔ یہ تھوڑی تھوڑی کیوں نازل ہوتی ہے حالانکہ اس سے پہلے موسیٰؑ کے معجزوں کو اور ان کی لائی ہوئی کتاب تورات کو یہی لوگ ٹھکرا چکے ہیں۔ ان کو تو ٹھیک بات سے چڑ ہے یہ تو وہی کرنا چاہتے ہیں جو ان کا دل چاہے۔ غلط صحیح سے انہیں کوئی بحث نہیں بس جو ان کی خواہشوں کے خلاف بات ہوئی اسے رد کر دیا اور اس کی وجہ وہی بنا دی جس کا پہلے انکار کر چکے ہیں ؛

کھلی دعوت

قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۚ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ

کہنے لگے دونوں جادو ہیں۔ ایک دوسرے کی پشت پناہ اور بولے ہم ہر ایک کا

كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ

انکار کرنے والے ہیں تو کہہ پس لاؤ کوئی کتاب سے

عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ

اللہ کے پاس کہ وہ زیادہ ہدایت ہیں ان دونوں سے کہ میں چلوں اس پر

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ

اگر ہو تم سچے پس اگر نہ

يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ

جواب دیں یہ تجھے تو جان لے کہ نری پیروی کرتے ہیں وہ

اَهْوَآءَهُمْ ؕ

اپنی نفسانی خواہشوں کی

قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۚ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ

کہنے لگے یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق اور کہنے لگے ہم

كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ

دونوں کو نہیں مانتے تو کہہ اب تم اللہ کے پاس کی کوئی کتاب لاؤ

عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ

جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ

اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ لوگ

يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ

تیرا کہنا نہ کر لائیں تو جان لے کہ وہ ترے

اَهْوَآءَهُمْ ؕ

اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں

ارشاد ہے کہ اب تو کہتے ہیں کہ ہم تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول جب مانتے جب یہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح معجزے دکھاتے اور ایک دم ساری کتاب تورات کی طرح ہمارے سامنے لا کر رکھ دیتے لیکن یہی وہ لوگ تو ہیں جو اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود ان کے معجزوں کے اور تورات کو باوجود اس کے اکٹھے نازل ہونے کے جھوٹا قرار دے چکے ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن و تورات دونوں جادو ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور ہم تو ان میں سے ایک کو بھی نہیں مانتے ۔ اے ہمارے رسول اب تو ان سے آخری بات کہہ دے کہ بہانہ بازیاں چھوڑ دو۔ اگر تم سچ مچ ان دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے تو اب تم اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کوئی اور ایسی کتاب لاؤ۔ جو انسان کو ان دونوں سے بڑھ کر سیدھے راستے پر چلاتی ہو۔ میں اس پر چلنے کے لیے تیار ہوں پھر اگر اس کے جواب میں وہ خاموشی اختیار کریں تو سمجھ لے کہ انہیں حق کی تلاش نہیں یہ وہی کریں گے جو ان کا دل چاہے ؟

خواہشوں کے غلام

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ

اور کون زیادہ بھٹکا ہوا ہے اس سے جو پیروی کرے اپنی خواہش کی بغیر

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

ہدایت کے اللہ کی جانب سے تحقیق اللہ راستہ نہیں دکھاتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا

ان لوگوں کو جو ظالم ہیں اور تحقیق پیہم بھیجا ہم نے

لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾

ان کے لیے اپنا کلام تاکہ وہ دھیان کریں

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

جنہیں دی ہم نے کتاب اس سے پہلے

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾

وہ اس پر ایمان لاتے ہیں

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اپنی خواہش پر چلے

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

اللہ کے راہ بتلائے بغیر بے شک اللہ بے انصاف

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا ع ٥

لوگوں کو راہ نہیں دیتا اور ہم ان کو پے در پے

لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾

اپنا کلام بھیجتے رہے ہیں تاکہ وہ دھیان میں لائیں

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾

پر یقین کرتے ہیں

وَصَّلْنَا: ملایا ہم نے۔ ماضی ہے تَوْصِيْل سے جو و۔ص۔ل سے بنا ہے۔ وصل کے معنی ملنا۔ توصیل کے معنی آپس میں ملا دینا۔ یہاں لگاتار بھیجنا مراد ہے۔

ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ گیا اور دن رات انہی کے پورا کرنے میں سرگرداں رہا۔ اس سے زیادہ گمراہ اور کج رفتار کون ہوگا۔ دنیاوی خواہشوں کو اسی حد کے اندر پورا کرنا چاہیے جو اللہ عزوجل نے مقرر کر دی ہے اور انہیں اسی طرح اور اسی قدر پورا کرنا چاہیے جتنا اس نے بتا دیا ہے اور جتنے کی اجازت دی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آدمی اللہ کے فرمان کو اپنی خواہش کے آگے ٹھکرا دیتا ہے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے ان کے پاس اپنے احکام بھیجنے میں کمی نہیں کی۔ ہم ان کے پاس اپنے رسول اور اپنا کلام لگاتار بھیجتے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں اب ہم نے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہیں اور اپنی آخری کتاب قرآن انہیں دی ہے۔ اس میں تمام پچھلی امتوں اور رسولوں کے صحیح صحیح حالات درج کر دیئے ہیں تاکہ قیامت تک انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہو جنہیں ہماری کتاب پہلے مل چکی ہے وہ اس قرآن پر ضرور ایمان لائیں گے۔

سمجھ داروں کا رویّہ

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ
اور جب پڑھی جائے ان پر کہیں ایمان لائے ہم اس پر بے شک یہ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
سچ ہے ہمارے رب کی طرف سے تحقیق ہیں ہم اس کے پہلے ہی سے
مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ
حکم بردار وہ لوگ دیئے جائیں گے اپنا ثواب
مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
دو مرتبہ اس پر کہ جمے رہے اور دور کرتے ہیں بھلائی سے
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾
برائی کو اور اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا خرچ کرتے ہیں
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ
اور جب سنتے ہیں فضول بات تو ٹال دیتے ہیں اسے

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ
اور جب ان کو سنائی جائے تو کہیں ہم اس پر یقین لائے یہی
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہوا ہم اس کے پہلے سے
مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ
حکم بردار ہیں وہ لوگ اپنا ثواب دہرا پائیں گے
مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
اس بات پر کہ قائم رہے اور برائی کے جواب میں بھلائی
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾
کرتے ہیں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ
اور جب نکمی بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں

یَدْرَءُوْنَ (دور کر دیتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے۔ د۔ ر۔ ء سے۔ دَرْءٌ کے معنی دور کرنا، دفع کرنا، ہٹانا۔ یہاں مراد تدارک کرنا ہے۔

پہلے ارشاد ہوا کہ جن لوگوں کو اس سے پہلے کتاب مل چکی ہے۔ وہ اس قرآن کو سنتے ہی اس پر ایمان لے آئیں گے آگے ارشاد ہے کہ جب وہ لوگ جو اس سے پہلے کتابوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کتاب یعنی قرآن کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے یا دیگر مسلمانوں کی زبانی سنتے ہیں تو بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں ہم اس کتاب پر ایمان لائے۔ یہ کتاب راستی اور صداقت کی کان ہے جو ہمارے رب نے ہمیں عطا کی ہے ہم تو پہلے ہی سے اس پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اس کی تصدیق کی گئی ہے۔ ارشاد ہے ان لوگوں کو اس اقرار کا دہرا ثواب ملے گا۔ ایک تو پہلی کتاب پر ایمان لانے کا اور دوسرے اس کتاب کو مان کر اس پر ایمان لانے کا۔ ان لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ یہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں یعنی جو برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور گناہ سے فوراً توبہ کرتے ہیں۔ نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور فضول باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ۞

ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے

وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ
اور کہا ہمارے لیے ہمارے کام اور تمہارے لیے تمہارے کام سلامتی ہو
عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ
تم پر نہیں چاہیں ہم ناسمجھ لوگ تحقیق تو نہیں ہدایت دینے والا
مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ج
جسے آپ پسند کریں اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ
اور وہی جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے اور کہنے لگے کہ اگر پیروی کریں ہم
الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ط
ہدایت کی تیرے ساتھ۔ اٹھا کر پھینک دیے جائیں اپنے ملک سے

وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ
اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے کام اور تمہارے لیے تمہارے کام سلامتی
عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ
رہو ہمیں بے سمجھ لوگ نہیں چاہئیں تو جس کو چاہے راہ
مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ج
پر نہیں لا سکتا اللہ جس کو چاہے راہ پر لائے اور
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ
وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آنے والے ہیں اور کہنے لگے کہ اگر ہم تیرے ساتھ
الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ط
راہ پر آئیں تو اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں

نُتَخَطَّفْ: اُچک لیے جائیں ہم۔ مضارع مجہول ہے تَخَطُّفٌ سے۔ تَخَطُّفٌ: اٹھا کر لے جانا کہیں پھینک دینا۔

یہ پہلی آیت کا حصّہ ہے۔ ارشاد ہے کہ وہ لوگ فضول باتوں سے کترا کر چلے جاتے ہیں اور فضول کام کرنے والوں سے یہ کہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ تمہارے کام تمہارے لیے اور ہمارے کام ہمارے لیے۔ ہم تمہیں سلام کریں ہمیں معاف رکھو ہم ان لوگوں سے تعلق نہیں رکھنا چاہتے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

ان آیتوں میں ان چار اہل کتاب کی طرح اشارہ ہے جو حبشہ اور شام سے آئے اور قرآن مجید سنکر مشرف بہ اسلام ہوئے واپسی کے وقت مکّہ والوں نے ان پر آوازے کسے اور انہوں نے انہیں یہی جواب دیا جو اس آیت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا تھا کہ باہر سے آ کر لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اور مکّہ میں خود آپ کے رشتہ دار آپ کی بات نہیں مانتے۔ اس کے بارے میں ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو راہ راست پہلے آنا تیرا کام نہیں تیرا کام تو اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ ہدا۔۔۔ وہی پائے گا جسے اللہ ہدایت کی توفیق دے گا۔ مکّہ کے کافروں کا ایک عذر یہ تھا کہ اگر اے محمدؐ ہم تمہارا کہنا مان کر تمہارے اسلام ۔۔۔ لیں تو سارے عرب مل کر ہمیں اپنے ملک سے نکال دیں۔

غلط بہانہ

اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى
کیا نہیں ٹھکانہ دیا ہم نے انہیں حرمت والے محفوظ مکان میں کہ لائے جاتے ہیں

اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا
اس کی طرف پھل ہر چیز کے بطور رزق کے ہماری طرف سے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ
اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اور کتنی

اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ
ہلاک کر دیں ہم نے بستیاں کہ اتراتی تھیں اپنی زندگی کے سامان پر

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ
پس یہ ان کے گھر ہیں نہ آباد ہوئے ان کے بعد

اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾
مگر تھوڑے اور ہوئے ہم ہی وارث اس کے

اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى
کیا ہم نے انہیں حرمت والے پناہ کے مکان میں جگہ نہیں دی کھنچے آتے

اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا
ہیں جس کی طرف پھل ہر چیز کے بطور روزی ہماری طرف سے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ
پر ان میں بہت سے سمجھ نہیں رکھتے اور کتنی

اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ
بستیاں ہم نے غارت کر دیں جو اترا چکی تھیں اپنی گذران میں

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ
اب یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے پیچھے آباد نہیں ہوئے

اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾
مگر تھوڑے اور آخر کار ہم ہی سب کچھ لینے والے ہوئے

یُجْبٰی اِلَیْہِ (لایا جاتا ہے اس کے طرف) یُجْبٰی مضارع مجہول ہے ج ب ی سے جَبْیٌ کے معنی جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ پیداوار پھل وغیرہ کھچے چلے آتے ہیں :: بَطِرَتْ (اتراتے تھے) ماضی ہے ب۔ ط۔ ر سے بَطَر فخر اور اترانے کو کہتے ہیں۔ سورۃ الانفال میں گذر چکا ہے :: مَعِیْشَۃٌ (سامان زندگی) مَعِیْشَتَہَا میں فِیْ مقدر ہے اس لیے اس میں اندر کے معنی پوشیدہ ہیں۔

مکّہ کے کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ماننے کا یہ بہانہ کیا کہ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو عرب ہمیں اپنے ملک سے نکال دیں گے۔ اس کا جواب اس آیت میں ارشاد ہے کہ عرب تو کعبہ کا احترام کرتے ہیں اسی کی وجہ سے تم ایک محفوظ مقام میں ہو۔ اللہ ہی نے تمہاری حفاظت کا سامان اب بھی کیا ہوا ہے کیا اس کے رسول کی بات مانو گے تو کیا وہ تمہاری حفاظت چھوڑ دے گا؟ دیکھو اس پُرامن مقام میں ہر جگہ کے پھل کھچے چلے آتے ہیں یہ ہماری طرف سے تمہیں روزی دی گئی ہے تم اتنا نہیں جانتے کہ تم ہمارے طرف دار ہو جاؤ گے تو انجام کار اللہ تمہاری حالت اور بھی زیادہ اچھی کر دے گا۔ سنو! دنیا کے دشمنوں سے کیا ڈرتے ہو اللہ سے ڈرو جس نے بہت سی بستیاں جو اپنی خوشحالی پر نازاں تھیں نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر ڈالیں یہ ان کے مکان کھنڈر ہوئے پڑے ہیں وہ لوگ اپنا سارا سامانِ زندگی چھوڑ کر چل بسے اور پھر اس کے مالک اور وارث ہم ہی ہوئے ::

اللہ کا قانون

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

اور نہیں ہے تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا یہاں تک کہ

يَبْعَثَ فِىْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

بھیج دے اس کی بڑی بستی میں ایک رسول پڑھ سنائے انہیں

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

ہماری آیتیں اور نہیں ہم ہرگز کرنے والے بستیوں کو مگر جب کہ ان میں رہنے والے

ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ

زیادتی پر کمر باندھ لیں اور جو دیئے گئے ہو تم کوئی چیز

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

پس سامان ہے زندگی کا دنیا کی اور اس کی زینت اور جو اللہ کے پاس ہے

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾

وہ بہتر ہے اور پائیدار کیا پس تم نہیں سمجھتے ؟

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

اور تیرا رب بستیوں کا غارت کرنے والا نہیں جب تک

يَبْعَثَ فِىْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اس کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر نہ بھیج دے جو ان کو ہماری

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

باتیں سنائے اور ہم بستیوں کو ہرگز غارت کرنے والے نہیں جب تک وہاں کے

ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ

لوگ ظالم نہ ہوں اور جو تمہیں کوئی چیز ملی ہے سو کام چلانا ہے

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

دنیا کی زندگانی کا اور اس کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

ہے سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تمہیں سمجھ نہیں ؟

پہلے ارشاد ہوا کہ یہ مکّہ کے کافر کیسی نادانی کی باتیں کرتے ہیں ان کو اس کا تو خوف ہے کہ عرب ہمارے دشمن ہو جائیں گے اور ہمیں ملک سے نکال باہر کریں گے حالانکہ اب تک باوجود دشمنی کے وہ ایسا نہیں کر سکے کیونکہ اللہ نے مکّہ کی سرزمین کو احترام والی اور خطرہ سے پاک بنایا ہے اور یہاں گھر بیٹھے سب جگہ کی پیداوار کھچی چلی آ رہی ہے مگر انہیں اللہ کا خوف نہیں جو ان سے پہلے بہت سی قوموں کو نافرمانی کی سزا میں تباہ کر چکا ہے ان کی بستیاں ان کے آس پاس ہی کھنڈر پڑی ہوئی ہیں آگے ارشاد ہے کہ بستیوں کو ہم اس وقت تک برباد نہیں کرتے جب تک ان کی سب سے بڑی بستی میں اپنا رسول اپنا پیغام دے کر نہ بھیج دیں تاکہ وہ سب کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور حقیقت سے آگاہ کر دے پھر جب باوجود سمجھانے کے لوگ نہیں مانتے اور زیادتی اور سرکشی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ان کو اتنا تو سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں موت ایک نہ ایک دن آنی ضرور ہے۔

پھر یہ یہاں کے سامان عیش و عشرت پر لٹو کیوں ہو رہے ہو۔ یہ سامان تو فقط وقتی طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے ہے اور یہیں کی زینت ہے یہیں رہ جائے گا۔ اللہ کے پاس اس سے بہتر سامان ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے کہ فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختیار کرو۔

قیامت حق ہے

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ

کیا وہ شخص۔ کہ وعدہ کیا ہم نے اس سے وعدہ اچھا پس وہ ملنے والا ہے اس سے

كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

جیسا ہے جسے فائدہ دیا ہم نے سامان زندگانی کا دنیا کی پھر

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (٦١) وَيَوْمَ

وہ دن قیامت کے پکڑے ہوؤں میں ہوگا اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

اللہ انہیں پکارے گا پھر فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کے

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (٦٢) قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

تھے تم دعوے دار کہیں گے وہ کہ قائم ہو چکے گا جن پر

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ

الزام اے ہمارے رب یہ ہیں وہ لوگ جنہیں ہم نے بہکایا

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ

پھر ایک شخص جس نے ہم سے اچھا وعدہ کیا اور وہ اسے پانے والا ہے

كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

اس کے برابر ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگانی کا فائدہ دیا پھر

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (٦١) وَيَوْمَ

قیامت کے دن وہ پکڑا ہوا آیا اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

انہیں پکارے گا تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (٦٢) قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

دعوی کرتے تھے بولیں گے وہ لوگ جن پر الزام لگ

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ

چکا اے رب یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکایا

مُحْضَرِيْنَ: حاضر کیے گئے۔ جمع ہے مُحْضَر کی جو اِحْضَار سے اسم مفعول ہے حضور کے معنی سامنے آنا۔ حاضر، حضرت، محاضرہ وغیرہ اسی سے بنے ہیں۔ اِحْضَار: پکڑ کر پیش کرنا۔ مُحْضَر سے مراد وہ مجرم ہے جسے سرکاری آدمی گرفتار کر کے حاکم کے سامنے پیش کریں۔ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا مطلب ہے جن کے خلاف فیصلہ ہو چکا۔ اَغْوَيْنَا: بہکایا ہم نے اِغْوَاءٌ سے ماضی ہے جو غ۔و۔ی سے بنا ہے غَیٌّ: گمراہی۔ اِغْوَاءٌ: گمراہ کرنا، بہکانا

ارشاد ہے کہ دنیا پر مغرور ہو کر بیٹھنا انتہائی نادانی ہے جس شخص نے ہماری اطاعت کی اور ہم نے اس سے بہت اچھا انعام دینے کا وعدہ کیا جو اسے قیامت کے دن ضرور مل کر رہے گا۔ کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جس نے کچھ دن ہمارے دیئے ہوئے مال و متاع سے دنیا میں گلچھرے اڑا لیے۔ پھر مر گیا اور قیامت کے دن گرفتار ہو کر ہمارے سامنے مجرم کی حیثیت سے پیش ہوا قیامت میں اللہ مشرکوں سے پوچھے گا کیوں؟ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جنہیں تم ہمارا شریک قرار دیتے تھے ان سب سے پہلے شیطان کے چیلے چانٹے جن کا انسان کے بہکانے میں بڑا ہاتھ ہے بول اٹھیں گے کہ اے رب یہ وہ لوگ ہیں جن کے بہکانے کا الزام ہم پر لگایا جاتا ہے:-

جھوٹے معبود

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ؗ مَا

بھکایا ہم نے انہیں جیسے ہم بہکے بری ہوئے ہم تیرے آگے نہ

كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

تھے وہ ہمیں پوجتے اور کہا جائیگا پکارو

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

اپنے شریکوں کو پس وہ انہیں پکاریں گے پس وہ جواب نہ دیں گے

لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ

انہیں اور آنکھ سے دیکھ لیں گے عذاب کاش کسی طرح

كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾

ہوتے وہ ہدایت یافتہ

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ؗ مَا

انہیں بھکایا جیسے ہم آپ بہکے بیزار ہوئے ہم تیرے آگے

كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

وہ ہم کو نہ پوجتے تھے اور کہا جائے گا پکارو

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

اپنے شریکوں کو پھر وہ انہیں پکاریں گے، تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے

لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ

اور عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ کاش وہ

كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾

راہ پائے ہوئے ہوتے

تَبَرَّاْنَا: (بری ہوئے ہم) تَبَرِّیْ سے۔ تبری کے معنی بیزاری، بے تعلقی ظاہر کرنا۔ ذمہ داری کا انکار کرنا۔

مشرکوں کے بہکانے والے یعنی شیاطین قیامت کو اللہ کے روبرو کہیں گے کہ یہ سب گمراہ لوگ تیرے سامنے ہیں ٹھیک ہے کہ ظاہر ہم نے انہیں گمراہ کیا کیونکہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم کرتے بھی کیا۔ مگر ہم پر ان کے گمراہ کرنے کا الزام حقیقتاً عاید نہیں ہوتا کیونکہ ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا۔ کہ ہمارا راستہ اختیار کرو۔ ہم نے فقط ایک شوشہ چھوڑ دیا اور یہ اپنی نفسانی اغراض پوری کرنے کے لیے ہمارے اشارہ پر چل پڑے۔ ہم تیرے سامنے ان کے معبود ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ہمیں پوجتے ہی کب تھے۔ یہ تو اپنی خواہشوں کے بندے تھے اور اسی وجہ سے ہمارا داؤ ان پر چل گیا۔ اگر ان کی نفسانی خواہشیں انہیں نہ ابھارتیں تو ضرور یہ ہمیں دھتا بتاتے اور سیدھا راستہ اختیار کرتے۔ شیاطین الانس و الجن جب اپنا یہ بیان دے چکیں گے تو مشرکوں سے کہا جائے گا تو اب اپنے بچانے کے لیے اپنے ان معبودوں کو پکارو جنہیں تم نے اپنی خواہشیں پورا کرنے کا آلہ کار بنا رکھا تھا۔ یہ شیطان تو تم سے اپنی بے تعلقی ظاہر کر چکے۔ اس پر وہ اپنے بتوں اور دیوتاؤں وغیرہ کو پکاریں گے۔ جن کے آگے وہ عاجزی سے جھک کر اپنی مرادیں مانگا کرتے تھے وہ پکارتے پکارتے تھک جائیں گے لیکن وہ انہیں کچھ جواب نہ دیں گے کیونکہ انہیں اوّل تو خبر ہی نہ تھی کہ یہ اللہ کو چھوڑ کر ہمیں پوجتے ہیں اور اگر خبر تھی بھی تو وہ ان کی اس حرکت سے سخت ناراض تھے انتے ہیں ان مشرکوں کی آنکھوں کے سامنے عذاب آجائے گا اسے دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو جائیں گے اور کہیں گے اے کاش ہم دنیا میں سیدھا راستہ اختیار کر لیتے۔

ایک اور سوال

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ

اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا پس فرمائے گا کیا جواب دیا تھا تم نے

الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ

رسولوں کو　تو غائب ہو جائیں گی ان سے دنیا کی ساری باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا

اس روز　پس وہ آپس میں پوچھ بھی نہ سکیں گے　لیکن

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

جس نے توبہ کی　اور ایمان لایا　اور کام کیے اس نے نیک

فَعَسٰٓى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

پس امید ہے　کہ　ہو وہ　کامیاب ہونے والوں میں سے

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ

اور جس دن انہیں پکارے گا پھر فرمائے گا ہمارے رسولوں کو تم نے

الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ

کیا جواب دیا تھا　پھر گم ہو جائیں گی ان سے ساری باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا

اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے　سو جس نے

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

کہ توبہ کی اور یقین دلایا اور اچھے عمل کیے

فَعَسٰٓى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

تو امید ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں ہوگا

فَعَمِيَتْ: اچھپ جائیں گے ماضی کا صیغہ ہے۔ ع، م، ی سے عَمٰی یَعْمٰی وغیرہ لفظ اسی سے بنے ہیں اور پہلے گذر چکے ہیں۔ عمی مصدر کے معنی غائب ہونے کے ہیں۔

جب مشرکوں سے اللہ عزوجلّ کی توحید کی بابت پوچھا جا چکے گا اور وہ اس میں منہ کی کھائیں گے اور رسوا اس کے کہ دنیا میں جو انہوں نے گمراہی اختیار کی اس پر پچھتائیں اٹھ آٹھ آنسو بہائیں کہ کاش ہم دنیا میں ہدایت حاصل کر لیتے اور کچھ ان سے نہ بن پڑے گا تو اس کے بعد دوسرا سوال پوچھا جائے گا۔ کہ بتاؤ تم نے ہمارے رسولوں کی بات کیوں نہ مانی۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل ان سے کہے گا کہ لوگو تم نے ہمارے رسولوں کو جو تمہیں ہمارا پیغام سُناتے دنیا میں آئے تھے کیا جواب دیا تھا۔ یہ سوال سُن کر کافر حواس باختہ ہو جائیں گے۔ دنیا میں جو وہ اسلام کے خلاف باتیں بگھارتے تھے ان میں سے ایک بھی وہاں یاد نہ آئے گی۔ اتنا ہوش بھی نہ آئے گا کہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں کہ اس سوال کا کیا جواب دینا چاہیے۔ کافروں کی قیامت کے دن یہ ناگفتہ بہ حالت بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے کہ آخرت میں نجات کا دارومدار صرف اس پر ہے کہ انسان دنیا میں ہی سرکشی چھوڑے خواہشوں کا غلام نہ بنے اللہ پر سچے دل سے ایمان لائے کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے اور اللہ کے رسول جو اسے نیک کام بتائیں انہیں بے چون وچرا اختیار کرے اور جن کاموں کو وہ برا کہیں ان کے قریب بھی نہ پھٹکے ایسے لوگوں کو امید رکھنی چاہیے کہ انہیں آخرت میں کامیابی حاصل ہو گی ؎

اللہ ایک ہے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا
اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے نہیں
كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى
ہے ان کے لیے پسند پاک ہے اللہ اور برتر ہے
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ
اس سے جو شریک کرتے ہیں اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں
صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ
ان کے سینے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہ اللہ ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ
نہیں کوئی معبود سوا اس کے اسی کے لیے تعریف ہے دنیا میں اور
الْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾
آخرت میں اور اسی کے لیے حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا
اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور وہ جسے چاہے پسند کرے
كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى
پسند کرنا ان کے اختیار میں نہیں پاک ہے اللہ اور بہت بلند ہے
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ
اس سے جسے وہ شریک کرتے ہیں اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں
صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ
میں چھپ رہا ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ
اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔
الْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾
حکم اسی کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

اَلْخِيَرَةُ (پسند) یہ اختیار کا حاصل مصدر ہے اس کے معنی پسند کرنے کے اور بہترین چیز کے بھی ہیں۔ تُكِنُّ (چھپائے ہوئے ہے) مضارع کا صیغہ ہے اِكْنَانٌ سے اس سے کِنٌّ بنا ہے جس کی جمع اکنان ہے۔ کَنٌّ مجرد کے معنی بھی چھپانا ہیں۔

ارشاد ہے کہ انسان اس خبط میں مبتلا نہ رہے کہ کسی بات یا کام کی اچھائی یا برائی اس کے اپنے فیصلہ پر موقوف ہے ہرگز نہیں اللہ ہی نے ہر چیز پیدا کی ہے اور وہی اس کی اچھائی برائی کا فیصلہ کرتا ہے۔ انسان کی پسند کو اس میں دخل نہیں جو اپنی پسند ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے وہ مشرک ہے۔ اللہ ہر چیز سے جسے وہ اس کے برابر کا صاحب اختیار سمجھیں بلند و برتر ہے۔ وہ ہر ایک کمزوری سے پاک ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے یہاں تک کہ جو انسان کے دل میں پوشیدہ ہے وہ بھی اور جسے وہ ظاہر کرتا ہے وہ بھی سب اسے معلوم ہے اس کے سوا کوئی اس قابل نہیں کہ معبود بن سکے۔ دنیا اور آخرت کی ہر چیز اس کی ثنا اور صفت میں مشغول ہے اور زبان حال یا قال سے کہہ رہی ہے کہ خوبیاں ساری اسی کے لیے ہیں ہر جگہ اسی کا حکم چلتا ہے تم سب پھر اسی کی طرف واپس جاؤ گے اور اسی کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوگے۔

اوروں کے عجز کی یاد دہانی

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
تو کہہ بھلا بتاؤ تو اگر کردے اللہ تمہارے اوپر
الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک کونسا وہ معبود ہے اللہ کے سوا کہ
يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (۷۱) قُلْ
لائے تمہارے پاس کوئی روشنی کیا پس نہیں سنتے تم تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
بھلا بتاؤ تو اگر کردے اللہ تمہارے اوپر
النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
دن ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک وہ کون سا
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ
معبود ہے اللہ کے سوا جو لے آئے تمہارے پاس رات کہ آرام کرو تم
فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۷۲)
اس میں پھر کیا تم نہیں دیکھتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن
الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
تک رات رکھ دے کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ
يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (۷۱) قُلْ
لائے تمہارے پاس روشنی کہیں سے پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
دیکھو تو اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن
النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
تک دن رکھ دے کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ
تمہارے پاس رات لائے جس میں تم آرام کرو
فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۷۲)
پھر کیا تمہیں سوجھتا نہیں

انسان کی نادانی پر اس آیت میں زبردست تنبیہ کی گئی ہے جس سے اپنا فوری مطلب نکلتا دیکھتا ہے اسی کی طرف جھک جاتا ہے اسے اس کی خواہشوں پر چلنے سے نہ روکے بلکہ نہ روک سکے اسے اپنا معبود بنا بیٹھتا ہے ارشاد ہے کہ تم ان سے پوچھو کہ اگر سورج کا نکلنا بند ہو جائے یا اس کی روشنی ماند پڑ جائے اور سارے روشنی کے ذریعے مفقود ہو جائیں اور دنیا میں قیامت تک کے لیے ہمیشہ رات چھائی رہے یا اس کے برعکس قیامت تک ہمیشہ دن ہی کا وقت رہے اور آرام وسکون کے لیے رات آئے ہی نہیں تو تمہارے ہوئے معبودوں میں سے کوئی ہے جو روشنی یا رات لاسکتا ہے ہرگز نہیں اللہ کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں اتنی سی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے تو یا اندھے ہو کہ تمہیں خود نہیں سوجھتا یا بہرے ہو کہ بتانے سے بھی نہیں سمجھتے ؛

دن رات اللہ ہی نے بنائے

رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
رحمت سے بنائے تمہارے لیے رات اور دن
نُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
رو تم اس میں اور تاکہ طلب کرو تم اس کے فضل سے اور تاکہ تم
رُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
ر کرو اور جس دن پکارے گا انہیں پھر فرمائے گا کہاں ہیں
آءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا
ریک جنہیں تم تھے گمان کرتے اور الگ کرلیں ہم
لِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
سے ایک حال بتانے والا پھر کہیں گے ہم لاؤ اپنی دلیل
وْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ
یں گے کہ سچ بات اللہ کی ہے اور کھوئی جائینگی ان سے
كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع
تھے وہ باتیں بناتے

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
اور اپنی مہربانی سے تمہارے لیے رات اور دن بنا دیئے کہ
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
اس میں چین بھی کرو اور کچھ اس کا فضل بھی تلاش کرو اور تاکہ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
تم شکر کرو اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا
میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے اور ہر فرقہ
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
میں سے ہم ایک احوال بتانے والا جدا کر دینگے پھر کہیں گے ہم لاؤ اپنی دلیل
فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ
پھر جان لیں گے کہ اللہ کی بات سچ ہے اور گم ہو جائیں گی ان سے
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع
جو باتیں وہ جوڑتے تھے

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ اس نے دن اور رات کے ایک دوسرے کے بعد باقاعدہ آنے کا انتظام کر دیا تاکہ تم رات کو آرام کرو اور زندگی گذارنے کے اسباب جو اللہ نے اپنے فضل سے تمہارے لیے دنیا میں مہیا کر دیئے ہیں تلاش کرنے کے لیے کام کرو پھر ان انعامات پر اس کا شکر کرو۔ پھر ارشاد ہے کہ ایسی کھلی ہوئی نشانیوں کے بعد اللہ کا نہ ماننا ہٹ دھرمی ہے۔ قیامت کو ہم ان سے پوچھیں گے بولو تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں جن کو تم نے بظاہر معبود بنا رکھا تھا۔ اگرچہ درحقیقت تم ان کے نہیں۔ صرف اپنی خواہشوں کے بندے تھے۔ پھر ارشاد ہے کہ قیامت کو ہر نبی اپنی اپنی امت کا سچا حال بتانے کے لیے موجود ہوگا۔ پھر ہر فرقے سے کہا جائے گا کہ ان کے جھٹلانے کی کوئی وجہ بتاؤ۔ وجہ تو وہ کیا خاک بتاتے۔ ہاں انہیں اس کا علم ہوجائے گا کہ اللہ عزوجل کی بات سچی تھی اور جو ارادہ دنیا میں بنایا کرتے تھے ان کے ذہن میں ان کا نام و نشان بھی نہ رہے گا۔

دُنیا پر مغرور نہ ہو

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى
تحقیق قارون تھا برادری میں سے موسیٰ کی پس ظلم کیا
عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ
ان پر اور دیے تھے ہم نے اسے خزانوں میں سے اتنے کہ اس کی کنجیاں
لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ
تھکا دیتی تھیں کئی آدمی زور والوں کو جب کہا اس سے
قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾
اس کی قوم نے اترا مت تحقیق اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى
قارون موسیٰ کی قوم میں سے ہی تھا - پھر وہ ان پر زیادتی
عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ
کرنے لگا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں
لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ
اٹھانے سے کئی زور آور مرد تھک جاتے تھے جب اس سے اس کی
قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾
قوم نے کہا اترا مت اللہ کو اترانے والے نہیں بھاتے

تَنُوْءُ (گراں بار کرتی تھیں) مضارع کا صیغہ ہے ن و ء سے نَوْءٌ کے معنی چڑھنے اور اوپر آجانے کے ہیں عربوں نے ان ستاروں کا نام نَوْءٌ رکھا تھا جو بارش کے موسم کے شروع میں مشرق کی طرف سے نکلتے تھے پھر اس کے معنی غالب آنے کے ہو گئے۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ اس کی کنجیاں کئی مرد اٹھاتے تھے تو وہ ان کی طاقت پر غالب آجاتیں یعنی ان کی طاقت ان کنجیوں کے بوجھ سے دب جاتی۔

لَا تَفْرَحْ (مت اترا) فَرَحٌ سے ہے اس کے معنی ہیں اپنی وضع قطع سے چھچھورے پن کا اظہار۔

پہلی آیتوں میں انسان سے کہا گیا ہے کہ اپنا دھیان دُنیا سے ہٹائے اور آخرت کی طرف توجّہ کرے۔ دُنیا کوئی دن کی ہے یہاں کا ساز و سامان، مال و دولت ڈھلتی چھاؤں ہے ہمیشہ رہنے والی دولت وہ ہے جو اللہ آخرت میں اپنے اطاعت گذار بندوں کو عطا فرمائے گا۔ اسی بات کو سمجھانے کے لیے یہاں قارون کا قصّہ بیان کیا گیا ہے قارون بنی اسرائیل ہی میں سے تھا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی۔ یہ چالاک آدمی تھا اسے موقعہ ملا تو اس نے دوسروں کو دبا کر دھوکے دے دے کر خوب دولت اکٹھی کر لی اور لگا اترانے۔ اس کے پاس اس قدر پیسہ ہو گیا کہ اس کی تجوریوں کی کنجیاں کئی ہٹّے کٹّے آدمی اٹھا کر لے چلتے تو تھوڑی دیر میں تھک جاتے۔

اتنی دولت پائی تو اکڑ گیا اور لگا اترانے اور شیخی بگھارنے۔ قوم کے سمجھ دار لوگوں نے کہا کہ مال دار ہونے پر مت اترا۔ اللہ عزّ وجل کو ایسے لوگ اچھے نہیں معلوم ہوتے جو پیسہ پر اتراتے اور اس پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے پھریں۔ قارون نے اپنے مکر و فریب سے لوگوں کو لوٹ کر بڑا پیسہ اکٹھا کر رکھا تھا اور جب پیسہ والا ہو گیا تو ایسی حرکتیں کرنے لگا جن سے عام لوگوں کو بہت دکھ ہوتا۔

نازیبا حرکتیں

فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
اس میں جو دیا تجھے اللہ نے اس گھر کی جو آگے آنے والا ہے
نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ
اپنا حصہ دنیا سے اور نیکی کر
سَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ
کی اللہ نے تیرے ساتھ اور طلب مت کر خرابی ڈالنا
ضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (۷۷)
تحقیق اللہ نہیں پسند کرتا خرابی ڈالنے والوں کو
مَآ اُوتِيتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ
مجھے دی گئی ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے

وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کما لے
وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ
اور دنیا میں سے اپنا حصہ مت بھول اور بھلائی کر
كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ
جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور ملک میں خرابی مت پھیلا
فِي الْاَرْضِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (۷۷)
اور اللہ کو خرابی پھیلانے والے نہیں بھاتے
قَالَ اِنَّمَآ اُوتِيتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ
کہا یہ مال تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے

ں لوگ پیسہ والے ہوتے ہی اوچھا پن دکھانے لگتے ہیں ان میں اتنی سمائی نہیں ہوتی کہ دوسروں کو اپنے طرزِ عمل سے دق نہ کریں۔ سمجھنے لگتے ہیں کہ جو کچھ ہے بس دنیا ہی ہے ہنسی دل لگی، جوا، کھیل تماشے، بدکاری، لذیذ کھانے، شراب نوشی، غریبوں کی توہین، کو یار بنانا اور ان کو قتل و غارت، اغوا اور دوسروں پر دھونس جمانے کے لیے اپنا آلۂ کار بنانا۔ غرض جو جی چاہے کرنا۔ یہی تو ندوں کے شغل رہے اور ہیں۔ قارون میں یہ سب کچھ تھا۔ عقلمندوں نے اسے سمجھایا کہ دیکھ ایک دن مرنا ہے۔ اس دولت سے ت بھی کما لے۔ دنیا میں تو تھوڑے ہی دن رہنا ہے۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے ں کی مخلوق سے نیک سلوک کر۔ اپنے گرد حمایتی اکٹھے کر کے ملک میں فساد مت پھیلا۔ اللہ کو فساد پھیلانے والے پسند نہیں ایک نہ ایک دن تباہ ہو کر رہے گا۔

ارون نے سنکر وہی جواب دیا جو آج بھی دولت مندوں کی زبان پر ہے اس نے کہا تم مجھے نصیحت کرنے والے کون ہوتے دولت تو میں نے اپنے ہنر سے کمائی ہے۔ میری چالاکی اور ہوشیاری سے یہ دولت مجھے ملی ہے۔ اور اب تم کہتے ہو کہ اللہ نے ایسا ہی تھا تو تمہیں کیوں نہ دے دی؟

قارون کی نادانی

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ

اور کیا نہ جانا کہ اللہ تباہ کر چکا ہے اس سے پہلے

مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ

کتنی جماعتیں جو کہ وہ زیادہ سخت تھیں اس سے قوت میں اور بڑھی ہوئی تھیں

جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۷۸

مال کے لحاظ سے اور نہ پوچھے جائیں گے اپنے گناہوں کی بابت جرم کرنے والے

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ

پس نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ باٹ سے

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ

کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ اس سے پہلے کتنی

مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ

جماعتیں غارت کر چکا ہے جو اس سے زیادہ زور رکھتی تھیں اور مال کے

جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۷۸

لحاظ سے بھی زیادہ تھیں۔ اور گنہگاروں سے ان کے گناہ نہ پوچھے جائیں گے

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ

پھر اپنی قوم کے سامنے بڑے ٹھاٹھ سے نکلا

قوم کے سمجھ داروں نے قارون کو سمجھایا کہ مانا تیرے پاس دولت بہت ہو گئی ہے اور بہت سامان تیرے ہاتھ لگ گیا ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ تو اس پر اتراتا پھرے۔ دولت ہے تو اس کو ناداروں کی مدد کرنے میں خرچ کر۔ تجھے اللہ نے مال دیا یہ اس کا احسان ہے اس کے بدلے تو اوروں کے ساتھ احسان کر۔ قارون ناک بھوں چڑھا کر بولا بس جی بس یہ اپنی نصیحت رہنے دو۔ یہ دولت کسی کے باپ کی نہیں میں نے اپنے ہنر سے کمائی ہے۔ افسوس دولت کے نشہ میں اللہ کو بھول بیٹھا۔

ارشاد ہے کہ نادان یہ نہ سمجھا کہ اللہ اس سے پہلے سرکشوں کو تباہ کر چکا ہے۔ جو تخت و تاج کے مالک تھے اور جن کے پاس دولت چاروں طرف سے کھنچی چلی آتی تھی۔ لشکر بھی بے شمار تھا۔ آخر اللہ عز و جل نے ان کا چشم زدن میں تختہ الٹ دیا۔ نہ وہ سلطنت اور نہ وہ دولت۔ جن لوگوں نے گناہ کو گناہ نہ سمجھا اور رسولوں کی بات کو ٹھکرا دیا۔ ان سے ان کے گناہوں کی بابت پوچھنا بے کار ہے۔ وہ کھلم کھلا مجرم ہیں۔ قدرت کی ہر چیز ان کے مجرم ہونے پر گواہ ہے۔ ادھر فرشتے ان کے ہر کام کو جو وہ قانونِ فطرت کے خلاف کر رہے ہیں۔ ان کے نامۂ اعمال کے اندر گناہ اور جرم کی مد میں لکھ رہے ہیں۔ پھر مجرموں سے سوال کی کیا ضرورت سوال ہوگا بھی تو جرم ثابت کرنے کے لیے نہیں۔ بلکہ ان کو عار دلانے اور شرمندہ کرنے کے لیے ہوگا۔

قارون نے سمجھانے والوں کی ایک نہ سنی اور ایک دن خاص طور پر بڑی شان و شوکت سے اپنی آرائش زیبائش کے ساتھ بن سنور کر بڑے ٹھاٹھ سے نکلا۔

دُنیا کے دل دادہ

لَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
لگے وہ لوگ جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے
یْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ
اش ہمارے پاس بھی ہوتا ایسا جو دیا گیا قارون
ہٗ لَذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ
دہ ہے البتہ نصیبے والا بڑے اور کہا ان لوگوں نے جو
تُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ
مگے تھے سمجھ افسوس ہے تم پر ثواب اللہ کے ہاں بہتر ہے
مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ج وَلَا
کے لیے جو ایمان لایا اور کام کیا اچھا اور نہیں
قّٰىھَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾
ب ہوتا وہ مگر صبر کرنے والوں کو

فَقَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے
یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ
کاش ہم کو بھی ملے جیسا کچھ قارون کو ملا ہے
اِنَّہٗ لَذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ
بے شک اس کی قسمت بڑی ہے اور جن لوگوں کو
اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ
سمجھ ملی تھی بولے افسوس ہے تم پر اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر
لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ج وَلَا
ہے ان کے واسطے جو یقین لایا اور اچھا کام کیا۔ اور نہیں نصیب
یُلَقّٰىھَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾
ہوتی یہ بات مگر جو صبر کرنے والے ہیں

یُلَقّٰی (دیا جاتا) مضارع مجہول ہے تَلْقِیَۃٌ سے جو باب تفعیل کا مصدر ہے ل۔ق۔ی سے لَقْیٌ کے معنی ملنا۔ اس مادہ سے لقاء، ملاقات، تَلَقّی
بہ لفظ مشہور ہیں۔ تَلْقِیَۃٌ متعدی ملا دینا۔ لَا یُلَقّٰی نہیں ملایا جاتا۔ لَا یُلَقّٰھَا نہیں ملایا جاتا اس سے یعنی نہیں پہنچتا اس تک۔

قارون کی شان و شوکت دیکھ کر دنیا کے طلبگاروں کے منہ میں پانی بھر آیا کہنے لگے کیا ہی اچھا ہوتا ہمیں بھی ایسا ہی مال اور ساز و سامان نصیب
ہوتا جیسے قارون کو ملا ہے یہ بڑا ہی بھاگوان ہے بڑا خوش قسمت ہے۔ بڑے نصیبے والا ہے اس کے سارے ارمان پورے ہوتے بڑے
سے زندگی بسر کرتا ہے ان کا یہ حال دیکھ کر سمجھ دار لوگ جو حقیقت سے آگاہ تھے بولے کم بختو! یہ تم کیا کہہ رہے ہو اس عارضی چمک دمک
ں کیا رکھا ہے یہ کتنے دن کی ہے اللہ کے فرمانبرداروں کے لیے اللہ کے ہاں جو سامان عیش تیار ہے اس کے آگے یہ کیا چیز ہے مچھر کے پَر
ے برابر بھی نہیں لیکن وہ تو ان لوگوں کو نصیب ہو گا جو دنیا میں بڑے لوگوں کو دیکھ کر بے صبری سے جزع فزع نہیں کرتے بلکہ صبر کے ساتھ اللہ کے
یے پر قناعت کر کے اس کے احکام بجا لانے میں لگے رہتے ہیں۔ دنیا داروں کی سی زندگی کی تمنا نہیں کرتے۔

عبرتناک انجام

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ

پس دھنسادی ہم نے اس کے ساتھ اور اس کے گھر کے ساتھ زمین پس نہ ہوئی

لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا

اس کی کوئی جماعت کہ مدد کرتی اس کی اللہ کے آگے اور نہ

كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ

ہوا وہ اپنی آپ مدد کرنے والوں میں اور لگے وہ لوگ جو

تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

تمنا کر رہے تھے اس کے درجہ کی کل کہتے ہیں

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اب کھل گیا ہے کہ اللہ فراخ کر دیتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

اپنے بندوں میں سے اور تنگ کر دیتا ہے

فَخَسَفْنَا وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ قف فَمَا كَانَ

پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی کوئی

لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا

جماعت نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ وہ

كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ

خود مدد لا سکا اور جو کل اس کے درجہ

تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

کی آرزو کر رہے تھے فجر کو کہنے لگے وائے

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کم بختی بر تو اللہ جس کے لیے اپنے بندوں میں چاہے رزق

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

کھول دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے

فَخَسَفْنَا: (دھنسادی ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے خ س ف سے خَسْفٌ کے معنی دھنسا دینا۔ فِئَةٌ: (جماعت)

وَيْكَاَنَّ: (اب سمجھ میں آیا) یہ کلمہ عربی میں ایسی جگہ بولتے ہیں جہاں ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ دیکھا اب پتہ چلا بعض کہتے ہیں۔ وَيْكَ الگ ہے جس کے معنی وہی ہیں جو وَيْلَكَ کے ہیں۔ یعنی ہائے کم بختی ہائے خرابی اور اَنَّ الگ ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ بات یہ ہے دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی نکلتا ہے۔

قارون دولت کی مستی میں نہ سمجھ سکا کہ کائنات پر جس کا اختیار ہے وہ میں نہیں ہوں بلکہ اللہ عزوجل ہے کسی کی کیا ہستی ہے جو اس کے سامنے چوں کر سکے وہ کم بخت اوروں کے منہ تو آتا ہی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی الجھ پڑا۔ ارشاد ہے کہ ہم نے اُسے اس کے گھر بار اور خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا پھر اسے نہ اس کے حامی بچا سکے اور نہ وہ آپ بچ سکا۔ سچ ہے۔ اللہ عزوجل کے آگے کسی کی نہیں چلتی اس کا دھنسنا دیکھ کر وہی لوگ جو کل تک اس جیسا دولت مند ہونے کی تمنا کر رہے تھے بول اُٹھے۔ بات تو یہ نکلی کہ اللہ اپنی حکمت سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے بہت سادے جسے چاہے کم دے دولت مندی اس بات کی نشانی نہیں کہ دولت مند اللہ کو بھی پسند ہے۔

ذخیرہ
جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان

حقیقت حال

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ
اگر نہ ہوتا کہ احسان کیا اللہ نے ہم پر البتہ دھنسا دیتا ہمیں بھی
وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (۸۲) تِلْكَ الدَّارُ
بات یہ ہے کہ نہیں فلاح پاتے کافر یہ گھر
الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا
آخرت کا ہم کردیں گے ان لوگوں کے لیے جو نہیں چاہتے بڑا بننا
فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۸۳)
زمین میں اور نہ فساد اور نیک انجام ڈرنے والوں کا ہے

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ
اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا
وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (۸۲) تِلْكَ الدَّارُ ع
اے خرابی یہ تو کافر چھٹکارا نہیں پاتے وہ پچھلا
الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا
گھر ہے ہم وہ ان لوگوں کو دیں گے جو ملک میں اپنی بڑائی
فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۸۳)
نہیں چاہتے اور نہ بگاڑ ڈالنا اور ڈرنے والوں کی عاقبت بھلی ہے

آدمی جب مصیبت میں پھنس جاتا ہے تو بہت توبہ تلا مچاتا ہے لیکن تھوڑی ہی مدت گذرنے کے بعد یہ سب کچھ بھول جاتا ہے پھر دوسروں کی حالت دیکھ کر یہی سبق حاصل کرتا ہے مگر تھوڑے دن کے لیے چنانچہ قارون کو مع گھر بار مال خزانوں کے جب زمین میں دھنستے دیکھا تو ان لوگوں کی جو کل تک اسی جیسا خوش حال اور مال دار ہونے کی تمنا کر رہے تھے آنکھیں کھلیں اور بولے۔ کہ ہم غلط سمجھے تھے کہ دنیا کی عظمت وجاہ، دولت اور تونگری ہی اصل چیز ہے۔ اللہ نے اپنا بڑا فضل کیا۔ کہ آج ہم زمین میں نہ دھنسے ورنہ قارون جیسے ہوتے تو آج ہمارا بھی یہی حشر ہوتا جو اس کا ہوا اب ہمیں پتہ چل گیا کہ اللہ عز وجل کا انکار کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔

آگے ارشاد ہے کہ بات تو یہی ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ دنیا کا مال و دولت، جاہ و مرتبہ کوئی چیز نہیں۔ کوئی دن کا ہے اصل چیز آخرت ہے۔ وہاں کا آرام و آسائش ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ کان کھول کر سن لو۔ کہ آخرت کا گھر ہمیشہ کی مسرت والا ہم نے ان لوگوں کے لیے مقرر کر دیا ہے جو دنیا میں اوروں سے بڑا بن کر رہنے کی دھن میں نہیں لگے رہتے اور فساد نہیں پھیلاتے۔ کیوں کہ فساد کی جڑ یہی ہے کہ آدمی یا آدمیوں کا کوئی گروہ اوروں سے دنیاوی ساز و سامان میں بڑھ چڑھ کر رہنا چاہے جو لوگ بڑا بننے کے جنجال میں نہیں پھنستے بلکہ اللہ عز وجل کے ڈر سے بُری باتوں سے بچتے ہیں اور تواضع اور انکسار اختیار کرتے ہیں انہی کا انجام اچھا ہوگا۔ وہی آخرت میں فلاح پائیں گے۔

بدلہ ملنے کا قانون

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ
جو آیا بھلائی لے کر پس اس کے لیے بہتر بدلہ ہے اس سے اور جو
جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا
آیا برائی لے کر پس نہ بدلہ ملے گا جنہوں نے کام کیے
السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾
بُرے مگر وہی جو تھے وہ کرتے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ
جو بھلائی لے کر آیا اسے اس سے بہتر ملتا ہے اور جو
جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا
کوئی برائی لے کر آیا سو برائی کرنے والوں کو
السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾
اسی کی سزا ملے گی جو وہ کرتے تھے

پچھلی آیتوں میں ارشاد ہوا کہ دنیا میں دل لگانے سے کچھ حاصل نہیں جنہوں نے دنیا ہی کی شان و شوکت کو سب کچھ سمجھا یہیں کے سامان عیش و عشرت کے اکٹھا کرنے میں لگے رہے۔ سمجھانے والوں کی بات کو ٹھکرا دیا۔ رسول کے ارشادات کو ذرا بھی وقعت نہ دی اور یہ سمجھے کہ ہمیں سب سے بڑے ہیں ہمیں کوئی کیا سمجھائے گا دولت ہمارے پاس پیسہ کے ہم مالک۔ حکومت ہمارے ہاتھ میں جاہ و جلال ہمارا۔ اب ہمیں کس کی پروا ہے وہ لوگ بہت چوکے۔

ارشاد ہوا کہ یہ خیالات لچر پوچ ہیں۔ قارون کا انجام دیکھ لو۔ اور دنیا سے دل ہٹا کر آخرت کا فکر کرو۔ آخرت ان لوگوں کے لیے ہے جو دنیا میں بڑا بننا نہیں چاہتے اور فساد نہیں پھیلاتے جن باتوں سے ہم نے منع کیا۔ انہیں ہمارے ڈر سے چھوڑتے ہیں اور جنہیں ہم نے اچھا کہا انہیں کرتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ جو اچھے کام کرے گا اسے ہم اس کے کام سے بھی اچھا بدلہ دیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے۔ جو پورا ہو کر رہے گا۔ اور جو لوگ بُرے کام کر کے ہمارے پاس آئیں گے کیوں کہ آنا تو انہیں پڑے ہی گا۔ وہ ابھی سے سُن لیں کہ ہم بُرے کام کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ دیتے ہیں جیسا ان کا کام ہے۔ ان کو اس سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی جیسی ان کے کام کی ہونی چاہیئے۔ یہاں نیکوں کو ان کے کام کا بڑھ چڑھ کر بدلہ دینے کا وعدہ ہے اور بدکاروں کے لیے صرف عام قاعدہ بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ بُرے کام کی سزا اس کے برابر ملا کرتی ہے۔ اس میں ارشاد ہے کہ اگر وہ توبہ کر لیں تو سزا ٹل سکتی ہے اور اگر ملی تو اس قاعدے کی رُو سے اتنی ہی ہوگی جتنا کہ وہ بُرا کام ہے بہرحال دیکھو دونو سے پالا پڑ کر رہے گا۔

دُنیا کی بھی کامیابی

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ
تحقیق جس نے لازم کیا تجھ پر قرآن البتہ لوٹانے والا ہے تجھے
إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَ
پھر اسی جگہ کہہ دے میرا رب خوب جانتا ہے کون آیا ہدایت لے کر اور
مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ
کون ہے جو گمراہی میں ہے کھلی اور نہ تھا تو
تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً
توقع کرتا کہ ڈالی جائیگی تیری طرف یہ کتاب مگر وہ تیری رحمت ہے
مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾
تیرے رب کی پس مت ہو تو مددگار کافروں کا

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ
جس نے تجھ پر قرآن کا حکم بھیجا وہ تجھ کو پہلی جگہ پھیر
إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَ
لانے والا ہے تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ راہ ہدیت کی کون لایا
مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ
ہے اور کون صریح گمراہی میں پڑا ہے اور تو تو توقع
تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً
نہ رکھتا تھا کہ تجھ پر کتاب اتاری جائے تیرے رب کی
مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ٨٦
مہربانی سے۔ انذری سو تو کافروں کا مددگار مت بن

مَعَادٌ: لوٹ کر آنے کی جگہ، اسم ظرف ہے ع۔و۔د سے۔ عود کے معنی لوٹ کر آنا۔ معاد سے یہاں آپ کا شہر مکہ مراد ہے جہاں سے آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔

پہلے ارشاد ہوا کہ دنیا چند روزہ ہے ہمیشہ رہنے کا گھر آخرت ہے اس لیے اسے حاصل کرنے کا فکر کرنا چاہیئے اور آخرت صرف انہی کو حاصل ہوگی جو اس دنیا میں بڑا بن کر رہنا اور فساد مچانا چھوڑ دیں گے اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کریں گے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ قرآن پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ یہ آیت ہجرت کے وقت نازل ہوئی جس وقت آپ شہریوں کی زیادتی سے وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ آپ کو اطمینان دلایا گیا کہ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل جس نے تم پر لازم قرار دی ہے۔ وہ تمہیں دنیا میں بھی اس کی برکت سے نہال کرے گا۔ ارشاد ہے کہ اے رسول جس نے تم پر قرآن کے احکام کی پابندی لازم کی ہے وہ تھوڑے ہی دنوں میں تمہیں اسی شہر میں بخیر و خوبی عزت کے ساتھ واپس لائے گا۔ اس کی رحمت بہت بڑی ہے تمہیں تو امید بھی نہ تھی کہ قرآن جیسی شاندار کتاب تمہیں ملے گی۔ یہ صرف تمہارے رب کی رحمت کا ظہور ہے۔ کافروں سے کہہ دو کہ اللہ خوب جانتا ہے کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہ ہے۔ قرآن کے ماننے والوں کا اور اس کے انکار کرنے والوں کا سب کا اسے علم ہے۔

قرآن کا حق

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ
ورنہ روکیں وہ تجھے اللہ کے احکام سے پیچھے اس کے کہ اتر چکے وہ
اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور ہرگز مت ہو
الْمُشْرِكِيْنَ (۸۷) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
مشرکوں سے اور نہ پکار اللہ کے ساتھ معبود دوسرا
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
نہیں کوئی معبود اس کے سوا ہر چیز فانی ہے مگر ذات اس کی
لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۸۸)
اسی کے لیے ہے حکم اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ
اور ایسا نہ ہو کہ وہ تجھ کو اللہ کے حکموں سے روک دیں اس کے بعد کہ
اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
وہ تیری طرف اتر چکے اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو
الْمُشْرِكِيْنَ (۸۷) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
مشرکوں میں سے اور مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کی ذات
لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۸۸)
حکم اسی کا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

پہلے ارشاد ہوا کہ جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور اس کے احکام کی پابندی لازم کی وہی اللہ تجھے دنیا میں بھی فتح ونصرت عطا فرمائے گا اور تیرے وطن میں تجھے عزت کے ساتھ واپس لائے گا سردست ان سے کہہ دے کہ تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت کس کے پاس ہے اور گمراہ کون ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے ہمارے پیغمبر جب قرآن کے احکام نازل ہو چکے تو اب جو ان کی پابندی کرے وہی تیرا اپنا ہے۔ اب مشرکوں کا خیال چھوڑ۔ ان کی رعایت دین کے معاملے میں بالکل نہ کر۔ اب تیرے اور تیرے ایمان والے ساتھیوں کے لیے یہ حکم ہے کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ۔ مشرکوں کا ساتھ نہ دو۔ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اللہ کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہو سکتا۔ معبود فقط وہی ہے۔ اسی کے سوا کسی کا حکم کائنات پر نہیں چلتا۔ یہ جو آج یہاں بہ ظاہر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں اور ہمارا ہی حکم چلتا ہے۔ یہ سب تمام انسانوں کے ساتھ اللہ کے دربار میں لائے جائیں گے۔ یاد رکھو تم سب لوٹ کر اسی کی طرف جاؤ گے اور آخرت میں کسی کا حکم اس کے سوا نہ چلے گا نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں۔

سورۃ القصص تمام ہوئی۔ الحمد للہ

سُورۃ القصص پر ایک نظر

یہ سورت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ کے فرمانبردار بندوں کا قدم بڑی بڑی مصیبتوں کی وجہ سے نہیں ڈگمگاتا چھوٹی چھوٹی تکلیفوں سے تو وہ کیا گھبرائیں گے۔ وہ دشمنوں کے ستانے پر صبر سے کام لیتے ہیں۔ دنیا میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبردستوں کے ظلم و ستم سے کمزور بے چارے دب کر رہ جائیں گے کیونکہ دیکھنے میں ان کا مددگار کوئی نہیں معلوم ہوتا جو انہیں ظالموں کے پنجے سے چھڑائے۔ لیکن جب ظالموں کی دست درازی حد سے گذر جاتی ہے اور کمزوروں کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے تو دنیا کے نگہبان اور اس کے نظام کے محافظ رب العالمین کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور مظلوموں کی مدد کا غیب سے سامان ہو جاتا ہے۔ فرعون اور بنی اسرائیل کا قصہ اس پر گواہ ہے۔

بنی اسرائیل کا کوئی قصور نہ تھا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں شام سے مصر میں چلے آئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی تدبیر سے مصر کی بڑی خدمت کی تھی اور اپنے انتظام سے ایک عالم گیر قحط سالی کے زمانے میں اس کو نہ صرف فاقہ کشی سے بچایا تھا بلکہ اس قابل بنا دیا تھا کہ دوسرے ممالک کی مدد کرے۔ بعد میں جب قبطیوں کا زور ہوا اور فرعون کی بادشاہت قائم ہوئی۔ تو وہ حضرت یوسفؑ کے کارنامے سب بھول گئے اور بنی اسرائیل کو غیر ملکی سمجھ کر ستانا اور ان پر حد سے زیادہ ظلم توڑنا شروع کر دیا۔

آخر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول مقرر کیا اور فرعون کے سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن فرعون نے ان کی ایک نہ سنی بلکہ اور بھی زیادہ ستانے پر کمر باندھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی خفیہ تنظیم کی اور انہیں اللہ کی طرف رجوع کرنا سکھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے انہیں بنی اسرائیل سمیت دریا کے پار اتار دیا اور فرعون کو دریا میں غرق کر دیا۔

مسلمانوں کو بھی کفارِ مکہ نے اسی طرح ستا رکھا تھا۔ یہ قصہ سن کر ان کی ہمت بڑھی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبر کی تلقین کی اور کافروں کو سمجھایا کہ ظلم مت کرو۔ ورنہ فرعونیوں کی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ جب وہ باز نہ آئے تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دے دیا اور آپ بھی ان کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ آپ کو اس سورت میں یقین دلایا گیا۔ کہ عنقریب تم اپنے دیس میں فاتح کی حیثیت سے واپس آؤ گے۔ اس میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وطن اور نسب پر برادری موقوف نہیں ہے۔ اصل برادری وہ ہے جس کی بنیاد توحید اور تقویٰ پر ہو۔ نیک کردار اور اللہ کے حکم پر چلنے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بدکردار اور نیک کردار آپس میں مل کر نہیں چل سکتے بدکرداروں کو چھوڑو اور نیک کرداروں سے میل جول کرو۔ اللہ کے ماننے والے نیک کرداری میں سب کے امام ہیں انہیں اسی طرح دنیا میں رہنا چاہیئے کہ ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی نیک بنیں ::

سورت العنکبوت

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی انتیسویں (۲۹) سورت ہے جس میں سات رکوع ہیں۔ العنکبوت مکڑی کو کہتے ہیں اس سورت کی ایک آیت میں کفار کے اعتقادات کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے زیادہ کمزور چیز کوئی نہیں ۔ یہ قیام مکہ کے آخری زمانے میں نازل ہوئی۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو تسکین دینا ہے جو اس زمانے میں مکہ کے مشرکوں کے ہاتھوں سے اذیتیں اٹھا رہے تھے اور تکلیفوں پر تکلیفیں جھیل رہے تھے۔ جو لوگ مصیبتیں جھیل کر ثابت قدم رہتے ہیں وہی آخر کامیاب ہوتے ہیں مشقت اٹھائے بغیر راحت نہیں ملتی اور نہ کسوٹی پر گھسے بغیر کھوٹا کھرا پہچانا جاتا ہے۔

آدمی کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مسلمان ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ زبان سے کلمہ پڑھ لے اور پھر جو جی چاہے کرتا پھرے۔ بات یہ نہیں۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اس پر لازم ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ کے احکام کی پابندی کرے اور اس کی اطاعت میں مشقتیں اٹھائے۔ مصیبتیں برداشت کرے اور ثابت قدم رہے۔ یہی اس کا امتحان ہے جو اس امتحان میں کامیاب ہوا۔ اس کو اصلی کامیابی دُنیا اور آخرت دونوں جگہ حاصل ہوگی۔ مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ مکّہ کے کافروں کے ہاتھ سے جو اذیتیں تمہیں پہنچ رہی ہیں۔ ان پر صبر کرو۔ اس صبر کا نتیجہ بہت اچھّا نکلے گا۔ تم سے پہلے بھی ایمان لانے والوں نے بڑی مصیبتیں دشمنوں کے ہاتھ سے اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طریقے سے سچّوں اور جھوٹوں کو الگ الگ کر دیتا ہے۔ یہ بدکار لوگ جو تمہیں ستا رہے ہیں یہ نہ سمجھیں۔ کہ یہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکل جائیں گے انہیں عنقریب اپنی غلطی معلوم ہونے والی ہے۔

اسی مضمون کو واضح کرنے کے لیے کچھ پچھلی قوموں کے احوال اس سورت میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنہوں نے ایمان والوں کو ستایا۔ انہوں نے دُنیا میں اس کا پھل بُرا پایا اور آخرت میں بھی مبتلائے عذاب ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ قرآن پڑھو اور اس کے احکام پر عمل کرو۔ کافروں نے نہ پہلے زمانے میں اللہ کی نافرمانی کر کے کچھ اچھّا پھل پایا اور نہ اب تیری نافرمانی کرنے والے پھولے پھلیں گے۔

دنیا فقط کھیل تماشا ہے۔ اصلی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ دُنیا میں جو کچھ ملا ہے اس سے آخرت کمائیں۔ ہم اس کی مدد کریں گے جو اچھّے کام کرنے پر کمر باندھے۔

سورة العنكبوت مکیۃ ٢٩

آیاتھا ٦٩
رکوعاتھا ٧

ایمان کی آزمائش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ (١) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ
الف لام میم کیا گمان کیا ہے لوگوں نے کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے اس پر کہ
يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (٢) وَلَقَدْ
کہ دیں ایمان لائے ہم اور وہ جانچے نہ جائیں گے اور البتہ تحقیق
فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
جانچا ہم نے ان کو جو ان سے پہلے تھے پس البتہ ضرور جان لے گا اللہ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (٣)
ان کو جنہوں نے سچ کہا اور البتہ ضرور جان لے گا جھوٹوں کو

الٓمّٓ (١) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ
الٓمّٓ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنا کہہ کر کہ ہم یقین
يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (٢) وَلَقَدْ
لائے چھوٹ جائیں گے اور ان کی جانچ نہ ہوگی اور ہم نے
فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
ان کو جانچا ہے جو ان سے پہلے تھے سو البتہ اللہ معلوم کر لے گا
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (٣)
جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کر لے گا جھوٹوں کو

لَا يُفْتَنُوْنَ: نہ جانچے جائیں گے۔ مضارع مجہول منفی ہے ف۔ت۔ن سے فتنہ۔ جانچ۔ امتحان فَتْنٌ اور فُتُوْنٌ اس سے مصدر ہیں۔ جانچنا۔ فَتَنَّا اسی سے ماضی ہے۔ لَيَعْلَمَنَّ: البتہ ضرور جان لے گا۔ مضارع مؤکد ہے ع۔ل۔م سے علم۔ جاننا۔ جاننا دو طرح کا ہوتا ہے اجمالی اور تفصیلی۔ یہاں تفصیلی مراد ہے۔

ارشاد ہے کہ لوگوں کا یہ خیال کہ زبان سے "ایمان لائے ہم" کہہ کر چھوٹ جائیں گے اور ایمان والوں کے لیے جو انعام مقرر کیا گیا ہے اس کے مستحق ہو جائیں گے۔ غلط ہے زبان سے ایمان کا اقرار کرنے والوں کی آزمائش ہوگی۔ اور ان کے ذمہ کچھ فرائض عاید کیے جائیں گے اور پھر دیکھا جائے گا کہ ان فرائض کو وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ جو پورا کرے گا اسے ایمان کا انعام ملے گا۔ انعام ملنا امتحان میں کامیاب ہونے پر موقوف ہے۔

ارشاد ہے کہ پہلے زمانہ میں بھی ہم نے ایمان کے اقرار کرنے والوں کا امتحان لیا اور جو کامیاب ہوتے انہیں انعام کا مستحق قرار دیا۔ کیوں کہ بغیر امتحان لیے سچوں کو جھوٹوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور انعام دینے سے پہلے ضروری ہے کہ دونوں کو الگ الگ کر دیا جائے مثلاً ہوشیار استاد اپنی جماعت کے لڑکوں کو جانتا ہے کہ کونسا ان میں سے ترقی کا مستحق ہے کونسا نہیں۔ لیکن جب تک سب کا امتحان نہ لیا جائے اس کا علم اجمالی ہے جس کی بنا پر ترقی دینے کا قاعدہ نہیں البتہ امتحان کے بعد دونوں فریق صاف الگ الگ سامنے آجائیں گے۔ یہ علم تفصیلی ہے جس کی بنا پر کامیاب ہونے والے ترقی پائیں گے۔

بُروں کا حال

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ
کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جو کرتے ہیں برائیاں
اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾ مَنْ
کہ وہ لوگ کر بچ جائیں گے ہم سے ۔ غلط ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں جو
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
ہو توقع رکھتا ملنے کی اللہ سے پس تحقیق وعدہ اللہ کا
لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ
آرہا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اور جو
جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ
محنت کرتا ہے پس سوا اس کے نہیں کہ محنت کرتا ہے اپنے لیے
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾
تحقیق اللہ بے پرواہے جہان والوں سے

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ
کیا جو لوگ کہ برائیاں کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم
اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾ مَنْ
سے بچ جائیں گے برا فیصلہ کرتے ہیں جو کوئی
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
اللہ کی ملاقات کا تصور رکھتا ہے سو اللہ کا وعدہ
لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ
آرہا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اور جو کوئی
جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ
محنت کرے سو وہ اپنے واسطے محنت کرتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾
یقیناً اللہ تعالیٰ کو جہان والوں کی پروا نہیں

جَاهَدَ (کوشش کرے) جِہادٌ سے جو ج۔ہ۔د سے بنا ہے جہد کے معنی مشقّت اور محنت کے ہیں۔ جہاد اور مجاہدہ محنت مشقت سے کام کرنا۔
پہلی آیتوں میں ان سے خطاب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے مکّہ کے کافروں کے ہاتھوں گونا گوں مصیبتوں میں مبتلا تھے ان سے کہا گیا کہ یہ تمہارے ایمان کی آزمائش ہے۔ اس آیت میں کافروں سے خطاب ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا۔ تم زیادتیاں کرتے رہو گے اور مسلمان انہیں سہتے رہیں گے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم بھاگ کر ہمارے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو یہ ایک لچر خیال ہے اور اس کی وجہ سے تم بڑی آفت میں پھنس جاؤ گے۔ آگے ارشاد ہے کہ جو اس وقت اس لیے مصیبتیں جھیل رہا ہے کہ وہ ایک دن اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔ اور اگر یہاں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یہ عارضی مصیبتیں جھیلیں تو وہاں اس سے زیادہ سخت مصیبتیں نہ جھیلنی پڑیں گی اور اگر ثابت قدم رہا تو ان کے بدلے آرام ملے گا۔ وہ یاد رکھے کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور اللہ کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے اور اللہ سب کی باتیں سنتا اور جانتا ہے۔ یقیناً جو ہماری راہ میں مشقتیں اٹھائے گا۔ اس میں اسی کا بھلا ہے اللہ کو نہ کسی کی اطاعت کی پرواہ ہے نہ کسی کی نافرمانی سے ڈر ہے۔

ایمان کی جزا

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے انہوں نے اچھے
لَنُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ
البتہ دور کردیں گے ہم ان سے ان کی برائیاں اور البتہ بدلہ دیں گے ہم انہیں
اَحۡسَنَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷﴾ وَوَصَّیۡنَا
اس بہتر کام کا جو تھے وہ کرتے اور حکم دیا ہم نے
الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ حُسۡنًا ؕ
انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم ان پر سے
لَنُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ
ان کی برائیاں اتار دیں گے اور ان کو ان کے بہتر
اَحۡسَنَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷﴾ وَوَصَّیۡنَا
سے بہتر کاموں کا بدلہ دیں گے اور ہم نے انسان کو اپنے
الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ حُسۡنًا ؕ
والدین کے ساتھ بھلائی سے رہنے کی تاکید کر دی ہے

لَنُکَفِّرَنَّ البتہ نیست و نابود کر دیں گے ہم۔ مضارع با تاکید ہے تکفیر سے جو ک۔ ف۔ ر سے بنا ہے۔ کفر کے معنی ڈھانک دینا۔ تکفیر: نیست و نابود کر دینا۔ کَفَّارَۃٌ اسی سے بنا ہے یعنی وہ چیز جو گناہ کا اثر زائل کر دے۔

ارشاد ہے کہ تمہارے اعمال کے ہم محتاج نہیں، جو کچھ نیک کام کرو گے۔ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔ مگر نیک اعمال اس وقت کام آئیں گے۔ جب ان کے ساتھ ایمان ہو گا۔ بغیر ایمان کے نیک کام آخرت میں کچھ کام نہ آئیں گے ہاں جو لوگ ایمان لائیں گے اور اس کے ساتھ نیک کام کریں گے۔ ہم ان کی برائیاں مٹا کر نیست و نابود کر دیں گے اور ان کی فرمان برداری کے عوض میں ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیں گے۔ یہی فرمانبرداری ان کا بہترین کام ہے اور اسی کی بدولت آخرت میں سارے نیک کاموں کا بدلہ ملے گا۔

فرمانبرداری ایمان کی علامت ہے اور ایمان ہی اصل چیز ہے۔ یہی انسان کو اس کے نیک کاموں کے اچھے بدلے کا مستحق بنا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اللہ عزوجل کو اپنا معبود یکتا سمجھے اور اس کے ساتھ کسی کے کہنے سے کسی چیز کو شریک نہ ٹھیرائے۔ یہاں تک کہ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر زور دیں۔ اُن کا کہنا بھی نہ مانے۔ اسے توحید کہتے ہیں۔ اس کی توضیح آگے آیت میں ہے۔ ارشاد ہے کہ دیکھو ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے ۔

توحید کی اہمیّت

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا
اور اگر دبائیں تجھے کہ تو شریک کرے میرا اسے کہ
لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ
نہیں تجھے جس کا علم تو ان کی اطاعت مت کر میری ہی طرف
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾
لوٹنا ہے تمہارا پس بتادوں گا تمہیں جو تھے تم کرتے
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے انہوں نے اچھے
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۹﴾
ضرور داخل کرینگے ہم انہیں نیک لوگوں میں

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا
اور اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرا شریک کرے اسے
لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ
جس کی تجھے خبر نہیں تو ان کا کہنا مت مان میری ہی طرف
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾
تمہیں لوٹنا ہے سو میں تم کو بتلادوں گا جو تم کرتے تھے
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو لوگ یقین لاتے اور نیک کام کیے
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۹﴾
ہم انہیں نیک لوگوں میں داخل کریں گے

جَاهَدَا : (زور ڈالیں) ماضی کے تثنیہ کا صیغہ ہے مُجَاهَدَةٌ سے جو جہاد کے ہم معنی ہے کسی کے زور کے مقابلہ میں اپنا زور لگانا۔

ارشاد ہے کہ اے انسان اگر ماں باپ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کر حالانکہ تیرے سان گمان میں بھی نہیں کہ اللہ کا بھی کوئی شریک ہوسکتا ہے تو اس بات میں ان کا کہنا مت مان۔ دیکھو تم سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آؤ گے۔ اس وقت ہم تمہیں بتادیں گے کہ جو تم نے کام کیے وہ کیسے تھے اس سورت کی یہ دو آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب حضرت سعد بن ابی وقاص کی والدہ نے جو مکّہ کے مشرکوں میں شامل تھیں ان کے ایمان لانے کی خبر سنکر کھانا پینا چھوڑ دیا اور کہا کہ جب تک سعد (معاذ اللہ) اسلام نہ چھوڑ دے گا۔ میں کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی چاہے مرجاؤں۔

ان آیتوں میں حکم ہوا کہ ماں باپ شرک کرنے کو کہیں تو ان کا کہنا مت مانو ویسے ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ شرک سے زیادہ بڑھ کر کوئی غلط بات نہیں۔ جس سے بچنے کے لیے ماں باپ کی نافرمانی تک کی بھی پروا نہ کرنی چاہیئے۔ آگے پھر ارشاد ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں گے یعنی شرک سے بچ کر نیک کام کریں۔ انہیں ہم اپنے نیک بندوں میں داخل کریں گے ۔:

ڈانواں ڈول

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ
اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر پھر جب
اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
ستائے گئے وہ اللہ کی راہ میں کر دیا ستانا لوگوں کا
كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ
مانند اللہ کے عذاب کے اور البتہ اگر آگئی مدد سے
رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ
تیرے رب تو کہنے لگے تحقیق ہم تھے تمہارے ساتھ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ
اور ایک وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر یقین لائے پھر
اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
جب اللہ کی راہ میں انہیں ایذا پہنچی تو لوگوں کے ستانے
كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ
کو اللہ کے عذاب کے برابر کرنے لگے اور اگر تیرے رب کی طرف
رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ
سے مدد آ پہنچی تو کہنے لگے ہم تو تمہارے ساتھ ہیں

فِتْنَةٌ: (آزمائش) یہاں مراد ہے دکھ اور اذیت ہے۔ فِتْنَةَ النَّاسِ: وہ دکھ اور تکلیف جو لوگوں کی طرف سے پہنچے۔

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو سچے دل سے ایمان نہیں لائے اور جدھر اپنا فائدہ نظر آیا۔ ادھر ہی کی سی کہنے لگے۔ ارشاد ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے لیکن جہاں کافروں نے آنکھیں دکھائیں۔ جھٹ بدل گئے اور انہی کی سی کہنے لگے وہ لوگوں کے ستانے کو اور اللہ کے عذاب کو برابر سمجھتے ہیں۔ ان کے ایمان لانے پر کافروں کی طرف سے ایذا پہنچی تو گھبرا گئے اور ایمان سے پھر گئے۔ نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایمان سے پھر جانے پر اللہ کے عذاب سے سابقہ پڑے گا۔ جس کے مقابلہ میں یہ ایذا جو کافروں کی طرف سے ایمان لانے کی وجہ سے پہنچ رہی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مسلمانوں سے بھی کھلم کھلا نہیں بگاڑتے۔ یوں تو کافروں کے خوف سے مسلمانوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں لیکن جب اللہ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے مسلمانوں کی فتح ہوتی ہے تو غنیمت کے مال میں سے حصّہ لینے آموجود ہیں اور چکنی چپڑی باتیں بنانے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو مسلمان ہیں اور تمہارے ساتھی ہیں۔ ہم تم سے الگ کب ہیں۔ ہم نے دشمنوں کا وہ ناک میں دم کیا۔ کہ بس وہ یاد ہی رکھیں گے۔

اللہ واقف اسرار ہے

اَوَ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِىْ صُدُوْرِ
اور کیا نہیں اللہ خوب جاننے والا اسے جو سینوں میں ہے
الْعٰلَمِيْنَ (۱۰) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
جہان والوں کے اور ضرور معلوم کرے گا اللہ ان کو جو
اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (۱۱) وَقَالَ
ایمان لائے اور ضرور معلوم کرے گا منافقوں کو اور کہنے لگے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا
وہ لوگ جو کافر ہیں ان لوگوں سے جو ایمان والے ہیں چلو
سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ط
ہمارے راستہ پر اور البتہ اٹھا لیں گے ہم تمہارے گناہ

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِىْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ (۱۰) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (۱۱) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ط

کیا یہ بات نہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے اس سے جو جہان والوں کے سینوں میں ہے اور البتہ جان لے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور جان لیگا ان لوگوں کو جو دغا باز ہیں اور منکر ایمان والوں سے کہنے لگے ہماری راہ پر چلو تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے

ارشاد ہے کہ یہ نادان لوگ کیا یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ عز وجل ان کے دل کی باتوں کو نہیں جانتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سارے جہان والوں کے سینوں کے اندر کے چھپے ہوئے رازوں سے بخوبی واقف ہے ان سے کہہ دو کہ تم انسانوں کو دھوکا دے لو تو دے لو۔ اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ویسا سمجھتے ہی نہیں جیسا سمجھنا چاہیئے اللہ کے آگے کسی کے چھل بٹے نہیں چل سکتے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ عنقریب سچے ایمان والوں اور دھوکے بازوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور صاف صاف نظر کے سامنے آجائے گا کہ کون کیسا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو اللہ کے انکار کرنے والوں کی ایک اور چالبازی سے خبردار کیا گیا ہے ارشاد ہے کہ منکر ایمان والوں سے کہتے ہیں۔ کہ یہ گناہ اور بے گناہی ایک ڈھونگ ہے۔ اعمال کی اچھائی برائی کیا جس کام کے کرنے کو انسان کا دل چاہے وہی اچھا ہے۔ ارے میاں یہ سب جھگڑے چھوڑو ہمیں دیکھو کیسے مزے سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تم بھی ایسے ہی دنیا میں جو جی چاہے کرو۔ گناہ کوئی چیز نہیں۔ بالفرض اگر ہے تو چلو تمہارے سارے گناہ ہماری گردن پر۔ تم کہتے ہو کہ قیامت کو اعمال کی باز پرس ہوگی جب تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال ہو تو ہماری طرف اشارہ کر دینا ہم بھگت لیں گے۔

اپنا ہی بوجھ بہت ہے

ھُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ
ں وہ اٹھانے والے ان کے گناہوں میں سے کوئی چیز
ُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ
لبتہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ
تَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ وَلَیُسْئَلُنَّ
ے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ اور البتہ ضرور پوچھے جائیں گے وہ
لْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾
کے دن اس کی بابت کہ تھے وہ جھوٹ گھڑتے

وَمَا ھُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ
اور وہ ان کے گناہ کچھ نہ اٹھائیں گے
اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے
وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ وَلَیُسْئَلُنَّ
اور کتنے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ اور البتہ قیامت کے دن
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۳
ان سے پوچھ ہوگی ان باتوں کی جو وہ گھڑتے ہیں

ارشاد ہے کہ یہ نری چال بازی ہے۔ یہ جھوٹ باتیں بناتے ہیں۔ کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ان کے
ے ہی گناہوں کا بوجھ اتنا ہے۔ کہ اس کے نیچے دب کر رہ جائیں گے۔ یہ تمہارے گناہوں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے۔ ان
وپر تو دوہرا بوجھ رکھا ہوگا۔ ایک اپنے گناہوں کا بوجھ اور دوسرے ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ جو ان
کاوے میں آکر گناہوں میں پھنسے۔ ان بے چاروں نے جو گناہ کیا ان کے بہکانے سے کیا۔ گناہ کا بوجھ کرنے
ے کے سر ہوگا اور ان کے سر الگ ہوگا کہ جنہوں نے انہیں بہکایا تھا۔ ان کی دیدہ دلیری دیکھو۔ کہ تمہارے
ول کا بوجھ خود اٹھانے کو تیار ہیں اور تمہارے دل میں یہ خیال بٹھانا چاہتے ہیں کہ اس طرح تم پر گناہ
ے کا کچھ بھی وبال نہ پڑے گا۔

یہ ان کا کہنا اپنے من گھڑت خیال پر مبنی ہے۔ اس کی بابت ان سے سوال ہوگا کہ بتاؤ یہ بات تم نے
ے بنائی کہ ان کے گناہ کی سزا تم بھگت لوگے۔ اور وہ سزا سے بچ جائیں گے۔ یہ تو سراسر جھوٹ ہے اور
ہ کے خلاف ہے۔

واقعہ تو یہ ہے کہ جو کسی کو گناہ پر آمادہ کرے گا تو ادھر تو گناہ کرنے والے کو اس کے گناہ کی سزا ضرور مل کر رہے گی
دھر اسے بھی اس گناہ کی سزا ملے گی کیوں کہ اسی کے بہکانے سے اس نے یہ گناہ کیا ؛

مسلمانوں کا طرزِ عمل

اوپر کی آیتوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے انہیں آزمایا جانا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں یا نہیں۔ اگر اللہ کے احکام بجا لانے میں منکروں کے ہاتھ سے کوئی تکلیف اٹھانی پڑے تو اسے جھیلنا چاہیے کیوں کہ بہرحال یہ تکلیف اس عذاب سے یقیناً کم ہوگی جو اللہ کی نافرمانی کے لیے مقرر ہے۔ ایمان والوں کی یہ شان نہیں کہ دنیا کی تکلیفوں سے گھبرا کر بھاگ جائیں۔ کیوں کہ وہ اس صورت میں یا کافر ہو کر زندگی بسر کریں گے یا مشرک اور منافق ہو کر رہیں گے۔ یہ تینوں صورتیں انجام کار انسان کی تباہی کا باعث ہیں۔ اللہ کی خاص توحید ہی میں انسان کی نجات ہے اور اسی سے شیطان اسے کسی نہ کسی طرح ہٹانا چاہتا ہے۔ توحید ایسی ضروری چیز ہے کہ ماں باپ جیسے قابلِ تکریم و تعظیم سرپرست بھی اس سے ہٹنے کو کہیں تو ان کا بھی کہنا نہ ماننا چاہیے۔ اور کسی کی تو ہستی ہی کیا ہے جو کلمۂ توحید پڑھنے والوں سے ایمان جیسی نعمت چھین سکے۔

مکہ کے کافر چاہتے تھے کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں وہ انہیں ڈراتے دھمکاتے، مارتے پیٹتے اور ساتھ ہی لالچ بھی دیتے۔ مسلمانوں کو ان کی چالبازیوں سے آگاہ کیا گیا اور کہا کہ خبردار ان کی ایذا رسانی سے گھبرا کر یا ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر ایمان کے راستہ سے نہ ہٹنا۔ ورنہ تم بھی ان کی طرح عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوگے۔ افسوس کہ اس بلا نے مسلمانوں کا پیچھا آج تک نہ چھوڑا۔ مکہ کے مشرک تو خیر زبانی ہی مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ دنیا کی نعمتیں چھوڑ کر کس جنجال میں پھنس گئے کیسا گناہ اور کیسا عذاب دنیا ہی ہے جو کچھ ہے خوب گلچھرے اڑاؤ بے خوف و خطر جو چاہے کرو۔ عذاب اگر ہوا تو تمہارے بدلے ہم بھگت لیں گے۔ لیکن بعد میں جو مسلمانوں کو بہکا کر انہیں ان کے دین سے ہٹانے والوں کی کوشش شروع ہوئی۔ وہ اس سے زیادہ خطرناک تھی۔ انہوں نے زبان سے تو یہ کہنا شروع کیا کہ دین اسلام میں تو کچھ نہیں لیکن دنیا کی عیش و عشرت کے سامان اس قدر ارزاں اور سستے کر دیئے کہ پرہیزگاری کی راہ دن بدن مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی گئی۔

آخر اکثر مسلمان اس چال میں آگئے اور زر، زن اور زمین نے انہیں بھی قابو میں کر لیا اور قدیم دشمن سے زیادہ خطرناک یہ دشمن ان نوجوان کے سیدھے سادے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہوگئے۔ آج کل مسلمانوں کا جو حال ہے اسے دیکھ کر کون ہے۔ جو نہ سمجھ جائے کہ مکہ کے کافروں کے جانشینوں نے ان کا کام تمام کیا۔

تاریخ کا سبق

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ
اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف پس ٹھہرا وہ ان میں
اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ
ہزار سال مگر پچاس سال (کم) پھر آ پکڑا انہیں
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
طوفان نے اور وہ ظالم تھے پس نجات دی ہم نے نوح کو اور
اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾
کشتی والوں کو اور کر دیا ہم نے اسے نشانی جہان والوں کے لیے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ
اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا پھر ان کو طوفان نے آ پکڑا اور وہ گنہگار تھے پھر ہم نے اسے اور کشتی والوں کو بچا دیا اور ہم نے اسے جہان والوں کے لیے نشانی رکھ

پہلے کہا گیا۔ کہ ایمان لا کر اچھے کام کرنے والوں کو بُرے لوگ ستاتے ہیں۔ لیکن اس سے ایمان والوں کی آزمائش ہی مقصود ہوتی ہے تا کہ وہ ثابت قدم رہ کر اللہ عزوجل کے انعام و اکرام کے مستحق ہوں۔ اہلِ اسلام کی تسلی کے لیے پہلے مجمل طور پر بیان کیا گیا۔ کہ ایمان والے پہلے بھی ایسی ہی آزمائشوں میں مبتلا رہے۔ لیکن آخر کار اللہ کی راہ میں صبر کے ساتھ تکلیفیں برداشت کرنے والے ہی جیتے اور ان کے ستانے والے ہی تباہ و برباد ہوئے۔ اب اس بیان کو کچھ پہلی قوموں اور ان کے رسولوں کا حال بیان کر کے واضح کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ کہ وہ انہیں سمجھائیں تا کہ وہ تکبّر اور غرور سے الگ ہو کر اللہ عزوجل کے بندے بن کر رہیں۔ غریبوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چھوڑ دیں اور زبردست، کمزوروں کو ستانے سے باز آئیں۔

حضرت نوح علیہ السلام انہیں ساڑھے نو سو سال تک سمجھاتے رہے۔ لیکن سوا چند خستہ حال لوگوں کے کسی نے ان کی نہ سنی۔ سارے کے سارے اپنی ہی ضد پر اڑے رہے اور نہ سمجھے کہ ہم اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں۔ آخر کار ایک زبردست طوفان آیا اور وہ اس میں گھر گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی تو کشتی میں بیٹھ کر بچ گئے۔ باقی سب ڈوب گئے اور دنیا میں افسانہ رہ گیا تا کہ آنے والی نسلیں عبرت پکڑیں ؛

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ابراہیم جب کہا اس نے اپنی قوم سے بندگی کرو اللہ کی

وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور ڈرو اس سے یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر ہو تم

تَعْلَمُوْنَ (۱۶) اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جانتے اور کچھ نہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا

اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ

بتوں کو اور گھڑتے ہو جھوٹ

وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ابراہیم کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی بندگی کرو

وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور اس سے ڈرتے رہو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ (۱۶) اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

سمجھ رکھتے ہو تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو

اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ

اور جھوٹی باتیں بناتے ہو

اَوْثَانٌ ۔ وُثْنٌ وَثَنٌ کی جمع ہے اس کے معنی مورتی اور بت کے ہیں۔

اِفْكٌ (بے سروپا بات) بے حقیقت دل سے گھڑی ہوئی بات۔

ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ انھوں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈر کر بُرے کاموں سے بچو۔ اگر تم میں سمجھ ہے تو سمجھ جاؤ۔ کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ جن کی پوجا میں تم رات دن مصروف ہو اور اپنے حقیقی معبود اور اللہ عزوجل کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ یہ تو خود تمہارے اپنے ہاتھوں کے گھڑے ہوئے بُت ہیں۔ مٹی سے کوئی صورت بنا لو تو وہ مٹی ہی رہے گی۔ پتھر کو گھڑ کر اور تراش کر کوئی مورت بنا لو تو وہ بھی پتھر ہی رہے گا کچھ اور نہ بن جائے گا۔

ان کی بابت جو تم نے عقیدے بنا رکھے ہیں وہ محض تمہارے گھڑے ہوئے ہیں۔ بے بنیاد باتوں پر مبنی ہیں ورنہ عقل سے کام لو تو صاف بات سامنے آجائے۔

بات یہ ہے کہ تمہارے وہم میں یہ بات سما گئی ہے۔ کہ یہ تمہارے بت اور دیوتا تمہیں سب کچھ دیتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کے پاس رکھا ہی کیا ہے جس میں سے تمہیں بھی دیں۔ یہ تو مٹی کے مادھو ہیں۔ جس طرح تم نے انہیں رکھ دیا اسی طرح پڑے ہوئے ہیں۔

دینے والا اللہ ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
تحقیق جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا
لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ
نہیں مالک تمہاری روزی کے بس تلاش کرو اللہ کے پاس
الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ
روزی اور بندگی کرو اس کی اور شکر کرو اس کا
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یہ تمہاری روزی
لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ
کے مالک نہیں سو تم اللہ کے ہاں روزی
الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ
ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا شکر کرو
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
اسی کی طرف تم پھر جاؤ گے

ارشاد ہے کہ یہ جنہیں تم اللہ عزّ وجلّ کو چھوڑ کر پوجنے میں لگے ہوئے ہو تمہاری روزی کے ذرّہ بھر بھی مالک نہیں۔ یہ تمہیں کچھ دیتے تو جب اگر ان کے پاس کچھ ہوتا۔ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں دینے والا تو اللہ عزّ وجل ہے جس کے خزانے میں ہر چیز ہے۔ سب کچھ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہی ہر ایک کو روزی دیتا ہے۔ ان بتوں کو دھتا بتاؤ۔ فقط اللہ کی بندگی کرو اسی کی حمد و ثنا کرو۔ اسی سے مرادیں مانگو۔ جھوٹے بے بس معبودوں کو بیچ میں سے ہٹا دو۔ تم دیکھو گے۔ کہ پھر بھی تمہیں رزق مل رہا ہے۔ آخر یہ کون دیتا ہے۔ سنو اور یقین کرو کہ یہ اللہ دیتا ہے۔ اس لیے فقط اسی سے روزی مانگو۔ برادروں کی ٹانگ بیچ میں کیوں اڑا رکھی ہے۔ یہ لغو بات ہے۔ اسے الگ کرو۔ اللہ ہی نے یہ سب کچھ دیا ہے اور وہی دے گا اس کا شکر بجا لاؤ۔

سنو۔ کہ ایک دن آنے والا ہے۔ جب تم سب کے سب اس کے دربار میں حاضر ہو گے تم کہیں رہو اور کچھ ہی کرو آخر لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔ اگر یہاں اس کا کہنا نہ مانا تو کل اس کے سامنے کس منہ سے حاضر ہو گے۔ اور جب وہ تم سے پوچھے گا کہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف کیوں گئے۔ تو کیا جواب دو گے؟

دوبارہ پیدائش

وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ
اور اگر تم جھٹلاؤ گے پس تحقیق جھٹلا چکی ہیں بہت امتیں
مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
تم سے پہلے اور نہیں رسولوں پر مگر پہنچا دینا
الْمُبِيْنُ ⑱ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ
واضح طور پر کیا انہوں نے دیکھا نہیں کیسے شروع کرتا ہے
اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
اللہ پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اسے تحقیق یہ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑲
اللہ پر آسان ہے

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ
اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے بہت سے فرقے
مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمّے تو فقط پہنچا دینا ہے
الْمُبِيْنُ ⑱ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ
کھول کر کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ پیدائش کیونکر
اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
شروع کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑲
آسان ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے کہہ رہے ہیں۔ کہ سچی اور اصل بات ہیں تم سے صاف صاف کہہ چکا نہ مانو گے تو کچھ اپنا ہی نقصان کرو گے میرا کیا بگاڑو گے میں اپنا فرض ادا کر چکا اور تم سے جو کہنا تھا کہہ چکا۔ اب اگر تم کہو کہ یہ جھوٹ ہے تو تم جانو میرا اس میں کچھ قصور نہیں۔ رسول کے ذمّے اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کا پیغام صاف صاف پہنچا دے۔ ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے انسان دُنیا کے دھوکے میں آیا ہوا ہے تم سے پہلے بھی لوگ بہک چکے ہیں۔ اللہ عزّ و جلّ نے ان کے پاس اپنے رسول انہیں سمجھانے کے لیے بھیجے۔ تو ان لوگوں نے بھی یہی کہا جو تم کہتے ہو یعنی یہ کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے تم سراسر جھوٹ کہتے ہو۔ آخر اس جھٹلانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے اعمال کی خرابی کے باعث مارے گئے آفتیں آئیں اور سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے۔

ارشاد ہے کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مرنے کے بعد جینا کیسے ہو گا آخر تم دیکھ رہے ہو۔ کہ تم پہلے خود کچھ نہ تھے۔ اللہ عزّ و جلّ نے تمہیں پیدا کر دیا اسی طرح اللہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں پھر پیدا کر دے گا۔ اور یہ اس کے لیے بہت آسان بات ہے جب پہلے بے نمونے کے تمہیں بنا دیا تو اب تو نمونہ بھی موجود ہو چکا۔ اب بنانا کیا مشکل ہے یہ تمہاری سمجھ کا پھیر ہے ورنہ بات صاف ہے تم بے تمہاری نمونے بھی تم اپنی ہی پیدائش پر غور کر کے یہ سب کچھ سمجھ سکتے ہو۔ اس کے بعد دُنیا میں بھی چیزوں کو بنتا بگڑتا اپنے سامنے دیکھ رہے ہو نہ سمجھو تو کس کا قصور ہے۔

بیرونی دنیا

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
تو کہہ چلو پھرو زمین میں پھر دیکھو کس طرح
بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
اول بار پیدا کی پھر اللہ پیدا کرے گا پیدائش
الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
اس پیچھے آنے والی تحقیق اللہ اوپر ہر
شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۰)
چیز کے قادر ہے

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
تو کہہ ملک میں پھرو پھر دیکھو پیدائش کو کیونکر
بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
شروع کیا ہے پھر اللہ اس سے اگلی پیدائش
الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز
شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۰)
پر قادر ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ اللہ عز وجل کے نزدیک دوبارہ پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ جب تم کو پہلے بغیر کسی نمونے کے پیدا کر دیا۔ تو پھر مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس کی قدرت سے کیسے نکل سکتا ہے جب کہ پہلا نمونہ بھی موجود ہے۔ اسی سلسلہ کے اندر پہلی آیت میں خود انسان کی پیدائش کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اب اس آیت میں بیرونی دنیا کی چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ارشاد ہے کہ تو یہ بھی ان لوگوں سے کہہ دے کہ یہ سب طرح طرح کی چیزیں جس قادر مطلق نے عالم میں پیدا کر دیں جو پہلے نہیں تھیں وہی قادر مطلق دوسری بار بھی پیدائش عطا کر دے گا۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اس کی لازوال قدرت کو وہ اچھی طرح سمجھ چکا وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونے کو ضرور بے چون و چرا مان لے گا اس کے ذہن میں قیامت اور آخرت کی بابت کچھ بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔ مگر مشکل یہ آن پڑی ہے کہ محض اللہ کا اقرار کرنا ایمان کے لیے کافی نہیں۔

اس اقرار کے ساتھ اس کی صفات کو بھی پوری طرح سمجھنا چاہیئے۔ جب تک اس کے علم، قدرت اور ارادہ کا مناسب اندازہ نہ ہو۔ آخرت پر یقین کرنا دشوار ہے :-

اللہ کا قانون

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ
عذاب دیگا جسے چاہے اور رحم کرے گا جس پر چاہے
وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَآ اَنْتُمْ
اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور نہیں تم
بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ۫
عاجز کرنے والے زمین میں اور نہ آسمان میں
وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ
اور نہیں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی ساتھی
وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۲۲﴾ ع
اور نہ مددگار

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ
جسے چاہے دُکھ دے گا اور جس پر چاہے رحم کریگا
وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَآ اَنْتُمْ
اور اسی کی طرف پھر کر جاؤ گے اور تم عاجز
بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ۫
کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں
وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ
اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور
وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۲۲﴾ ع ۲ / ۱۴
نہ مددگار

جو شخص اللہ کے ماننے کا دعویٰ کرے۔ لیکن قیامت کے دن کی جزا سزا کا قائل نہ ہو اور آخرت کو نہ مانے اس نے درحقیقت اللہ کو جیسا ماننا چاہیئے مانا ہی نہیں۔ ہو نہیں سکتا کہ اللہ عزوجل کو ماننے کے بعد اس کے رسولوں، فرشتوں، کتابوں آخرت کی جزا سزا اور ہمیشہ کی زندگی کو نہ مانا جائے۔ رسول آخر آئے ہی کس لیے؟ اسی لیے کہ اللہ عزوجل کا ٹھیک تصوّر انسان کے ذہن میں بٹھا دیں اسے مانو تو اس کے قانون کو بھی مانو جس کی رُو سے مقرر ہو چکا ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کے بعد پھر کبھی نہ مرے گا لیکن اس دائمی زندگی کا عیش و آرام اس پر موقوف ہے۔ کہ آدمی یہاں اللہ کے حکم کے مطابق چلے ورنہ وہاں کی زندگی دُکھ اور مصیبت میں گذرے گی اور وہ زندگی موت سے بدتر ہو گی۔

ان آیتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ انسان پھر پیدا ہو گا اور اللہ عزوجل کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے حاضر کیا جائے گا۔ وہاں بجز اس احکم الحاکمین کے کسی کی کچھ نہ چلے گی وہ جسے چاہے گا اس کے کرتوتوں کے بدلے عذاب دیگا اور جس پر چاہے گا۔ اس کی نیکیوں کے عوض اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ ہر ایک کو اس کے پاس واپس آنا ضروری ہے۔ زمین اور آسمان میں کہیں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی اس سے بھاگ کر چھپ جائے تم اسے عاجز نہیں کر سکتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں ڈھونڈ نہ سکے اس کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مددگار۔

قوم کا جواب

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآئِهٖٓ
اور جن لوگوں نے انکار کر دیا اللہ کی آیتوں کا اور اس کے ملنے کا
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ
وہ لوگ نا امید ہوئے میری رحمت سے اور یہ لوگ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ
ان کے لیے عذاب ہے دکھ دینے والا پس نہ تھا جواب
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
اس کی قوم کا مگر یہ کہ کہنے لگے مار ڈالو اسے یا
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ
جلا ڈالو اسے پس بچا لیا اسے اللہ نے آگ سے تحقیق
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾
اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ
اور جو اللہ کی باتوں اور اس کے ملنے سے منکر ہوئے
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ
وہ میری رحمت سے نا امید ہوئے اور ان کے
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ
لیے دردناک عذاب ہے پھر اس کی قوم کا
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہ بولے اسے مار ڈالو یا
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ
جلا دو پھر اسے اللہ نے آگ سے بچا دیا اس میں
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾
ان لوگوں کے لیے جو یقین لاتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں

دنیا میں انسان کا کچھ ایسا دل لگ جاتا ہے کہ نہ اسے یہ خیال رہتا ہے کہ آخر ایک دن مرنا ہے اور نہ وہ یہ ماننے کے لیے تیار ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونا ہوگا یہی حال مکّہ کے مشرکوں کا تھا وہ جو جی میں آتا کرتے بتوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کی پوجا کرتے۔ قرآن مجید میں بتایا جا رہا ہے کہ ان سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا یہی حال تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سمجھایا کہ مرنا ضرور ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ تمہیں زندہ کرے گا۔ اور پھر اپنے سامنے بلا کر تمہارے اعمال کی پوری باز پرس کرے گا۔ قوم نے جواب دیا۔ کہ ہم یہ نہیں مانتے۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کو اس کی نشانیاں دیکھ کر نہیں پہچانتے اور مرنے کے بعد اس کے پاس حاضر ہونے کو نہیں مانتے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ تم میری رحمت کی امید مت رکھو تمہارے لیے تو دُکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔

قوم سے جواب تو کچھ بن نہ پڑا۔ کہنے لگے یہ شخص خواہ مخواہ ہماری جان کھائے جاتا ہے اسے مار ڈالو یا زندہ ہی آگ میں جھونک دو۔ چنانچہ انہیں آگ میں ڈال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے آگ سے نجات دی اس سے ایمان والوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ آخر میں ان ہی کی جیت ہوگی اور اللہ کے نہ ماننے والے تباہ ہوں گے ؏

پھر سمجھایا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور کہا ابراہیم نے بات یہی ہے کہ بنا لیے ہیں تم نے اللہ کو چھوڑ کر
اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
کچھ بت آپس کے میل جول کی وجہ سے زندگانی میں دنیا کی
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ
پھر قیامت کے دن خلاف ہو جائے گا ایک تمہارا ایک کے
وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ
اور لعنت کرے گا ایک تمہارا ایک کو اور ٹھکانا تمہارا
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۲۵)
آگ ہے اور نہیں تمہارا کوئی مددگار

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور ابراہیم نے کہا یہ جو تم نے اللہ کے سوا بتوں کے تھان
اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ٹھہرائے ہیں سو دنیا کی زندگانی کے اندر آپس میں دوستی
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ
کرکے پھر قیامت کے دن ایک کے ایک منکر ہو جاؤ گے
وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ
اور ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرو گے اور تمہارا ٹھکانا
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۲۵)
آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے صحیح نکالا لیکن جیسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنا رسول مقرر کرتا ہے اسے لوگوں کو گمراہی میں پھنسے دیکھ کر چین نہیں آتا اور ایسا ہی اس شخص کا بھی حال ہوتا ہے جس کے دل میں رسول کا نور ہدایت جلوہ گر ہو چکا ہو۔ لوگ اسے لاکھ ستائیں لیکن وہ انہیں نصیحت کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ انہیں ٹیڑھی چال چلتے دیکھ کر اسے بیحد کوفت ہوتی ہے جب وہ اس کی نہیں مانتے تو وہ اللہ سے فریاد کرتا ہے پھر یا تو اس کے دشمن فوراً تباہ ہو جاتے ہیں اور یا وہ انہیں چھوڑ کر اور اپنے آدمیوں کو ہمراہ لے کر چل دیتا ہے ہجرت سنت ابراہیمی ہے جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمل کیا۔ آپ نے مخالفوں کے لیے بددعا نہیں کی بلکہ خود انہیں چھوڑ کر چلے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ آخر میں ان کا بول بالا ہوا اور حضور کے مخالفین مغلوب ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے نکل کر بھی سمجھاتے رہے کہ لوگو! یہ معبود جو تم نے بنائے ہیں۔ ان سے تمہیں فقط دنیا میں باہم میل جول اور اتحاد قائم رکھنا مقصود ہے سو دنیا کے دن کی ہے۔ قیامت کے دن تمہارے اندر آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی اور تم ایک دوسرے کو گالیاں دو گے اور رگڑ کھو گے۔ پھر تم سب کو ہانک کر آگ میں ڈال دیا جائے گا اور دنیا کے اندر یہ باطل اتحاد کچھ کام نہ آئے گا نہ یہ تمہارے گھڑے ہوئے معبود تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے اور نہ یہ تمہارے دنیا کے دوست تمہاری مدد کر سکیں گے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ غلط عقیدوں اور باطل مذہب پر اعتماد رکھنے کے بعد کچھ کام نہ آئے گا۔

ہجرت ابراہیمی

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ م وَ قَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى

پس ایمان لایا اس پر لوط اور بولا ابراہیم تحقیق میں ہجرت کرنے والا ہوں طرف

رَبِّىْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (٢٦)

اپنے رب تحقیق وہ وہی زبردست ہے حکمت والا

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا

اور دیا ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب اور مقرر کردی ہم نے

فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ

اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ

دیا ہم نے اسے اس کا اجر دنیا میں اور تحقیق وہ

فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (٢٧)

آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ م وَ قَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى

پھر لوط نے اس کو مان لیا اور ابراہیم بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں

رَبِّىْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (٢٦)

اپنے رب کی طرف بے شک وہی زبردست ہے حکمت والا

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا

اور دیا ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب اور اس کی

فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَ

اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ

ہم نے اسے دنیا میں اس کا ثواب دیا اور

فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (٢٧)

آخرت میں وہ البتہ نیکوں میں ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی کا غلط ہونا ہر طرح سمجھایا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا بلکہ الٹا ان کے دشمن ہو گئے اور آگ کا الاؤ لگا کر اس میں انہیں ڈال دیا وہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں آگ سے صحیح سلم بچا لیا اور ان کا بال تک ٹیڑھا نہ ہوا۔ اس کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ نے سمجھانا نہ چھوڑا۔ اگر فقط ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور کسی نے نہ سنا جب حضرت ابراہیمؑ کو دشمنوں نے بہت ستایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے لیے بد دعا نہ کی بلکہ آخر باپ سے یہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ تجھے ہدایت دے اور تیرے گناہوں کو معاف کردے۔ یہ کہہ کر وہ عراق کے شہر بابل سے جو ان کا وطن تھا اللہ پر بھروسہ کر کے روانہ ہوئے اور حضرت بی بی سارہ اور حضرت لوطؑ بھی ان کے ہمراہ ہوئے۔ اللہ نے یہ ہجرت ان کے لیے بہت مبارک فرمائی اور ان کو اسحاقؑ سا بیٹا دیا۔ حضرت اسحاقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ ہوئے جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں ہمیشہ کے لیے نبوت قائم کردی اور آسمانی کتابیں بھی انہیں کی اولاد پر نازل ہوئیں۔ دنیا میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ فضل نازل فرمایا اور آخرت میں بھی وہ صالحوں اور نیکوکاروں میں شامل ہوں گے ؛

حضرت لوط علیہ السلام

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم سے بے شک تم اتر آئے ہو
الْفَاحِشَةَ ز مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ
ایسی بے حیائی پر کہ نہیں پہل کی تم سے جس میں کسی نے
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۲۸) اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
جہان والوں میں سے کیا سچ مچ تم آتے ہو مردوں کے پاس
وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۵ وَ تَاْتُوْنَ
اور قطع کرتے ہو راستہ اور کرتے ہو
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ط
اپنی محفلوں میں ناشائستہ حرکات

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی
الْفَاحِشَةَ ز مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ
بے حیائی کے کام پہ اتر آئے ہو۔ کہ دو جہان میں سے پہلے
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۲۸) اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
کسی نے نہیں کیا کیا تم مردوں پر دوڑتے ہو
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۵ وَتَاْتُوْنَ
اور راہ مارتے ہو اور اپنی
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ط
مجلس میں برا کام کرتے ہو

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہ السلام دونوں عراق سے ہجرت کر گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو فلسطین میں جا کر مقیم ہوئے۔ لوط علیہ السلام نے شرق اردن میں اپنا مسکن بنایا پھر حضرت لوطؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر مقرر کر کے سدوم کے لوگوں کے پاس انہیں سمجھانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا کہ تم نے ایسی بے حیائی پر کمر باندھی ہے۔ جو تم سے پہلے کسی نے جہان بھر میں نہیں کی تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ تم نے انسانیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ یہ کیا حیا سوز حرکت ہے کہ تم مردوں کے پاس اپنی خواہشیں پوری کرنے آتے ہو اور تمہاری شیطانی حرکات کے ڈر سے لوگوں نے اس طرف کے راستوں سے گذرنا چھوڑ دیا ہے۔ کاروبار کے راستے بند پڑے ہیں اور آمد و رفت منقطع ہو گئی ہے۔ تم اپنی بھری محفلوں میں برا کام کرتے ہو حیا و شرم سب کو اٹھا کر بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ تمہاری گفتگو تک میں فحش باتوں کے کچھ نہیں رہا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی عقل بالکل ہی ماری گئی تھی اور ان کا کام سوا گندے کاموں، فحش ہنسی، دل لگی اور لوٹ مار کے کچھ نہیں رہا تھا۔ باہر کے آنے والے ان کے ہاتھ سے نالاں تھے۔ لوگوں نے راستہ چلنا چھوڑ دیا تھا۔ جو انسانیت کے خلاف کام انہوں نے اختیار کیا تھا۔ وہ جہان بھر میں ان سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو سمجھا کر راہ راست پر لانے کے لیے مقرر ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھانے میں کسر نہیں کی۔

غفلت کی انتہا

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
پس نہ تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہ کہ
قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ
کہا لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر ہے تو
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
سچے لوگوں میں سے کہا اس نے اے میرے رب مدد کر میری
عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾
ان لوگوں پر جو فسادی ہیں

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
پھر ان کی قوم کے پاس کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہ
قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ
بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
سچا ہے بولا اے رب ان
عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع
فسادی لوگوں پر میری مدد کر

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت سن کر ان کی قوم کے پاس کوئی جواب نہ تھا اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکے کہ جا اگر تو سچا ہے تو اللہ کا عذاب لے آ۔ ہم تو یہی کرتے رہیں گے جو کر رہے ہیں۔ یہ جواب انتہائی دل شکن تھا۔ آپ خاموش ہوئے اور اللہ کی درگاہ میں عرض کیا۔ کہ اے میرے پروردگار! یہ لوگ تباہی اور فساد پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں اور میری کچھ نہیں سنتے۔ میرا مددگار تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیرے سوا کس سے کہوں۔ اے میرے رب میری مدد فرما اور ان شریروں کے مقابلہ میں مجھے فتح کر۔

انسان کی شرارت دنیا میں اکثر تباہی کا باعث ہوئی ہے اور شریروں کو اکثر ان کی شرارت کے باعث دنیا سے نیست و نابود کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ان کے قصے عبرت کے لیے درج کر دیے گئے ہیں تاکہ لوگ ان کو پڑھ کر ان کاموں سے بچیں جو ان کی تباہی کا باعث ہوئے۔

لیکن افسوس ہے کہ انسان اب بھی ان باتوں کو اختیار کرتا چلا جا رہا ہے جس سے پہلے لوگوں پر تباہی آ چکی ہے۔ اور اس کی ڈھٹائی وہی ہے جو پہلے تھی۔ اللہ کی ہدایت کے بغیر سیدھا چلنا مشکل ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت فرمائے۔

آمین

تباہی کا حکم

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر

قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

بولے یقیناً ہم ہلاک کرنے والے ہیں لوگوں کو اس بستی کے

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (۳۱) قَالَ

تحقیق اس بستی کے لوگ ہیں بُرے کام کر رہے ابراہیم نے کہا

اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ

یقیناً اس میں تو لوط بھی ہے فرشتے بولے ہم

اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا

خوب واقف ہیں اس سے جو اس میں ہے

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوش خبری

قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

لے کر پہنچے بولے ہمیں غارت کرنا ہے ان بستی والوں کو

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (۳۱) قَالَ

کیونکہ وہاں کے لوگ گناہ کیے جا رہے ہیں بولا

اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ

اس بستی میں تو لوط بھی ہے وہ بولے ہم کو

اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا

خوب معلوم ہے جو کوئی اس بستی میں ہے

اللہ! اللہ!! اس قدر جھنجوڑنے کے باوجود انسان اسی غفلت میں مبتلا چلا آتا ہے جو اس کے لیے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے اس کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آتی۔ کہ بعض کام جن میں وہ اندھا دھند مبتلا ہو رہا ہے اس پر یقیناً تباہی اور مصیبتیں لانے کا سبب بن جاتے ہیں بعض لوگ تو کھلم کھلا اس خیال کی ہنسی اڑاتے ہیں کہ آفات ارضی اور سماوی کے نازل ہونے میں انسان کی بدکاریوں کا بھی دخل ہے۔ قرآن مجید صاف صاف کہتا ہے کہ ہے اور ضرور ہے اتنی بات تو صاف ہے کہ بڑی بڑی آفتیں جب بھی آئی ہیں تو اسی وقت آئی ہیں جب لوگ انتہائی شرارت پر کمر کسے ہوئے تھے اسی کی طرف قرآن مجید توجہ دلاتا ہے۔ ان آیتوں میں قوم لوط کا بیان ہے۔ وہ لوگ بے فکری سے فطرت انسانی کو چکنا چور کر رہے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے لاکھ سمجھایا مگر ان کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔ ان کو شہر سے زبردستی نکالنے پر تیار ہوئے آخر کار عذاب کے فرشتے آئے اور پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر انہیں بڑھاپے میں فرزند کی خوشخبری دی۔ پھر کہا کہ ہم لوط کی بستیوں کو تباہ کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ برے کام سے باز نہیں آتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فکر ہوا کہ مجرموں کے ساتھ کہیں اچھے بھی نہ پس جائیں۔ کہنے لگے کہ وہاں تو لوط بھی ہے۔ جب بستی تباہ ہو جائے گی۔ تو وہ تو بے گناہ ہے کیا وہ بھی آفت میں پکڑا جائے گا۔ فرشتے ان کے سوال سے ابراہیم علیہ السلام کی پریشانی کی وجہ سمجھ گئے کہنے لگے کہ ہمیں ہر شخص کا حال معلوم ہے جو بستی میں رہتا ہے خاطر جمع رکھیں پرہیزگار صاف ستھرے لوگوں پر آنچ نہ آنے پائے گی۔

بے گناہ بچ جائیں گے

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۗ كَانَتْ

البتہ بچا دیں گے ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ ہوگی وہ

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ

پیچھے رہ جانے والوں میں اور جب کہ آئے

رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

ہمارے فرشتے لوط کے پاس پریشان ہوا ان کی وجہ سے اور تنگدل ہوا ان کے آنے سے

ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫

دل میں اور انہوں نے کہا مت خوف کر اور مت غمگین ہو

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۗ كَانَتْ

ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو بچا لیں گے مگر اس کی عورت کہ وہ

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ

رہ جانے والوں میں ہوگی اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے

رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

لوط کے پاس پہنچے پریشان ہوا انہیں دیکھ کر اور تنگ دل ہوا ان کے

ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫

آنے سے اور وہ بولے مت ڈر اور مت غم کر

فرشتوں نے کہا کہ ہم لوط علیہ السلام کو اور ان کے سارے گھر والوں کو بچ نکلنے کی راہ بتائیں گے مگر ان کی بیوی کو نجات نہ ملے گی اور وہ اُن سے علیحدہ ہو کر قوم کے ساتھ پیچھے رہ جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں فرشتوں کے یہ کہنے سے کہ ہم بستی کو تباہ کر دیں گے۔ یہ خدشہ پیدا ہوا تھا کہ لوط علیہ السلام کا کیا حال ہوگا۔ فرشتوں نے انہیں اطمینان دلایا کہ لوط علیہ السلام ہی کو نہیں بلکہ اُن کے سارے گھر والوں کو اس بستی سے باہر چلے جانے کی ہدایت کریں گے اور وہ صحیح و سالم وہاں سے نکل کر دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ مگر ان کی بیوی ان سے چھوٹ کر پیچھے رہ جائے گی اور وہ بستی والوں کے ساتھ ہلاک ہوگی۔

یہ کہہ کر اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے روانہ ہوئے اور لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم آج تمہارے مہمان ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی بُری عادت سے واقف تھے کہ وہ باہر سے آنے والوں کو خاص طور پر ستاتے تھے اُن کے آنے سے بڑے پریشان ہوئے اور بجائے اس کے کہ مہمانوں کے آنے کی خوشی ہوتی جیسا کہ مہمان نواز لوگوں اور خاص کر اللہ کے رسولوں اور خاص بندوں کو ہوا کرتی ہے۔ اُلٹے رنج میں مبتلا ہو گئے اور سوچنے لگے کہ اب ان موذیوں سے ان شریف لوگوں کی حفاظت کیسے کروں گا۔ فرشتوں نے انہیں پریشان اور ہراساں دیکھ کر کہا کہ آپ کسی بات کا خوف مت کریں۔ اور نہ دل میں اداس ہوں۔

فرشتوں کی فہمائش

اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ

تحقیق ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے گھروالوں کو مگر تیری عورت

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۳۳) اِنَّا مُنْزِلُوْنَ

تھی وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تحقیق ہم اتارنے والے ہیں

عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

لوگوں پر اس بستی کے عذاب آسمان سے

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۳۴) وَلَقَدْ تَّرَكْنَا

بوجہ اس کے کہ تھے وہ بدکاری کرنے والے اور البتہ تحقیق چھوڑا ہم نے

مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۳۵)

اس بستی کا ظاہر نشان ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں

اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ

ہم تجھ کو اور تیرے گھروالوں کو بچالیں گے مگر تیری عورت ہے

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۳۳) اِنَّا مُنْزِلُوْنَ

پیچھے رہ جانے والوں میں ہیں ہمیں اس بستی والوں

عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

پر ایک آفت آسمان سے اتارنی ہے اس بات

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۳۴) وَلَقَدْ تَّرَكْنَا

پر کہ وہ نافرمان ہو رہے ہیں اور ہم نے اس بستی کا نشان

مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۳۵)

نظر آتا ہوا باقی رکھا سمجھ دار لوگوں کے واسطے

فرشتوں نے کہا کہ ہم تم کو اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے مگر ہاں تمہاری عورت تم سے چھوٹ کر یہیں بستی والوں کے ساتھ پیچھے رہ جائے گی۔ اس کے بعد اس بستی والوں کی شامت آئے گی یہ ایسے گستاخ ہوگئے ہیں کہ کھلم کھلا بدکاری میں مبتلا ہیں۔ بُرا کام کرنے میں ذرا نہیں جھجکتے۔ ان کے دل سے یہ خیال بالکل نکل گیا ہے کہ انسان کے لیے دنیا میں چال چلن کا ایک قانون ہے جس کے پابند رہنے ہی میں اس کی خیریت ہے اگر اسے توڑا تو پھر اس کی خیر نہیں۔ ہم بحکم الٰہی اس بستی کے شریر لوگوں پر سخت عذاب نازل کرنے والے ہیں کیوں کہ ان کی بے حیائی اور گندے کاموں کی نحوست ان پر پوری طرح چھا گئی ہے اب اس کا وبال ان پر پڑ کر رہے گا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کو انہوں نے ہدایت کی کہ صبح ہونے سے پہلے راتوں رات اس بستی سے اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جاؤ۔ کوئی تم میں سے پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ تمہاری بیوی تم سے پیچھے اس بستی والوں میں رہ جائے گی اور انہیں کے ساتھ ہلاک ہوگی۔ چنانچہ وہ رات ہی کو بستی سے باہر چلے گئے۔ صبح کے وقت عذاب الٰہی نے اس بستی کو گھیر لیا اور وہ زمین میں دھنس گئی۔

ارشاد ہے کہ اس بستی کا ایسا نشان ہم نے باقی رکھا ہے جو بالکل صاف نظر آتا ہے تاکہ اسے دیکھ کر عقل مند لوگ عبرت حاصل کریں کہ یہاں اللہ عزوجل کے نافرمان لوگ، بستے تھے جو نافرمانی کی سزا میں تباہ ہوئے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔

مدین والے

اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ
طرف مدین والوں کے ان کے بھائی شعیب کو پس کہا اس نے
قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ
اے قوم عبادت کرو اللہ کی اور توقع رکھو دن
الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (۳۶)
آخرت کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے
فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
جھٹلایا انہوں نے اسے پھر پکڑلیا ان کو زلزلے نے اور ہوگئے وہ صبح کو
فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (۳۷)
اپنے گھر میں اوندھے پڑے ہوئے

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ
اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا وہ بولا
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ
اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور قیامت کے دن کی
الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (۳۶)
توقع رکھو اور زمین میں خرابی نہ مچاتے پھرو
فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو ان کو زلزلے نے پکڑ لیا پھر
فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (۳۷)
صبح کو اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے

ارشاد ہے کہ اسی طرح مدین کے لوگوں نے اپنے خالق اور رازق اللہ تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا تھا۔ انہوں نے غلطی سے دوسرے گمراہ لوگوں کی طرح یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم اپنے کاموں کے مختار ہیں جو چاہیں کریں۔ پوچھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو زیادہ چالاک اور ہوشیار تھے۔ انہوں نے سیدھے سادے عوام کو ستانا شروع کر دیا۔ انسان کی جب شامت آتی ہے تو سب سے پہلے وہ اللہ عزّوجلّ کو بالکل بھول جاتا ہے۔ آخرت کو نہیں مانتا اور یہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے جس انسان کے دل میں اللہ کا خوف نہ رہے اس سے اسی طرح ڈرنا چاہیئے جیسے درندے سے معلوم نہیں کس وقت کیا کر بیٹھے۔

مدین والوں نے لوٹ مار پر کمر باندھی لین دین میں بے ایمانی۔ دغابازی۔ سود خوری۔ کم تولنا۔ ڈاکہ زنی ان کے معمولی شغل تھے۔ درختوں وغیرہ کو پوجنے لگے۔ اللہ سے پھر گئے اور آخرت کو بھول گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو سمجھایا تو ان کی ایک نہ سنی۔ آخر زور کا بھونچال آیا۔ صبح کو دیکھا تو گھروں میں مرے ہوئے اوندھے پڑے تھے۔

دوسرے گمراہ لوگ

وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَکُمْ

اور عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور تحقیق ظاہر ہو چکا ہے تم پر

مِّنْ مَّسٰکِنِهِمْ قف وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

ان کے رہنے کی جگہوں سے اور آراستہ کیا ان کے لیے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ

ان کے کاموں کو پس روک دیا انہیں راستہ سے اور

كَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ (۳۸) وَ قَارُوْنَ

تھے وہ سوجھ بوجھ والے اور ہلاک کیا قارون

وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ قف

اور فرعون اور ہامان کو

وَعَادًا وَّثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَکُمْ

اور عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور تم پر ان کے

مِّنْ مَّسٰکِنِهِمْ قف وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

گھروں سے حال کھل چکا ہے اور شیطان نے انہیں ان کے

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ

کاموں پر فریفتہ کیا پھر ان کو راہ سے روک دیا اور

كَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ (۳۸) وَقَارُوْنَ

وہ تھے سوجھ بوجھ والے اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف

اور فرعون اور ہامان کو

مُسْتَبْصِرِیْنَ: ہوشیار، سوچنے سمجھنے والے، مستبصر کی جمع ہے جو استبصار سے اسم فاعل ہے اس کا مادہ ب ص ر ہے۔ استبصار کے معنی اندرونی فراست سے کام لینا۔ معلومات سے نتیجے نکالنا۔ مُسْتَبْصِرٌ: سوچنے سمجھنے والا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کی قوموں کا ذکر پہلے کر کے پھر ارشاد ہے کہ نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیانی زمانے میں عرب ہی کی سرزمین میں بہت سی قومیں گذری ہیں۔ جن میں سے عاد اور ثمود سرکشی میں بہت بڑھ گئے تھے۔ یہ لوگ نہایت تنومند اور اپنے دنیاوی معاملات میں خوب ہوشیار تھے۔ افسوس انہوں نے عقل سے وہ کام نہ لیا۔ جو لینا چاہیئے تھا۔ انہوں نے بدکرداری اختیار کی۔ دنیاوی چہل پہل اور خوشحالی کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ ہمیشہ یونہی رہے گی۔ شیطان نے ان کی پیٹھ ٹھونکی اور ان کے اعمال کو سراہا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستہ سے دور جا پڑے اور شیطان نے کوشش کی کہ وہ پھر اس صحیح راستہ پر آنے نہ پائیں۔ عقلمند ہوتے ہوئے وہ اس کے داؤ میں آ گئے۔ پیغمبروں کا کہنا نہ مانا۔ آخر عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے آج تک ان کے کھنڈر بتا رہے ہیں کہ وہ زبردست لوگ تھے۔ مگر اللہ کے حکم کے آگے ان کی ایک نہ چلی اور ان کی دانائی اور سوجھ بوجھ رکھی رہ گئی۔ یہ مکہ والے ان کے شکستہ مکانات سفر میں دیکھتے جاتے ہیں انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کا ذکر ہے۔ جن میں قارون۔ فرعون اور ہامان بڑے فسادی گذرے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
اور البتہ تحقیق آیا ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیوں کے ساتھ
فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا
پس بڑائی جتائی انہوں نے زمین میں اور نہ تھے وہ
سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ
بچ کر بھاگ جانے والے پس ہر ایک کو پکڑا ہم نے اس کے اپنے گناہ پر

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پہنچے
فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا
پس وہ بڑے بن بیٹھے ملک میں اور وہ ہم سے جیتنے
سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ
والے نہ تھے پھر ہم نے سب کو ان کے اپنے گناہ پر پکڑا

ارشاد ہے کہ قارون، فرعون اور ہامان نے سرکشی پر کمر باندھی تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے پیغمبر ہونے کے ثبوت میں ایسی صاف اور کھلی ہوئی نشانیاں پیش کیں۔ جنہیں دیکھ کر کسی کو ان کے پیغمبر ہونے میں شبہ نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن لوگوں کو اپنی قوت، جاہ و حشمت اور دولت کے آگے کچھ نہ سوجھا۔ جان بوجھ کر نادان بن گئے۔ آنکھیں تھیں، کان تھے، مگر نہ دیکھا نہ سنا۔ فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور اتنا زور آور تھا کہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا تھا۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ میں اپنے آپ سے کسی کو بڑا ماننے کے لیے تیار نہیں جو مجھ پر حکم چلا سکے۔

ہامان اس کا وزیر تھا۔ اس نے کہا کہ فرعون کے ہاں سے مجھے کیا نہیں ملتا۔ جو میں دوسرے کی طرف دیکھوں۔ قارون بنی اسرائیل میں سے تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مان چکا تھا۔ لیکن پیسے والا اتنا تھا کہ ان کا حکم ماننے کو ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ وہ اس خیال میں تھا کہ میں دولت مند ہوں۔ مجھے میری دولت سب آفتوں سے بچالے گی۔

ارشاد ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ہماری گرفت سے باہر نہ تھا ان میں سے کسی کی مجال نہ تھی کہ مقابلہ میں ہم سے جیت جائے۔ زبانی ڈینگ مارنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے ایک اشارے پر چت ہو جائیں گے اور کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک قارون، فرعون اور ہامان ہی کیا جس نے بھی سرکشی پر کمر باندھی اسے ہمارے عذاب نے مختلف شکلوں میں آ پکڑا ؀

عذاب کی مختلف صورتیں

فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا	فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا
پس ان میں بعض وہ تھے کہ بھیجی ہم نے ان پر پتھراؤ کرنے والی ہوا	کہ ان میں سے بعض پر تو ہم نے ہوا سے پتھراؤ کر دیا
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ	وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ
اور بعض وہ تھے کہ پکڑا ان کو خوفناک چیخ نے اور	اور بعض کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور
مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ	مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ
بعض وہ کہ دھنسا دیا ہم نے انہیں زمین میں	بعض ایسے تھے جنہیں ہم نے زمین میں دھنسا دیا

حَاصِبًا: (پتھر برسانے والی ہوا) اس کا مادہ ح۔ص۔ب ہے جس سے حَصْبَاءُ بنا ہے۔ حصباء سخت چھوٹے کنکر اور پتھر کو کہتے ہیں۔ حاصب: وہ آندھی جو کنکر برسائے

پہلے ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے ہماری نافرمانی پر کمر باندھی انہیں یہ مغالطہ تھا کہ ان کی جاہ و حشمت انہیں ہر آفت سے بچا لے گی۔ وہ اسے بھول بیٹھے تھے کہ اللہ عزوجل کی قوت کے سامنے کسی کی قوت کام نہیں دیتی۔ ہم نے انہیں مہلت دی کہ شاید خوابِ غفلت سے چونکیں اور ہوش میں آکر فرمانبرداری اختیار کریں۔ لیکن جب وہ کسی طرح باز نہ آئے[1] تو ہم نے ان میں سے ہر ایک پر ایک ایسی آفت بھیجی جو اس کے ماحول سے مناسبت رکھتی تھی۔ بعض پر تیز ہوا نے پتھر برسائے جیسے قوم لوط اور عاد۔ بعض کو ہیبت ناک گرج اور کڑک نے تباہ کر دیا جیسے ثمود اور مدین والے۔ اور بعض لوگ مع اپنے مال خزانوں کے زمین میں دھنس گئے جیسے قارون۔ اس سے مکہ کے کافروں کو اور ان سب کو جو اپنے زور کے آگے کسی اور کو کچھ نہیں گردانتے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ عزوجل ہم سب سے زبردست ہے اور ہم تو کیا اگر سارے جہان کے زبردست لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں اور اللہ سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لیں تو بھی اس سے جیت نہیں سکتے ان کو جو مہلت ملی ہوئی ہے اس سے انہیں دھوکا ہو گیا ہے کہ بس ہم ہی ہیں حالانکہ اس مہلت دینے کا مقصد یہ ہے کہ اب بھی جسے سنبھلنا ہو سنبھل جائے ورنہ جب وقت آئے گا۔ تو ٹیں ہو کر رہ جائیں گے۔

ٌ

مشرکوں کی حقیقت

وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ
اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ ڈبو دیا ہم نے اور نہیں تھا
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اللہ کہ ظلم کرے ان پر اور لیکن تھے وہ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾
خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ
اور بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور ایسا نہ تھا
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اللہ کہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ آپ ہی اپنی
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾
جانوں پر ظلم کرتے تھے

ارشاد ہے کہ ہم نے اپنے نافرمانوں کو گوناگوں عذاب سے ان کی سرکشی کے باعث ہلاک کیا۔ ان میں سے بعض کے عذاب کی نوعیت تو پہلے بیان ہو چکی۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ بعض ان میں سے پانی میں ڈوب کر مرے جیسے فرعون ہامان اور قوم نوح۔ اس آیت میں صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ اللہ کا کام ظلم کرنا نہیں اس لیے تو قانون اور قاعدے مقرر کر دیئے ہیں۔ کیوں کہ اس کی حکمت کا تقاضا یہی تھا جو ان قاعدوں اور قانون کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزا پائے گا۔

ارشاد ہے کہ ہمارے ہاں کوئی کام بے قاعدہ نہیں ہوتا۔ ہم نے جیسے اور چیزوں کے لیے زندگی کے قانون مقرر کر رکھے ہیں ایسے ہی انسان کی زندگی کے بھی قاعدے مقرر کر دیئے ہیں۔ ہمارے رسول ان قاعدوں کے سمجھانے کے لیے دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ کوئی یہ کہنے نہ پائے کہ ہم لاعلمی میں مارے گئے۔ جب قانون کا اعلان معتبر ذرائع سے کر دیا گیا ہے تو اب لاعلمی کا عذر نہ سنا جائے گا اور اعلان کی جو کوئی خلاف ورزی کرے گا اس کو اس کی سزا جو مقرر ہو چکی ہے وہ ملے گی اور وہ اس کی صورت، حالات حاضرہ اور جرم کی صورت کے مطابق ہوگی۔ یہ سزا ظلم نہیں کہلا سکتی۔

مجرم خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کہ قانون اور اس کے توڑنے والے کی سزا مقرر ہو جانے کے بعد قانون کو جان بوجھ کر توڑتا ہے اس کے بعد اللہ کے سوا کسی اور کا سہارا ڈھونڈنے والوں کی حالت ایک مثال کے ذریعے سمجھائی جاتی ہے اور وہ مثال عنکبوت یعنی مکڑی کی ہے جس کی وجہ سے اس سورت کا نام العنکبوت ہوا:

کافروں کی مثال

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
مثال ان لوگوں کی کہ پکڑا انہوں نے اللہ کے سوا
اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ جیسے
مددگار مثال ہے مکڑی کی

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور
اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ جیسے
حمایتی بنا لیے مکڑی کی سی مثال ہے

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اور حیوانات سے زیادہ سمجھ بوجھ دی ہے۔ اسے چاہیئے کہ غور و فکر سے کام لے اور دُنیا میں ایسا طرز زندگی اختیار کرے جو اسے ساری آفتوں اور خطروں سے محفوظ رکھے۔ اسے سمجھنا چاہیئے کہ اس دُنیا میں وہ ہر طرف سے حادثوں اور مصیبتوں سے گھرا ہوا ہے۔ اللہ کے رسولوں نے خاص کر اس کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان کا مصیبتوں سے چھٹکارا نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اللہ کا مقرر کیا ہوا دین یعنی اسلام اختیار نہ کرے گا۔ لوگ دین اختیار کرنے میں سمجھ بوجھ سے پورے طور پر کام نہیں لیتے۔ بعض تو دوسروں کی دیکھا دیکھی اندھا دھند انہی کا دین یعنی طریقۂ زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض دُنیا کے لالچ سے بہک جاتے ہیں۔ کچھ لوگ ضد اور تعصّب کی وجہ سے اندھے بن جاتے ہیں۔ اکثر تو دُنیا کے عارضی نفع ہی کو پیشِ نظر رکھتے ہیں اور جنہیں مال دار اور صاحب اقتدار پاتے ہیں انہی کی سی کہنے لگتے ہیں۔ اصل دین جس میں انسان کا ہر طرح بھلا ہے وہ ہے جس کی بنیاد اللہ کی توحید پر رکھی گئی ہے جو اس پر زور دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود مت بناؤ اور نہ کسی اور کو اپنا حمایتی اور مددگار سمجھو کیونکہ اللہ عزّ وجلّ کے سوا کسی اور کی یہ ہستی نہیں کہ مشکل میں مدد کرے اور آڑے وقت کام آئے۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کے آگے ہاتھ جوڑتے پھرتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی حالت مکڑی کی سی ہے کہ اس کا گھر محض ایک جالا ہوتا ہے جس سے کمزور گھر دُنیا میں کوئی نہیں۔ یہی حالت مشرکوں کے معبودوں کی ہے۔ وہ ان کو کسی آفت سے نہیں بچا سکتے۔ انسان کو چاہیئے کہ مکڑی کی سی نادانی نہ کرے اور ایسی پناہ گاہ ڈھونڈے جو اس کی جان و مال کی پورے طور پر حفاظت کر سکے اور ایسا طرز زندگی اختیار کرے جس کی بدولت وہ موجودہ اور آئندہ دنیا اور آخرت میں عارضی اور دائمی دونوں خطروں سے محفوظ ہو جائے۔

مکڑی کا گھر

اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ

بنایا اس نے ایک گھر اور تحقیق سب گھروں سے کمزور گھر

لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

البتہ گھر مکڑی کا ہے اگر ہوتے وہ جانتے

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

تحقیق اللہ جانتا ہے جو وہ پکارتے ہیں اس کے

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

کوئی چیز اور وہ زبردست حکمت والا ہے

اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ

اس نے ایک گھر بنالیا اور سب گھروں میں بودا گھر

لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

مکڑی کا گھر ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اللہ جانتا ہے جس کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست حکمت والا ہے

مکڑی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنا ایک گھر تو ضرور بناتی ہے۔ لیکن وہ گھر ایسا نہیں ہوتا جو رہنے والے کی جان اور مال کی حفاظت کر سکے ذرا سا ہاتھ ہلانے سے بلکہ زور کی پھونک مارنے ہی سے اُڑ جاتا ہے۔ مکھیاں اور بھنگے وغیرہ تو اس میں پکڑے جا سکتے ہیں لیکن حفاظت کے لیے کسی کام کا نہیں اس میں نہ رہنے والا ہی محفوظ ہے اور نہ ہی اس کی چیزیں تباہی سے بچی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا کسی اور سے تعلّق پیدا کرنے والے کا حال ہے۔ اللہ سے تعلق پیدا کرنے والے اللہ کی حفاظت میں آجاتے ہیں اور تمام آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں برخلاف اس کے اوروں سے مدد مانگنے والے نہ خود محفوظ ہیں اور نہ ان کی چیزیں تباہی سے بچ سکتی ہیں تعجّب ہے انسان اتنی سی بات نہیں جانتا اور نہ سمجھانے سے سمجھتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا جتنے سہارے ہیں۔ وہ اللہ کے نافرمانوں کو اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ چاند، سورج اور ستارے ہوں یا دیوی دیوتاؤں کے بُت ہوں۔ وہ کوئی طاقت نہیں رکھتے اور اللہ کے مقبول بندے اور فرشتے نافرمان کی بات تک سُننے کو تیار نہیں۔ ان کی تو ساری زندگی اور کوشش اللہ کی رضا جوئی کے لیے وقف ہے۔ اللہ کے سوا کسی میں اپنی کوئی ذاتی مستقل طاقت اور قدرت نہیں کہ اسے وہ اللہ کے معاملے میں استعمال کر سکے یا وہ کسی کے نفع اور نقصان کا مالک ہو مستقل قوّت اور طاقت رکھنے والا اور ساری مخلوق کو ہر چیز عطا کرنے والا جس نے بادشاہ کو بادشاہی اور نبی کو نبوّت بخشی فقط اللہ عزوجل ہے نہ وہ کسی کی مدد کا محتاج ہے اور نہ ہی کسی کے مشورہ کی اسے ضرورت ہے وہ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ؎

مثال سے غرض

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا
اور یہ شالیں ہم انہیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے اور نہیں
يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (۴۳) خَلَقَ اللّٰهُ
سمجھتے انہیں مگر جاننے والے پیدا کیے اللہ نے
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ
آسمان اور زمین حکمت کے ساتھ تحقیق
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۴۴)
اس کے اندر البتہ نشانی ہے ایمان والوں کے لیے

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا
اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے واسطے چسپاں کرتے ہیں اور ان کو
يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (۴۳) خَلَقَ اللّٰهُ
سمجھتے وہی ہیں جنہیں سمجھ ہے اللہ نے بنائے
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ
آسمان اور زمین جیسے چاہئیں بے شک اس
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۴۴) ع۴
میں یقین لانے والوں کے لیے نشانی ہے

کافر اعتراض کرتے تھے کہ مچھر، مکھی اور مکڑی کی مثالیں اللہ کی عظمت و شان کے مناسب نہیں کیونکہ اگر قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں ایسی ہلکی باتیں نہ ہوتیں اس کا جواب کئی جگہ دیا گیا ہے۔ اس آیت میں سمجھایا جا رہا ہے کہ مثال سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کی حقیقت ظاہر ہو جائے جس کے لیے وہ مثال دی گئی ہے۔ اسے مثال دینے والے کی عظمت و شان سے تعلق نہیں اس کا تعلق اس بات سے ہے جس کا مثال کے ذریعہ سمجھانا مقصود ہے اگر وہ بات خود ہلکی اور حقیر ہے تو اس کی حقیقت حقیر چیزوں سے تشبیہ دینے ہی سے کھل سکتی ہے۔ تمہارے کام اگر شاندار ہوتے۔ تو اس کی مثالیں بھی شاندار ہوتیں۔ جب کام ہی پست اور ذلیل ہیں تو انہیں پست اور ذلیل چیزوں کے برابر گننے کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ مثال کی غرض اور اس کی اصل سے مناسبت ہی اصل چیز ہے جسے سمجھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بے وقوف لوگوں کو فقط اعتراض کرنے سے کام ہے۔ وہ بات کی تہ کو پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے فقط اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے اُلٹی سیدھی باتیں بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان تو اس سے ظاہر ہے کہ اس نے آسمان اور زمین جیسی عظیم الشان مخلوق پیدا کر دی اور سب کو ایک نظام کے اندر جکڑ دیا۔ ان کی پیدائش اور رکھ رکھاؤ میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ یہ چیزیں بے کار یا کھلونا نہیں ہیں۔ ان کو دیکھ کر ایمان والے اپنا یقین مضبوط کرتے ہیں کہ جس نے اتنی بڑی چیزیں کسی شریک اور مددگار کے بغیر بنا دیں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے کاموں میں کوئی اور اس کا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔

اللہ کا ذکر

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ
پڑھ جو وحی کی گئی تیری طرف کتاب سے
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى
اور قائم رکھ نماز تحقیق نماز روکتی ہے
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ
بے حیائی اور بری بات سے اور البتہ یاد اللہ کی سب سے بڑھ کر ہے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾
اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ
تو پڑھ جو تیری طرف اتری کتاب سے
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى
اور نماز قائم رکھ بے شک نماز بے حیائی اور
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ
بری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد سب سے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾
بڑی ہے اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

آدمی لکیر کا فقیر ہوتا ہے جو رسم و رواج چل پڑتے ہیں۔ انہیں چھوڑنے کے لیے آسانی سے تیار نہیں ہوتا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ پرانی باتیں اپنی اصلی حالت پر مدت دن تک نہیں رہتیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات وقتی ضرورت کی وجہ سے کرنی پڑی تھی لیکن آگے چل کر وہ ضرورت نہ رہی۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے لیکن باوجود اس کے وہ جاری رہتی ہے۔ لوگ اس کی اصل غرض تو بھول جاتے ہیں۔ اور خود بات ہی کے اندر دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ اسلام بھی محض ایک رسم و رواج ہو کر رہ جاتا۔ اگر قرآن مجید اس کی حفاظت کے لیے موجود نہ ہوتا۔ اب بھی قرآن مجید کی طرف سے غفلت کرنا اسلام کی شکل کو کچھ سے کچھ بنا سکتا ہے اس لیے اس آیت میں ارشاد ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا سننا سنانا اور سمجھنا سمجھانا ایک ضروری چیز ہے۔ اس کے بعد نماز کو ٹھیک وقت پر اس کی شرائط کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔ تاکہ قرآن مجید کان میں پڑتا رہے اور اس کی بدولت فحش باتوں اور بُرے کاموں سے نجات کی توقع قائم رہے۔ تلاوت قرآن اور نماز اللہ کو یاد کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اللہ کی یاد ہی سب سے بڑی چیز ہے۔ یہی انسان کو گناہوں سے بچاتی ہے۔ انسان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ دنیا میں کر رہا ہے۔ اللہ عزوجل اس سے خوب واقف ہے جو اسے یاد رکھے گا اسے اس کا اچھا بدلہ ملے گا اور جو اس کی یاد سے غافل ہوگا وہ کہیں کا نہ رہے گا ::

بحث مباحثہ

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ

ورنہ جھگڑو اہل کتاب سے مگر اس طریقہ سے

هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

کہ وہ بہتر ہے مگر جنہوں نے ظلم کیا ان میں سے

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

اور کہو ایمان لائے ہم اس پر جو اترا ہماری طرف

وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ

اور اترا تمہاری طرف اور معبود ہمارا اور معبود تمہارا ایک ہے

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۴۶)

اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ

اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر اس طرح پر جو

هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

بہتر ہو مگر جو ان میں بے انصاف ہیں

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

اور یوں کہو ہم مانتے ہیں جو ہماری طرف اترا اور جو

وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ

تمہاری طرف اترا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۴۶)

اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں

لَا تُجَادِلُوْا: مت جھگڑا کرو (نہی کا صیغہ ہے مُجَادَلَۃٌ سے جس کی دوسری صورت جدال ہے۔ اس کا مادہ ج۔د۔ل ہے۔ جدل کے معنی ہیں جھگڑا۔ جدال اور مجادلہ کے معنی ایک دوسرے سے جواب سوال کرنا ہیں جسے مباحثہ بھی کہتے ہیں۔

اوپر کی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے واسطہ سے مسلمانوں کو حکم ہوا تھا کہ قرآن مجید پڑھتے رہو اور نماز باقاعدہ ادا کرتے رہو۔ اس آیت میں ہے کہ دوسرے لوگ تمہیں یہ باتیں کرتے دیکھ کر تم سے الجھنا چاہیں گے۔ ان میں جو اہل کتاب ہیں اور اپنے رسولوں کو مانتے ہیں انہیں نرمی اور آہستگی سے سمجھاؤ۔ دل دکھانے والی تیز باتیں مت کرو۔ ان میں سے جو خواہ مخواہ زیادتی پر اتر آئیں اور بے انصافی سے کام لیں تو ان کے ساتھ سختی سے برتاؤ کر سکتے ہو جو تمہیں ستاتے نہیں انہیں نرمی سے سمجھاؤ کہ ہم تمہاری آسمانی کتاب اور اپنی آسمانی کتاب دونوں کو سچّا مانتے ہیں ہمارا اور تمہارا دونوں کا معبود ایک ہی ہے۔ ہم فقط اسی معبود حقیقی کے حکم پر چلتے ہیں۔ اور کسی کو اس کے برابر اس کا شریک نہیں مانتے۔ تم بھی ایسا ہی کرو۔ قرآن مجید کو سچّا مانو اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو پھر ہم اور تم ایک ہی ہیں ؎

قرآن بھی آسمانی کتاب ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ

اور اسی طرح اتاری ہم نے تجھ پر کتاب بس وہ لوگ جنہیں

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ

ہم نے دی کتاب ایمان لاتے ہیں اس پر ان میں سے بھی بعض

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس پر اور نہیں انکار کرتے ہماری باتوں کا مگر

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ

نافرمان اور نہ تھا تو پڑھتا اس سے پہلے

مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا

کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا تو اسے اپنے دائیں ہاتھ سے تب تو

لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

البتہ شک کرتے یہ حق ناشناس

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ

اور ایسے ہی ہم نے تجھ پر کتاب اتاری سو جنہیں ہم نے

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ

کتاب دی ہے وہ اسے مانتے ہیں اور اہل مکہ والوں سے

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

بھی بعض اسے مانتے ہیں اور ہماری باتوں سے منکر وہی ہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ

جو نافرمان ہیں اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ

مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا

پڑھتا تھا اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے اسے لکھتا تھا تب

لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

تو یہ جھوٹے لوگ یقیناً شبہ میں پڑجاتے

لَا تَخُطُّ نہیں لکھتا تو مضارع منفی ہے خ۔ط۔ط سے۔ خَطّ کے معنی لکھنا ہیں۔ اردو میں اس سے اکثر لکھی ہوئی چیز مراد لیتے ہیں یعنی مصدر بمعنی مفعول ــــــ ارشاد ہے کہ قرآن مجید میں شبہ کی کوئی وجہ نہیں جیسے دنیا میں اس سے پہلے آسمانی کتابیں تورات۔ انجیل۔ زبور وغیرہ ہم نے پہلے نبیوں پر نازل کی تھیں۔ اسی طرح یہ آخری کتاب یعنی قرآن حکیم بھی ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے چنانچہ ہم نے جنہیں پہلے کتاب دی تھی۔ ان میں سے بعض انصاف پسند لوگ اس کے سچا مانتے ہیں پس و پیش نہیں کرتے اور اس پر ایمان لے آتے ہیں مگر عرب بھی جو پہلی کتابوں سے واقف نہیں اس کی صداقت کے قائل ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس کا فقط وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو خواہ مخواہ انکار پہ تلے ہوئے ہیں۔ آخر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نہ کسی سے پڑھنا سیکھا نہ لکھنا۔ نہ کوئی کتاب کسی سے پڑھی اور نہ کبھی ہاتھ سے لکھی۔ یہ لوگ اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کیونکہ بچپن سے انہی میں رہتے چلے آئے ہو۔ اگر پہلی کتابیں پڑھی ہوتیں اور لکھنا آتا ہوتا تو شبہ ہوسکتا تھا کہ ان کی باتیں نقل کر کے اپنی ایک کتاب بنالی ہے۔ جب تمہیں نہ پڑھنا آئے نہ لکھنا اور ایسی بے مثل کتاب انہیں سناؤ تو یہ سچائی کے دشمن کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب نہیں۔

قرآن کیا ہے؟

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ

بلکہ وہ آیتیں ہیں واضح سینوں میں ان کے جو

اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

دیئے گئے علم اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر

الظّٰلِمُوْنَ (۴۹) وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

ہٹ دھرم اور کہا انہوں نے کیوں نہ اتریں اس پر

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ بات فقط یہی ہے کہ نشانیاں اللہ کے پاس ہیں

وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۵۰)

اور کچھ نہیں میں مگر ڈرا دینے والا صاف صاف

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ

بلکہ یہ قرآن تو صاف آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں

اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

جنہیں علم ملا ہے اور ہماری باتوں سے منکر نہیں مگر وہی

الظّٰلِمُوْنَ (۴۹) وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

جو بے انصاف ہیں اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

کچھ نشانیاں کیوں نہ اتریں تو کہہ نشانیاں تو اللہ کے اختیار میں ہیں

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۵۰)

اور میں تو بس کھول کر سنا دینے والا ہوں

ارشاد ہے کہ یہ فضول خیالات چھوڑ دو یہ کتاب نہ کسی نے لکھوائی نہ لکھی جو تمہیں یہ کتاب پڑھ کر سنا رہے ہیں انہیں تم جانتے ہو کہ نہ کسی سے پڑھنا سیکھا نہ لکھنا۔ اگر یہ کہو کہ کسی اور سے لکھوائی ہے تو بھلا تم بھی ایسی کتاب کسی سے لکھوا کر لے آؤ تم تو پیسے والے بھی ہو لکھنے والے کو اجرت بھی دے سکتے ہو جب تم نے ایسا نہ کیا نہ کر سکتے ہو تو بے کار باتیں کیوں بناتے ہو۔ سنو ہم اس کتاب کی حقیقت بتاتے ہیں۔ اپنی ضد چھوڑو۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتہ سے سُنی اس کے بعد وہ انہیں حفظ یاد ہو گئی اور اسی طرح قیامت تک سینہ بہ سینہ عالموں اور حافظوں کے سینوں میں رہے گی۔ یہ اور بات ہے کہ بعد میں اسے لکھ کر بھی محفوظ کر دیا جائے لیکن ابتدا میں یہ نہیں لکھی گئی اور نہ لکھے جانے پر اس کا باقی رہنا موقوف ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول ہے تو کوئی انوکھی بات جو ہم اس سے کہتے ہیں کر کے کیوں نہیں دکھاتا۔ اگر وہ یہ معجزے دکھائے جو ہم طلب کریں تو ہم اسے رسول مانیں ان سے کہہ دے کہ میں معجزے دکھانے نہیں برے کاموں کے انجام سے صاف صاف ڈرانے آیا ہوں۔

قرآن کافی معجزہ ہے

اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
کافی نہیں ان کو کہ ہم نے اتاری تجھ پر کتاب
یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ
پڑھی جاتی ہے ان پر تحقیق اس میں البتہ رحمت ہے اور
ذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰی
(نصیحت) ان لوگوں کے لیے جو بات مانتے ہیں تو کہہ کافی ہے
بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا
اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ جانتا ہے وہ جو
فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ
آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور جو لوگ ایمان لائے جھوٹی بات پر
وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾
اور انکار کیا اللہ کا وہ لوگ ہی گھاٹے میں ہیں

اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب اتاری کہ ان
یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ
پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ان
ذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰی ع
لوگوں کے لیے جو مانتے ہیں تو کہہ اللہ میرے اور
بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا
تمہارے درمیان گواہ کافی ہے وہ جانتا ہے جو کچھ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ
آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور
وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾
اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی ہیں نقصان پانے والے

ارشاد ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم انہیں رسول تو جب مانیں جب ہمارے منہ مانگے معجزے دکھائیں۔ ان سے کہو کہ یہ کتاب جو وہ تمہارے سامنے پڑھ پڑھ کر تمہیں سنا رہے ہیں۔ کیا یہ کافی معجزہ نہیں کیا تمہیں یہ نہیں سوجھتا کہ اس کے ماننے والے دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کو وہ نیک باتیں جنہیں لوگ مدت سے بھول چکے ہیں یاد آتی چلی جا رہی ہیں۔ بے شک جو اس کتاب کو سچے دل سے مان لے گا۔ اس پر رحمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور وہ کام کی باتیں سیکھتا چلا جائے گا۔ پھر ان سے کہہ کہ میرے ماننے والے باوجود تمہاری ایذا رسانی کے دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور جو آ جاتا ہے۔ پھر نہیں جاتا۔ یہ اللہ کی گواہی ہے اس بات کی کہ میں سچا ہوں اور اللہ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ وہ آسمان اور زمین کے سارے حالات سے واقف ہے۔ جو اللہ کو نہ مانے گا اور جھوٹ خرافات پر اڑا رہے گا وہ یقیناً نقصان اٹھائے گا۔

عذاب یقینی ہے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى
اور جلدی کرتے ہیں تجھ سے عذاب میں اور اگر نہ ہوتی میعاد مقرر
لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
تو پہنچا ہوتا ان کو عذاب اور البتہ آئے گا ان پر اچانک اور وہ
لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَاِنَّ
نہ جانتے ہوں گے جلدی کرتے ہیں تجھ سے عذاب میں اور تحقیق
جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِينَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ
دوزخ البتہ گھیر رہی ہے کافروں کو جس دن ڈھانپ لے گا انہیں
الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے
وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۵﴾
اور کہے گا چکھو جو تھے تم کرتے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى
اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور اگر مقررہ وعدہ نہ ہوتا
لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
تو ان پر عذاب آپہنچتا اور البتہ ان پر اچانک آئے گا اور
لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَاِنَّ
ان کو خبر نہ ہوگی تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں حالانکہ
جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِينَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ
دوزخ منکروں کو گھیر رہی ہے جس دن عذاب
الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
ان کو گھیر لے گا ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے
وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۵﴾
اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے

دُنیا ظاہر بینوں کے لیے کچھ ایسی بلا کی دل لبھانے والی واقع ہوئی ہے کہ وہ حال کی رنگ رلیوں میں سب کچھ بھول جاتے ہیں یہی حال مکّہ کے کافروں کا تھا کہتے تھے کیسا ایمان اور کیسا عذاب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے سامنے ان کے ایک منہ پھٹ آدمی نضر بن الحارث نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دو یا دردناک مصیبت ڈال دو اس کے جواب میں ارشاد ہے کہ یہ عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں بے شک ان کے کرتوت تو ایسے ہی ہیں کہ ان پر فوراً عذاب آجاتا لیکن عذاب کا بھی اور چیزوں کی طرح ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت آئے گا تو عذاب بھی اچانک آجائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی چنانچہ تھوڑے ہی دن بعد کافر مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے۔ رہا آخرت کا عذاب تو وہ انہیں ابھی سے اپنے گھیرے میں لے رہا ہے۔ یہی ان کا کفر، شرک اور ظلم ان کے لیے جہنّم ہے جسے یہ اس وقت معمولی باتیں سمجھ رہے ہیں۔ قیامت میں یہی عمل آگ بن کر انہیں اوپر اور نیچے ہر طرف سے گھیر لیں گے اور عذاب کا فرشتہ کہے گا لو آج اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو؞

ترکِ وطن

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ
اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو تحقیق میری زمین فراخ ہے
فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ
سو مجھی کو پوجو ہر شخص چکھنے والا ہے موت کو
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
پھر ہماری طرف لوٹو گے اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا
اچھے البتہ ٹھکانا دینگے ہم انہیں جنت کے اونچے گھروں میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
جاری ہیں جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ
اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے
فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ
سو میری ہی بندگی کرو ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
پھر ہماری ہی طرف لوٹو گے اور جن لوگوں نے ایمان لا کر
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا
اچھے کام کیے ہم انہیں بہشت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے

نُبَوِّئَنَّ: البتہ ٹھکانا دیں گے ہم۔ مضارع ہے بالام تاکید و نون ثقیلہ ب۔و۔ء سے۔ اسی مادہ سے لفظ بَوَّانا اور مُبَوَّءٌ ہیں۔
غُرَفٌ (بالاخانے) غُرْفَةٌ کی جمع ہے اوپر کی منزل کے مکان کو کہتے ہیں۔ اس کے مادہ غ۔ر۔ف کے معنی اونچا اٹھانے کے ہیں وہاں اس سے اتنی مقدار پانی کی مراد ہے جو چلو میں اٹھ آئے۔ یہاں اٹھا ہوا اونچا مکان مراد ہے۔

مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کا جینا دشوار کر دیا تھا مسلمانوں سے اس آیت میں کہا جا رہا ہے کہ زندگی سے مقصود اللہ کی عبادت ہے۔ اگر وطن میں رہ کر اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے تو دوسری جگہ ہجرت کر جاؤ۔ دنیا کی تکلیف کوئی دن کی ہے۔ آخر موت آنی ہے۔ یاد رکھو موت کا مزہ ضرور ہر شخص کو چکھنا ہے کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ اور تم سب مر کر ہی ہمارے پاس آؤ گے۔ مرنے کے وقت مجبوراً وطن، کنبہ، یار دوست سب کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس وقت اپنی خوشی سے اللہ کے لیے یہ سب کچھ چھوڑ دو گے تو اس کا بدلہ مرنے کے بعد ملے گا۔ ہمارا وعدہ ہے کہ ہم ایمان لا کر اچھے کام کرنے والوں کو جنت کے اونچے اونچے گھروں میں بسائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور ان میں وہ ہمیشہ کے لیے آباد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اسّی بیاسی گھر مکہ سے حبشہ ہجرت کر گئے۔

اللہ رازق ہے

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ
کیا ہی اچھا ہے ثواب کام کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور فقط
عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ
اپنے رب پر بھروسا رکھا اور بہت سے جانور
لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَ اِیَّاكُمْ
نہیں اٹھاتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں بھی
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور اگر پوچھے تو ان سے
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ
کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگایا سورج اور
الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
چاند کو البتہ ضرور کہیں اللہ نے پس کہاں سے الٹ جاتے ہیں

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ
کام کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے جنہوں نے صبر کیا اور اپنے
عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ
رب پر بھروسہ رکھا اور کتنے جانور ہیں جو اپنی
لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ
روزی نہیں اٹھا سکتے اللہ ان کو روزی دیتا ہے اور تم کو بھی
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر تو لوگوں سے پوچھے
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ
آسمان اور زمین کو کس نے بنایا اور سورج اور چاند کو کام
الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
میں لگایا تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں

یہ پچھلی آیت کا حصہ ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والے ایمان والوں کو جنت میں اونچے اونچے مکان ہمیشہ کے لیے رہنے کو ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ ان کام کرنے والوں کی بہت ہی اچھی مزدوری ہے جنہوں نے اللہ کی حکم برداری میں صبر کے ساتھ مشقتیں اٹھائیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا۔ آگے ارشاد ہے کہ ہجرت کرنے سے یہ خیال مانع نہ ہونا چاہیئے کہ سب کچھ یہاں چھوڑ کر چلے گئے تو وہاں جا کر کھائیں گے کہاں سے۔ بہت سی اللہ کی مخلوق دُنیا میں ایسی ہے کہ جس کے پاس اندوختہ کچھ نہیں ہوتا صبح خالی ہاتھ اٹھتے ہیں اور رات خالی ہاتھ سوتے ہیں۔ اللہ انہیں بھی رزق تو دیتا ہی ہے اسی طرح تمہارا رازق بھی وہی ہے جہاں جاؤ گے اپنی رحمت سے تمہارے گذارے کا سامان کر دے گا۔ اللہ کے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ان کافروں ہی سے پوچھ کر دیکھ لو کہ یہ آسمان کس نے پیدا کیے۔ زمین کس نے بنائی سورج اور چاند کو کس نے اپنے اپنے کام میں لگایا ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ مگر معلوم نہیں اتنا اقرار کرنے کے بعد یہ اس کی تابع داری اور عبادت سے منہ کیسے اور کہاں سے موڑ لیتے ہیں۔

اللہ واقف کار ہے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
(اللہ) پھیلا دیتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ
اپنے بندوں میں سے اور تنگ کر دیتا ہے کسی کو بےشک اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۶۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
ہر چیز کا جاننے والا ہے اور البتہ اگر پوچھے تو ان سے کس نے
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
آسمان سے پانی پھر جلایا اس سے زمین کو
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ
مرجانے کے بعد تو البتہ کہیں اللہ نے کہہ دیجیے سب خوبی
لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۶۳)
اللہ کے لیے ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ
اپنے بندوں میں اور تنگ بھی کر دیتا جس کو چاہے بے شک اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۶۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
ہر چیز سے خبردار ہے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
پانی آسمان سے کس نے اتارا پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ
اس کے مرجانے کے بعد تو وہ کہیں گے اللہ نے آپ فرما دیجیے سب خوبی
لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۶۳) ع
اللہ کے لیے ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں سمجھتے

ارشاد ہے کہ رزق کا انتظام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز سے واقف ہے اور (اس)ی مصلحت جانتا ہے جس کو بہت سا دینا ہوتا ہے اس کے لیے ویسے ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے جسے ناپ تول کر دینا ہوتا ہے (اسے) اندازہ سے دیتا ہے لیکن محروم کسی کو نہیں کرتا۔ اسی طرح اسے حال بدلتے بھی دیر نہیں لگتی جب چاہتا ہے مفلس کو مالدار اور مالدار کو (مفلس) اور خوشحال کو بدحال اور بدحال کو خوشحال کر دیتا ہے۔ ان سے پوچھیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ آسمان سے مینہ کون برساتا ہے جس سے (تمام) مردہ زمین ہری اور تر و تازہ ہو جاتی ہے اور انواع و اقسام کی چیزیں اس میں سے اُگ آتی ہیں وہ یہی جواب دیں گے کہ سب کچھ اللہ (کرت)ا ہے تو فرمائیے کہ اب تو ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ثابت ہوئی اس سے ایمان والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور دنیا کی عارضی (حال)توں سے ذرا نہ گھبرانا چاہیے۔ وہ اپنی قدرت سے عنقریب تکلیفیں دور کر دیگا لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ دنیا کے (آرام) اور تکلیف کو اہمیت دیتے ہیں اور اللہ کے وعدوں کو کچھ اہمیت نہیں دیتے حالانکہ مانتے ہیں کہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے۔

دُنیا اور آخرت

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ

اور نہیں یہ زندگی دنیا کی مگر تو بہلانا اور

لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ

کھیل و یقیناً گھر آخرت کا البتہ وہی ہے اصل زندگی

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۶۴)

اگر ہوتے وہ جانتے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ

اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور

لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ

کھیلنا ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۶۴)

اگر ان کو سمجھ ہوتی

حَيَوَانٌ: (جو زندہ ہو یا زندگی رکھتا ہو) اس کا مادہ ح۔ی۔و ہے۔ مادہ کے آگے الف، نون وہی معنی دیتا ہے جو اُردو میں "والا" کا لفظ دیتا ہے۔ اس لیے حَیَوَانٌ کے معنی ہوتے زندگی والا یعنی جس کے اندر اصلی زندگی ہو۔ مراد یہ ہے آخرت کا گھر ایسا گھر ہے جس کے اندر اصل زندگی ہے۔

پچھلی آیت کے آخر میں کہا گیا تھا کہ اکثر آدمی سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے ورنہ وہ آسانی کے ساتھ اتنی بات سمجھ سکتے تھے کہ دُنیا میں کوئی سدا نہیں رہا سب کو آگے پیچھے یہاں سے سدھار جانا ہے پھر یہاں کی راحت و آرام اور دکھ تکلیف کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اس لیے اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہیے اور اس کے وعدہ پر یقین کر کے آخرت کے آرام و راحت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس آیت میں اسی بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ غافلوں کو خود بخود نہیں تو بتا دینے سے اصل بات کی طرف توجّہ ہو جائے۔

ارشاد ہے کہ دُنیا کی زندگی کو اصلی مقصد ٹھہرانا انتہائی نادانی ہے۔ یہ تو فقط تفریح اور کھیل کود کی طرح ہے جس طرح بچّوں کو فقط تھوڑی دیر کھیل کود کی مہلت دیتے ہو اس کے بعد انہیں کاموں میں وقت لگانے کی تاکید کرتے ہو جو آیندہ ان کی زندگی سنوارنے کے کام آئیں۔ اسی طرح تم خود بھی سمجھو کہ دُنیا میں تمہیں بھی فقط اتنا ہی مصروف ہونا چاہیے جتنا کھیل کود میں تم بچّوں کو رکھنا پسند کرتے ہو اگر بچّہ نرا کھلنڈرا ہی ہو جائے تو اسے نکمّا سمجھا جاتا ہے اسی طرح دنیا بھی تم سب کے لیے ایک کھیل کود کی طرح ہے جس کے لیے صرف بقدر ضرورت وقت دینا چاہیے باقی اصل زندگی تو آخرت کی ہے۔ اس لیے زیادہ وقت اس زندگی کی تیاری میں صرف کرنا چاہیے اور اس کی تیاری یہ ہے کہ اللہ کے احکام گرہ میں باندھو اور ان کی تعمیل میں مصروف رہو۔

اللہ کی ناشکری

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ
پھر جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں پکارنے لگتے ہیں اللہ کو خالص کر کے
لَہُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا
اس کے لیے اعتقاد پھر جب اس نے نہیں نجات دی خشکی کی طرف ناگاہ
ہُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰہُمْ ۚ
لگے شرک کرنے تاکہ مکر جائیں اس سے جو دیا ہم نے انہیں
وَلِیَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾
تاکہ مزے اڑائیں پس عنقریب جان لیں گے

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ
پھر جب کشتی میں سوار ہوتے اللہ کو پکارنے لگے خالص اسی پر
لَہُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا
اعتقاد رکھ کر پھر جب اللہ نے انہیں زمین کی طرف نجات دی اسی وقت
ہُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰہُمْ ۚ
شرک کرنے لگے تاکہ ہمارے دیئے ہوئے سے مکرتے رہیں
وَلِیَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾
اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے

دُنیا کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے پہلے چند سوال لوگوں سے کیے گئے جن سے اللہ عزّ و جلّ کی یکتائی اور وحدانیت بتانی مقصود تھی۔ پھر کہا گیا۔ کہ جب تم اللہ کو مانتے ہو۔ تو لازم ہے کہ اسی میں ساری خوبیاں مانو اور کفر و شرک سے بچ کر اسی کی عبادت میں لگ جاؤ۔ تاکہ تمہاری آخرت سنور جائے اور اللہ کی اطاعت کے بدلے جنّت میں ٹھکانا نصیب ہو۔ دُنیا میں سارا وقت لگانا فضول ہے۔ اللہ سے دھیان لگاؤ۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں کا رویّہ یہ ہے کہ مصیبت پڑی تو اللہ کو پکارنے لگے۔ اور ان معبودوں کو جن کی پوجا میں وہ ہر وقت لگے رہتے ہیں بالکل چھوڑ بیٹھے۔ اور تہ دل سے اللہ کی طرف رجوع کیا جیسا کہ سمندر میں جب جہاز طوفان میں گھر جائے۔ اس وقت یہی حالت ہوتی ہے۔ سب کا دھیان خالص اللہ کی طرف لگ جاتا ہے لیکن تعجّب ہے کہ جب اللہ اس مصیبت سے نجات دے کر صحیح سلامت خشکی پر پہنچا دیتا ہے۔ تو پھر انہیں پہلی حرکتوں پر اُتر آتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض پھر تو یہ ٹھہری کہ اللہ کی نعمتوں اور احسانوں سے فائدہ اٹھائیں اور پھر اسی کی ناشکری کریں۔ کیونکہ اگر اس کے حکم بردار نہیں جو کہ شکر گذاری کا اصل طریقہ ہے تو دُنیا کے مزے چھوڑنے پڑیں اور اپنی خود مختاری کو جان کی ایک خیالی بات ہے دھتا بتانی پڑے۔ ارشاد ہے کہ یہ زبردست دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ اس کی ڈھٹائی کی ان سے بازپرس نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ اس مگرے پن سے باز آئیں ورنہ عنقریب ان کی ایسی گت بننے والی ہے کہ دُنیا ششدر رہ جائے گی ؞

صریح ناشکری

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے بنائی ایک محفوظ جگہ امن کی

وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ

اور اچکے جارہے ہیں لوگ ان کے گرد ونواح سے کیا پس غلط بات کا

يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ (۶۷)

یقین کرتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

کیا دیکھتے نہیں کہ ہم نے ایک پناہ کی جگہ امن والی بنادی ہے

وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ

اور لوگ ان کے آس پاس سے اچکے جارہے ہیں کیا جھوٹ پر

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ (۶۷)

یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے

اس آیت میں کفارِ مکہ کو ایک ایسی بات یاد دلائی گئی ہے جس سے ان کی ہٹ دھرمی صاف آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور یقین ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ بے انصافی پر کمر باندھے ہوئے تھے اور اس عذاب کے واقعی مستحق تھے۔ جو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر ڈالا۔ مکہ کے لوگ لوٹ مار سے کعبہ کی بدولت محفوظ تھے۔ باقی سارے عرب میں کسی کی زندگی محفوظ نہ تھی ایک دوسرے پر اچانک چھاپے مارنے اور قتل و غارت کے سوا اور کوئی کام لوگوں کے لیے رہا ہی نہ تھا۔ ہاں کعبہ کی حرمت کا احترام سب کرتے تھے۔ مکہ اس کے گرد آباد تھا اور یہاں کے لوگ کعبہ کے محافظ سمجھے جاتے تھے لہذا ان کا بھی سب احترام کرتے تھے۔ مکہ کے گرداگرد ایک گھیرا تھا جس کے اندر رہنے والا یا بھاگ کر پناہ لینے والا دشمن کی زد سے محفوظ تھا۔

ارشاد ہے کہ یہ امن و امان کی جگہ جسے حرم کہتے ہیں، ہمیں نے تو بنائی ہے۔ آس پاس چاروں طرف لوگ قتل کیے اور لوٹے جارہے ہیں لیکن ادھر کا رُخ کوئی نہیں کرتا۔ آخر اس جگہ کی یہ عظمت کس نے ان کے دل میں بٹھائی؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہمارا کام ہے اور ہم نے لوگوں کو یہاں لوٹ مار کرنے سے روک رکھا ہے۔ پھر یہ کیسی بے انصافی ہے کہ ہمارا احسان تو ایک دم بھلا بیٹھے جس کا ماننا انصاف کی رُو سے تم پر فرض تھا۔ اور جو ایک واقعی حقیقت ہے۔ اور ہٹ دھرمی سے غلط اور جھوٹے معبودوں کی پرستش کرنے لگے۔ اس سے زیادہ احسان فراموشی اور کیا ہوگی بلکہ یہ تو صریح نمک حرامی ہے۔

کیے کا پھل

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو باندھے اللہ پر جھوٹ

اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

یا جھوٹ کہے سچی بات کو جب پہنچے وہ اس تک کیا نہیں

فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ

دوزخ میں ٹھکانا انکار کرنے والوں کا اور جنہوں نے

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

محنت کی ہماری راہ میں البتہ سجھا دیں گے ہم انہیں اپنی راہیں

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

اور تحقیق اللہ البتہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے

اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

یا جب اس تک سچی بات پہنچے تو اسے جھٹلائے کیا

فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ

دوزخ میں منکروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور جنہوں نے

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

ہمارے واسطے محنت کی ہم انہیں اپنی راہیں سجھا دیں گے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

اور بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے

مکّہ والوں سے واقعی بڑی چوک ہوئی کہ انہوں نے جانتے بوجھتے ہو کر شروع میں اسلام کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ وہ اسی خبط میں مبتلا رہے جس میں ان کے باپ دادا مبتلا چلے آتے تھے انہیں دُنیا کے لالچ اور جاہ و مرتبہ کی طمع نے اندھا کر دیا۔ اور وہی کیا شروع دُنیا سے لے کر یہی بلا انسان کے سر پر مسلط چلی آ رہی ہے اور آج کل تو لوگوں کا کھلم کھلا مقصد ہی یہ ہو گیا ہے۔ کہ ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو ہمیں تو پیسہ چاہیئے۔ چاہے جان چلی جائے مگر مال نہ جائے۔ مکّہ والوں کو ہر طرح سمجھایا گیا کہ دیکھو اللہ کے پاس سب کچھ ہے۔ انہوں نے اس بات کو تو نہ مانا جو سچّی تھی اور کہا کہ بتوں کی پوجا سے ہمیں سب کچھ مل رہا ہے حالانکہ یہ سراسر جھوٹ تھا، افترا پردازی تھی اور انصاف کا خون کرنا تھا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ ظالم وہ ہے جو سچ بات کو نہ مانے اور سیدھی بات کو توڑ موڑ کر کچھ کا کچھ بنا لے۔ ان کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اللہ کے نہ ماننے والوں کا ٹھکانا یقیناً دوزخ ہے۔ ہم تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ جو ہمارے واسطے محنت مشقّت اٹھائے گا۔ ہم اس پر اپنی راہیں واضح کر دیں گے جو دیانتداری اور خلوص کے ساتھ نیک کام کرے گا۔ اللہ اس کے ساتھ ہے اور اس کا معین اور مددگار ہے۔

سورۃ العنکبوت ختم ہوئی

سورت العنکبوت کیا سکھاتی ہے؟

اس سورت میں ان مٹھی بھر مسلمانوں کو جو مکہ میں کافروں کے ہاتھوں سے بلا کی مصیبتیں سہہ رہے تھے اتنی تقویت حاصل ہوئی کہ وہ اللہ کی راہ میں ہر محنت مشقت برداشت کرنے کے لیے دل وجان سے پورے طور پر تیار ہو گئے۔ اس سورت میں ایک نشانِ استغنار کے ساتھ ہی ہمدردی اور دلجوئی کا سمندر اس جوش سے موجیں مار رہا ہے کہ جس کے سامنے پریشانی اُداسی اور بے چینی کی مجال نہیں جو ٹھہر جائے۔ آج بھی یہ سورت پریشان حال مسلمانوں کے لیے ویسی ہی ہمت افزا اور حوصلہ بخش ہے جیسے اس وقت تھی۔ لیکن اعتقاد اور یقین اتنا نہیں رہا جتنا کہ اللہ کے اُن بندوں کو حاصل تھا جنھوں نے اسے پہلے سُنا اور کلیجہ سے لگایا۔ اندازِ بیان اس قدر نرالا ہے کہ انسان کے خواب وخیال میں بھی نہیں گذر سکتا۔ اثر کانوں کے راستے داخل ہو کر سیدھا دل پر جا کر بیٹھتا ہے ——— ارشاد ہے کہ مسلمانو! زبان سے اللہ کا اقرار کیا ہے تو اب آزمائش کے لیے تیار رہو۔ ایمان کوئی زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ یہاں اس کی جانچ کی جاتی ہے کہ دل پر بھی کچھ اثر ہے یا نہیں۔ ایمان وہ ہے جو دل میں بیٹھ جائے لاکھ کوئی ہلائے مگر جگہ سے ہلنے کا نام نہ لے۔ ایمان کا امتحان ہر زمانہ کے لوگوں کا لیا گیا ہے۔ جو امتحان میں پورے اُترے۔ وہ دنیا اور آخرت کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔

ارشاد ہے کہ یہ نادان لوگ جو تمھیں ستا رہے ہیں ہم سے بچ کر کہاں جائیں گے ان کا ستانا تمہارے درجے بڑھانے کا باعث بن رہا ہے دیکھو ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرنے لگو۔ اگر ماں باپ بھی کہیں کہ اسلام چھوڑ دو تو ان کا کہنا بھی اس بارے میں مت مانو اور کسی کی تو سنتی ہی کیا ہے جو تمھیں توحید سے ہٹا سکے۔ انسان کا دُکھ دینا اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔ مشرک تمھیں ورغلائیں گے کہ اسلام چھوڑ کر پرانا طریقہ شرک وکفر کا اختیار کرو لیکن ان کی چال میں نہ آنا۔ وہ تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ پچھلی قوموں کا حال دیکھو کہ اللہ کو نہ مان کر کیسی کیسی تباہیوں میں پھنسیں اور کس بری طرح ہلاک ہوئیں۔ ان کی برائیاں ان کے لیے وبالِ جان بن گئیں۔ اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی نہ بچا سکا اور جو اللہ کے فرمانبردار ہوتے ان کو اللہ عزوجل نے اس دنیا میں بھی اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا اور آخرت میں بھی ان کے لیے بڑے درجے ہیں۔ دنیا میں دل مت لگاؤ۔ یہ کچھ دن کی چہل پہل ہے جو مٹ کر رہے گی۔ اور جنھوں نے اسی میں دل لگا رکھا ہے۔ مرنے کے بعد ان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور وہ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ آخر میں یہ جانفزا پیغام ہے جو ہمارے لیے محنت کرے گا ہم اس کے لیے کامیابی کا راستہ کھول دیں گے اللہ اپنے مخلص وفاداروں کے ساتھ ہے۔

سُورۃ الرُّوم

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی تیسویں[۳۰] سورت ہے اور یہ قیامِ مکّہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی اس کے ۶ رکوع ہیں کفارِ مکّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کی ہر طرح مخالفت کر رہے تھے اور یہ خیال کیے بیٹھے تھے کہ اسلامی اصول ان کے معاشرہ یعنی ان کے خاص طرزِ زندگی کو تباہ کر دے گا۔ اسلام اس پر زور دیتا تھا کہ دنیا کا خالق رب اور حاکم اعلیٰ فقط اللہ عزّ وجلّ ہے اور وہی لوگ جو اس کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں کامیاب رہتے ہیں۔ ہجرت کے ۶ یا ۷ سال پہلے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایرانیوں نے روم والوں پر چڑھائی کر دی اور عرب کے آس پاس کے ملکوں پر جو روم کے قبضہ میں تھے ہلّہ بول دیا۔ عرب کے مشرکوں کی ہمدردیاں ایران کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ وہ اللہ کو نہ مانتے تھے اور اس لحاظ سے ان سے ملتے جلتے تھے مسلمانوں کو قرآن حکیم نے بتایا تھا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا رسول اور اللہ کو اپنا معبودِ حقیقی مانتے ہیں۔ اس لیے وہ اہلِ کتاب ہیں۔ فطری طور پر مسلمانوں کی ہمدردی روم والوں کے ساتھ تھی۔ کیوں کہ وہ بھی اللہ کے ماننے والے اور ایک نبی کی اُمّت تھے۔ اتفاق سے ایران نے روم والوں کو شکست دے دی۔ پہلے یروشلم اور پھر دمشق پر قبضہ کر لیا اور اس کے دوسرے سال مصر کو بھی فتح کر لیا اور قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ یہ خبریں عرب میں پہنچیں تو مشرکین سن کر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو چڑانا شروع کیا کہ اللہ کے ماننے والوں پر اس کا انکار کرنے والے غالب آ گئے۔ اس لیے تمہارے رسول جو سکھاتے ہیں کہ اللہ سب سے زیادہ طاقتور ہے یہ بات اس واقعہ سے ثابت نہیں ہوتی وہ اپنے ماننے والوں کی مدد نہ کر سکا اور اس کے نہ ماننے والے اُن پر غالب آ گئے۔ اسی زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں صاف صاف کہا گیا کہ روم والے چند سال بعد ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اور ان کو شکست دے کر ان کے ملک کے اندر گھس آئیں گے مسلمانوں کو اس وقت دوہری خوشی حاصل ہو گی۔ ایک تو اس کی کہ اللہ کے ماننے والے روم کے لوگ اپنے مخالف ایرانیوں پر جو اللہ کے منکر تھے، غالب آ گئے۔ اور ساتھ ہی مسلمان مکّہ کے کافروں کی بھی کمر توڑ کر رکھ دیں گے۔ چنانچہ سات سال بعد ادھر تو روم نے ایران کو بھاری شکست دی اور اُدھر بدر کی لڑائی میں مکّہ کے مشرکوں کو شکست فاش ہوئی۔

اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ سارے جہان پر اللہ ہی کی حکومت ہے وہ اپنے نہ ماننے والوں کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب وہ شرارت سے باز نہیں آتے۔ تو انجام کار ایمان والوں کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کر مارے جاتے ہیں۔ اللہ کے ماننے والوں کو اگر کچھ دقتیں پیش آئیں تو انہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ ان کے صبر و استقلال کی آزمائش ہے۔ آخر فتح انہیں کی ہو گی ::

سورۃ الروم مکیۃ ۳۰ آیاتھا ۶۰

پختہ پیش گوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ

الف لام میم مغلوب ہو گئے رومی قریب کی سرزمین میں

وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ

اور وہ بعد اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب غالب آجائیں گے

بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ

چند سال کے اندر اندر اللہ کے ہاتھ میں فیصلہ اس سے پہلے اور اس سے پیچھے

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ

اور اس دن خوش ہوں گے ایمان والے اللہ کی مدد سے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ

الٓمّٓ مغلوب ہو گئے ہیں رومی پاس والے ملک میں

وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ

اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے

بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ

چند سال میں سب کام پہلے اور پچھلے اللہ کے ہاتھ میں ہیں

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ

اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے دنیا میں دو سلطنتیں بڑی زبردست تھیں سلطنت ایران اور سلطنت روم۔ دونوں میں مدت سے لڑائی چلی آتی تھی۔ آنحضور علیہ السلام کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی اور ۶۱۰ء میں آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ ۶۰۲ء سے ۶۱۴ء کے بعد تک ایران اور روم کی باہمی لڑائیاں ہوتی رہیں حضور علیہ السلام کی بعثت کے پانچ سال بعد ایران نے روم کو بڑی بھاری شکست دی۔ شام، مصر اور ایشیائے کوچک سے رومیوں کو نکال دیا اور ۶۱۵ء میں روم کے دار السلطنت قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ مکہ والوں نے یہ خبر سن کر کہا کہ منکر خدا آتش پرست ایرانی رومیوں پر جو عیسائی تھے اور اللہ کو مانتے تھے غالب آگئے۔ ایسے ہی ہم جنہیں تم کافر کہتے ہو تم پر جو اللہ کے ماننے والے ہو غالب آجائیں گے مسلمانوں کو ان باتوں سے صدمہ پہنچا۔

ان آیات میں ان کو بتایا جا رہا ہے کہ شکست و فتح تو اللہ کے قبضہ میں ہے۔ ایرانیوں اور رومیوں میں ملکی لڑائی تھی جس کے پاس طاقت زیادہ ہوتی وہ کم طاقت والے پر غالب آجاتا۔ آج اگر ایرانی غالب آئے ہیں۔ تو نو سال کے اندر اندر رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے اور اسی زمانے میں مسلمان عرب کے کافروں پر غالب آجائیں گے اور ان کو دوہری خوشی نصیب ہو گی۔ چنانچہ یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور [illegible] میں رومی اپنے ملک سے ایرانیوں کو نکال کر خود ان کے ملک میں گھس آتے اسی سال مسلمانوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کو شکست فاش دی اور انہیں ہمیشہ کے لیے پست کر دیا۔

اللہ کی مدد

يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ۵

مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ

یہ اللہ کا وعدہ ہے نہیں خلاف کرتا اللہ اپنے وعدہ کے اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۶ يَعْلَمُوْنَ

بہت سے لوگ نہیں جانتے جانتے ہیں

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ

ظاہر کو دنیا کی زندگانی میں سے اور وہ

عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ۷

آخرت سے وہی غافل ہیں

يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ۵

جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ

اللہ کا وعدہ ہو چکا اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔ لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۶ يَعْلَمُوْنَ

بہت سے لوگ نہیں جانتے دنیا میں

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ

اوپر اوپر جینے کو جانتے ہیں اور وہ

عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ۷

آخرت کی خبر نہیں رکھتے

ارشاد ہے کہ اللہ دنیا کی مصلحتوں سے خبردار ہے وہ اس سے اچھی طرح واقف ہے کہ کس وقت کس کی مدد کرنی مناسب ہے کونسا موقعہ کس کے غالب آنے کا ہے اور کس کے مغلوب ہونے کا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ سب سے زبردست ہے۔ اگر کسی اور میں زور آتا ہے تو اسی کے دینے سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ فیاض بھی ہے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کی چیز عطا کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہے۔ جب وہ مصلحت بین، زبردست اور فیاض سب کچھ ہے تو نادان انسان کیا جانے کہ اس وقت اس نے کس مصلحت سے ایک کو ہرا دیا اور ایک کو جتا دیا۔ اور دوسرے وقت وہ جیتنے والے کو ہارنے والا اور ہارنے والے کو جیتنے والا کر دے گا۔ یاد رکھو اللہ نے جو کچھ کہا ہے یہ اس کا حتمی وعدہ ہے اور پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جو وہ کہہ دیتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ فقط ظاہری باتوں کو دیکھتے ہیں۔ اور اوپری باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو جیت گیا وہی ہارنے والوں پر فضیلت بھی رکھتا ہے۔ وہ دُنیا کی ہار جیت کو بڑائی کا معیار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کسی کو بڑھیا گھٹیا ماننے کے لیے اس کے انجام پر نظر رکھنی چاہیئے۔ دنیا کی خوشحالی شان و شوکت، مال و دولت، فراخی اور ہار جیت میں کچھ نہیں رکھا۔ اس کے بعد آخرت کی زندگی آنے والی ہے۔ لوگ اسے بھولے ہوئے ہیں حالانکہ اس کی بہتری ہی اصل بہتری ہے ::

دُنیا میں انجام

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ

اور کیا نہیں سوچا انہوں نے اپنے جی میں نہیں پیدا کیا اللہ نے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے مگر ٹھیک ٹھیک

وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ

اور وقت معین تک اور تحقیق بہت سے آدمی ملنے کا

رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

اپنے رب کے البتہ انکار کرتے ہیں اور کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں

فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

کہ دیکھنے کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ

کیا اپنے جی میں دھیان نہیں کرتے کہ اللہ نے جو آسمان اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بنائے سو خوب سادھ کر

وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ

اور ایک معین وقت تک اور بہت سے لوگ اپنے رب کا

رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

ملنا مانتے ہی نہیں کیا انہوں نے ملک کی سیر نہیں

فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

کی جو دیکھیں کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا

پہلے ارشاد ہوا کہ اکثر آدمی دنیا کی ظاہری چہل پہل پر لٹو ہو جاتے ہیں انہیں اس کی خبر نہیں کہ آخرت آنے والی ہے اور وہاں کی بہتری ہی اصل چیز ہے جسے ہمیں حاصل کرنا چاہیے اور وہ دنیا کی لذتوں میں پھنسنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ عزوجل پر ایمان لانے اور اس کے رسول اور کتاب یعنی قرآن کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ دراصل یہ لوگ سوچ بچار سے کام نہیں لیتے۔ اگر سوچیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ دنیا ٹھیک اصول اور پختہ قاعدوں کے مطابق بنی ہے اور اس کے قائم رہنے کی ایک مدت مقرر ہے۔ ایک وقت آئے گا۔ کہ یہ فنا ہو جائے گی اور سارے انسان دوبارہ زندہ ہو کر اللہ عزوجل کے روبرو جو ان کا رب ہے کھڑے ہوں گے۔ خرابی یہاں سے پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ انہیں اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ پھر بھی دنیا کے عارضی ہونے کا علم اور یہاں بھی اللہ کے نافرمانوں کو سزا ملنے کا حال انہیں پچھلے لوگوں کے حالات سنکر معلوم ہوسکتا ہے۔ یہ ملک میں چل پھر کر دیکھ سکتے ہیں کہ ان سے پہلے جو لوگ یہاں بستے تھے آج ان کا نام ونشان مٹتا جا رہا ہے اپنے زمانے میں وہ بھی غفلت میں مبتلا رہے تھے ؛

پہلوں کا حال

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ
تھے وہ بڑھ کر ان سے زور میں اور کھودا انہوں نے زمین میں
وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ
اور آباد کیا اسے بڑھ کر اس سے کہ آباد کیا انہوں نے اسے اور آئے ان کے پاس
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرے ان پر
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ۹ ثُمَّ كَانَ
حالانکہ تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے پھر ہوا
عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا
انجام ان لوگوں کا جنہوں نے بُرے کام کیے بُرا کیونکہ جھٹلایا انہوں نے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۱۰
اللہ کی باتوں کو اور تھے وہ ان کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کرتے

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ
وہ زور میں ان سے زیادہ تھے اور جوتا انہوں نے زمین کو
وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ
اور اس کو ان کے بسانے سے زیادہ بسایا اور اُن کے پاس
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
ان کے رسول کھلے حکم لے کر پہنچے سو اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ۹ ثُمَّ كَانَ
لیکن وہ آپ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے پھر بُرا
عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا
کرنے والوں کا انجام بُرا ہوا اس واسطے کہ دہ اللہ کی
ع بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۱۰
باتیں جھٹلاتے تھے اور ان کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے

اَثَارُوْا کھودا۔ جوتا انہوں نے ماضی کا صیغہ ہے اِثَارَۃٌ سے جوث۔ و۔ ر سے بنا ہے۔ ثَوْرَۃٌ کے معنی جوش کا ظاہر ہونا۔ اِثَارَۃٌ اس کا متعدی ہے۔ اُبھارنا۔ نیچے کا حصہ کھود کر اوپر کر دینا۔

انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پہلے لوگ ان سے زیادہ قوت والے تھے۔ انہوں نے زمین کو کھودا۔ کنوئیں وغیرہ بنائے۔ ہل چلا کر اسے جوتا بویا۔ اور آج کل کے لوگوں سے زیادہ اسے آباد کر کے دکھایا۔ لیکن بُرے کاموں میں پھنس گئے۔ رسول انہیں سمجھانے آئے اور اپنی سچائی کی کھلی نشانیاں انہیں دکھائیں۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔ آخر تباہ ہوئے۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔ بُرے کام کیے۔ اللہ کی نافرمانی کی۔ آخر اپنے اعمال کی نشامت سے برباد ہوئے اور یہ نشامت یہیں ختم نہیں ہو جائے گی۔ مرنے کے بعد ان کی اور بھی بڑی گت ہوگی۔ کیوں کہ انہوں نے اللہ کی باتوں کو جھوٹا کہا اور ان کی ہنسی اڑائی یہ کوئی ذرا سی بات نہیں ہے۔ اس کا انجام دُنیا اور آخرت دونوں جگہ برا ہے۔

قیامت یقینی ہے

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ

اللہ ہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے گا اسے پھر اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ (١١) وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ

لوٹائے جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ناامید ہو جائیں گے

الْمُجْرِمُوْنَ (١٢) وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىِٕهِمْ

گنہ گار اور نہ ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے

شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ كٰفِرِیْنَ (١٣)

سفارشی اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ

اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر دہرائے گا پیدائش پھر اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ (١١) وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ

پھر جاؤ گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ گنہ گار ناامید

الْمُجْرِمُوْنَ (١٢) وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىِٕهِمْ

ہو کر رہ جائیں گے اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ كٰفِرِیْنَ (١٣)

کرنے والے نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے

آخرت کا انکار لوگ اس لیے کرتے تھے کہ فنا ہونے کے بعد پھر بدن دوبارہ کیسے بنے گا۔ جب سارے اعضا مٹی ہو گئے اور مٹی میں مٹی مل گئی۔ پھر بے شمار اجسام کا اپنی اپنی اصلی شکل میں دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ سرسری طور پر نظر کرنے سے یہ بات انہیں بہت بعید معلوم ہوتی تھی اور گہرے سوچ فکر سے وہ کتراتے تھے اس لیے کہ دُنیا کے مشغلوں میں ان کا دل لگا ہوا تھا۔ انہیں چھوڑ کر کون ایسی باتیں سوچنے بیٹھے جس میں ان کے نزدیک فائدہ نہ تھا۔ ان آیتوں میں انہیں بتایا جا رہا ہے کہ دوبارہ پیدائش کا مسئلہ سمجھنے کے لیے کچھ بہت زیادہ غور و فکر کی حاجت نہیں موٹی سی بات ہے کہ تمہارے سامنے نئے نئے انسان پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کے بدن تو پہلے بنے ہوئے بھی نہ تھے پھر یہ کیسے بن گئے اس بات کے مان لینے میں کیا دشواری ہے کہ جیسے پہلے بالکل نہ تھے اور بن گئے ایسے ہی پیدا ہو کر مٹ جانے کے بعد دوبارہ بن جائیں گے۔ ارشاد ہے کہ سب جھگڑے چھوڑو۔ سیدھی بات یہ ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کو پہلے بھی بناتا ہے جب کہ کوئی نمونہ نہیں ہوتا اور وہی مرنے اور فنا ہو جانے کے بعد دوبارہ بھی بنا دے گا۔ کیونکہ اب تو نمونہ بھی موجود ہے اس کو مانو اور یقین کرو۔ کہ تم سب اللہ عزّوجلّ کی قدرت سے دوبارہ پیدا ہو گے اور قیامت قائم ہوگی۔ اس روز اللہ کے نافرمان بندے سخت مایوسی کا شکار ہوں گے۔ ان کے بنائے ہوئے معبود ان کی کوئی مدد یا سفارش نہ کر سکیں گے اور خود پوجنے والے برملا کہہ دیں گے کہ یہ ہمارے معبود نہیں ؛

قیامت میں کیا ہوگا

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ الگ الگ کر دیے جائیں گے
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ
سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کیے انہوں نے نیک پس وہ
فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
باغ میں خوش کیے جائیں گے اور رہے وہ لوگ جو منکر ہوئے
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ
اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ملنے کو آخرت کے پس وہ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾
عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ الگ الگ کر دیے جائیں گے
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ
جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے سو ان کی
فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
آؤ بھگت باغ میں ہوگی (جنہوں نے انکار کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ
اور ہماری باتیں جھٹلائیں اور آخرت کے آنے کے قابل نہ ہوئے
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾
سو وہ لوگ عذاب میں پکڑے آئیں گے

يُحْبَرُوْنَ (خوش کیے جائیں گے) مضارع مجہول ہے ح۔ب۔ر سے حَبْرٌ کے معنی دل خوش کر دینا۔ حَبْرَةٌ خوشی کو کہتے ہیں۔ یعنی ان کی اتنی خاطر ہوگی کہ دل خوش ہو جائے گا۔

مُحْضَرُوْنَ (حاضر کیے جائیں گے) اسم مفعول مُحْضَرٌ کی جمع ہے جو اِحْضَارٌ سے بنا ہے۔ اس کا مادہ ح۔ض۔ر ہے حَضْرٌ کے معنی حاضر ہونا۔ اِحْضَار: حاضر کرنا۔ مراد گرفتار کرنا ہے۔

ارشاد ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی۔ اس دن اچھوں اور بروں کو ایک دوسرے سے بالکل الگ کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں نے اللہ عزوجل پر ایمان لاکر اچھے کام کیے ہوں گے انہیں باغ عطا ہوگا اور وہ وہاں ایسی خوشی محسوس کریں گے کہ پچھلی ساری کوفت جاتی رہے گی۔ اور ان کی وہاں ایسی خاطر اور آؤ بھگت کی جائے گی کہ سب رنج و غم دور ہو جائیں گے اور سارے دلدر پار ہو جائیں گے۔ دل مسرور طبیعت شادمان ہوگی۔ دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر اللہ پر ایمان نہ لائے۔ اور آخرت کے آنے کو غلط اور بناوٹی بات سمجھا۔ وہ لوگ گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ ان کو دوزخ میں جھونک دو۔

اللہ کی عبادت (۱)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
پس پاکی بیان کر اللہ کی جب شام آئے اور جب صبح آئے
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا
اور اسی لیے ہے خوبی آسمانوں میں اور زمین میں اور دن ڈھلے
وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
اور جب ظہر ہو نکالتا ہے وہ زندہ کو مردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ
اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو
بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾
اس کے مر جانے کے بعد اور اسی طرح تم بھی زندہ کر کے نکال لیے جاؤ گے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
سو پاکی بیان کرو اللہ کی جب شام ہو اور جب صبح ہو
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا
اور اسی کی خوبی ہے آسمان میں اور زمین میں اور دن ڈھلے
وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
اور جب ظہر ہو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ
اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے
بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾
زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے

پہلے ارشاد ہوا کہ قیامت میں آدمیوں کے دو گروہ ہو جائیں گے اور دونوں کو ایک دوسرے سے بالکل الگ کر دیا جائے گا ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں داخل ہو گا۔ جنت میں ایمان والے اور نیک کام کرنے والے جائیں گے اور دوزخ میں وہ لوگ جائیں گے جنہوں نے اللہ کی باتوں کو جھوٹا کہا اور آخرت کے آنے پر یقین نہ لائے۔ اس لیے اگر جنت میں جانا ہے اور دوزخیوں کے گروہ میں داخل نہیں ہونا ہے تو اللہ پر ایمان لاؤ اور اچھے کام کرو۔ سب سے بڑھ کر اچھا کام اللہ کی عبادت ہے۔ ان آیتوں میں اس کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چونکہ اسلام ملّتِ ابراہیمی ہے۔ اس لیے عبادت کے خاص اوقات وہی مقرر کیے گئے ہیں۔ جن میں اس دُنیا کے سب سے بڑے چمکدار کُرّہ یعنی آفتاب عالم تاب کی حالت کو متغیر ہوتے دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے اس کے معبود ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے اندر نمایاں تغیر صبح اور شام میں دیکھے جاتے ہیں اور دوپہر ڈھلنے کا یعنی زوال کا وقت اور دن کا آخری حصہ یعنی عصر کا وقت بھی اس کی شکل بدل دیتے ہیں۔ یہی وقت اسلام میں دل و زبان اور بدن کی حرکات و سکنات یعنی نماز کے ذریعہ اللہ کے معبودِ حقیقی ہونے کا اقرار اور اس کی عظمت اور بڑائی کے اظہار کے لیے مقرر کیے گئے اور انہی میں خاص طور پر اس کی قدرت اور یکتائی کا اعتراف کرنا چاہیے۔

اللہ کی عبادت (ب)

ارشاد ہے کہ نماز، دل، زبان اور اعضاء سے اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے اور اس کی عظمت کے اقرار کرنے کا
ہے حضرت ابراہیمؑ نے سورج کو دیکھ کر پہلے رائے ظاہر کی تھی کہ یہ سب سے بڑا روشن اور عظیم الشان سیارہ ہے۔ اس لیے اگر کوئی
ب ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے۔ پھر اسے دیکھتے رہے اور کہتے رہے کہ ربِّ اکبر یہی ہے۔ جب دیکھا کہ دوپہر ڈھلے
حالت بدل گئی۔ تو اس کی عظمت میں شبہ ہوا۔ پھر اس کی چمک دمک دن کے آخری حصّہ میں مدھم پڑتی چلی گئی۔
ے اندھیرے میں اس کا پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں ہے۔ رات ختم ہوئی تو اس کی روشنی کی پھر جھلک دکھائی دی۔ اور پھر نکل کر
ے انہی حالتوں میں سے گذرنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے سورج کو رب ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ جس کی
ہیں اس قدر تغیر و تبدّل ہو اور شان و شوکت میں اتنا گھٹاؤ بڑھاؤ ہو۔ وہ ربِّ اکبر ہونے کے قابل نہیں۔ اس لیے آپ
مدقِ دل سے کہا اللہ اکبر یعنی اللہ ہی سب سے بڑا ہے جس کو زوال اور گھٹاؤ بڑھاؤ سے واسطہ نہیں اس کی عظمت و جلال
ذرا سا بھی فرق نہیں آتا۔ اس لیے یہی پانچ وقت یعنی فجر ظہر، عصر، مغرب اور عشا اللہ کی عبادت کے اوقات اس آیت میں
وتے۔ ان اوقات میں نماز ادا کرو جو اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا اقرار ہے کہ آسمانوں میں اور زمین
ماری خوبی ثنا و صفت اسی کے لیے ہے۔ اس کی قدرت کو یاد کرو۔ وہ مردہ انڈے سے زندہ جانور نکالتا ہے اور زندہ جانور
وہ انڈا پیدا کرتا ہے۔ زمین جب خشک اور مُردہ ہو جاتی ہے۔ تو بارانِ رحمت نازل کر کے اس کو تر و تازہ اور زندہ کر
ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالو۔ کہ اسی طرح وہ انسان کو اس کے مر جانے کے بعد قیامت میں دوبارہ زندہ کر دے گا۔ ہر آدمی
بھی ہو گا۔ زندہ کر کے اُٹھا دیا جائے گا۔ اللہ اکبر کہنے کے بعد نماز میں ادب سے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا۔ قرآن عظیم کی
ں کی تلاوت اور اس کے معانی پر غور کرو۔ اور پھر جُھک کر اور ماتھا زمین پر رکھ کر اس کی تسبیح اور پھر اپنی عاجزی کا اظہار
انہی سب باتوں کا مجموعہ نماز ہے اور یہ اسی طریقہ کی یادگار ہے۔ جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام ظاہری بھڑک دار
لے سے جن میں سب سے بڑی چیز سورج تھا۔ دل ہٹا کر اللہ خالق ارض و سما کی طرف دل و جان سے رجوع کیا تھا تم
انہیں اوقات میں جن کے اندر سورج کی حالتوں میں نمایاں تغیر و تبدّل ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اس پر ایمان لاؤ
کی بندگی کرو۔ اس کے فرمانبردار بن کر اچھے کام کرو تاکہ قیامت کے دن جنت ملے ::

اللہ کی پہچان (الف)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ
اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر اب
اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
تم بشر ہو زمین پر پھیلے پڑے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ
خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا
پیدا کر دیے تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے تاکہ تم آرام سے رہو
اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ
ان کے پاس اور کیا تمہارے درمیان پیار اور مہربانی تحقیق
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾
اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ
اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو مٹی سے بنایا پھر اب تم
اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
انسان ہو جو زمین میں پھیلے پڑے اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے
خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا
کہ تمہارے لیے تمہاری ہی نوع سے جوڑے پیدا کیے تاکہ
اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ
ان کے پاس چین کرو اور تمہارے آپس میں پیار اور مہربانی پیدا کر دی۔ البتہ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾
اس میں سوچنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں

تَنْتَشِرُوْنَ: پھیلے ہوئے ہو۔ مضارع کا صیغہ ہے انتشار سے جو ن۔ ش۔ ر سے بنا ہے۔ نَشْرٌ کے معنی پھیلانا، دُ
تک پہنچانا۔ اِنْتِشَار : پھیلنا ؛

پہلے بیان ہوا کہ انسان کی نجات اس پر موقوف ہے کہ اللہ کو پہچانے اور اس کی عبادت میں لگ جائے۔ جو ایسا کرے گا۔ اسے مر
بعد ہرے بھرے باغ ملیں گے۔ ورنہ دوزخ ٹھکانا ہوگا۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ اللہ کا پہچاننا کچھ مشکل نہیں۔ دُنیا میں بہت سی چیزیں
کا بنانا انسان کے بس سے باہر ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ انسان کر ہی نہیں سکتا۔ ان باتوں پر غور کرو اور سوچو کہ یہ جب ا
نے نہیں کیں تو پھر کس نے کیں۔ اس کے بعد لا محالہ اللہ کا اقرار کرنا ہی پڑے گا۔ یہی باتیں اس کی نشانیاں ہیں جنہیں دیک
نہیں سکتا کہ اسے مانا نہ جائے۔ ان میں سے ایک نشانی تو یہ ہے کہ اس نے انسان کو پہلے پہل مٹی سے بنایا۔ پھر وہ بغیر کسی قسم
اُون یا بالوں کی پوشش کے کھلے بدن والی مخلوق ہو کر دُنیا بھر میں پھیل گیا۔ ایک نشانی یہ ہے کہ اس کی قسم میں سے اس کا جوڑ
دیا۔ تاکہ وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کر کے گھبرائے نہیں بلکہ اپنے جوڑے کے ساتھ مل کر چین سے رہے اور ان دونوں میں فطری محب
لگا رکھ دی۔ سوچنے والوں کو ان نشانیوں سے اللہ کا پہچاننا آسان ہے ؛

اللہ کی پہچان (ب)

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین اور تمہاری
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
طرح طرح کی بولیاں اور رنگ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں
لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ
سمجھ والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں سے ہے رات اور
وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ
دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا اس میں
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾
ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں بہت پتے کی باتیں ہیں

اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
نشانیوں میں سے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا اور مختلف ہونا
نَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
بولیوں کا اور رنگوں کا تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں
لِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ
والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا رات کو
وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ
کو اور تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل میں سے کچھ تحقیق
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾
البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں

ارشاد ہے کہ اللہ کی قدرت کی نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی۔ پھر انسانوں کو الگ
بولیاں سکھائیں۔ جن کے ذریعے وہ اپنے ساتھ رہنے والوں کو اپنا مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور پھر ہر انسان کا
رنگ روپ، نقشہ الگ الگ بنایا۔ دُنیا میں لاتعداد آدمی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن ہر ایک کا لب و لہجہ زبان
ایک ہوتے ہوئے بھی مختلف ہے کسی کی شکل کسی سے نہیں ملتی۔ ہر ایک کا ناک نقشہ الگ الگ ہے۔ سمجھ دار لوگ یہ سب کچھ
دیکھ کر اللہ کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آسمان موجود، زمین موجود، بھانت بھانت کے آدمی موجود۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا
ہے کہ ان کا کوئی بنانے والا موجود نہ ہو۔ پھر ایک اور نشانی یہ ہے۔ کہ انسان کے سونے اور آرام کرنے کے لیے
رات بنائی اور کام کرنے کے لیے دن بنایا۔ انسان ہر وقت جب چاہے دن ہو یا رات ہو۔ اللہ کی دی ہوئی
طاقت سے کام لے کر اس کے فضل کی جستجو کر سکتا ہے اور جب چاہے آرام کر سکتا ہے اور سو سکتا ہے۔ آخر
یہ انتظام کس نے کیا؟ اگر اس کا جواب خود نہیں سوجھتا۔ تو ہمارے رسولوں سے سن کر معلوم کرو۔ جو سنتے ہیں
وہ ضرور ان کی باتوں کی طرف کان لگائیں گے ؛

اللہ کی پہچان (ج)

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا
اور اس کی نشانیوں میں سے کہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈر کے لیے اور امید کے لیے
وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ
اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
بعد اس کے مرجانے کے تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے
یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ
جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ قائم ہے آسمان
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ
اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تمہیں ایک پکار
مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾
زمین سے اچانک تم نکال لیے جاؤ گے

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈر اور امید کے لیے
وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ
اور آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
کے پیچھے زندہ کرتا ہے اس میں ان کے لیے جو سوچتے ہیں
یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ
بہت پتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ
سے زمین اور آسمان کھڑے ہیں پھر جب تم کو زمین میں سے ایک
مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾
بار پکارے گا اسی وقت تم نکل پڑو گے

اللہ کے پہچاننے کا ارادہ ہی نہ ہو تو دوسری بات ہے ورنہ واقعی اس کی نشانیاں تو ہر طرف پھیلی پڑی ہیں۔ آدمی ذرا توجہ کرے تو بغیر اللہ کے اقرار کے چارہ نہیں۔ آسمان میں بجلی چمکتی ہے۔ اس سے ڈر بھی پیدا ہوتا ہے کہ کہیں گر نہ اور امید بھی بندھتی ہے کہ اب بارش ہوگی اور جان میں جان آئے گی۔ ارشاد ہے کہ یہ اللہ کی قدرت کی ایک اور نشانی ہے بجلیاں چمکنی شروع ہوتی ہیں۔ ڈر اور امید دونوں پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اللہ کی رحمت سے مینہ برستا ہے۔ اور سوکھی م ہوئی زمین دوبارہ ترو تازہ ہو جاتی ہے۔ اور اس میں مرجانے کے بعد پھر جان پڑتی ہے۔ سمجھ داروں کے لیے ا اللہ کی معرفت کی نشانیاں ہیں۔ اس کے بعد آسمانوں کا اور زمین کا قیام ہے۔ اوّل تو ان کا پیدا کر دینا ہی اللہ کی دلیل ہے۔ پھر ان کا سنبھالے رکھنا بھی اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ پھر جیسے بارش سے زندہ ہو کر زمین کے اندر سے س پڑتا ہے ایسے ہی قیامت کے دن اس کے ایک ہی بار حکم دینے سے تم بھی زمین سے ایکدم نکل پڑو گے۔ یہ سب کچھ اللہ کے کرشمے ہیں۔ پھر انہیں دیکھ کر تم اسے پہچانتے کیوں نہیں؟

اختیار اسی کا ہے

لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ

...کا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اسی کے آگے

...نِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

...ہوئے ہیں اور وہی ہے جو شروع کرتا ہے پیدائش

...مَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ

...لوٹائے گا اسے اور وہ آسان ہے اس پر اور اس کے لیے

...مَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ

...ہے سب سے بلند آسمانوں میں اور زمین میں

...هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

...وہی زبردست حکمت والا ہے

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ

اور جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے اسی کا ہے سب اس کے حکم

قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کے تابع ہیں اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ

پھر اسے دہرائے گا اور وہ اس پر آسان ہے اور اسی کی

الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

شان سب سے بڑی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ع الربع

اور وہی ہے زبردست حکمت والا

ارشاد ہے کہ بے جان چیزوں کا تو ذکر ہی کیا۔ آسمانوں کی اور زمین کی جاندار ہستیاں اسی کی حکم بردار ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے مقرر کیے ہوئے زندگی کے قواعد سے سرتابی کر سکے۔ ہر بات میں آخر سب کو اسی کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔ یہ اسی کی بردباری اسی کا حلم اور کرم ہے۔ جو گستاخ لوگوں کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ آخر کار سب قانون کی گرفت میں پکڑے جائیں گے۔ اور اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہوں گے۔ کوئی اس مغالطہ میں نہ رہے کہ اس کے آگے اکڑفوں چل سکے گی۔ اللہ ہی نے سب کو پہلے بھی بنایا اور وہی دوبارہ بھی بنا دے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پہلی بار بنانے سے دوسری بار بنانا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ پھر مر کر اپنے دوبارہ اٹھنے میں شک کرتے ہو تو کیوں؟ اللہ کی شان اور صفت کا کسی اور آسمانی یا زمینی مخلوق سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی شان سب سے بلند ہے اس کی صفتیں سب سے نرالی ہیں تمہاری کیا مجال کہ اس کی صفات جلال و جمال کا پوری طرح تصور کر سکو۔ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ تمہاری سمجھ کے اندازے کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ وہ سب سے زیادہ زبردست ہے۔ کوئی اس کے آگے زبان نہیں چلا سکتا۔ وہ ہر چیز کی حقیقت سے واقف ہے اس کو ساری مصلحتوں کا پورا پورا علم ہے وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اچھی طرح سمجھ کر کرتا ہے۔ پھر اس کے قانونوں میں خامی یا اس کے حکموں میں کمزوری کے کیا معنی؟

شرک نامعقول ہے

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ بَلْ

بیان کی اس نے تمہارے لیے ایک مثل تمہارے ہی اندر سے کیا ہے

لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

تمہارا ان میں سے جن کے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ کوئی ساجھی

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ

اس میں جو دیا ہم نے تمہیں پس تم اس میں برابر ہو جاؤ

تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

ڈرنے لگو تم ان سے مانند تمہارے ڈرنے کے اپنوں سے اس طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

کھولتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ

اللہ نے تمہارے لیے ایک مثل تمہارے ہی اندر سے بیان کی بتلاؤ

لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

کیا تمہارے لونڈی غلام میں سے کوئی ہماری دی ہوئی

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ

روزی میں تمہارا ساجھی ہے کہ تم سب اس میں برابر ہو جاؤ

تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

خطرہ رکھو ان کا جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا۔ یوں ہم کھول کر

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

بیان کرتے ہیں نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ کی قدرت کی وہ کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دیں جنہیں دیکھ کر اللہ کو صاف طور پر پہچانا جا سکتا ہے۔ جب اللہ کو پہچان لیا۔ تو پھر اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا کوئی شریک یا ساجھی نہیں ہو سکتا۔ جب مان لیا کہ آسمانوں میں یا زمین میں جو کوئی بھی ہے اسی کا بندہ اور مملوک ہے۔ تو پھر تم اپنے ہی حالات پر غور کرو کہ آپس میں مالک اور غلام کے درمیان کس قسم کا بر ٹھیک سمجھتے ہو۔ اگرچہ اللہ کی شان اور اس کی صفتیں اس سے کہیں بلند و برتر ہیں کہ دنیا والوں کی شان اور صفتوں سے ان مقابلہ کیا جائے لیکن تمہارے سمجھانے کے لیے تمہارے اپنے ہی معاملات میں سے ایک ایسی صورت بیان کی جاتی ہے جس سے تمہیں شرک کی قباحت صاف معلوم ہو جائے گی بھلا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے ہاتھ کے نیچے جو تمہارے لونڈی غلام ہیں۔ ان میں سے اس مال و دولت میں جو اللہ نے تمہیں دی ہے کوئی برابر کا شریک ہو سکتا ہے جس کا تم اپنے مال میں تصرف کرتے وقت ایسا ہی خیال رکھو اپنے برابر والوں کا رکھتے ہو۔ پھر جب ساری جاندار مخلوق اللہ کی لونڈی غلام ہوئی اور اس کے برابر کا کوئی بھی نہ تو پھر ان میں سے کوئی اللہ کا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بات ان عقلمندوں کے نزدیک بالکل صاف ہے جو عقل سے کام لیں اور ہم ان کے لیے اپنی باتیں اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں۔

یک سوئی

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
بلکہ پیروی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا اپنی خواہشوں کی
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ
بے جانے پس کون ہدایت کرے اسے جسے بھٹکایا اللہ نے
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۹ فَاَقِمْ
اور نہیں ان کے لیے کوئی مددگار پس سیدھا رکھ
وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ
اپنا منہ دین کی طرف سب سے موڑ کر

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
بلکہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر بے سمجھے
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ
چلتے ہیں سو اسے کون سمجھائے جسے اللہ بھٹکائے
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۹ فَاَقِمْ
اور اس کا کوئی مددگار نہیں سو تو سیدھا رکھ
وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ
اپنا منہ دین کی طرف یک سو ہو کر

پہلے ارشاد ہوا کہ یہ لوگ اپنے لونڈی غلاموں کو اپنے مال کے ایک حبہ میں بھی اپنا شریک نہیں سمجھتے۔ اور اللہ کے لونڈی غلاموں کو اس کا برابر کا شریک ٹھہراتے ہیں یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

آگے ارشاد ہے کہ یہ لوگ بے انصافی پر اُتر آئے ہیں۔ غور و فکر کرتے نہیں جو حقیقت معلوم ہو۔ بے جانے بوجھے جہالت کے اندھیروں میں خواہشوں کے پیچھے الل ٹپ شتر بے مہار کی طرح دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ نہ سمجھانے والوں کی سنتے ہیں اور نہ اپنے اصلی خیر خواہوں کی طرف نظر اٹھاتے ہیں۔ انہیں کون ہدایت کر سکتا ہے۔ ضد اور اچھی باتوں سے بے پروائی سیدھے راستہ سے دور پھینک دیتی ہے۔

ان پر اللہ کی پھٹکار ہے جو صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راستہ پر ہو لیے۔ جو اللہ کے احکام کو نہ سنے نہ دیکھے وہ گمراہ نہ ہو تو کیا ہو۔ اللہ عزوجل کا قانون ضرور ان کو اپنی گرفت میں لے گا۔ اور بداعمالی کی سزا سے ان کا کوئی بچانے والا نہ ہوگا کسی کو اللہ عزوجل کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس لیے انہیں کوئی مددگار ڈھونڈے سے نہ ملے گا۔ ایسی حالت میں اے رسول تمہارا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ۔ ان کے بے ہودہ چال چلن سے منہ موڑو۔ انہیں شرک اور کفر کی دلدل میں پھنسا رہنے دو۔ اور تم اپنا منہ سیدھا دین اسلام کی طرف پوری توجہ کے ساتھ رکھو اور بغیر ادھر اُدھر مائل ہوئے دین کے سیدھے راستہ پر چلو۔

انسان کی فطرت

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ
بناوٹ اللہ کی وہ کہ بنایا اس نے لوگوں کو جس پر بدلنا نہیں
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ
اللہ کی بناوٹ کو یہی طریقہ ہے درست اور لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ
اکثر لوگ نہیں جانتے سب رجوع ہوکر اس کی طرف
وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا
اور ڈرو اس سے اور قائم رکھو نماز اور مت ہو
مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ
شرک کرنے والوں میں سے ان میں سے جنہوں نے ٹکڑے کر دیا اپنے دین کو اور
كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾
ہوگئے فرقے ہر گروہ اس پر جو اس کے پاس ہے فریفتہ ہے

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ
وہی اللہ کی بناوٹ جس پر لوگوں کو بنایا اللہ کے بنائے
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ
ہوئے کو بدلنا نہیں یہی ہے دین سیدھا لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ
اکثر لوگ نہیں سمجھتے سب اس کی طرف رجوع ہو اور
وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا
ڈرتے رہو اس سے اور نماز قائم رکھو اور شرک کرنے والوں
مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ
میں سے مت ہو جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور ان میں سے
كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾
بہت سے فرقے ہوگئے ہر فرقہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے

پہلے ارشاد ہوا کہ سب سے منہ موڑ کر اس طریقہ یعنی اسلام کو اختیار کرو جو لوگ اسے چھوڑ کر اپنے لیے زندگی بسر کرنے کا کوئی اور طریقہ نکالتے ہیں ان کی بالکل مت سنو۔ وہ لوگ فطرت کے خلاف چل رہے ہیں اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ اس کے آگے ارشاد ہے کہ اسلام جس طرح چلنا سکھاتا ہے وہ وہی طریقہ ہے جو انسان کی بناوٹ، فطرت اور اصلی تراش میں رچا ہوا ہے اس کا نام اسلام ہے اور یہی طریقہ درست اور سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ ہر انسان کے دل میں یہ باتیں رچی ہوئی ہیں کہ (۱) اس کا اور سارے جہان کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا سب کا رب اور مالک اللہ ہے جو سب سے زبردست ہے اسی کا حکم چلتا ہے انسان کو چاہیئے کہ اس کی عبادت کرے اسی کا حکم مانے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ کسی کی جان و مال پر ظلم زیادتی مت کرو کسی کو دکھ مت پہنچاؤ بدنام مت کرو۔

(۲) اللہ کے ڈر سے گناہوں سے بچو۔ دھوکا دہی فریب جعلسازی بالکل چھوڑ دو۔ لوگ ان باتوں کو تو بھول گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا طریقہ الگ بنا لیا اور بہت سے فرقے پیدا ہوگئے۔ اب غفلت کا پردہ ایسا پڑا ہے کہ اپنی ہی بات پر ہر ایک اڑا ہوا ہے کیونکہ خود غرضی اور خواہشوں کی پیروی نے عقل ہی مسخ کر کے رکھ دی یہ سب کچھ فطرت کے خلاف ہے۔

کُھلی نشانی

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ
اور جب چھوئی لوگوں کو کچھ سختی پکاریں اپنے رب کو متوجہ ہو کر
اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ
اس کی طرف پھر جب چکھاتا ہے انہیں اپنی طرف سے رحمت ناگاہ ایک فریق
مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ
ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگتا ہے تاکہ ناشکری کریں اس کی جو
اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾
دیا ہم نے انہیں بس فائدہ اٹھاؤ پھر عنقریب جان لوگے

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ
اور جب لوگوں کو کچھ سختی پہنچے تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع
اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ
ہو کر پھر جب ان کو اپنی طرف سے مہربانی کا کچھ مزہ چکھایا اسی وقت لگی
مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ
ایک جماعت اپنے رب کا شریک ٹھہرانے کہ ہمارے دیئے سے منکر
اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾
ہو جائیں سو مزے اڑالو اب آگے جان لوگے

پہلے کہا گیا کہ ایک اللہ کی طرف رجوع کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے اور جو اس کے خلاف کرتے ہیں وہ اپنی اصلی فطرت کے خلاف چلتے ہیں اور اس کی وجہ خواہشوں کی پیروی ہے جو انسان کو فطری قانون توڑنے پر اکساتی ہے اور شیطان انہیں اس پر آمادہ کرتا ہے لیکن فطرت کے قانون اٹل ہیں۔ ان کی طرف سے ان کی یہ بے پروائی رنگ لا کر رہے گی۔ دیر یا سویر اس کی سزا بھگتیں گے۔
اللہ کی طرف فطرت کے رجوع کرنے کا ثبوت اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ ایسی کہ اس کے ہوش بھلا دے۔ تو پھر عقل ٹھکانے آجاتی ہے۔ ساری خواہشیں رفو چکر ہو جاتی ہیں اور پھر اسے سوائے اس کے کچھ نہیں سوجھتا کہ خالص اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس کو پکارنا شروع کر دے۔ چنانچہ سب اپنی اپنی زبان میں فقط اللہ ہی کو پکارتے ہیں لیکن جب اللہ اپنی رحمت سے ان کی مصیبت کو دُور کر دیتا ہے اور حالت درست ہو جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پھر غیروں سے دھیان لگا لیتے ہیں۔ یہ اللہ کی ناشکری ہے۔ ان سے کہو کہ اس طرح کام کب تک چلے گا کہ وقت پر اللہ کے سامنے گڑگڑانے لگے اور جب مصیبت ٹل گئی تو اس سخی داتا کو تو بھول گئے اور غیروں کی خوشامد درآمد میں لگ گئے۔ خیر کچھ دن مزے اڑالو۔ اس ناشکری اور شرک کا وبال پڑے اور پھر پڑے۔
معلوم ہوا کہ ایک اللہ کا ماننا اور اس کے بتائے ہوئے سارے اچھے کاموں کو اچھا سمجھنا انسانی فطرت میں داخل ہے جو اس کے خلاف چل رہا ہے وہ خلاف فطرت کام کر رہا ہے۔

شرک کی کیا وجہ؟

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا
کیا اتاری ہم نے ان پر کوئی سند پس وہ بتا رہی ہے انہیں جو
كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ
ہیں وہ اس کے ساتھ شریک کر رہے اور جب چکھاتے ہم لوگوں کو
رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا
رحمت خوش ہوں اس پر اور اگر پہنچے انہیں کچھ برائی بوجہ اس کے
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ
جو پہلے بھیجا ان کے ہاتھوں نے ناگاہ وہ مایوس ہو جاتے ہیں کیا نہیں
يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
دیکھا انہوں نے کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس کی چاہتا ہے اور
يَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾
اندازے سے دیتا ہے تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا
کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے سو وہ بتاتی ہے جو یہ
كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ
شریک بناتے ہیں اور جب ہم لوگوں کو اپنی
رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا
رحمت کا کچھ مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوش ہوں اور اگر ان پر اپنے ہاتھوں کے کیے
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ
ہونے کی وجہ سے کوئی مصیبت آپڑے تو مایوس ہو جاتے ہیں کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ جس
يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
پر چاہے روزی فراخ کرتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے اور
يَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾
اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان والے ہیں

جب معلوم ہو گیا کہ وقت پڑنے پر انسان سب کچھ چھوڑ کر اللہ ہی کو پکارنے لگتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ پکارنا اس کی فطری بات ہے جس طرح کہ بھلے کاموں کا پہچاننا فطری بات ہے۔ اب پھر اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان کے پاس اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کی کیا سند ہے کیا ہم نے ان کے پاس کوئی تحریری فرمان بھیج دیا ہے جو انہیں بتا رہا ہے کہ ہم سے اکیلے کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے تم دوسروں کو پکارو اور ان سے امداد طلب کرو۔

آگے ارشاد ہے کہ جو لوگ مطلب کے یار ہوتے ہیں ان کا اللہ کے ساتھ برتاؤ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اگر ہم اپنی رحمت کا مزہ انہیں چکھاتے رہیں تو پھولے نہیں سماتے اور اگر کوئی مصیبت آپڑے جو ان کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے تو جھٹ آس توڑ بیٹھتے ہیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے قانون کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھا۔ اس کے ہاں کسی کو فراخی نصیب ہوتی ہے کسی کو تنگی۔ ایمان والے اس کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انسان کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔

قانونِ الٰہی

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۚ

پس دے قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ

یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو طالب ہیں اللہ کی رضا کے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

اور وہ لوگ وہی فلاح ... دو تم

مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا

بڑھنے کی نیت تاکہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں مل کر پس وہ نہیں بڑھتا

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

اللہ کے ہاں اور جو دو تم پاک دل سے طلب کرتے ہوئے

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

خوشنودی اللہ کی پس وہ لوگ وہی فلاح پانے والے ہیں

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۚ

سو تو قرابت والے کو اور محتاج کو اور مسافر کو اس کا حق دے

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ

ان کے لیے جو اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں یہی بہتر ہے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

اور وہی ہیں فلاح پانے والے اور جو تم دیتے ہو

مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا

نفع کے لیے کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں مل کر

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

سو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو تم دیتے ہو پاک دل سے

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

اللہ کی رضامندی چاہ کر سو انہیں لوگوں کے دونے ہوتے

ان آیتوں میں ثابت کر دیا گیا کہ انسان فطری طور پر واحد حقیقی کی طرف جھکتا ہے اور اس کی طبیعت پیدائشی طور پر اچھے کاموں کو اچھا اور برے کاموں کو برا سمجھتی ہے گویا اللہ کے مقرر کردہ قانون کی پیروی کی طرف اس کا فطری میلان ہے اس کے بعد رسول کو ارشاد ہوتا ہے کہ بے دھڑک اللہ اور اس کے قانون کی پیروی کرو اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہو۔ پھر ارشاد ہے کہ قرابت داروں کو ان کا حق دو۔ جو جتنا زیادہ قریب ہے اتنا ہی اس کا حق زیادہ ہے ان کی اور عام طور پر محتاجوں اور مسافروں کی مالی مدد کرو۔ جو لوگ اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کے طالب ہیں، ان کے لیے دنیا میں بسر کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہے۔ کیوں کہ انسان کو مال کی محبت سیدھے راستہ سے دور پھینک دیتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا مال بڑھتا ہی رہے۔ اس لیے ارشاد ہے کہ جو مال محض دنیا کا نفع کمانے میں لگایا جاتا ہے اس کا اللہ کے ہاں کچھ نفع نہ ملے گا ہاں جو لوگ اپنا مال خلوص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے خرچ کریں گے وہ اللہ کے ہاں اس کا نفع پائیں گے۔ سود بیاج اور ناجائز طریقوں سے مال کمانا اللہ کے ہاں نفع نہ دے گا۔ زکوٰۃ اور خیرات میں اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے سے اللہ اس کا کئی گنا نفع دے گا۔

شرک نامعقول ہے

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ

اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر

یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

تمہیں مارتا ہے پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں سے

مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

جو کرے اس میں سے کوئی چیز پاک ہے وہ

وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور بلند ہے اس سے جسے وہ شریک بناتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ

اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر

یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

تمہیں مارتا ہے پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں

مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

میں سے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کر سکے وہ پاک ہے

وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۴ / ۱۳

اور بہت بلند ہے اس سے جسے شریک بناتے ہیں

شیطان کی سرکشی کی قوت نے اسے اس پر آمادہ کیا کہ جہاں تک ہو سکے فطری قانون کے خلاف چلے اور اپنا زور اس میں لگا دے کہ دوسرے بھی اس کے بہکاوے میں آ کر یہی راستہ اختیار کریں۔ اللہ کو ماننا اور اس کے حکم کے آگے بے چون و چرا سر جھکانا اس کا پیدائشی فرض تھا لیکن اس نے اللہ کا حکم نہ مانا اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس وقت سے کمر باندھی کہ اس کی اولاد کو فطری قانون توڑنے پر آمادہ کروں گا۔ شیطان نہ ہوتا تو انسان سیدھا فطرت پر چلتا۔ اس وقت انسان پر اس کا داؤ چل گیا ہے۔ اور اللہ عزوجل کی طرف سے سزا میں ڈھیل دے دی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ قانون فطرت کے خلاف چلنے کی سزا نہیں ملے گی یہی نہیں۔ سزا اور جزا کے قانون ہی کو واضح کرنے کے لیے اللہ کے رسول وقتاً فوقتاً دنیا میں آتے رہتے تا آنکہ آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکمل قانون فطرت یعنی قرآن مجید و فرقان حمید لے کر آئے اور بتلا دیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ تمہیں اللہ ہی نے تو پیدا کیا۔ اسی نے تمہارے رزق کا سامان کیا۔ پھر وہی تمہیں مارتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ پیدا کرنا، پالنا، مارنا اس کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں پھر وہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور ہر ایک کے اعمال کی جزا اور سزا دے گا۔

ذرا سوچو تو سہی کہ تمہارے بنائے ہوئے مصنوعی معبودوں میں سے کوئی ان میں سے ایک کام بھی کر سکتا ہے جب نہیں تو پھر لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اللہ سب سے نرالا ہے اور سب سے بلند و برتر ہے پھر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کے کیا معنی یہ بے ہودہ باتیں جانے دو اور اس کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو۔

بُرے اعمال کا نتیجہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ
ظاہر ہوئی خرابی خشکی میں اور سمندر میں بوجہ اس کے جو کمایا
أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي
لوگوں کے ہاتھوں نے تاکہ چکھائے ان کو کچھ مزا اس کا جو
عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۴۱) قُلْ سِيرُوا
انہوں نے کیا تاکہ وہ باز آجائیں تو کہہ چلو پھرو
فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
زمین میں پس دیکھو کیسا ہوا انجام ان کا جو
مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ (۴۲)
پہلے تھے اکثر تھے ان میں سے شرک کرنے والے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ
خرابی پڑی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کی
أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي
ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو ان کے کام
عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۴۱) قُلْ سِيرُوا
کا کچھ مزہ تاکہ وہ باز آئیں تو کہہ پھرو
فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
ملک میں تو دیکھو کہ پہلوں کا انجام
مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ (۴۲)
کیسا ہوا بہت ان میں شرک کرنے والے تھے

اللہ عزوجل کو حاکمِ اعلیٰ، رب اور معبود ماننا اور اس کی فرمانبرداری کرنا جن اچھی باتوں کا اس نے حکم دیا وہ اختیار کرنا اور جن بُری باتوں سے اس نے روکا ان سے رُک جانا انسان کے لیے دینِ فطرت ہے اس کے خلاف چلے گا تو مصیبتوں میں پھنسے گا اور اس کو اس کی سزا مل کر رہے گی۔ اصل سزا کا دن تو قیامت کا دن ہے لیکن فطرت کے قانون توڑنے والوں کو دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور انسان پر اس کی وجہ سے بڑی بڑی مصیبتیں آتی ہیں۔ چنانچہ انسان قانونِ فطرت توڑ کر بڑی آفتوں میں مبتلا ہوا اور ہوتا رہے گا دُنیا کی آفتیں دیکھ کر اسے شرک، ظلم، بے حیائی، بے غیرتی کی باتیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ پچھلے لوگوں کے عبرت ناک حالات اس کے سامنے ہیں۔ دُنیا میں ان کی تباہی کے آثار جابجا پھیلے پڑے ہیں۔ ان تباہ ہونے والوں میں نیک کاموں سے کنارہ کشی کرنے اور بُری باتوں کو اپنا شعار بنانے والے لوگ تھے۔ ان میں سے اکثر ساری برائیوں کی جڑ یعنی شرک میں مبتلا تھے۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کی قصّہ کہانیوں کو لوگوں نے دل بہلانے کا مشغلہ بنا لیا ہے۔ اور ان کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان کو تاریخ کا نام دے کر افسانہ کی طرح پڑھتے ہیں اور سراسر انہی برائیوں میں پھنسے ہوئے ہیں جن میں وہ مبتلا ہو کر آفتوں کا شکار ہوئے۔ افسوس! کہ کرنا کیا تھا اور کر کیا رہے ہیں:

کرنا کیا چاہیئے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
پس سیدھا رکھ اپنا رخ طرف اس دین سیدھے کے پہلے اس سے کہ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ
آئے وہ دن نہیں ٹلنا اس کے لیے اللہ کی طرف سے اس دن
يَّصَّدَّعُوْنَ (۴۳) مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ
لوگ الگ ہو جائیں گے جو کفر کرے سو اس پر وبال ہے اس کے کفر کا اور جو
عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ (۴۴)
کام کرے نیک پس وہ اپنے ہی بھلے کا سامان کر رہے ہیں
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
تاکہ جزا دے اللہ ان کو جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے
مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (۴۵)
اپنے فضل سے تحقیق اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
سو تو اپنا منہ سیدھی راہ کی طرف سیدھا رکھ اس سے پہلے
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ
کہ وہ دن آ پہنچے جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن
يَّصَّدَّعُوْنَ (۴۳) مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ
لوگ جدا جدا ہوں گے۔ جو منکر ہوگا اس کے انکار کا وبال اسی پر پڑیگا اور جو
عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ (۴۴)
لوگ بھلے کام کرینگے وہ اپنا ہی راستہ سنوار رہے ہیں
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
تاکہ اللہ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے اپنے فضل
مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (۴۵)
سے بے شک اس کو انکار کرنے والے نہیں بھاتے

يَصَّدَّعُوْنَ: وہ لوگ الگ کر دیئے جائیں گے مضارع کا صیغہ ہے اَصَّدُّعُ سے جس کا مادہ ص۔د۔ع ہے۔ صدع کے معنی بیچ میں سے چیر دینا دو پھانک کر دینا۔ اِصَّدُّعُ لازم ہے۔

ارشاد ہے کہ اے رسول! تم اس مستحکم اور سیدھے دین پر چلو اور ان سے کہہ دو کہ قیامت کا دن ضرور آنے والا ہے۔ اللہ کا حکم ہو چکا ہے اور ٹلنے والا نہیں۔ اور اس کی طرف سے اس کے آنے میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی۔ اس کے آنے سے پہلے ہی صحیح دین پر چلنا اختیار کر لو ورنہ جب آ گیا تو کچھ بنائے نہ بنے گی۔ اس دن اچھے اور بُرے لوگ الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔ کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال پڑے گا اور جو ایمان لے آئے اور اچھے کام کر رہے ہیں۔ وہ یقیناً آیندہ کی بھلائی کا سامان کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو محض اپنے فضل سے بہت اچھا بدلہ دے گا۔ انسان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جو اسے نہیں مانتے پسند نہیں کرتا۔

خوشگوار ہوائیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ

اور اس کی نشانیوں میں سے کہ بھیجتا ہے وہ ہوائیں خوشخبری لانے والی

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ

اور تاکہ چکھائے تم کو اپنی رحمت سے کچھ اور تاکہ چلیں جہاز اس کے حکم سے

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾

اور تاکہ جستجو کرو تم اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر کرو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور تحقیق بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی طرف

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ

پس آئے وہ ان تک نشانیوں سمیت پس بدلہ لیا ہم نے ان سے جو

اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

گنہگار تھے اور ہے ذمہ ہمارے مدد کرنا ایمان والوں کی

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ

اور تاکہ تم کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے جہاز چلیں

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾

اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور نیز تم شکر گزار بن جاؤ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور ہم تجھ سے پہلے کتنے رسول بھیج چکے ہیں اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ

سو وہ آئے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا

اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

جو گنہگار تھے اور ایمان والوں کی مدد ہمارا ذمہ ہے

ان آیتوں میں صاف طور پر بتایا جا رہا ہے کہ انسان کے لیے دنیا میں چلنے کا ایک طریقہ مقرر ہے جو اس کی فطرت کے مطابق ہے اس طریقہ کی خصوصیت اچھے کاموں اور برے کاموں کے اندر فرق پہچاننا ہے اس طریقہ کا مقرر کرنے والا اللہ ہے اور چونکہ اسی نے انسان کی طبیعت بنائی ہے اور مزاج قائم کیا ہے اس لیے اسے معلوم ہے کہ اس طبیعت اور مزاج والے کے لیے کونسا طریقہ زندگی مناسب ہوگا لوگ اس طریقہ کو چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بڑی بڑی آفتوں میں پھنستے ہیں۔ یاد رکھیں کہ دین فطرت سے ہٹنا آفتوں کا مول لینا ہے جو دنیا میں بھی پڑیں گی تاکہ لوگ چونکیں اور غلط روی سے باز آئیں ایمان والوں کو عارضی مصیبت سے گھبرانا نہ چاہیے۔ ارشاد ہے کہ گرمی کی شدت کے بعد ہم ٹھنڈی ہوائیں چلاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اب بارانِ رحمت کا نزول ہوگا جس سے سختی دور ہوگی اور انہی موافق ہواؤں سے کشتیاں اور جہاز بحکم الٰہی دریاؤں میں چلتے ہیں اور لوگ سامان معاش اِدھر سے اُدھر منتقل کرتے ہیں اور اللہ کے فضل سے نفع کماتے ہیں اور اللہ کا شکر کرتے ہیں رسول بھی انہیں دل خوش کن ہواؤں کی طرح ہیں یہ اللہ کی رحمت کی نشانی ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے پہلے الگ الگ قوموں کے پاس ان کے رسول آئے اور انہوں نے لوگوں کو علامتیں دکھائیں۔ پھر نافرمانوں کو سزائیں ملیں اور ماننے والے انجام کار غالب آئے۔ ماننے والوں کی مدد ہمارے ذمہ ہے۔

بارانِ رحمت

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا

اللہ جس نے بھیجیں ہوائیں پس اٹھاتی ہیں وہ بادل

فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ

پھر پھیلوتا ہے وہ اسے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور کر دیتا ہے اسے

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ

تہ بہ تہ پس دیکھے تو مینہ کو نکلتا ہے اس کے درمیان سے

فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ

پس جب پہنچاتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے

اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (٤٨) وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

اچانک وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں اور البتہ تھے وہ اس سے پہلے

اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ (٤٩)

کہ اترے وہ ان پر پہلے ہی سے آس توڑنے والے

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا

اللہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں

فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ

پھر اس کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جس طرح چاہے اور اس کو

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ

تہ بہ تہ رکھتا ہے پھر تو مینہ کو دیکھے کہ ان کے بیچ میں سے نکلتا ہے

فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ

پھر جب وہ اس کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے

اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (٤٨) وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

تبھی وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور اگرچہ وہ اس کے

اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ (٤٩)

اترنے سے پہلے مایوس ہو رہے تھے

اِنْ (تحقیق) یہ اِنَّ کا مخفف ہے۔

مُبْلِسِیْنَ (مایوس) ابلاس سے اسم فاعل ہے جس کے معنی مایوس کر دینا اور مایوس ہو جانا ہیں۔

مصیبت کے بعد راحت، دکھ کے بعد آرام، دنیا کا قاعدہ ہے اور یہ قاعدہ اللہ نے مقرر کیا ہے اس کو سمجھنا ہے تو گرمی اور خشکی کی شدت کے بعد بارانِ رحمت کے نزول پر غور کرو۔ گرمی کی شدت سے برے حال ہو رہے تھے۔ زمین جھلسی پڑی تھی۔ اتنے میں اللہ نے موسمی ہوائیں چلائیں اور وہ بادلوں کو ادھر اُدھر سے گھیر لائیں پھر وہ بادل ایک دوسرے پر تہ بہ تہ جم گئے اور ان کے اندر سے مینہ برسنا شروع ہوا اس سے تھوڑی ہی دیر پہلے اس بلا کی تپش تھی کہ ہوش و حواس گم تھے لوگ آس توڑ بیٹھے تھے، بارش آتے ہی چہروں پر رونق آگئی اور لگے خوشیاں منانے یہ سماں تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ مصیبت چند روزہ ہے اچھے دن آنے والے ہیں۔ علامتیں شروع ہو چکی ہیں تھوڑے ہی دن میں دینِ اسلام کا غلبہ ہو جائے گا اور دشمن منہ کی کھائیں گے۔

انسان کی بے صبری

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ
پس دیکھ نشانیوں کی طرف اللہ کی رحمت کی کیسے
يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے تحقیق وہی
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾
البتہ زندہ کرنیوالا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز کے اوپر قدرت رکھتا ہے
وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا
اور البتہ اگر بھیجیں ہم ہوا پس دیکھیں کھیتی زرد
لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾
البتہ لگیں اس کے بعد ناشکری کرنے

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ
سو اللہ کی مہربانی کے نشان دیکھ لے کہ کیوں کر
يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے بے شک وہی مُردوں کو
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾
زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا
اور اگر ہم ایک ہوا بھیجیں پھر وہ کھیتی کو دیکھیں کہ زرد ہو گئی
لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾
تو اس کے پیچھے ناشکری کرنے لگیں

مسلمانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اس وقت کی عارضی تنگی سے نہ گھبرائیں جس طرح باران رحمت سے پہلے گرمی اور تپش کی شدت ہوتی ہے اور اس قدر کہ لوگ ٹھنڈک سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ تکلیفیں آئندہ کی خوشحالی کا پیش خیمہ ہیں۔ ارشاد ہے کہ زمین گرمی کی شدت سے خشک اور مُردہ ہو جاتی ہے۔ ہر طرف خاک اُڑتی نظر آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ساری زندگی کی رگیں سوکھ گئیں۔ لیکن انجام پر نظر رکھنے والے دل میں جانتے ہیں کہ عنقریب بارش آئے گی اور مُردہ زمین میں پھر جان پڑ جائے گی۔ یہ خشک اور مرجھائی ہوئی سطح زمین ہری بھری اور تر و تازہ ہو جائے گی رگ رگ میں زندگی کا خون دوڑنے لگے گا۔ اللہ کی رحمت کا ظہور ہوگا اور ساری سختی کافور ہو جائے گی۔ اسی طرح تمہارے بھی دن پھریں گے۔ نشاط اور خوشی کا دور ہوگا اور دشمن منہ کی کھائیں گے جہاں مسلمانوں کو خزاں کے بعد بہار دیکھ کر یہ سبق سیکھنا ہے کہ پہلے دن آنے والے ہیں وہاں بے دینوں کو اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ اسی طرح مردہ انسان بھی اللہ کی رحمت سے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اللہ عزوجل میں سب قدرت ہے لیکن افسوس ہے کہ انسان غرض کا بندہ ہے اچھی حالت ہوئی تو خوش ہو گیا۔ کوئی آفت آ پڑی تو ناشکری کرنے لگا۔ پھر ارشاد ہے کہ ابھی ہم اگر ایسی ہوا چلا دیں جو ہری بھری کھیتیوں کو جھلس دے اور وہ سوکھ کر زرد پڑ جائیں تو یہ لوگ ابھی اللہ کی ناشکری پر اتر آئیں۔ حالانکہ بندوں کو ہر حالت میں اپنے آقا کے حکم پر راضی۔ اس کی رحمت کا امیدوار اور اس کے غضب سے خوف زدہ رہنا چاہیئے ؛

مُردہ دل کیا سُنیں گے

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
پس تحقیق تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو
الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (۵۲) وَمَآ اَنْتَ
پکار جب وہ مڑ جائیں پیٹھ پھیر کر اور نہیں تو
بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
راہ پر لانیوالا اندھوں کو ان کی گمراہی سے نہیں سنا سکتا تو مگر اسی کو جو
يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۵۳) ع
یقین کرے ہماری باتوں کا پس وہ اسلام لانے والے ہیں

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
سو تو سنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا پکار
الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (۵۲) وَمَآ اَنْتَ
بہروں کو جب وہ پھریں پیٹھ پھیر کر اور نہ تو اندھوں
بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
کو ان کے بھٹکنے سے راہ سمجھائے تُو تو اسی کو سناتے جو
يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۵۳) ع
ہماری باتوں پر یقین لائے سو وہ مسلمان ہونے ہیں

پچھلی آیتوں میں جو بیش بہا نصیحتیں کی گئیں وہ سمجھ دار انسانوں کے لیے مسرّت اور کامیابی کے ایسے گر ہیں جو کبھی خطا نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پڑھ کر سناتے تھے لیکن آبادی کے زیادہ حصّہ پر ان کا کچھ اثر نہ دیکھ کر آپ کو بڑی کوفت ہوتی تھی کہ انہیں کیا ہو گیا ہے جو اپنے یقینی نفع کی باتوں سے دور بھاگتے ہیں اور سراسر مضرت اور نقصان رساں عادتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان آیتوں میں آپ کو تسلّی دی جا رہی ہے کہ جو باتیں تمہیں وحی کے ذریعے بتائی جا رہی ہیں وہ بالکل راست اور درست ہیں تم ان کو ان کے سامنے دُہرائے جاؤ اور اپنے ماننے والوں کے ساتھ مل کر اُن پر عمل کرنے کا طریقہ بتلیغ کیے جاؤ۔ یہ جو تمہاری نہیں سُنتے اور نہ تمہارے کام کے طریقے کو دیکھتے ہیں اُن کے دل مُردہ، ان کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ یہ ظاہر میں چلتے، پھرتے، سنتے اور دیکھتے ہیں تو کیا ہے۔ زندگی کی اصل روح اور اس کی خوشی کا انہیں کوئی پتہ نہیں۔ انہیں ایسے کاموں کا چسکا پڑ گیا ہے جو بظاہر اچّھے معلوم ہوتے ہیں لیکن در اصل تباہی کا پیش خیمہ ہیں جن کی روح مُردوں کی طرح بے حس و حرکت ہو چکی جن کے کانوں میں حق کی آواز نہیں جاتی جن کی آنکھیں سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتیں۔ ان میں اور مُردوں، بہروں، اندھوں میں کوئی فرق نہیں ہے جیسے تم اپنی آواز پکار انہیں نہیں سنا سکتے۔ ایسے ہی انہیں بھی نہیں سنا سکتے۔ تمہاری باتیں تو وہی سنیں گے۔ جو ہماری آیتوں کو سچّا مانتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور مُسلم کہلائے۔

واقعی صورتِ حال

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ
اللہ جس نے تمہیں پیدا کیا کمزوری میں پھر دے دی
مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
بعد کمزوری کے قوت پھر دی بعد قوت کے
ضَعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ
کمزوری اور بڑھاپا بناتا ہے جو چاہے اور وہ
الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
جاننے والا قدرت والا ہے اور جس دن قائم ہوگی قیامت
یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ
قسمیں کھائیں گے گنہگار نہیں ٹھہرے وہ مگر ایک گھڑی
كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾
اسی طرح تھے وہ اُلٹے چلا کرتے

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ
اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے بنایا پھر کمزوری
مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
کے پیچھے زور دیا پھر زور کے بعد کمزوری
ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ
اور بڑھاپا دے گا بناتا ہے جو کچھ چاہے وہی ہے
الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قیامت قائم ہوگی
یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ
گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے
كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾
اسی طرح وہ الٹے جاتے تھے

قرأ حفص بضم الضاد و فتحها في الثلاثة لكن الضم مختار ۱۲

اللہ عزوجل کی قدرت کا ٹھیک تصور رکھنے والے اس بات میں ذرا شک و شبہ کی گنجائش نہیں سمجھتے کہ وہ قوموں اور ملکوں کی حالت میں جس وقت مناسب ہوتا ہے تغیر اور تبدل پیدا کرتا ہے۔ کمزور آگے چل کر زور آور اور طاقت والے گر کر ضعیف اور ناتواں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی کو اس میں شبہ ہو تو اُسے اس آیت میں تنبیہ کی جاتی ہے کہ تم نہیں دیکھتے کہ پیدائش کے وقت انسان کس قدر ضعیف اور ناتواں ہوتا ہے۔ ایک جگہ پڑے رہنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں قوت آنی شروع ہوتی ہے۔ جوان ہوتا ہے تو رگ رگ میں زور نشاط بھرا ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر قوت گھٹنی شروع ہوتی ہے۔ بڑھاپا آجاتا ہے تو بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اللہ میں سب قدرت ہے۔ مگر نادان لوگ واقعات سے ٹھیک نتیجے نہیں نکالتے ہمیشہ ٹیڑھے ہی چلتے ہیں۔ قیامت کی مصیبتیں دیکھ کر بھی اسی طرح ایک غلط بات کہیں گے کہ ہائے دنیا تو بہت جلد ختم ہو گئی ہم تو وہاں گھڑی بھر ہی رہے ہوں گے۔

صحیح نتیجہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ

اور کہیں گے وہ جنہیں دیا گیا علم اور ایمان البتہ تحقیق

لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا

ٹھہرے تم اللہ کی کتاب کے مطابق دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک پس یہ

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

دوبارہ اٹھنے کا دن ہے اور لیکن تھے تم نہیں جانتے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

پس اس دن نہ نفع دے گی ان کو جنہوں نے ظلم کیا ان کی معذرت

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور نہ ان سے منانا طلب کیا جائے گا

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ

اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان ملا ہے کہ

لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا

اللہ کی کتاب میں تمہارا ٹھہرنا جی اٹھنے کے دن تک تھا سو

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

یہ جی اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

سو اس دن قصور بخشوانا ان گنہگاروں کے کام نہ آئے گا

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور نہ ان سے کوئی یہ چاہے گا کہ اب منا لیں

ارشاد ہوا کہ اللہ کے نافرمان بندے اور اس کا انکار کرنے والے قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر سٹ پٹا جائیں گے اور کہیں گے ہائے افسوس دنیا کس قدر جلد گذر گئی ہم تو وہاں فقط ایک ہی گھڑی رہنے پائے۔ ارشاد ہے کہ اللہ کے سمجھدار بندے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اُن سے کہیں گے کہ تم آج کی ڈراؤنی فضا سے سہم کر اسی طرح بوکھلا گئے ہو جیسے دُنیا کی عارضی چہل پہل نے تمہیں دنیا کے اندر غفلت میں پھنسا دیا تھا۔ دونوں حالتوں میں تم غلط نتیجوں پر پہنچے۔ سنو! اللہ عزوجل کے علم اور کتاب کے مطابق تم دُنیا میں قیامت تک رہے اور یہ مدّت سوچ سمجھ کر ٹھیک نتیجے نکالنے کے لیے کافی تھی۔ آج کا دن وہی قیامت کا دن ہے۔ جس کے آنے کی تمہیں خبر دے دی گئی تھی۔ لیکن تم نے رسول کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔

قرآن مجید کی آیتوں کو ٹھیک طرح سننے اور سمجھنے کی کوشش نہ کی اور دُنیا کے کھیل تماشوں میں ایسے اُلجھے کہ انہی کے ہو رہے۔ اگر سوچتے سمجھتے تو آج کے دن کے لیے تیاری کرتے اب تو اس کا موقع گیا۔ آج تو تم اپنی غفلت کا کوئی معقول عذر پیش نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس کا موقع ہے کہ تم سے کہا جاتے کہ توبہ اور اطاعت کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کر لو۔ یہ تو دنیا ہی میں ہو سکتا تھا۔ آج تو عمل کا نہیں بلکہ عمل کی جزا سزا کا دن ہے۔

پوری بات واضح ہو گئی

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
اور البتہ تحقیق جمادی ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ
مثالیں ہر طرح کی اور البتہ اگر آئے تو ان کے پاس کوئی نشانی لے کر البتہ کہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ (۵۸)
وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں تم مگر جھوٹ بنانے والے
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
اس طرح مہر لگاتا ہے اللہ دلوں پر ان لوگوں کے
لَا يَعْلَمُوْنَ (۵۹) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
جو نہیں سیکھتے پس جم جا بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے
وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ (۶۰)
اور نہ ہلانے پائیں تجھے وہ لوگ جو یقین نہیں کرتے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
اور ہم نے اس قرآن میں آدمیوں کے واسطے ہر طرح کی مثل بیان
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ
کردی ہے اور جو تو ان کے پاس کوئی آیت لائے تو ضرور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ (۵۸)
کہیں یہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
اللہ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں مہر
لَا يَعْلَمُوْنَ (۵۹) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
لگا دیتا ہے سو تو قائم رہ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے
وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ (۶۰) ع ۶
اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے تجھ کو اکھاڑ نہ دیں

ضَرَبْنَا مارا ہم نے ۔ ماضی کا صیغہ ہے ضَرْبٌ سے بہت جگہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی مناسبت کی وجہ سے کسی چیز کو اس کی جگہ زور سے جما دینا وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی مثالوں اور دلیلوں سے انسانوں کو ان کے فائدہ کی باتیں سمجھا دی ہیں اور ہر ایک کو اتنی عقل دی ہے کہ انہیں سمجھ جائے اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ان باتوں کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا موقعہ فقط اسی دنیا کی زندگی میں ہے۔ اگر یہ وقت بیکار باتوں اور کھیل کود میں گنوا دیا تو پھر نجات کی کوئی صورت نہیں افسوس کہ یہ نادان لوگ اس موقعہ کو کھو رہے ہیں ان کے پاس تو کیسی ہی واضح دلیل یا کیسا ہی معجزہ لے کر کوئی آئے یہ یہی کہتے رہیں گے کہ یہ لوگ یعنی مسلمان اور ان کا رسول بے حقیقت جھوٹ باتیں دل سے گھڑ گھڑ کر سناتے رہتے ہیں جو لوگ سمجھ سے ٹھیک کام نہیں لیتے اللہ کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اور ٹھیک بات ان کے اندر جانے ہی نہیں پاتی بہرحال اے رسول اور ان کے ماننے والو تم اپنے دین پر جمے رہو اور لوگوں کو اللہ کے ٹھیک راستہ کی طرف بلاتے رہو اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا تم پورے وثوق کے ساتھ اپنا کام کیے جاؤ۔ دیکھو یہ یقین سے بے بہرہ لوگ پختہ یقین والوں کو ان کی جگہ سے نہ ہلانے پائیں انجام کار پختہ یقین والے ہی جیتیں گے ::

سورۃ الرُّوم پر ایک نظر

اللہ عزوجل پر پورا بھروسہ کرنے والے اس کے وعدوں کا سچے دل سے یقین کرنے والے یقیناً کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کا ثبوت وہ مٹھی بھر مسلمان ہیں جو مکہ کے کافروں اور مشرکوں کے ہاتھ سے بڑی بڑی جسمانی اور روحانی اذیتیں جھیلتے رہے۔ ایسا صبر، ایسا استقلال دُنیا کی تاریخ میں شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے اور جہاں کہیں بھی ہوا ہے۔ انہی لوگوں میں ہوا ہے۔ جن کے دل میں اللہ عظیم کی عظمت وجلال اور اس کے رحم و کرم کا ایسا گہرا تصور جم گیا تھا کہ ہلائے نہ ہلتا تھا۔ یقین اور ایمان اس قدر پختہ ہو گیا تھا۔ کہ کسی پہلو میں کوئی خامی نظر ہی نہ آتی تھی بے یقینی کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ صرف قرآن حکیم کی آیتیں غور سے سننے اور حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے طور طریقے دیکھ کر ان کے مطابق چلنے سے کافروں نے مار ا پیٹا۔ دھوپ میں ننگا لٹایا۔ گرم پتھروں سے کھال جلائی۔ بھوکا مارا۔ تعلق قطع کر لیا۔ اکیلا پھینک دیا۔ اس پر پھر وہ لعنت وملامت اور طعن وتشنیع کی کہ توبہ ہی بھلی۔ غرض جو نہ کرنا تھا وہ کیا۔ لیکن اللہ کے بندوں نے سب کچھ سہا اور اُف نہ کی۔ ساری آفتیں جھیلیں۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آخر وہ کیا کشش تھی جو انہیں آپ کے ساتھ جوڑے ہوئے تھی۔ پہلی بات تو یہ تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ خود بھی ویسی ہی مصیبتیں جھیل رہے تھے جیسی وہ جھیل رہے تھے اور خود اسی حالت میں تھے۔ جس میں ان کے ساتھی تھے۔ بناوٹ نام کو نہ تھی تصنّع کا نام ونشان تک نہ تھا۔ قرآن مجید کی آیتیں انہیں سُناتے تو پہلے آپ ان سے متاثر ہوتے اور یقین کا وہ مظاہرہ فرماتے کہ دیکھنے والوں کا دل دہل جاتا۔ صداقت اور راست بازی کی مجسّم تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی۔ اطمینان ایسا کہ چشم فلک نے کہیں نہ دیکھا زمین و آسمان ڈھونڈھ مارے کہیں اس کی نظیر نہ ملی۔ آخر یہ اطمینان کس پر تھا۔ بنک میں لکھو کھا روپیہ خفیہ طور پر آپ کے نام جمع نہ تھا جس کے بل بوتے پر لوگوں کو اپنا ساتھی بناتے۔ آپ کے پاس تو اتنا بھی نہ تھا جس سے فراغت کے ساتھ زندگی بسر ہوتی۔ جو اوروں نے دیا اسے بھی اسی وقت انہی کے فائدے میں خرچ کر دیا۔

قرآن حکیم کی آیتوں کی بدولت اس کے وعدوں پر پورا بھروسہ کرنے کے طفیل آج کل ہم بھی ان آیتوں کو پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن اکثر خالی تعظیم کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ سننے والے بھی ایسے ہی اور سنانے والے بھی ایسے ہی اِلّا ماشاء اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ایسے نہ تھے۔ ان کے دل میں ایک ایک لفظ ایسے بیٹھ جاتا جیسے نگ میں حرف کُھد جاتا ہے۔ معانی ان سے ایسے پیوست ہو جاتے تھے جیسے بدن سے جان گُھلی ملی ہے۔ اس سورت سے انہوں نے مصیبت میں صبر کرنا، اللہ پر بھروسہ کرنا، مخالفوں کو کچھ نہ گرداننا سیکھا۔ آخر دنیا نے دیکھا کہ وہ کیا تھے اور کیا ہو گئے۔

سورۃ لقمان مکیّۃ

سورۃ لقمان

وھی اربع وثلثون اٰیۃ

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی اکتیسویں[۳۱] سورت ہے اور قیام مکہ کے درمیانی زمانے کے آخری دنوں میں نازل ہوئی سوائے دو آیتوں کے جو مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں چار رکوع ہیں۔ لقمان کا نام عرب کے لوگ ادب کے ساتھ لیتے تھے اور ان کے نام سے بہت سی حکایتیں مشہور تھیں ان کی بابت کہا جاتا تھا کہ یہ ایک حبشی غلام تھے اور اپنی عقل خداداد سے کام لے کر دنیا میں جو کچھ دیکھتے تھے ان سے ایسے نتیجے نکالتے تھے جو انسان کی زندگی میں کارآمد ہوں اور لوگوں کو ان کے مطابق عمل کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ بعد میں ان کی نصیحتیں عرب کے لوگوں میں قصے کہانیوں کی طرح رہ گئیں۔ یہ کہانیاں اسی قسم کی ہیں۔ جو بعد میں حکایات الباب کے نام سے مشہور ہوئیں اور اب تک مشہور چلی آتی ہیں۔

قرآن مجید نے ان کی نصیحتوں میں سے جو چوٹی کی نصیحتیں تھیں اور جن کا ماننا انسان کے لیے مفید تھا۔ ان کو اس سورت میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا اور عرب کو توجہ دلائی۔ کہ ان کو محض کہانیوں کی طرح سننے سنانے سے کچھ فائدہ نہیں ان پر عمل کرو اور ان کے مطابق اپنا چال چلن اور آپس کا برتاؤ درست کرو۔ لقمان کا ذکر تورات میں نہیں ہے۔ لیکن قرآن مجید تو کسی خاص ملک یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں وہ تو انسان کو ہر اچھی بات کے قبول کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ چاہے وہ کہیں ہو اور کہیں سے آئے۔

پچھلی قوموں کی باتوں کو محض دل لگی اور تفریح کی کہانیوں کی طرح مت پڑھو۔ اُن کے حالات صرف وقت گذارنے کا ذریعہ سمجھ کر مت سُنو بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرو ہر ایک زمانے کے سمجھ دار لوگ یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ انسان کے لیے بعض کام مفید ہیں اور بعض مضر۔ انہی کا خلاصہ قرآن مجید میں دے دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں کے اقوال جُوں کے تُوں نقل کر دیئے ہیں۔ بعض لوگوں کے حالات بیان کر دیے ہیں کہ لوگ ان سے اپنے مفید مطلب نتیجے نکالیں۔

شروع سورت میں ہدایت ہے کہ پچھلے لوگوں کے حالات ہنسی دل لگی کے طور پر داستان بنا بنا کر مت سنو سناؤ۔ ان سے نصیحتیں حاصل کرو اور اپنے اعمال درست کرو جو غلطیاں ان سے ہوئیں۔ ان سے بچو اور جو اچھی باتیں انہوں نے کیں وہ وہی ہیں جو قرآن میں سب آگئی ہیں۔ ان پر جو عمل کرے گا۔ وہ دنیا میں بھی اچھی حالت میں رہے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی آرام و راحت کی زندگی حاصل کرے گا۔ اس میں کہا گیا ہے۔ کہ پہلا کام یہ ہے کہ اللہ کو پہچانو۔ شرک اور کفر سے توبہ کرو۔ اس کے بعد اس سے ڈر کر بُرے کاموں سے پرہیز کرو۔

سورۃ لقمٰن مکیۃ — رکوعاتہا ۴ آیاتہا ۳۴

قرآن ہدایت ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝۲
الف لام میم یہ آیتیں کتاب پُرحکمت کی
هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝۳ الَّذِیْنَ
ہدایت اور رحمت اچھے کام کرنے والوں کے لیے جو
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى
آخرت پر وہی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵
اپنے رب کی طرف سے اور یہ لوگ یہی ہیں فلاح پانے والے

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝۲
الٓمّٓ یہ آیتیں ہیں پُرحکمت کتاب کی
هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝۳ الَّذِیْنَ
ہدایت اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے لیے جو
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہی
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى
جنہیں آخرت پر یقین ہے انہوں نے اپنے رب کی
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵
طرف سے راہ پائی اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

انسان باہم مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ اکیلے میں اس کی طبیعت گھبراتی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنی کہے اور دوسروں کی بات چیت میں اس کا بڑا دل لگتا ہے۔ قصّہ کہانی اس کے دل بہلانے کا ہمیشہ سے مشغلہ رہا ہے۔ قرآن مجید چاہتا ہے کہ فضول قصے کہانیوں میں انسان کا وقت ضائع نہ ہو اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلے وہ ایسی بات ہو جس میں کہنے والے اور سننے والے دونوں کا بھلا ہو۔ یہ باتیں قرآن مجید کی آیتوں میں موجود ہیں۔

اس سورت میں انسان کو یہی بتاتا ہے کہ انسان انہی آیتوں کو سنتا اور سناتا رہے تو اسے دونوں جہان کے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ بعض انسان اوّل تو ان آیتوں کو سنتے نہیں یا سنتے ہیں تو فائدہ نہیں اٹھاتے۔ سنو! یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جس کی ہر بات بچی تلی ہے فضول اور بیکار باتوں کا اس میں گذر نہیں۔ انسان سوچے تو اس کے لیے ان میں ہدایت اور رحمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے بہر حال ان سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو اچھے کام کرتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کے لیے صدقہ اور خیرات دیتے رہتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کاموں کا مناسب بدلہ ملے گا۔ یہی لوگ اس سیدھے راستہ پر ہیں جو اللہ عزوجل نے ان کے لیے مقرر کیا ہے اور یہی دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

بے کار باتیں (الف)

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ
ر کچھ لوگ وہ ہیں جو خریدتے ہیں لغو باتیں
ضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا
بہکاویں اللہ کی راہ سے بے جانے بوجھے اور ٹھہرائیں اسے
زُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾
ہی یہ لوگ ہیں جن کے لیے عذاب ہے ذلت والا
ذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا
جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں پیٹھ پھیرتا ہے اکڑ کر
نْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا
یا اس نے سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے
بَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٧﴾
بشارت دے اسے عذاب دردناک کی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ
اور ایک وہ لوگ ہیں کہ کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا
تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائیں بے سمجھے اور ٹھہرائیں اسے
هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾
ہنسی یہ لوگ جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا
اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جائیں تو غرور سے منھ پھیر جائے
كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ
گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٧﴾
سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے

انسان کو چاہیئے تو یہ کہ فضول باتوں کھیل کود اور تضیع اوقات سے بچے اور ان باتوں کو سنے جن میں اس کا سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے اور یہ باتیں وہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کو قرآن مجید کی آیتوں سے کوئی دلچسپی نہیں انہیں تو اولوں، بے کار قصہ کہانیوں، ناچ گانوں، واہ واہ کے شور وغل کا چسکا پڑ گیا ہے ان کو فقط وقتی تفریح اور دل لگی سے کام ہے۔ عرب میں بھی بعض لوگ ایسے ہی تھے۔ وہ اپنے شاعروں سے اپنی اور اپنے قبیلہ کی تعریفیں سنتے اور خوش ہوتے ان کے شعر میں سوا فخر جتانے، بیہودہ جذبات ظاہر کرنے اور شیخی بگھارنے کے کچھ نہ ہوتا تھا۔ قرآن مجید نے جب انہیں کام کی باتیں سنائیں اور پچھلے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا تو بعض لوگوں کو بالکل پسند نہ آیا اور کہنے لگے اس نے ہمارا سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا۔ لوگوں سے کہا کہ قرآن مجید کی باتیں تو پھیکی پھیکی سی ہیں ان کے سننے میں نہ مزہ نہ دلچسپی اگر قصے ہی سننے ہیں تو ہم تمہیں اس سے زیادہ عجیب وغریب افسانے سناتے ہیں اور یہ کہہ کر ایرانیوں کی لڑائیوں اور معرکوں کی داستانیں ان کے بادشاہوں اور پہلوانوں کے آپس کے مقابلوں کے افسانے سنانے لگتے۔

بے کار باتیں (ب)

اور قریش سے کہا کہ یہ قرآن کے قصّے، عاد اور ثمود کی بربادی کے کیا سنتے ہو جن سے سوا رنج و غم کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لو ایرانی سورماؤں، بادشاہوں اور پہلوانوں کے قصّے، ان کے عشق و محبت کی داستانیں سنو۔ تاکہ جذبات کے اتار چڑھاؤ، جوش خروش کے مظاہرے زندگی کے اصل مشغلے تمہارے سامنے آئیں جن میں تمہارا جی لگے اور لطف حاصل ہو۔ ان آیتوں میں ان لوگوں کی ان اخلاق کو بگاڑنے والی باتوں کا ذکر کرکے سمجھایا گیا ہے کہ فضول بکواس اور بیکار باتوں میں کیا رکھا ہے۔ دوسروں کی خوشی غم کے حالات سُن کر تھوڑی دیر کے لیے خوش ہو لیے۔ یا جذبات سے متاثر ہو کر بے خود ہو گئے یا تھوڑے سے آنسو بہا لیے کیا حاصل ہوا۔ اصل چیز تو اپنی زندگی کا سنوارنا ہے۔ عارضی جوش و خروش سے سوا وقت اور قوّت کے فضول ضائع کرنے کے کیا حاصل ہے۔

ارشاد ہے کہ تم دیکھتے ہو بعض لوگ اوروں کو کام کی باتوں سے روک کر فضول کاموں میں پھنسانے کے لیے فضول افسانوں اور داستانوں کی کتابیں خریدتے ہیں اور مقصد سوا اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں کو سُنا سُنا کر ان کو بیکار مشغلوں میں وقت ضائع کرنا سکھائیں اور اس طرح انہیں اللہ کی بتائی ہوئی باتوں سے روکیں اور جس راہ پر اللہ انہیں چلانا چاہتا ہے۔ اس کی ہنسی اڑائیں اور کہیں کہ اس نے تو انسان کی تفریح اور دل لگی کی ساری باتیں بند کر دیں۔ ہر وقت قرآن سنو، نماز پڑھو، محتاجوں کی مالی مدد کرو۔ اللہ کی بندگی کرو۔ بس یہی چرچا رہتا ہے یہ بھی کوئی زندگی میں زندگی ہے۔

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ جس زندگی کی طرف تم بلا رہے ہو اس کا نتیجہ سوا عذاب کے کچھ نہیں اور عذاب بھی ایسا جس سے سوا ذلّت کے کچھ نصیب نہ ہو۔ اس وقت انسان محسوس کرے گا کہ ہائے میں بہت بلند درجہ حاصل کر سکتا تھا لیکن افسوس کہ اب ہر طرح سے گیا گزرا ہوا۔ ایسے شخص کا قرآن مجید کی آیتوں میں دل ہی نہیں لگتا۔ جب سناؤ تبھی منہ موڑ کر چل دیتا ہے جیسے اس کے دونوں کانوں میں کچھ ٹھنسا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے کان میں ان آیتوں کی آواز پہنچتی ہی نہیں۔ اس سے کہہ دو کہ تیرے لیے بڑا دُکھ بھرا عذاب تیار ہے۔ بس تیرے لیے یہی خبر ہے تو چاہے اسے خوش خبری سمجھ یا کچھ اور۔

بھائیو! دیکھو۔ ناول، قصّے، ڈرامے، غزل، افسانے، ناچ، گانے، دل لگی اور تفریح کے سامان، عشقیہ غزلیں اور نام نہاد فنونِ لطیفہ سب لہو الحدیث یعنی فضول باتوں کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر ہمارا جی قرآن مجید کے سننے سنانے، اللہ کی عبادت اور نیک کاموں میں نہیں لگتا تو اللہ ہمارے حال پر رحم کرے، آثار بُرے ہیں ۔

انعام واکرام

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کیے اچھے کام ان کے لیے

تُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

نعمت والے ہمیشہ رہیں اس میں وعدہ ہے اللہ کا

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ

اور وہ زبردست حکمت والا پیدا کیے اس نے

وٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے ان کے واسطے

جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

نعمت کے باغ ہیں ہمیشہ رہا کریں ان میں اللہ کا وعدہ

حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ

سچا ہے اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

آسمان بغیر ستونوں کے اور تم انہیں دیکھتے ہو

پہلے ارشاد ہوا کہ کچھ لوگ فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں بیکار قصے کہانیوں گپ بازیوں میں لگے رہتے ہیں اور قرآن مجید کو ...گردانتے نہ اسے دھیان سے سنتے ہیں اور نہ اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں جب ان کے سامنے پڑھا جائے تو ناک بھوں ...تے ہیں یا اُٹھ کر چل دیتے ہیں ایسے لوگوں سے کہہ دو کہ تمہارے لیے یہ خبر ہے چاہے اسے اچھا سمجھو یا بُرا کہ تمہارے لیے دُکھ بھرا عذاب ...ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ہاں جو لوگ قرآن کا اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کا یقین کریں گے اور وہ اچھے کام جو اس نے بتائے ...اختیار کریں گے۔ ان کو نعمت سے بھرے آرام و راحت کے باغ رہنے کو ملیں گے۔ عارضی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے کے لیے اور ...ا انہی میں رہا کریں گے۔ سن لو یہ اللہ کا وعدہ ہے اور یہ بالکل سچا ہے اس کے پورا ہونے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں۔ یہ پورا ...ہے گا۔

آگے ارشاد ہے کہ یہ قرآن یہی تو کہتا ہے۔ کہ اللہ کو مانو۔ سو اس کا پہچاننا کچھ مشکل نہیں۔ وہ ایسا زبردست ہے کہ ...اس کی قوت کے آگے کسی کی قوت نہیں چلتی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ہر بات خوب سوچی سمجھی اور پکّی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ ...کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ دیکھو۔ آنکھ اوپر اٹھاؤ۔ یہ تمہیں تہ بہ تہ آسمان نظر آتے ہیں۔ کوئی زیادہ قریب ...اس سے اونچا، کوئی اس سے بھی اونچا۔ اور کوئی ستون یا سہارا نہیں جن کے بل پر یہ کھڑے ہوں۔ سوچو یہ کس نے بنائے ...پر یقین کرو کہ یہ اللہ عزوجل نے بنائے ہیں ؎

قدرت کی نشانیاں

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
ڈالے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ کہ کہیں جھک نہ پڑے تمہیں لے کر
وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
اور پھیلائے اس میں ہر قسم کے جاندار اور ہم نے اتارا آسمان سے
مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿١٠﴾
پانی پھر اگائے اس میں ہر قسم کے جوڑے نفیس
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ
یہ ہے بنایا ہوا اللہ کا پس دکھاؤ مجھے کیا چیز ہے جو بنائی انہوں نے
مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١١﴾ ع
اس کے سوا چھوڑو یہ بے انصاف لوگ گمراہی میں ہیں کھلی

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
اور زمین پر پہاڑ رکھ دیئے کہ تم کو لے کر جھک نہ پڑے
وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
اور سب طرح کے جانور اس میں پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے
مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿١٠﴾
پانی اتارا پھر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگائے
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ
یہ سب اللہ کا بنایا ہوا ہے اب مجھے دکھاؤ دوسروں نے جو اس کے
مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١١﴾ ع
سوا ہیں کیا بنایا ہے کچھ نہیں پر بے انصاف صریحاً بھٹک رہے ہیں

ارشاد ہے کہ یہ بھی اللہ عزوجل ہی نے کیا۔ کہ زمین میں بوجھل پہاڑ رکھ دیئے کیونکہ زمین کی بناوٹ میں نرم مٹی اور ریت ہے اور ریت اور مٹی خود بھی نرم ہے اور پانی سے گھری ہوئی ہونے کی وجہ سے اس کے گھل جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لیے تھا کہ کہیں تمہیں لے کر ایک دم پانی میں نہ بیٹھ جائے۔ پہاڑ اس ڈر کے دور کرنے کے لیے بنائے گئے یہ نرم بھی نہیں اور پانی میں بھی نہیں گھلتے۔ اس لیے مٹی کے اندر ان سخت چیزوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے زمین کو پائیداری نصیب ہوتی۔ پھر اللہ ہی نے قسم قسم کے جاندار زمین پر ہر طرف پھیلا دیئے اور پھر ان کے رزق کا انتظام کر دیا۔ اس کے لیے بادلوں سے پانی برسایا۔ جس کی بدولت زمین میں ہر قسم کے نباتات۔ گھاس۔ سبزہ باں۔ ترکاریاں، میوے اور غلّے پیدا ہوئے۔ جن کے دیکھنے سے آنکھوں کو طراوت اور کھانے سے زندگی کے قائم رکھنے میں مدد پہنچتی ہے۔

یہ سب اللہ نے اپنی قدرت سے بنایا۔ پھر اس کو چھوڑ کر اوروں کی طرف کیوں جھکتے ہو۔ دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے کیا بنایا۔ باوجود اس قدر صاف اور واضح دلیل کے یہ بے انصاف لوگ اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔ حالانکہ عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کو اپنا سب کچھ ماننا چاہیے۔

ذخیرہ
جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

حضرت لقمان علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان کو دانائی کہ شکر کر

لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

اللہ کا اور جو شکر کرے گا پس وہ شکر کرے گا اپنے ہی لیے

وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (۱۲)

اور جو ناشکری کریگا پس تحقیق اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ

اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے اور وہ

یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ

سمجھا رہا تھا اسے اے میرے بیٹے شریک نہ ٹھہرانا اللہ کا تحقیق

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۱۳)

شرک کرنا البتہ بے انصافی ہے بڑی

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ

اور ہم نے لقمان کو عقل مندی عطا کی کہ اللہ کا حق

لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

مان اور جو کوئی اللہ کا حق مانے گا تو اپنے بھلے کو مانے گا

وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (۱۲)

اور جو منکر ہوگا تو اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب اسے سمجھانے لگا

یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرا بے شک شریک

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۱۳)

ٹھہرانا بڑی بے انصافی ہے

لقمان ایک دانا آدمی تھے سوچ سمجھ کر ٹھیک بات کا پتہ لگا لیتے تھے اُن کی نصیحتیں اور عقلمندی کی باتیں مشہور چلی آتی تھیں۔ ان کی بابت اکثر کی رائے یہی ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے مگر بہت بڑے سمجھ دار اور دانا آدمی تھے ان کی نصیحتوں کا لب لباب قرآن مجید کی اس سورت میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس قصہ میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ انسان کے لیے جو مفید اور اچھی باتیں ہیں۔ ان کی عقل مند انسانوں نے سمجھ سے ہمیشہ تصدیق اور تائید کی ہے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے لقمان کو عقل اور دانائی عطا کی تھی۔ اور اسے بتا دیا تھا کہ اس نعمت پر اور ساری نعمتوں پر اللہ کا شکر کرتا رہے سمجھ لے کہ اس شکر گذاری سے اللہ عزّ وجلّ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس میں خود اس انسان کا فائدہ ہے۔ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کو کسی بات کی پروا نہیں اس کی ذات ساری خوبیوں کی جامع ہے۔ کسی کے شکر کرنے سے اس کی خوبیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کی ناشکری اور کفرانِ نعمت سے اس کا کوئی نقصان ہے۔ شکر کرنے والے کا شکر میں اپنا ہی بھلا ہے کہ اس سے اس کی خوشحالی بڑھتی ہے۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ شرک سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔ یہ ظلم کی انتہا ہے کہ اصل حق دار کو اس کا حق نہ دیا جائے ؏

ماں باپ کا حق

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا
اور حکم دیا ہم نے انسان کو اس کے والدین کی بابت اٹھائے پھری اس کی ماں کمزوری پر
عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ
کمزوری پر اور دودھ چھڑانا اس کا دو سال میں کہ احسان مان
لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (۱۴) وَاِنْ جَاهَدٰكَ
میرا اور اپنے والدین کا میری ہی طرف لوٹنا ہے اور اگر اڑ جائیں وہ دونوں تجھ سے
عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اس پر کہ شریک کرے تو میرے ساتھ اسے کہ نہیں تیرے پاس جس کا علم
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا
پس مت اطاعت کر ان کی اور ساتھ دے ان کا دنیا میں حسب دستور
وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ
اور پیروی کر راستہ کی اس شخص کے جو مڑا میری طرف پھر میری ہی طرف
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۵)
لوٹنا ہے تمہارا پس بتادوں گا تمہیں جو کچھ تھے تم کرتے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا
اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کر دی اس کی ماں نے
عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ
اسے پیٹ میں رکھا تھک تھک کر اور اس کا دودھ چھڑانا ہے دو سال میں کہ
لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (۱۴) وَاِنْ جَاهَدٰكَ
میرا حق مان اور اپنے والدین کا آخر میری ہی طرف آنا ہے اور اگر دونوں تجھ سے اس بات پر
عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اڑیں کہ میرا شریک مان اس چیز کو جو تجھے معلوم نہیں
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا
تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں ان کا ساتھ دے دستور کے مطابق
وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ
اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع ہوا پھر تمہیں میری
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۵)
طرف آنا ہے پھر تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو شرک سے روکا لیکن ماں باپ کا حق نہ جتایا۔ کیونکہ اپنے منہ سے اپنا حق جتانا زیب نہیں دیتا۔ اللہ عزوجل نے ان کا حق بھی جتا دیا اور اس کے ضمن میں شرک کی اور بھی زیادہ برائی بتادی ارشاد ہے کہ اس موقع پر یہ بھی جتا دیا جاتا ہے کہ ہم نے انسان کو تاکید کر دی ہے کہ میرے شکر کے ساتھ ماں باپ کا بھی شکر ادا کرو۔ ماں نے مدت تک پیٹ میں رکھا اور کمزوری پر کمزوری جھیلتی رہی۔ دو سال تک دودھ پلایا لیکن پھر بھی اگر والدین تجھ پر زور ڈالیں کہ شرک کر تو شرک مت کرنا کیونکہ اس میں اللہ کی حق تلفی ہے۔

دنیا میں ماں باپ سے حسب دستور نیک برتاؤ کرو۔ لیکن اعتقاد میں ان کے کہے پیچھے مت چلو۔ البتہ اس شخص کا اختیار کرو جو اللہ کا ہو رہا ہو مرنے کے بعد تمہارے کاموں کی حقیقت تم پر کھل جائے گی۔

اللہ ہر جگہ موجود ہے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
اے میرے بیٹے تحقیق وہ اگر ہو وزن میں برابر دانے
مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ
رائی کے پھر ہو وہ سخت پتھر کے اندر یا آسمانوں میں
اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
یا زمین میں لے آئے گا اسے اللہ تحقیق اللہ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾
چھپی ہوئی باتوں سے خبردار ہے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
اے میرے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانہ
مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ
کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر میں ہو یا آسمانوں میں
اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
یا زمین میں لا حاضر کرے گا اسے اللہ بے شک اللہ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾
چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور خبردار ہے

بچوں کی سمجھ میں جو بات نہیں آتی وہ بڑوں سے پوچھتے ہیں۔ خاص کر ابا جان سے۔ حضرت لقمان کے بیٹے نے پوچھا ہوگا کہ کوئی کام چھپا کر کر لیا جائے تو اس کی خبر اللہ کو کیسے ہوگی؟ حضرت لقمان اسے سمجھا رہے ہیں کہ بیٹا اللہ کی باتوں کا انسان کی باتوں پر قیاس مت کرو۔ انسان کو ذرا سے پردے کے پیچھے کی بات بھی معلوم نہیں ہوتی بلکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کی پیٹھ کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ وہ تو فقط وہی جانتا ہے جو اس کی آنکھوں کے سامنے کھلے طور پر موجود ہو یا کیا جا رہا ہو لیکن اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی۔ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو جانتا ہے۔ اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور پھر سخت پتھروں کے اندر گڑی ہوئی ہو یا آسمانی فضا میں بلند سے بلند مقام پر ہو یا گہرائی میں اندھیروں کے اندر غائب ہو۔ اللہ کو اس کا سب حال اور اس کی جگہ معلوم ہے۔ اور جب ضرورت پڑے گی اسے وہیں سے نکال کر حاضر کر دے گا۔ وہ باریک سے باریک شے کو دیکھ لیتا ہے اور جانتا ہے اور ہر چیز سے پوری طرح خبردار ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس لیے انسان کو اس مغالطہ میں نہ رہنا چاہیے کہ جیسے آدمیوں کو چھپی باتوں اور پردے کے اندر کے کام سے واقفیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح چھپ کر کوئی گناہ کر لیا جائے تو اللہ کو اس کی خبر نہ ہوگی۔ ایسا سمجھنا نادانی ہے۔

کوئی جگہ ایسی نہیں جو اس سے چھپی ہوئی ہو۔ قیامت کے دن سب کے چھپے ہوئے اعمال جہاں بھی ہوں گے لا کر حاضر کر دے گا اس لیے انسان کو چاہیے کہ جو کام کرے اس کا خیال رکھے۔

اچھی باتیں

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ
اے میرے بیٹے قائم کر نماز اور حکم کر نیک کام کا
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ
اور باز رکھ برے کام سے اور صبر کر اس پر جو تجھے پہنچے
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
تحقیق یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور مت ٹیڑھا کر
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ
اپنا رخسار لوگوں کی طرف اور مت چل زمین میں اترانا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾
تحقیق اللہ نہیں پسند کرتا ہر اترانے اور بڑائیاں مارنے والے کو
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ
اور میانہ روی کر اپنی چال میں اور پست کر اپنی آواز
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع
تحقیق ناگوار ترین آواز البتہ آواز ہے گدھے کی

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ
اے بیٹے نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم کر
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ
اور برائی سے منع کر اور جو تجھ پر پڑے اس پر تحمل کر
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
بے شک یہ ہیں ہمت کے کام اور لوگوں کی طرف
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ
اپنے گال مت پھلا اور زمین پر اتراتا مت پھر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾
بے شک اللہ کو کوئی اتراتا بڑائیاں مارتا نہیں بھاتا
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ
اور بیچ کی چال چل اور اپنی آواز نیچی کر
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾
بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے

لَا تُصَعِّرْ (مت ٹیڑھا کر) نہی کا صیغہ ہے تَصْعِیر سے۔ مراد ہے کہ متکبرانہ انداز سے بات نہ کر۔ ارشاد ہے کہ حضرت لقمان نے بیٹے کو سمجھایا کہ بیٹا نماز ہمیشہ باقاعدہ پڑھا کرو اور لوگوں سے نیک کام کو کہتا رہا کر اور ان کو برے کاموں سے روک اور اگر کوئی رنج یا دکھ تجھے پہنچے تو صبر اور خاموشی کے ساتھ برداشت کر۔ یہی وہ کام ہیں جن سے ہمت اور ارادہ کی پختگی اور مضبوطی ظاہر ہوتی ہے۔ آدمیوں سے منہ پھلا کر ٹیڑھے منہ سے بات نہ کر اور متکبروں کی طرح گال پھلا کر ان سے منہ مت پھیر۔ زمین پر اتراتا ہوا مت چل۔ اللہ اترانے والے بڑائیاں مارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ چال میں میانہ روی اختیار کر اور پست اور نرم آواز سے بات کر۔ گدھے کی طرح مت چلا۔ اس کی کرخت آواز ہر ایک کو بری لگتی ہے۔ یہ لقمان کی نصیحتوں کا لب لباب ہے جو قرآن میں ہے۔ ہر ایک کو ان پر عمل کرنا چاہیے۔

اللّٰہ کو مانو

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے کام میں لگایا تمہارے لیے جو کچھ
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ
آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور پوری کردیں تم پر
نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ
اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں
مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
جو جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾
اور بغیر کتاب روشن کے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ
زمین میں ہے تمہارے کام میں لگایا اور تم پر اپنی نعمتیں
نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ
پوری کر دیں ظاہر اور مخفی اور لوگوں میں ایسے
مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
بھی ہیں جو اللہ کی بات میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھیں اور نہ
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾
ہدایت اور کوئی روشن کتاب

اَسْبَغَ (پوری کیں پھیلائیں) ماضی کا صیغہ ہے اِسْبَاغ سے جس کا مادہ س۔ب۔غ ہے۔ سبوغ کے معنی پورا ہونے پھیلنے اور کامل ہونے کے ہیں۔ اَسْبَغَ : پورا کر دیا

هُدًى (ہدایت) اس کے معنی راستہ دکھانے یا بتانے کے ہیں یہاں اس سے دلیل مراد ہے۔ ھُدٰی : فطری تقاضا

جب نبیوں کے علاوہ دنیا کے دیگر عقلمند بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دنیا میں سوا ایک اللہ کے اور کوئی اس قابل نہیں کہ اس کے آگے جھکا جائے اور وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ تو پھر یہ لوگ اس کے ساتھ شریک کیوں ٹھہراتے ہیں۔ کیا اللہ کا پہچاننا کوئی بڑی دشوار بات ہے۔ ارشاد ہے کہ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ آسمان اور زمین کی ساری مخلوق انہی کے کام میں لگی ہوئی ہے اور اللہ نے انہیں ان کا مددگار بنا دیا ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں ان کو پوری پوری عطا کی ہیں۔ یہ ان سب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کس کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ ظاہری نعمتیں تو وہ ہیں۔ جن سے انسان کی کھانے پینے رہنے سہنے اور سانس لینے وغیرہ کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور باطنی نعمتیں عقل، سوچ سمجھ ہدایت اور انجام بینی وغیرہ ہیں۔ اللہ نے انسان کے لیے ان سب کا انتظام کیا۔ بڑا تعجب اور افسوس ہے کہ یہ لوگ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اللہ کا اقرار نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کے انکار کی نہ کوئی عقلی یا وجدانی دلیل ہے نہ کوئی نقلی سند ہے جسے یہ اپنی تائید میں پیش کر سکیں ۔

نامعقول بہانہ

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا
اور جب کہا جائے ان سے پیروی کرو اس کی جو اتارا اللہ نے کہیں
بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ
نہیں ہم چلیں گے اس پر کہ پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو اور کیا اگر
كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ
ہو شیطان بلاتا ان کو طرف عذاب
السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ
دوزخ کے اور جو شخص جھکا لے اپنا چہرہ اللہ کی طرف
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
اور ہو وہ نیکوکار پس تحقیق تھام لیا اس نے حلقہ
الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾
بڑا مضبوط اور اللہ ہی کی طرف انجام ہے سب کا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا
اور جب ان سے کہا جائے کہ اس حکم پر چلو جو اللہ نے اتارا تو کہیں
بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ
نہیں ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا
كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ
بھلا اور جو شیطان انہیں دوزخ کے عذاب کی طرف
السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ
بلاتا ہو تو بھی اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف قائم
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
کرے اور وہ ہو نیکی پر تو اس نے پکڑ لیا مضبوط
الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾
حلقہ اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے

اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى: یہ سارا جملہ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے وہاں اس کی تشریح دیکھیں مطلب یہ ہے کہ اس کو بڑا مضبوط سہارا مل گیا پہلے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں آسمان اور زمین میں ہر طرف پھیلی پڑی ہیں۔ جو ان کو غور سے دیکھے گا وہ ضرور اللہ کو اور اس کی بلند صفات کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ اس کے لیے ممکن نہیں کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے۔ یہ لوگ اور دل کے سامنے جھکتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ اوّل درجہ کے نادان ہیں اور ان کے پاس ایسا کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں، نہ کوئی لکھی ہوئی سند ہے جسے پیش کر سکیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ قرآن حکیم کے کہنے کے مطابق نہ چلنے کا بہانہ وہ یہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقے کو کیسے چھوڑ دیں۔ ان نادانوں سے کہو کہ اگر تمہارے باپ دادا شیطان کے بہکاوے میں آکر دوزخ کی طرف جا رہے ہوں تو کیا ان کے پیچھے تم بھی دوزخ ہی میں جا کر گرو گے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کی طرف رخ کیا اور اس کی فرمانبرداری صدقِ دل سے اختیار کی۔ اس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ سے پکڑ لیا ہے۔ جب تک اسے پکڑے رہے گا گر نہیں سکتا۔ آخر سب کاموں کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے پاس پہنچ کر وہ نہال ہو جائے گا۔

کفر کا غم نہ کریں

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا

اور جس نے کفر کیا پس نہ غمگین کرے تجھے اس کا کفر ہماری طرف

مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

لوٹنا ہے ان کا پس بتائیں گے ہم انہیں جو وہ کرتے ہیں تحقیق اللہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا

جانتا ہے دلوں کے بھید فائدہ اٹھانے دیں گے ہم انہیں کچھ دن

ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

پھر کھینچ لائیں گے ہم انہیں طرف عذاب غلیظ کے

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

البتہ اگر پوچھے تو ان سے کس نے پیدا کیا آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

اور زمین کو البتہ کہیں گے وہ اللہ

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا

اور جو کوئی منکر ہوا تو تو ان کے انکار سے غم نہ کھا ان کو ہماری

مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

طرف پھر آنا ہے پھر ہم بتائیں گے جو انہوں نے کیا البتہ اللہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا

دلوں کی بات جانتا ہے ہم ان کا کام تھوڑے دن

ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

چلائیں گے پھر کھینچ لائیں گے انہیں بھاری عذاب میں۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور اگر تو ان سے پوچھے آسمان اور زمین کس نے

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

بنائے تو کہیں گے اللہ نے

غَلِيْظٍ (سخت) صفت کا مبغہ ہے۔ غ۔ل۔ظ سے غِلْظٌ کے معنی ہیں سختی۔ درشتی اور کھردرے پن کے ہیں غلیظ ہر وہ شے جس کے دیکھنے سننے چھونے سے سخت اذیت پہنچے ——— اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں سب کو نظر آتی ہیں۔ ان کے دیکھنے کے بعد عقل میں نہیں آتا کہ کوئی سمجھ دار اللہ کا انکار کرے گا۔ لوگوں کے لیے اس دنیا میں قدرت کے عجیب کارخانے ہیں اور یہاں کے حالات کو دیکھ دیکھ کر ان سے اپنے مفید مطلب بہت سے نتیجے نکالتے ہیں لیکن اصل نتیجہ جو نکالنا چاہیئے تھا۔ اس کی طرف اکثر ان کا دھیان ہی نہیں جاتا۔ ایسے لوگوں کو غفلت سے جگانے کے لیے پہلی آیتوں میں جھنجھوڑا گیا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے رسول تم سمجھانے کا حق ادا کر چکے ہو۔ قرآن حکیم کی آیتیں انہیں سنا دیں۔ ان کا مطلب سمجھا دیا اور ان پر عمل کا طریقہ بتا دیا۔ اب بھی اگر کوئی اللہ کو نہ مانے تو تم رنجیدہ مت ہو۔ یہ سب لوٹ کر ہمارے ہی پاس آئیں گے اور ان کے اعمال کا نتیجہ ان کے سامنے آجائے گا۔ دنیا میں ہم انہیں کچھ دن دنیا کی چیزوں سے خوب فائدہ اٹھانے دیں گے۔ لیکن آخرکار وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھا جائے کہ یہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو بے ساختہ بول اٹھیں گے اللہ نے لیکن جب ایمان لانے کو کہا جائے تو کترا کر چل دیں گے ؛

اللہ کی خوبیاں بیشمار ہیں

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۵

توکہہ ساری خوبی اللہ کیلیے ہے پر اکثر ان میں سے نہیں جانتے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے تحقیق اللہ

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ

وہی ہے بے پروا سب خوبیوں والا اور اگر ایسا ہو کہ جو زمین میں ہے

مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

کوئی درخت قلمیں ہوں اور سمندر اس کی سیاہی ہو

مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

جس کے پیچھے سات سمندر ہوں تو بھی نہ ختم ہوں

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۷

اللہ کی باتیں تحقیق اللہ زبردست حکمت والا ہے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۵

توکہہ سب خوبی اللہ کے لیے ہے لیکن بہت سے ان میں سمجھ نہیں رکھتے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ وہی ہے

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ

بے پروا سب خوبیوں والا اور اگر جتنے درخت زمین میں

مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہوں

مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

اور اس کے پیچھے سات سمندر ہوں تو بھی اللہ کی باتیں

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۷

ختم نہ ہوں بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا

یقیناً انسان کی مشکلات کا سوا اس کے کوئی حل نہیں کہ اللہ کو پہچانتے اور پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگ جاتے۔ اللہ کا ماننا انسان کے لیے ایک قدرتی چیز ہے۔ آگے، پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے جدھر نظر ڈالو۔ ساری دنیا ان گنت چیزوں سے آراستہ ہو رہی ہے۔ سر کے اوپر آسمان ہے جو بے شمار چھوٹے بڑے سیاروں اور ستاروں سے بھرا پڑا ہے پیروں کے نیچے زمین ہے جو طرح طرح کی مخلوق سے بھرپور ہے۔ ارشاد ہے کہ جس سے بھی سوال کرو گے کہ یہ سب کچھ کس نے بنایا ہر ایک فوراً یہی جواب دے گا کہ اللہ نے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ کا تصوّر الگ الگ ہو اور نام بھی الگ الگ ہوں لیکن جواب یہی ہو گا۔ اے رسول ان سے کہہ دے یہی اللہ تو ہے جس میں ساری خوبیاں ہیں مگر اتنا سمجھنے والے بہت کم ہیں۔ سنو اس کا تصوّر ٹھیک ٹھیک چاہتے ہو تو اس پر غور کرو کہ اگر دنیا کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر ان کی سیاہی ہو بلکہ سات سمندر اور بھی اس کے ساتھ سیاہی ہو جائیں اور لکھنے والے لکھنا شروع کر دیں تو اللہ عزّ وجل کی خوبیاں ساری نہ لکھ سکیں گے۔ یہ سب چیزیں ختم ہو جائیں گی مگر اس کی پُر شوکت اور پُر حکمت باتیں نہ ختم ہوں گی اس کے تصوّر کا طریقہ یہی ہے کہ اس کو سب سے زبردست، سب پر غالب اور سب کی اصل حقیقت اور تمام بھیدوں سے واقف اور خبردار مانا جاتے۔

اللہ کی قدرت

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ

نہیں پیدا کرنا تمہارا اور نہ دوبارہ زندہ کرنا تمہارا مگر مانند شخص واحد کے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے کیا نہیں دیکھا تو نے کہ

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو

فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ

رات میں اور کام میں لگایا سورج کو اور چاند کو ہر ایک

يَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

چلتا ہے ایک وقت مقرر تک اور یہ کہ اللہ اس سے جو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

تم کرتے ہو خبردار ہے یہ اس لیے کہ اللہ ہی ہے

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

حقیقی ہستی اور یہ کہ جسے وہ پکارتے ہیں اس کے سوا

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾

بے حقیقت ہے اور یہ کہ اللہ ہی وہ بلند ہے بڑا ہے

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ

تم سب کا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک جی کا

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

بے شک اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے تو نے نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو

فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ

رات میں اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے

يَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

اور ہر ایک مقرر وقت تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ اس کی

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

خبر رکھتا ہے جو تم کرتے ہو یہ اس لیے کہ اللہ ہی

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

اصل ہستی ہے اور جس کسی کو اس کے سوا پکارتے ہو

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع ۲ ۱۱ ۱۲

جھوٹ ہے اور اللہ سب سے بلند اور بڑا ہے

ارشاد ہے کہ سنو! اللہ کی قدرت کے تحت ہر چیز ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اس کے نزدیک کیا مشکل ہے۔ بے شمار زندہ چیزیں پیدا کرنا اور ایک زندہ چیز پیدا کرنا اس کے نزدیک دونوں برابر ہیں سب کچھ اس کے ارادے کے تابع ہے ادھر ارادہ کیا اور ادھر چیز موجود ہوتی جیسے وہ سب کی ایک ہی وقت میں سنتا اور ایک ہی وقت میں دیکھتا ہے اسی طرح پیدائش بھی ایک کی یا ہزاروں کی اس کے لیے برابر ہے۔ اس کی قدرت اسی میں دیکھ لو کہ کبھی دن بڑھتا ہے کبھی رات سورج اور چاند برابر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور جو وقت ان کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے اس کے مطابق اپنا اپنا کام کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ان باتوں کی طرف توجہ کی ضرورت ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ معبود برحق اللہ ہی ہے اور سارے معبود جھوٹے ہیں اور اللہ ہی سب سے برتر اور سب سے بڑا ہے۔

اور نشانیاں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ
کیا نہیں دیکھا تونے کہ جہاز چلتا ہے سمندر میں اللہ کی نعمت
اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
کے ساتھ تاکہ دکھائے تمہیں کچھ اپنی نشانیاں تحقیق ہیں اس میں نشانیاں
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ
واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے اور جب ڈھانپ لیتی ہے ان کو موج
كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
جیسے سایبان پکارتے ہیں اللہ کو خالص بن کر اسی کے لیے بندگی
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا
پھر جب بچا لایا ان کو خشکی پر تو کچھ ان میں سے میانہ روی کرتے ہیں اور نہیں
يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾
منکر ہوتا ہماری نشانیوں سے مگر ہر دھوکے باز ناشکرا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ
کیا تونے نہیں دیکھا کہ سمندر میں جہاز اللہ کی نعمت لے کر چلتے ہیں
اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
تاکہ تمہیں اپنی کچھ قدرتیں دکھائے البتہ اس میں ہر ایک صبر کرنے والے شکر کرنے
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ
والے کے لیے نشانیاں ہیں اور جب ان کے سر پر موج آئے جیسے
كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
بادل تو اللہ کو پکارنے لگیں خالص اعتقاد کر کے پھر جب
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا
ان کو خشکی کی طرف بچا دیا تو ان میں کوئی میانہ رو ہوتا ہے اور ہماری آیتوں
يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾
کے منکر وہی ہوتے ہیں جو بد عہد اور ناشکرے ہوتے ہیں

الظُّلَلِ (سر پر چھا لینے والے) ظُلَّةٌ کی جمع ہے جو ظِلٌّ سے بنا ہے۔ ظُلَّةٌ ہر سر پر چھانے والی چیز۔ مثلاً بادل، پہاڑ، سائبان وغیرہ

خَتَّارٌ (فریبی) مبالغہ کا صیغہ ہے خ۔ ت۔ ر سے ختر دھوکا دینا۔ ختّار دھوکے باز۔ غدّار

مُقْتَصِدٌ (سنبھل کر چلنے والا) اسم فاعل ہے اقتصاد سے جو قصد سے بنا ہے۔ مقتصد: اعتدال پسند۔

ارشاد ہے کہ جہازوں کو دیکھتے ہو۔ پانی کی سطح پر کیسے چلتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو ادھر سے ادھر اٹھا کر پہنچا دیتے ہیں۔ کیا تمہیں اس میں اللہ کی قدرت نظر نہیں آتی؟ ہر معتدل مزاج شکر گذار کے لیے اس میں اللہ کی معرفت کی نشانیاں ہیں پھر کبھی طوفان آجاتا ہے اور پہاڑوں جیسی موجیں سر پر چھا جاتی ہیں۔ تو کشتی والے اللہ ہی کو خلوص سے پکارنے لگتے ہیں مگر خشکی میں آکر کوئی ہوتا ہے جو اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔ ورنہ اکثر قول سے پھر جاتے ہیں اور ناشکری کرنے لگتے ہیں۔

قیمتی نصیحت

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا

اے لوگو پورا خیال رکھو اپنے رب کا اور خوف کرو اس دن سے

لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ

کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا

هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ

کہ وہ کام آسکے اپنے باپ کی طرف سے کچھ تحقیق وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪

اللہ کا سچا ہے پس نہ دھوکا دے تمہیں زندگانی دنیا کی

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (۳۳)

اور نہ دھوکا دے تمہیں اللہ کے نام سے وہ دغا باز

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا

اے لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہو اور ڈرو اس دن سے

لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ

کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا

هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ

جو کام آئے اپنے باپ کے کچھ بھی بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪

وعدہ سچا ہے سو تم کو دنیا کی زندگانی دھوکا نہ دے اور نہ

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (۲۳)

دھوکا دے تمہیں وہ دغا باز اللہ کے نام سے

پہلے ارشاد ہوا کہ انسان کو چاہیئے کہ اللہ کے لطف وکرم کو ہر طرف پھیلا ہوا دیکھ کر اللہ کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے کمربستہ ہو جائے لیکن انسان کا عجیب رویہ ہے۔ اللہ کی نعمتوں سے ہر وقت فائدہ اٹھاتا ہے لیکن اسے بھول کر دوسروں کی آؤ بھگت میں لگا رہتا ہے۔ مگر جب کوئی سخت مصیبت آپڑتی ہے جس میں کوئی مددگار نظر نہیں آتا۔ تو پورا پورا اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اسی کو پکارتا ہے غضب یہ ہے کہ مصیبت کے ٹلتے ہی ناشکری اختیار کر لیتا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اس طرح کام نہیں بنے گا۔ اللہ کی ناراضی سے ہر آن ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ ایسا ہولناک دن آنے والا ہے۔ جب باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ کا وعدہ کسی وقتی جذبہ کے تحت نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی بات سب باتوں سے پکی اور پختہ ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر یقین کرو اور دنیا کی زندگانی کے دھوکے اور فریب میں مت پھنسو۔ شیطان کی چال میں مت آؤ وہ انسان کو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ میاں خوب عیش کرو اللہ غفور رحیم ہے۔ خبردار! نجات اللہ کے غضب سے ڈرنے میں ہے:

انسان نادان ہے

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ
تحقیق اللہ اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے
الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا
مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور نہیں
تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا
جانتا کوئی شخص کیا کرے گا کل
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
اور نہیں جانتا کوئی شخص کون سی زمین میں مرے گا
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (۳۴) ع
تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ
بے شک قیامت کی خبر اللہ کے پاس ہے اور وہ مینہ
الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا
برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور کسی
تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا
آدمی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
اور کسی کو معلوم نہیں کہ کس زمین میں مرے گا
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (۳۴)
تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے

اس آیت میں انسان کو اس کی غفلت پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ اسے بتایا گیا ہے کہ اگلی باتوں سے ناواقف ہونے کے باوجود وہ ایسا خودسر بنتا ہے کہ اپنے سوا کسی کی نہیں سنتا۔ ارشاد ہے کہ قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے اور مینہ برسانا بھی اسی کے علم اور اختیار میں ہے۔ یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ کوئی آدمی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ کہاں مرے گا۔ یہ سب باتیں اللہ کے علم میں ہیں۔ وہی جس کو چاہے بتائے یا نہ بتائے۔ پھر انسان کس گھمنڈ پر بڑی بڑی امیدیں باندھتا ہے۔ بڑے بڑے منصوبے گھڑتا ہے۔ اپنے ہی خیال اور ناقص علم پر بھولا اور پھولا بیٹھا ہے۔ ابھی قیامت آجائے تو سب کچھ رکھا رہ جائے۔ مینہ برسنا بند ہو جائے تو تھوڑے ہی دن میں میاں کا ذرا سا منہ نکل جائے۔ کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے۔ بارہا انسان نے یہ سوچا کہ کل یوں کروں گا لیکن واقعات ایسے پیش آتے ہیں کہ سب کچھ دھرا رہ گیا۔ جب ان باتوں پر اختیار نہیں۔ تو پھر اللہ عزوجل کا کہنا کیوں نہیں مانتا جو ان سب باتوں سے خبردار ہے۔ اور انسان کو وہی حکم دیتا ہے جو اس کے مناسب حال ہو۔

سُورۂ لقمان پر نظر

اس سورت میں پہلے اس بات کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے کہ قرآن مجید کی باتیں حکمت کے مطابق ہیں۔ یعنی اس کی ہر بات میں اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر کام کا آخری نتیجہ درست ہو خواہ اس کی خاطر تھوڑا سا بظاہر ذاتی فائدہ شروع میں چھوڑنا پڑے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی باتوں سے اصل فائدے وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں جن کی طبیعت نیک کاموں کی طرف جھکی ہوئی ہے اور انجام پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کو نماز پڑھنا اور محتاجوں کو مالی فائدہ پہنچانا یقیناً پسند ہوگا۔ اور پھر یہ لوگ اس کا بدلہ بھی فوراً یہیں دُنیا میں نہیں مانگیں گے بلکہ یقین رکھیں گے کہ دُنیا عارضی قیام کی جگہ ہے اور انسان کی یہاں کی عمر محدود ہے۔ اس لیے نیک کاموں کا پورا پورا بدلہ یہاں نہیں مل سکتا۔ اس کا لازمی نتیجہ آخرت پر یقین رکھنا ہے۔

آگے کچھ ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جن کا انجام اچھا نہیں اور آخرت میں ان کی وجہ سے بڑے دُکھ اور آفتوں میں مُبتلا ہونا لازمی ہے۔ ان میں سے اکثر چیزیں وہ ہیں جن میں فقط دُنیا کی کھیل تفریح مقصود ہوتی ہے۔ اور اتفاق سے یہ وہی باتیں ہیں جن میں دُنیا کے اکثر لوگ آج کل مُبتلا نظر آتے ہیں۔

فضول کہانیاں، ناول، من گھڑت خیالی افسانے، ناچ گانا، عالی شان مکانات، تصویر کشی، نقش نگاری، لچر پوچ شاعری اور وہ تمام کام جن کو فنونِ لطیفہ کا نام دے کر اچھا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، سب وہی باتیں ہیں جن کا انجام آخرت میں اچھا نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا ہی میں وہ بہت سی برائیوں کے پھیل جانے کا باعث بن رہی ہیں۔ پھر ان باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن کا انجام ہر جگہ اچھا ہوگا مثلاً اللہ کی پہچان، توحید کا اعتقاد، شرک سے نفرت، بُری عادتوں سے بچنا وغیرہ۔

اس سورت میں حضرت لقمان کا قصّہ بیان کرکے اشارہ کیا گیا ہے کہ دُنیا کے عقل مند ان باتوں کی اچھائی پر متفق ہیں جنھیں قرآن میں اچھا کہا گیا ہے اور ان باتوں کو بُرا جانتے ہیں جن کو اس میں بُرا بتایا گیا ہے۔

پھر بتایا گیا ہے کہ آنکھیں کھول کر تو دیکھو کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں تمام عالم میں ظاہر ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان تمام باتوں کی صداقت کا یقین ہو جانا چاہیئے جو قرآن حکیم نے بتائی ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی یقین نہ کرے تو وہ نادان ہے۔ ضد کی تو بات ہی اور ہے ورنہ انسان کو اُن باتوں کا نہ علم ہے نہ ان پر اختیار ہے۔ جس کے بغیر اس کی ساری کارروائیاں اور شیخیاں ذرہ سی حیثیت بھی نہیں رکھتیں ؎

سُورۃ السجدۃ

یہ ترتیبِ قرآنی کے لحاظ سے بتیسویں سورت ہے اور قیامِ مکّہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی اور اس میں تین رکوع ہیں۔ اس میں سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن مجید یقیناً اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا اور ان کا محافظ ہے۔ اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ قرآن مجید کا طرزِ کلام اور بات کا طریقہ ہی صاف صاف کہہ رہا ہے۔ کہ یہ اس جہان کے بنانے والے نے اپنی تمام عاقل و بالغ مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس کا خطاب کسی خاص قوم یا فرقہ سے نہیں بلکہ اس مخلوق سے ہے جو سمجھ اور ذمہ داری کا احساس اپنے اندر رکھتی ہے۔ کیا یہ مکّہ کے نادان لوگ اس عظیم الشان کتاب کی بابت یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر (علیہ السلام) نے خود گھڑلی ہے۔ عربی زبان سے واقف ہو کر ایسی بات کہنا ضد اور خود غرضی کے سوا اور کسی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ چھوڑو ان باتوں کو یہ کتاب فی الحقیقت سچی باتیں بتانے والی ہے اور ان لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے بھیجی گئی ہے۔ جن کے پاس اس سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تاکہ انہیں دنیا بھر کا ہادی بنائے یہ بتاتی ہے کہ اللہ کو پہچانو جس نے تمہا آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی ساری مخلوق پیدا کی اور پھر ان کا نظام قائم کر دیا۔ اس کے سوا تمہارا نہ کوئی ساتھی ہے نہ مددگار۔ اس کو مانو اور اس کے ارشاد کے مطابق چلو۔ دُنیا میں کچھ دن جینا ہے۔ پھر ہر ایک کو موت آکر دبوچ لے گی۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔ اعمال کا حساب ہوگا اور ان کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔ اُس دن اللہ کے نافرمان لوگ پچھتائیں گے اور دُنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی درخواست کریں گے لیکن یہ درخواست منظور نہ ہوگی۔ کیونکہ انہیں رسولوں اور کتابوں کے ذریعے پورے طور پر سمجھا دیا گیا تھا کہ نہ مانو گے تو دوزخ ٹھکانا ہوگا۔ جیسے تم دُنیا میں ہمیں بھول گئے آج ہم تم بھلا دیں گے۔ آج تمہارے لیے سوا عذاب کے کچھ نہیں۔

دیکھو! اچھی طرح سُن لو۔ ایمان والے وہ ہیں جو قرآن مجید کی آیتیں سُن کر اکڑ فوں چھوڑ دیتے ہیں اور فوراً اللہ کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اس کے سامنے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر گڑگڑاتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں۔ اس سے ڈرتے بھی ہیں اور اسی سے بخشش کی امید بھی رکھتے ہیں۔

دیکھو! دُنیا میں چھوٹے چھوٹے عذاب انسان کو چونکانے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ اگر نہ چونکے تو آخرت کا بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ یاد رکھو قیامت برحق ہے اور اُس دن سب جھگڑے چکا دیئے جائیں گے ۔:

سورۃ السجدۃ مکیۃ

قرآن اللہ کا پیغام ہے

وھی ثلثون ایۃ

رکوعاتھا ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الٓمٓ (۱) تنزیل الکتب لا ریب فیہ

الف لام میم نازل کرنا کتاب کا اس میں شک نہیں

من رب العلمین (۲) ام یقولون

کہ سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے کیا کہتے ہیں یہ کہ

افترىہ بل ھو الحق من ربک

گھڑ لایا ہے وہ اسے نہیں تو یہ تو سچی بات ہے تیرے رب کی طرف سے

لتنذر قوما ما اتھم من نذیر

تاکہ تو ڈرا دے ایسی قوم کو کہ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا

من قبلک لعلھم یھتدون (۳)

تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں

الٓمٓ (۱) تنزیل الکتب لا ریب فیہ

الم اس میں کچھ شک نہیں کہ کتاب کا اتارنا پروردگار

من رب العلمین (۲) ام یقولون

عالم کی طرف سے ہے کیا کہتے ہیں کہ جھوٹ باندھ

افترىہ بل ھو الحق من ربک

لایا ہے کوئی نہیں یہ بات ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ان

لتنذر قوما ما اتھم من نذیر

لوگوں کو ڈرا دے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں

من قبلک لعلھم یھتدون (۳)

آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں

بس قادرِ مطلق نے اپنی قدرت سے سارا جہان بنا کر کھڑا کر دیا اور ہر چیز اس میں اس کی مناسب جگہ پر سجا دی۔ اسی نے ہر چیز کے لیے اس کا کام بھی مقرر کر دیا جو اس کے حال اور مرتبہ کے لحاظ سے اس کے لیے مناسب تھا۔ اور ہر ایک کو اپنا اپنا کام پورا کرنے کا صحیح طریقہ بھی بتا دیا۔ سمجھ سے کام لینے کے قاعدے اور طریقے بھی الگ ایک کتاب کی شکل میں لکھ کر نازل فرمائے۔ وہ کتاب اپنی مکمل اور آخری شکل میں یہ قرآن مجید ہے۔ انسان کو اس میں شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں کہ پروردگارِ عالم انسانوں کا بھی پروردگار ہے ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کے لیے اس کی خاص دلی اور دماغی قوتوں کے کام کرنے کے قاعدے نہ مقرر کر دے۔ اس قرآن کا حرف حرف بتا رہا ہے کہ یہ اسی پروردگار کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کو خود رسول کی اپنی گھڑی ہوئی کتاب بتاتے ہیں۔ ان کا یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ سیدھی بات ہے کہ انسان کو اس طریقے سے واقف کر دینا ضروری تھا جس سے وہ اپنی قوتوں سے کام لے۔ اسی طرح اس کو برے اعمال کے نتائج سے ڈرا دینا بھی ضروری تھا۔ اس کے لیے ہم نے تجھے ان کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجی اور یہ کتاب دی تاکہ تو انہیں اچھی طرح سمجھا دے اور ڈرا دے کیونکہ ان کے پاس تجھ سے پہلے ڈرانے والا نہیں آیا۔ اس لیے ان کی ہدایت کا سامان ضروری تھا تاکہ وہ خود سنور کر دوسروں کو سنواریں ؛؛

اللہ کا تصوّر

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین
وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا
عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ
عرش پر نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی حمایتی
وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾
ور نہ سفارشی پس کیا تم دھیان نہیں کرتے

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین
وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
اور جو کچھ ان میں ہے سب کچھ چھ دن کے اندر بنایا پھر عرش
عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ
پر قائم ہوا تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی نہیں
وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾
اور نہ کوئی سفارشی پھر کیا تم دھیان نہیں کرتے

اس سے پہلے ارشاد ہوا کہ بلاشک یہ کتاب سارے جہان کے پروردگار نے اتاری ہے تاکہ اے رسول تو ان کو جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ اُن کے برے اعمال کی سزا سے ڈرا دے تاکہ وہ سیدھے راستہ پر آجائیں۔ اور بُرے اعمال سے پرہیز کریں۔ کسی کے بس کا نہیں کہ ایسی کتاب بنالے۔ یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجی گئی ہے اور اس میں بالکل سچی اور واقعی باتیں ہیں۔

ارشاد ہے کہ رب العالمین وہ اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی ساری مخلوق بنا ڈالی اور پھر تخت حکومت پر قبضہ کیا۔ ان سے کہہ دو کہ کائنات کے چپّہ چپّہ پر اسی کا حکم چلتا ہے تم اس کی نافرمانی کر کے کہاں جاؤ گے۔ اور کس کی پناہ ڈھونڈو گے۔ اس کے سوا تمہارا کوئی دوست، حمایتی، ساتھی اور مددگار نہیں۔ نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی تمہاری سفارش کر سکتا ہے۔ اب تمہیں سوچنا چاہیئے کہ جب واقعہ یہ ہے تو تمہارا اس کے سوا کہاں ٹھکانا ہے تم جو ایسی دیدہ دلیری سے اس کا انکار کر رہے ہو، نہ اس کے رسول کو مانتے ہو۔ نہ اس کی کتاب پڑھتے ہو نہ اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہو یہ تمہاری سراسر نادانی ہے۔

یہ ساری کائنات تمہارے سامنے ہے اور اس کا انتظام قاعدے اور قانون کے مطابق ہو رہا ہے۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ تم اس کے بنانے والے اور قائم رکھنے والے کو نہیں مانتے ؛

اللہ کی تدبیر

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ
تدبیر کرتا ہے ہر کام کی آسمان سے زمین کی طرف پھر
يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ
چڑھتا ہے وہ اس کی طرف ایک دن میں کہ ہے مقدار اس کی ہزار
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ
سال اس حساب سے جو تم لگاتے ہو یہ ہے جاننے والا پوشیدہ
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾
اور ظاہر کا زبردست رحم والا

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ
تدبیر سے کام آسمان سے زمین تک اتارتا ہے پھر وہ کام
يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ
اس کی طرف چڑھتا ہے ایک دن میں جس کا پیمانہ تمہاری گنتی
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ
میں ایک ہزار سال کا ہے یہ ہے چھپے اور
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾
کھلے کا جاننے والا زبردست اور رحم والا

پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ عزّ و جل نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور اس کے تخت حکومت پر بھی رہ کر جلوہ گر ہے۔ اس آیت میں نظام حکومت کے خاکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ کی بارگاہ عالی سے روزانہ ایک دن کے کام کی تفصیل زمین پر بھیج دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو عمل میں لانے والے فرشتے اس کے مطابق اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اس کے بعد اس ساری کارروائی کی رپورٹ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتی ہے اور وہاں سے دوسرے دن کے لیے حکم مقرر ہو کر آجاتا ہے روزانہ اسی طرح ہوتا رہتا ہے لیکن دُنیا کے دنوں کے حساب سے اگر دیکھا جائے تو ایک دن دُنیا کے ہزار سال کے برابر ٹھہرے۔

آگے سورۃ المعارج سے معلوم ہوتا ہے۔ جب یہ دُنیا ختم ہو جائے گی۔ قیامت قائم ہو گی جو ایک دن رہے گی۔ اور اس ایک دن میں سارے انسانوں کے اعمال کا حساب ایک ایک کر کے چُکا دیا جائے گا۔ یہ قیامت کا دن یہاں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انتظام ہے جس کے مطابق دُنیا کا کام چل رہا ہے اور جس کے مطابق قیامت میں اعمال کا حساب چکایا جائے گا۔

آگے ارشاد ہے کہ ایسا مقرّر اور جچا تُلا انتظام اس سب حاکموں کے حاکم نے اپنی قدرت سے مقرر کر دیا ہے۔ جس کو ہر ایک پوشیدہ اور کھُلی باتوں کی پوری پوری خبر ہے اور جو ظاہر اور باطن دونوں سے پورا واقف ہے۔ اور جو سب سے زیادہ قوّت والا ہے۔

انسان کی پیدائش

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَ بَدَاَ
وہ جس نے اچھی بنائی ہر چیز جو پیدا کی اور شروع کی
خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ
پیدائش انسان کی گوندھی ہوئی مٹی سے پھر بنائی
نَسۡلَہٗ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ﴿۸﴾
اس کی اولاد نچوڑ سے ایک پانی بے قدر کے
ثُمَّ سَوّٰىہُ وَ نَفَخَ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِہٖ
پھر برابر کیا اسے اور پھونکی اس میں اپنی ایک روح
وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ
اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور
الۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹﴾
دل بہت کم تم شکر کرتے ہو

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَ بَدَاَ
وہ جس نے ہر چیز خوب بنائی اور انسان کی
خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ
پیدائش شروع کی ایک گارے سے پھر اس کی
نَسۡلَہٗ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ﴿۸﴾
اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے بنائی
ثُمَّ سَوّٰىہُ وَ نَفَخَ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِہٖ
پھر اسے برابر کیا اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان
وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ
اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور
الۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹﴾
دل بنا دیے تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو

جو چیز بھی اللہ نے بنائی بہت اچھے طریقے اور بڑی خوبی سے بنائی۔ اس طرح کی چیزیں وہی بنا سکتا ہے جو بڑا ماہر ہو اور ہر طرح کی اونچ نیچ کا علم رکھتا ہو اور ساتھ ہی ہر چیز کو فیاضی کے ساتھ وہ سب کچھ عطا کر سکے جو اُس کی بناوٹ اور اس کے رکھ رکھاؤ کے لیے ضروری ہو ہر چیز اُس کی قدرت میں ہو۔ اس قادرِ مطلق نے پانی میں گوندھی ہوئی مٹی سے پہلی دفعہ آدمی کو بنایا۔ پھر اس کی پیدائش کا سلسلہ نطفہ کے ذریعے جاری کیا جو ان چیزوں کا جوہر ہے جو انسان کھاتا ہے نطفہ پانی کی شکل کا ایک فضلہ ہے جس کی کوئی وقعت نہیں پھر انسان کے بدن کا ہر جوڑ صحیح طور پر اپنی اپنی جگہ بٹھایا اور سارے اعضاء درست کر دیے۔

جب وہ ایک موزوں اور مناسب شکل کا ہو گیا تو اس کے اندر روح پھونکی جو اللہ کے حکم سے بنی ہوئی ایک خاص چیز ہے۔ اس کے بعد انسان اپنے کان اور آنکھ سے سننے اور دیکھنے لگا۔ اور اس کے دل میں عجیب وغریب قوتیں اپنا اپنا کام کرنے لگیں پھر بھی تم اس کی شکر گذاری کم کرتے ہو۔

مر کر جینا

قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَ اِنَّا
اور انہوں نے کہا جب رل مل گئے ہم زمین کی مٹی میں کیا پھر ہم
لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ
پیدائش نئی پائیں گے کچھ نہیں وہ ملاقات سے
رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ (١٠) قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ
اپنے رب کی انکار کرنے والے ہیں تو کہہ اٹھا لے گا تمہیں
مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ
موت کا فرشتہ جو مقرر کر دیا گیا ہے تم پر پھر
اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (١١)
تم اپنے رب کی طرف دوبارہ لوٹ کر جاؤ گے

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا
اور کہتے ہیں جب ہم زمین میں رل مل گئے تو پھر ہم کو
لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ
نئے سرے سے بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب
رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ (١٠) قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ
کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ موت کا فرشتہ
مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ
تمہاری جان قبض کر لیتا ہے جو تم پر مقرر ہے پھر تم
اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (١١) ع ۱۱/۱۴
اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے

پہلے انسان کی پیدائش کا حال بیان کیا کہ اس میں دو جزو ہیں۔ ایک بدن اور ایک روح۔ بدن تو انہیں چیزوں سے تیار ہوا ہے جو مٹی میں ملی ہوئی ہیں۔ مٹی کو پانی سے گوندھا اور پہلی مرتبہ براہِ راست اسی سے انسان کا ڈھانچہ بن کر تیار ہوا۔ اس کے بعد پیدائش کا سلسلہ اس طرح قائم کیا کہ انسان زمین کی پیداوار سے پیٹ بھرے اور پھر اس سے چھن چھنا کر نطفہ بنے جو ایک بے حقیقت بہتی ہوئی چیز ہے۔ جب ڈھانچہ درست ہوگیا تو جان پڑی اور وہ روح ہے جس کی بدولت آنکھ کان اور دل اپنا اپنا کام کرنے لگے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ یہ لوگ کیسے کہتے ہیں کہ جب بدن کے اجزا گل سڑ کر مٹی میں اِدھر اُدھر پھیل جائیں گے تو اس کے بعد نئے سرے سے پھر انسان کیسے بنے گا؟ ان سے کہہ دو کہ اصل میں تم نے اپنے رب کو نہیں پہچانا۔ جب ایک دفعہ بدن بن گیا، روح اس میں آ گئی اور انسان پیدا ہوگیا۔ تو اس کے بعد یہ سمجھ لو کہ موت کا فرشتہ تمہارے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔ وہ وقت جب آئے گا تمہارے بدن سے روح باہر کھینچ لے گا۔ یہ روح باقی رہے گی۔ اس کے لیے دوبارہ بدن پھر اسی طرح بن جائے گا۔ جیسے پہلے بنا تھا۔ اور پھر روح اس میں داخل ہو جائے گی ؛

قیامت میں آنکھیں کھلیں گی

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ
اور اگر دیکھے تو جب یہ گناہ گار جھکائے ہوں گے اپنے سر
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
اپنے رب کے آگے اے ہمارے رب دیکھا ہم نے اور سنا ہم نے
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾
پس دنیا میں لوٹا دے کہ کریں گے ہم اچھے کام تحقیق ہم یقین لے آئے
وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا
اور اگر ہم چاہتے تو دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت
وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ
اور لیکن پختہ ہو چکا کہنا میرا کہ ضرور بھر دوں گا
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾
دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سے اکٹھے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ
اور کبھی تو دیکھے جس وقت کہ منکر اپنے رب کے سامنے سر ڈالے
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
ہوئے ہوں گے اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾
بھیج دے کہ ہم اچھے کام کریں ہمیں یقین آ گیا
وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا
اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی راہ سجھا دیتے
وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ
لیکن میری کہی بات پکی ہو چکی کہ مجھے دوزخ
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾
جنوں اور آدمیوں سے اکٹھے بھرنی ہے

پہلی آیت میں فیصلہ سنا دیا گیا کہ موت کا فرشتہ تمہارے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔ وقت آنے پر وہ تمہارے بدن سے تمہاری روح نکال لے اور یہ روح قیامت کے دن پھر بدن سے ملا دی جائے گی اور انسان زندہ ہو کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو گا۔ اس وقت اس پہ بات با واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ دنیا میں اللہ کے رسولوں نے بتایا تھا وہ سب صحیح ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ کا انکار کرنے والے اس دن اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور عرض کر رہے ہوں گے۔ ک اے رب ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے اور اب ہمیں یقین ہو گیا کہ جو تیرے رسول نے تیری کتاب میں سے ہمیں دنیا میں پڑھ کر سنا تھا۔ درست تھا اے رب اب پھر ہمیں دنیا میں بھیج دے۔ اب کے ہم اچھے کام کر کے دکھائیں گے۔ لیکن ان کی یہ درخواست فضول ہو گی کیونکہ دنیا ختم ہو چکی اور انہوں نے وہاں شیطان کے بہکاوے سے غلط کام اختیار کیے۔ پھر ارشاد ہے کہ ہم چاہتے تو زبردستی ہر شخص کو سیدھے راستہ پر چلاتے لیکن دنیا کی بناوٹ ہی اس قاعدے پر ہو چکی ہے کہ ہر سمجھ دار ہستی کو اختیار دیا جائے اور جو غلط راستہ اختیار کریں خواہ جن ہوں یا انسان ان سے جہنم کو بھر دیا جائے۔

پاداشِ عمل

ذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَآ
تم بدلہ اس کا کہ بھلا دیا تم نے ملنا اپنے دن کا جو یہ ہے
نَسِينٰكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
نے بھلا دیا تمہیں اور چکھو عذاب ہمیشہ کا بدلے اس کے کہ
تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِينَ
تم کرتے بات یہی ہے کہ ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر وہی کہ
ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوا
دونوں ... گر پڑیں سجدہ کرتے اور پاکی بیان کریں
لِرَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾ السجدة
خوبیوں کے ساتھ اور وہ نہیں بڑے بنتے

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَآ
سو اب مزہ چکھو جیسے تم نے اس اپنے ملنے کے دن کو بھلا دیا تھا
إِنَّا نَسِينٰكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور چکھو سدا کا عذاب
كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِينَ
عوض اپنے کیے کا ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ
إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوا
جب ان کو وہ سمجھائی جائیں تو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑیں اور
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾ السجدة
اپنے رب کی پاک ذات کو یاد کریں خوبیوں کے ساتھ اور وہ تکبر نہیں کرتے

پہلے بیان ہوا کہ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کو نہ مانا اور اس کی بتائی ہوئی باتوں پر اعتبار نہ کیا اور اس کی فرمانبرداری پر کمر ی، وہ قیامت میں اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر عرض کریں گے کہ اب ہمیں آپ کی باتوں پر پورا یقین آگیا۔ اب ہمیں پھر دنیا میں دیجیے ہم آپ کو فرمانبردار بن کر دکھ دیں گے۔

ارشاد ہوگا کہ دنیا میں مانتے تو کام بنتا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دیا جائے کہ قیامت کا دن تم نے دنیا تو بھلائے رکھا۔ اب جب سر پہ آ ہی پڑا تو آنکھیں کھلیں۔ آج تمہیں تمہارے اعمال کی سزا کے سوا کچھ نہیں ملے گا تم نے ہمیں ہیں بھلا دیا۔ آج ہم تمہیں بھلا دیں گے تمہارے وہی شغل جن کے اندر تم دنیا میں پھنسے ہوئے تھے عذاب جان بن کر گھیر لیں گے دنیا میں ہم پہ ایمان لانے والے کبھی تو تھے۔

۱ سنو! ہماری آیتوں کو ماننے والے وہ ہیں جو انہیں سنتے ہی سجدہ میں گر پڑتے ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اس کی خوبیاں گنتے وہ اپنے رب ہی کو سب سے بڑا اعلیٰ اور افضل مانتے ہیں۔ اپنے آپ کو اس کے سامنے ذلیل اور عاجز سمجھتے ہیں۔ ان کے دل میں کا خبط بیٹھا ہوا نہیں ہے وہ ہمارے فرمانبردار بندے بن کر رہتے ہیں۔ یہ آیت سجدہ ہے۔

ایمان والے

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ
الگ رہتے ہیں ان کے پہلو لیٹنے کی جگہوں سے پکارتے ہیں
رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ز وَّ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ
اپنے رب کو ڈر اور لالچ سے اور اس میں سے جو دیا ہم نے انہیں
یُنْفِقُوْنَ (۱۶) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ
خرچ کرتے ہیں پس نہیں جانتا کوئی شخص جو
اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ج جَزَآءً
چھپا رکھی ہے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک سے بدلہ
بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۷)
اس کا جو تھے وہ کرتے

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْ
ان کے پہلو اپنے سونے کی جگہ سے جدا رہتے ہیں اپنے ر
رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ز وَّمِمَّا رَزَقْنٰ
پکارتے ہیں خوف اور لالچ سے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا
یُنْفِقُوْنَ (۱۶) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
سے خرچ کرتے ہیں سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں ک
اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ج جَ
ان کے واسطے چھپی رکھی ہے بدلہ
بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۷)
جو وہ کرتے تھے

تَتَجَافٰی (جدا رہتے ہیں) مضارع مؤنث ہے تَجَافِیٌ (دور ہونا) سے جس کا مادہ ج۔ف۔و ہے جَفْوٌ اور جَفَاءٌ کے معنی دور کر د

مَضَاجِع (لیٹنے کی جگہیں) مَضْجَعٌ کی جمع ہے جو اسم ظرف ہے ض۔ج۔ع سے۔ ضَجْعٌ کے معنی لیٹنا۔ مَضْجَعٌ لیٹنے کی جگہ

قُرَّةِ اَعْیُنٍ (آنکھوں کی ٹھنڈک) اس سے مراد دل کی خوشی اور بدن کا آرام ہے۔

پہلی آیت میں ایمان والوں کی پہچان بتائی گئی ہے کہ ان کو اللہ کی آیتیں سنائی جائیں تو وہ سنتے ہی سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور زبان اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ تکبّر ان میں نام کو نہیں ہوتا۔ اس آیت میں ان کی اور نشانیاں بھی بیان کی ہیں۔ کہ وہ نیند چھوڑ کر بستروں سے کھڑے ہوتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کے امیدوار ہو کر اسے پکارتے ہیں جو اللہ انہیں دیا ہے اس میں سے اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کچھ خرچ کرتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے کہ ان کے کاموں کے بدلے میں نے ان کے لیے بڑی بڑی عجیب نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آدمی کے علم میں نہیں آئیں ان سے انہیں دل کی خوشی اور سرور نصیب اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور راحت ملے گی یعنی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہوں گے۔ اللہ کا خوف اور اس انعام کی تمنا ایمان کی نشانی ہے۔ کسی اور کا خوف نہ ہونا چاہیئے نہ کسی کے انعام کا لالچ۔

مومن اور فاسق

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا
بھلا ایک جو ایمان پر ہے اس کے برابر ہے جو نافرمان ہے
لَا يَسْتَوُونَ ⑱ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے
الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا
بھلے کام کیے تو ان کے لیے رہنے کے باغ ہیں مہمانی ان کاموں
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑲ وَأَمَّا الَّذِينَ
کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے اور وہ لوگ جو نافرمان
فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ
ہوئے سو ان کا گھر ہے آگ

كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا
ہوا ایمان والا مانند اس کے ہے جو ہوا فرمان سے باہر
ونَ ⑱ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
تے رہ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے
اتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا
کام پس ان کے لیے ہیں باغ رہنے کے مہمانی
انُوا يَعْمَلُونَ ⑲ وَ أَمَّا الَّذِينَ
کے جو تھے وہ کرتے اور وہ لوگ
ا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ
باہر ہوئے پس ان کا ٹھکانا آگ ہے

مَأْوٰی (ٹھکانا) اسم ظرف ہے ا-و-ی سے اور پہلے گذر چکا ہے۔ اس کے معنی ہیں رہنے کا ٹھکانا۔ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی یعنی ر کے باغ نہیں بلکہ مستقل رہنے کے گھر کی جگہ۔

فَسَقُوْا (باہر نکل گئے) ماضی ہے ف-س-ق سے۔ فسق کے معنی حکم کے خلاف چلنا۔ فاسق اسی سے بنا ہے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے لوگوں کے نوکر چاکر کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ کہ مالک نے جو حکم دیا، دوڑ کر بجا لائے تعمیل کر دی۔ دوسرے وہ جو ڈھیٹ بن کر بیٹھ گئے اور تعمیل حکم کی کچھ پروا نہ کی۔ لیکن پھر بادل ناخواستہ اٹھے اور ادھورا ر کے جان چھڑائی کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو حکم کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ مالک کچھ ہی کہا کرے مگر وہ وہی کریں گے جو ان ہے خبردار اور ہوشیار مالک کے نزدیک یہ یکساں نہیں ہو سکتے۔ تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کے نزدیک جو بھیدوں سے واقف بردار اور نافرمان برابر ہیں نہیں ایسا اندھیر اللہ کے ہاں نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے فرمانبردار ایماندار بندوں کو ان کی فرمانبرداری ے رہنے کے باغ عطا فرمائے گا، اور جنھوں نے اس کے بتائے ہوئے نیک کام کیے۔ ان کے بدلے انہیں آرام کا ٹھکانا دے گا۔ والوں کا ٹھکانا آگ کے اندر ہو گا جو ان کا غرور و تکبر سب بھسم کر کے رکھ دے گی۔

دُنیا کا عذاب

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا
جب بھی ارادہ کریں گے کہ نکلیں اس سے لوٹا دیے جائیں گے
فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ
اس میں اور کہا جائے گا ان سے چکھو عذاب آگ کا کہ
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
تھے جسے جھٹلاتے اور البتہ چکھائیں گے ہم انہیں
مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ
تھوڑے عذاب میں سے پہلے اس بڑے عذاب کے
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
تاکہ وہ واپس آجائیں اور کون ہے زیادہ ظالم اس سے جسے
ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا
یاد دلائی گئیں آیتیں اس کے رب کی پھر منہ موڑا اس نے ان سے
اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾
تحقیق ہم جرم کرنے والوں سے بدلہ لینے والے ہیں

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْ
جب چاہیں کہ اس میں سے نکل پڑیں تو پھر اسی میں
فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ
دیئے جائیں اور کہیں ان سے چکھو آگ کا عذاب
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَ
تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ ہم انہیں چکھ
مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْ
تھوڑا عذاب بڑے عذاب سے پہلے
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِ
تاکہ وہ پھر آئیں اور اس سے زیادہ بے انصاف
ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْ
جیسے اس کے رب کی باتیں سمجھائی گئیں پھر وہ ان سے منہ م
اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾
البتہ ہمیں گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے

ارشاد ہے کہ دوزخ کا جوش کبھی انہیں دروازہ کی طرف پھینکے گا اس وقت شاید ان کے دل میں خیال آئے کہ دروازہ ہی سے نکل لیکن دوزخ کے دربان انہیں دھکے دے کر پھر اندر پھینک دیں گے اور کہیں گے باہر جانے کے کیا معنی ہیں آگ کے عذاب کو دنیا میں تم اور جھوٹا سمجھتے تھے آج اس کا مزہ چکھو۔ پھر ارشاد ہے کہ آخرت کا عذاب تو بہت بڑا عذاب ہے اس سے پہلے دنیا ہی میں ہم اس کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے عذاب چکھائیں گے کہ شاید وہ غلط راستہ چھوڑ کر سیدھے راستہ کی طرف لوٹ آئیں اس سے دنیا کی مصیبتیں قحط، قتل، مال و اولاد کی تباہی ہے یہ اس لیے آتی ہیں کہ لوگ بری باتیں چھوڑ کر اچھی باتیں اختیار کریں سب سے زیادہ لوگ ہیں کہ اللہ کی باتیں سن کر ان سے منہ پھیر لیں۔ یاد رکھو ہم ان ظالم مجرموں کو سزا دے کر رہیں گے۔

مقرر دستور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ
بیشک تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پس نہ رہ تو
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
شک و شبہ میں اس کتاب کے ملنے سے اور کیا ہم نے اسے ہدایت
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۲۳) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ
بنی اسرائیل کے واسطے اور بنائے ہم نے ان میں سے
اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا
پیشوا راہ پر چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب انہوں نے صبر کیا
وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (۲۴)
رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ
اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی سو تو اس کے ملنے سے
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
دھوکے میں مت رہ اور ہم نے اسے بنی اسرائیل
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۲۳) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ
کے واسطے ذریعہ ہدایت کیا اور ہم نے ان میں سے
اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا
پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے راہ پر چلاتے تھے جب وہ صبر کرتے
وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (۲۴)
اور ہماری باتوں پر یقین کرتے رہے

مِرْيَةٌ شک و شبہ۔ اس کا مادہ م ر ی ہے۔ مَرْیٌ کے اصل معنی جھگڑنے کے ہیں یہاں مِرْیَۃٌ سے مراد ذہنی خلفشار دل کا اضطراب ہے جس کا نتیجہ شک و شبہ اور دھوکے کا خیال ہوتا ہے۔

کوئی شخص واقعی سچی بات کہہ رہا ہو اور درحقیقت بہترین مشورے دے رہا ہو اور لوگ اس کی نہ سنیں تو اسے لازمی طور پر رنج اور ملال ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں خیال گذرے کہ کہیں میں خود تو دھوکے میں مبتلا نہیں ہوں۔ اپنی بات کو سچ سمجھ رہا ہوں اور واقعہ میں وہ سچ نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پیش کیا اور مکہ کے اکثر لوگوں نے اسے نہ مانا۔ آپ کے دل میں اس وجہ سے رنج و غم کے پیدا ہونے اور سوچ میں پڑ جانے کا امکان بشریت کا تقاضا تھا۔ اس لیے آپ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ رنج مت کرو اور شک و شبہ کو دل میں جگہ نہ دو۔ سچی کتاب کا نازل ہونا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے بنی اسرائیل کو صحیح راستہ ملا۔ اور ان میں دینی پیشوا اور امام پیدا ہوئے جنہیں ہماری باتوں پر یقین کامل تھا اور وہ مخالفوں کی ایذا رسانی پر صبر کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی بدولت بہت سے لوگوں کو سیدھے راستہ پر چلنا نصیب ہوا اور انہیں فلاح دارین حاصل ہوئی۔ اسی طرح یہ قرآن تم پر نازل ہوا ہے جس سے مخلوق کا بڑا حصہ ہدایت پائے گا اور بڑے بڑے رہنما اس کی بدولت پیدا ہوں گے اس لیے صبر اور یقین کے ساتھ اپنا کام کرتے رہو۔

فیصلہ کا دن

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
تحقیق تیرا رب وہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ
اس بات میں کہ تھے وہ جس میں اختلاف کرتے اور کیا راہ نہ دکھائی نہیں
لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ
ان کو کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے قومیں کہ چلتے ہیں یہ
فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا
ان کے گھروں میں تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں کیا پس وہ
يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ
نہیں سنتے اور کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم پہنچاتے ہیں پانی
اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا
خشک زمین کی طرف پس نکالتے ہیں ہم اس سے کھیتی

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
تیرا جو رب ہے وہی ان میں فیصلہ کرے گا قیامت کے دن
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ
اس بات کا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو اس بات
لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ
سے راہ نہ سوجھی کہ ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہم نے تباہ کر ڈالیں
فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا
جن کے گھروں میں اب یہ پھرتے ہیں اس میں بہت سی نشانیاں ہیں
يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ
کیا وہ سنتے نہیں کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی پہنچاتے ہیں ایک
اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا
چٹیل زمین کی طرف پھر ہم اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں

ارشاد ہے کہ لوگ دنیا میں اپنی اپنی ڈگر پر گامزن ہیں۔ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ میری رائے ہی ٹھیک ہے اور جو کوئی اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ اچھا انہیں جو یہ کرتے ہیں کرنے دو۔ یہ قرآن کو مانیں یا نہ مانیں تم اسے پکڑو اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرتے چلے جاؤ۔ قیامت کے دن اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون سچا ہے، کون جھوٹا۔ ہاں دنیا میں ایسی نشانیاں ضرور ہیں کہ جن سے یہ اگر چاہیں تو ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ پہلے لوگ جو یہاں بستے تھے جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے اور بستے ہیں کہاں گئے۔ یہ اتنی بات نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ ہم نے انہیں ان کے بُرے اعمال کے باعث ملیامیٹ کر دیا۔ ان کی تباہی دیکھ کر یہ عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا ان کے کان نہیں جو اتنی بات سنیں۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں نے مرجھائی ہوئی خشک زمین میں پانی پہنچانے کا بھی سامان کر دیا ہے اس پانی سے اس میں پیداوار ہوتی ہے۔ اناج اور چارہ گھاس وغیرہ بافراط نکل آتے ہیں۔

کام کا ایمان

تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا
کر کھاتے ہیں اس سے ان کے مویشی اور وہ خود کیا پس
يُبْصِرُوْنَ (۲۷) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ
الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۸) قُلْ
فیصلہ اگر ہو تم سچے کہہ دے
يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
فیصلہ کے دن فائدہ نہ دے گا ان کو جو انکار کر چکے
اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (۲۹) فَاَعْرِضْ
ان کا ایمان اور نہ انہیں مہلت ملے گی پس منہ موڑ لے
عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ (۳۰)
ان سے اور انتظار کر تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں

تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا
کہ جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں
يُبْصِرُوْنَ (۲۷) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ
الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۸) قُلْ
فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کہ
يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
فیصلہ کے دن منکروں کو ان کا ایمان لانا کام نہ آئے گا
اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (۲۹) فَاَعْرِضْ
اور نہ ان کو مہلت ملے گی سو تو ان کا خیال
عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ (۳۰) ع
چھوڑ اور منتظر رہ کہ وہ بھی منتظر ہیں

ارشاد ہے کہ ہم خشک زمین میں پانی پہنچا دیتے ہیں اور اس میں سے سرسبز کھیتیاں نمودار ہوتی ہیں جن کی پیداوار سے ان کے مویشی پیٹ بھرتے ہیں اور خود ان کی غذا کا سامان مہیا ہوتا ہے۔ کیا ان کی آنکھیں نہیں جو یہ نظارہ دیکھ کر اللہ عزوجل پر ایمان لائیں ان سے کہہ دیا گیا کہ تمہارے اعمال کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اس پر یہ پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کب آئے گی۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو اس کے آنے کا وقت مقرر کرو۔ ان سے کہہ دو کہ اس کے جاننے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ تم تو اتنا سمجھ لو کہ جب بھی آئے گی۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور ایمان لے آؤ گے لیکن دیکھ کر ایمان لانا کسی کام کا نہیں۔ ایمان تو وہ کام دے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے کہنے پر یقین کر کے اس دن کے آنے سے پہلے لایا جائے گا۔ یہ ان کا کہنا بے معنی ہے ان کی فضول باتوں سے منہ موڑ لے اور اللہ کے وعدہ کا انتظار کر اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ۔ یہ فی الواقع اپنی پوری تباہی اور بربادی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہی ہوگا۔

سورۃ السجدہ پر ایک نظر

سورۃ السجدہ میں زور سے اعلان کر دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے انسان کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی ہے۔ جو اس میں شک کرتے ہیں انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا۔ اللہ عزوجل وُہ ہے جس نے اپنی قدرت سے آسمان اور زمین بنائے اور پھر انتظام سنبھالا۔

عالم کے سارے کام اسی کی تدبیر اور خبر گیری سے انجام پاتے ہیں۔ اسی نے انسان کو مٹّی سے بنایا۔ پھر اس کی نسل کو نطفہ کے ذریعے چلایا۔ انسان جسم اور رُوح کا مجموعہ ہے۔ اس کے لیے زندگی کا قانون الگ ہے جس میں جسم اور رُوح دونوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اس کی دُنیا کی زندگی موت سے ختم ہو جائے گی۔ یعنی روح جسم سے علیحدہ ہو جائے گی۔ لیکن کچھ مدّت کے بعد یہ روحیں پھر اپنے بدن سے ملیں گی اور انسان کی آخرت کی زندگی شروع ہو گی۔ اس کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ انسان دُنیا ہی میں اللہ کو پہچان لے اور اس پر ایمان لا کر اس کی فرماں برداری میں زندگی بسر کرے ورنہ مرنے کے بعد پچھتائے گا اپنی غفلت پر روئے گا اور دوبارہ دُنیا میں آنے کی تمنّا کرے گا کہ اچھّا بن کر دکھائے۔ لیکن یہ تمنّا پوری نہ ہو گی اور اس کا نتیجہ سوا حسرت اور ندامت کے کچھ نہ ہو گا۔

انہوں نے دُنیا میں اللہ کو بُھلایا تھا اللہ انہیں آخرت میں بُھلا دے گا اور ہمیشہ کا عذاب انہیں نصیب ہو گا۔ ایمان والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کی آیتیں دیکھ کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور اس کی تسبیح اور حمد و ثنا میں عاجزی کے ساتھ مصروف ہوتے ہیں۔ آرام و راحت کے بستر چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ محتاجوں کی مدد میں مال خرچ کرتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں وہ آرام اور چین نصیب ہو گا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں گذرا۔ لیکن جنہوں نے دُنیا میں اللہ کی نافرمانی کی وہ دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔

دُنیا کی مصیبتوں سے انسان کو راہ راست پر لانا مقصود ہے تا کہ وہ آخرت کی مصیبتوں سے بچے۔ جن کے آگے دنیا کے مصائب ہیچ ہیں۔

دُنیا میں اللہ کے رسول آئے۔ جنہوں نے ان کا کہنا نہ مانا وہ تباہ و برباد ہوئے ان کے حال سے عبرت پکڑو۔ ورنہ پھر آیندہ کی مصیبتوں سے پناہ کی کوئی صورت نہیں

اور وُہ ضرور ہی آ کر رہیں گی ـــــــ!

سورۃ الاحزاب

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی تنتیسویں سورت ہے۔ اور مدینہ میں ہجرت کے پانچویں اور ساتویں سال کے درمیان نازل ہوئی اس کا نام سورۃ الاحزاب ہے اور اس میں نو رکوع ہیں۔ اس میں اس لڑائی کا بیان ہے جسے غزوہ احزاب کہتے ہیں اور اسی کا نام غزوہ خندق بھی ہے۔ کیونکہ کفار جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔ اور آپ نے مدینہ کے اس طرف حفاظت کے لیے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا جس طرف سے مکہ والوں کے حملہ کا ڈر تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ بنی نضیر کو جو مدینہ کا ایک یہودی قبیلہ تھا۔ ان کے عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے آپ نے اسے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ ان کے کچھ لوگ پہلے مکہ کے قریش کے پاس گئے اور بدویوں کے بڑے قبیلہ غطفان کے سرداروں سے ملے اور ان کو اکسایا کہ سب مل کر مدینہ پر چڑھائی کریں اور یہ بھی کہا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قریش اور غطفان وغیرہ کے سارے قبیلوں نے مل کر قریباً بارہ ہزار آدمیوں سے مدینہ کو تہس نہس کرنے کے ارادہ سے اس پر چڑھائی کر دی حضور علیہ السلام نے مدینہ کے گرد حضرت سلمان فارسی رضؓ کے مشورہ سے خندق کھودی اور شہر سے نکل کر خندق کے کنارے تین ہزار مسلمانوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ دوسرے کنارے پر کفار ڈٹ گئے اور دونوں کے بیچ میں خندق آ گئی کفار ایک مہینہ تک مسلمانوں پر تیر اندازی کرتے رہے مسلمانوں کو خوف ہوا کہ اب کوئی دم میں بڑا حملہ کر دیں گے۔ ادھر یہودیوں کا ایک اور قبیلہ بنو قریظہ مسلمانوں سے عہد و پیمان توڑ کر کفار سے مل گیا۔ تو یہ مدینہ پر پیچھے سے حملہ کر سکتے تھے۔ مگر وہ اس انتظار میں رہے کہ جب کفار حزب کے فتح کے آثار شروع ہو جائیں گے تو وہ بھی ادھر سے حملہ کر دیں گے۔ اب مسلمانوں کو گھر بار کی حفاظت کے لیے دوہری محنت کرنی پڑی۔

بظاہر احوال مسلمانوں پر بڑا تنگ وقت تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے ان کی مدد کی سمندر کی طرف سے ایک ایسے زور کی ٹھنڈی اور سخت ہوا چلی۔ کہ کافروں کو ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ پہلے قریش ابو سفیان کے مشورے سے گھبرا کر بھاگے۔ پھر انہیں دیکھ کر غطفان بھی چل دیئے اور مسلمانوں کے سر سے بلا ٹلی۔ ادھر سے بے فکر ہوئے تو مسلمانوں نے فوراً بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ پچیس روز کے بعد انہوں نے ہار مان لی۔ بنو اوس کے سردار سعدؓ بن معاذ پر اس کا فیصلہ چھوڑا گیا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔

انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال اور اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ سورت میں لے پالک کا حکم مسلمان عورتوں کو باہر نکلنے میں احتیاط، پردہ کا حکم اور دیگر قیمتی نصیحتیں ہیں:۔

سورۃ الاحزاب مدنیّۃ

ہدایات

ایاتہا ۷۳ رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ
اے نبی ڈر اللہ سے اور نہ کہنا مان
الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
کافروں اور منافقوں کا تحقیق اللہ ہے
عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱﴾ وَّ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى
جاننے والا حکمت والا اور تباع کر اس کا جو وحی کی جاتے
اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
تیری طرف تیرے رب کی طرف سے تحقیق اللہ ہے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾ وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ
اس سے جو تم کرتے ہو خبردار اور اعتماد کر اللہ پہ
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۳﴾
اور کافی ہے اللہ کارساز

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ
اے نبی اللہ سے ڈر اور کہا مت مان
الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
کافروں اور منافقوں کا بے شک اللہ سب کچھ
عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱﴾ وَّ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى
جاننے والا حکمت والا ہے اور اتباع کر اس کا جو تجھے
اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
تیرے رب کی طرف سے حکم آئے بے شک اللہ تمہارے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾ وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ
کاموں کی خبر رکھتا ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھ
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۳﴾
اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا

اس سورت کی شروع کی آیتیں ان اخلاق کی جڑ ہیں۔ جو اسلام سکھانا چاہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدائشی طور پر ان ہی عادتوں کی طرف مائل تھے۔ قرآن حکیم نے ان کی تائید کی اور ان کی وجوہات بھی صاف صاف بتا دیں

ارشاد ہے کہ اے رسول تمہارا رویہ ٹھیک ہے۔ فقط اللہ ہی کی رضامندی تلاش کرو۔ اسی کی ناراضی سے ڈرو۔ اور ان منکروں اور منافقوں کا کہنا مت مانو۔ کیونکہ یہ جاہل اور نادان ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ وہ ساری مصلحتوں سے واقف ہے۔ اس کی طرف سے جو وحی تمہاری طرف آئے اسی کے مطابق چلو۔ اللہ تمہارے کام اور کردار سے خوب خبردار ہے۔ اور ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے اسی پہ اعتماد کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ جب پورا علم، مصلحت شناسی اور ہر چیز پر پوری قدرت اللہ ہی کو حاصل ہے۔ تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف دیکھنا بیکار ہے وہ تمہارا ہر کام مکمل کر دینے کے لیے بالکل کافی ہے:

حقیقتِ حال

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِیۡ جَوۡفِهٖ
نہیں کیے اللہ نے کسی مرد کے دو دل اس کے سینے میں
وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـئِىۡ تُظٰهِرُوۡنَ
اور نہیں کیا تمہاری بیویوں کو جنہیں تم مائیں کہہ بیٹھو
مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ
ان میں سے تمہاری مائیں اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو
اَبۡنَآءَكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ قَوۡلُـكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ
تمہارے بیٹے یہ کہنا ہے تمہارا اپنے منہ سے اور اللہ
يَقُوۡلُ الۡحَـقَّ وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ ﴿۴﴾
کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِیۡ جَوۡفِهٖ
اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں رکھے
وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـئِىۡ تُظٰهِرُوۡنَ
اور تمہاری بیویوں کو جنہیں تم ماں کہہ بیٹھتے ہو سچ مچ تمہاری
مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ
مائیں نہیں کیا اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے
اَبۡنَآءَكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ قَوۡلُـكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ
نہیں قرار دیا یہ تمہارے اپنے منہ کی بات ہے اور اللہ
يَقُوۡلُ الۡحَـقَّ وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ ﴿۴﴾
ٹھیک بات کہتا ہے اور وہی راہ سمجھاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے ذریعے ان کے تمام ماننے والوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کافروں اور منافقوں کی باتیں ماننے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ وہ جہالت میں مبتلا ہیں ان کی باتیں حقیقت سے بہت دور ہیں۔ اللہ عزوجل سب چیزوں کے حالات اور ان کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے اس لیے جو وہ حکم دے گا وہ حقیقت پر مبنی ہوگا۔

اس آیت میں ان کے لچر پوچ اعتقادات اور رسوم کی قلعی کھولی ہے۔ یہ لوگ ہوشیار اور عقلمند آدمی کی بابت کہہ دیتے ہیں کہ یہ دو دل والا ہے۔ یہ محض زبانی اور فرضی بات ہے۔ اللہ نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے۔ اسی طرح ان کا یہ اعتقاد کہ بیوی کو ماں کہہ دیا تو وہ ماں ہو گئی۔ کس قدر غلط بات ہے اور جس کو زبان سے بیٹا کہہ دیا وہ سچ مچ بیٹا ہو گیا یہ کس قدر خلاف واقع بات ہے۔ یہ سب زبانی باتیں ہیں۔ منہ سے کہہ دینے سے کوئی بات واقع نہیں ہو جاتی۔

اللہ عزوجل جو کہتا ہے۔ اس میں بناوٹ اور تصنع کو دخل نہیں ہوتا۔ وہ بالکل سچی اور اصلی بات ہوتی ہے۔ انسان جو منہ سے کہہ دے وہ قانون نہیں بن جاتا۔

ہاں! اللہ جو کہے، وہ انسان کے لیے قانون بن جاتا ہے:

اصلی بات

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
پکارو تم انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ
پس اگر نہ جانتے ہو تم ان کے باپوں کو پس بھائی ہیں تمہارے
فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ۚ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ
دین میں اور ساتھی تمہارے اور نہیں تم پر گناہ
فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ
اس چیز میں کہ چوک جاؤ تم جس میں اور لیکن جسے قصداً کریں
قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ⑤
تمہارے دل اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
لے پالکوں کو ان کے باپوں سے منسوب کرو یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ
پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے
فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ۚ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ
دینی بھائی اور رفیق ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں
فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ
جس چیز میں تم چوک جاؤ پر وہ جو دل میں
قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ⑤
ارادہ کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ارشاد ہے کہ تم نے ان لوگوں کی خلاف واقع باتوں کو سن لیا۔ اب اللہ فرماتا ہے۔ اسے سنو! دیکھو یہ غلط باتوں کو اپنے کاموں کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔ اس لیے ان کے عمل کا نتیجہ بُرا ہو گا اور انجام کار اپنا رنگ لا کر رہے گا تم نے سنا کہ کسی کے دو دل نہیں ہوتے۔ یہ لوگ اس کو انسان کی بُری باتوں کا عذر قرار دیتے ہیں اور ان میں اسے بے قصور ٹھہراتے ہیں۔ یہ غلط ہے انسان کا دل ایک ہے اور اس کی غلطیوں کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔

اب سنو! کہ لے پالک کو ہمیشہ اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کرو۔ ورنہ بے انصافی کے مرتکب ہو گے اور خواہ مخواہ کی مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔ اگر اس کا اصلی باپ نہ معلوم ہو تو وہ تمہارا دینی بھائی ہے اور قریبی مددگار ہے بھول کر کسی کو اس کے باپ کے علاوہ کسی اور کو بیٹا کہہ دیا تو اور بات ہے اس کی پکڑ نہیں لیکن اگر سچ مچ اسے کسی اور کا بیٹا بنا دو گے تو اس کی وجہ سے بڑی ذمہ داری عاید ہو سکتی ہے اور اس کا نتیجہ عملی زندگی میں مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے دیکھو! غلط باتوں سے توبہ کرو۔ اللہ اپنی رحمت سے تمہارے قصور معاف فرمائے گا وہ غفور اور رحیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ
نبی زیادہ قریب ہیں ایمان والوں کے ان کی جانوں سے اور آپ کی ازواج
اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار ایک ان کا زیادہ قریب ہے
بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
ایک سے اللہ کی کتاب میں باقی ایمان والوں سے اور
الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ
مہاجروں سے مگر یہ کہ کرو تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ
مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾
نیک سلوک ہے یہی کتاب میں لکھا ہوا

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ
ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ نبی سے لگاؤ ہے اور آپ کی بیویاں
اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
ان کی مائیں ہیں اور قرابت دار اللہ کی کتاب کی رو سے
بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
اور ایمان اور ہجرت کرنے والوں سے زیادہ
الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ
آپس میں لگاؤ رکھتے ہیں مگر یہ کہ اپنے رفیقوں سے
مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾
احسان کرنا چاہو یہ ہے کتاب میں لکھا ہوا

ارشاد ہے کہ تم آپس کے تعلقات کا فیصلہ خود نہیں کر سکتے تمہارا علم محدود ہے ادھر تمہاری خود غرضی بات کو ٹھیک طور پر سمجھنے سے مانع آتی ہے سو ہم تمہیں تمہارے تعلقات کی بابت اپنے علم و دانش کی بنا پر بتاتے ہیں تمہارا سب سے زیادہ قریب کا تعلق نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔ وہ تم سے تمہاری جان سے بھی زیادہ قریب ہیں تم خود اپنے خیر خواہ اور دیکھ بھال کرنے والے اتنے نہیں ہو سکتے جتنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں ان کی بیویاں تعظیم و احترام اور شریعت کے بعض خاص احکام کے اعتبار سے ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ مومنوں اور مہاجروں کے درمیان جو ابتدا میں عارضی رشتہ مقرر کر دیا گیا تھا وہ ان کے رشتہ داروں کے آجانے کی وجہ سے منسوخ ہو گیا۔ اب رشتہ داروں کا حق ان سے مقدم ہے ویسے اگر اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ احسان کرنا چاہو تو اس میں کچھ حرج نہیں یہ احکام اللہ کی کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ اپنی ٹانگ مت اڑاؤ تم مصلحتوں سے اتنے واقف نہیں ہو جتنے اللہ اور اس کے رسول واقف ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان والوں سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہونے سے ظاہر ہے کہ ایمان والے کا اپنی جان اور مال پر اتنا اختیار نہیں جتنا نبی کو ہے۔ آدمی اپنی جان کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو جان دینا فرض ہو جائے اسی طرح اپنا مال خرچ کرنے میں آپ کے حکم کی پابندی ہر ایمان والے پر فرض ہے۔

نبیوں سے پختہ عہد

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ
اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا وعدہ اور
مِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ
تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور
عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم
عیسیٰ مریم کے بیٹے سے اور لیا ہم نے ان سے
مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ ۚ
قول و قرار پختہ تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے ان کی سچائی کی بابت
وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ ع
اور تیار کیا کافروں کے لیے عذاب دردناک

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ
اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا قول و قرار لیا اور
مِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ
تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور
عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم
عیسیٰ بیٹے مریم سے اور ہم نے ان سے
مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ
پکّا قول و قرار لیا تاکہ اللہ سچوں سے ان کی سچائی کی بابت
وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾
پوچھے اور منکروں کے لیے دردناک عذاب ہے

انسان کے لیے دُنیا میں سب سے زیادہ مشکل مگر ضروری کام یہ ہے کہ دُنیا میں جو اور چیزیں ایسی موجود ہیں جن سے اسے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کے حالات اور خصوصیات کا اسے اتنا علم ہو جائے کہ ان سے اپنا کام نکال سکے۔ کیوں کہ ان میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر آدمی کو ان کی صحیح معرفت اور اپنا ان سے رشتہ نہ معلوم ہو تو وہ زندگی میں جو قدم اٹھائے گا۔ وہ غلط ہوگا۔ انہیں تعلقات باہمی کو واضح کرنے کے لیے اللہ عزّوجلّ نے دُنیا میں پیغمبر بھیجے اور انہیں اپنی کتابیں دیں تاکہ آدمی صحیح اعتقاد حاصل کرے اور ٹھیک کاموں میں مشغول ہو۔

پیغمبروں کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے کہ نبیوں کا بڑا مرتبہ اس لیے ہے کہ ان سے اللہ عزّوجلّ نے پختہ اقرار لے لیا ہے کہ وہ بے غرضی کے ساتھ انسان کو سچّی سچّی باتیں بتائیں گے۔ ارشاد ہے کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھ سے اور تجھ سے پہلے اولوا العزم پیغمبروں نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے پختہ وعدہ لے لیا ہے کہ تم ہمارے بندوں کو اعتقاد اور عمل کے صحیح راستہ پر ڈالنے کی کوشش کرو گے۔ آخر میں ہم ان کی اس سچائی کی بابت بازپُرس کریں گے اور سچّوں کو اور ان کا کہنا ماننے والوں کو انعام واکرام سے مالا مال فرمائیں گے اور نافرمانوں کو نہایت درد اور دکھ پہنچانے والا عذاب دیں گے۔

اللہ کی مدد

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
اے وہ جو ایمان لاتے ہو یاد کرو اللہ کا احسان
عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا
اپنے اوپر جب آ پڑے تم پر لشکر بھیج دی ہم نے
عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ
ان پر آندھی اور فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور ہے
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ
اللہ جو تم کرتے ہو دیکھنے والا جب چڑھ آئے وہ تم پر
مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ
تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب مڑ گئیں
الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کا احسان
عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا
اپنے اوپر جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں پھر ہم نے
عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ
ان پر آندھی اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں بھیج دیں اور اللہ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ
جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے جب وہ چڑھ آئے تم پر
مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ
اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب پھر گئیں
الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
آنکھیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے

پہلی آیتوں میں نبی علیہ السلام اور ایمان والوں کو جو ہدایتیں دی گئیں۔ ان کو واضح کرنے کے لیے اب غزوۂ احزاب کا ذکر کیا جاتا ہے جو چوتھی یا پانچویں ہجری میں بنی نضیر کے یہود جنہیں مدینہ سے ان کی شرارتوں کے باعث باہر نکال دیا گیا تھا عرب کے بڑے بڑے قبیلوں کو اکسا کر مدینہ پر چڑھا لائے جن کی فوجوں کا اندازہ واقعہ نگاروں نے ۱۲ ہزار تک کیا ہے۔ مسلمان کل تین ہزار تھے۔ جن میں بعض منافق بھی شامل تھے۔ مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی۔ خندق کے ایک کنارے پر کفار عرب اور دوسرے کنارے پر مسلمان ایک دوسرے کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ اور ۲۰، ۲۵ روز اسی طرح ڈٹے رہے۔ ادھر یہود بنی قریظہ جو ایک مضبوط قلعہ میں مدینہ کے مشرق میں رہتے تھے مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان توڑ کر کفار سے مل گئے۔ ارشاد ہے کہ اے ایمان والو اللہ کا احسان یاد کرو کہ جب تم ہر طرف سے گھر گئے تھے تو تمہاری نجات کا سامان کر دیا سخت اور ٹھنڈی ہوا چلا دی اور فرشتوں کا لشکر جو تمہیں دکھائی نہ دیتا تھا بھیج دیا تمہاری حالت یہ تھی کہ مدینہ کے مشرق کی طرف سے جو اونچا علاقہ تھا اور مغرب کی طرف سے جو نیچا حصہ تھا تمہیں دشمنوں نے اکٹھے ہو کر گھیر لیا تھا۔ دہشت کے مارے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور خود تمہارے نام نہاد حامیوں نے آنکھیں بدل لی تھیں تمہارے دل دھڑک کر گلوں تک پہنچ گئے تھے:

سخت آفت

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا (۱۰) هُنَالِكَ
اور گمان کرنے لگے تم اللہ کے ساتھ بہت سے گمان اس جگہ
ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا
آزمائے گئے ایمان والے اور ہلائے گئے وہ
زِلْزَالًا شَدِیْدًا (۱۱) وَ اِذْ یَقُوْلُ
ہلانا شدید اور جب کہنے لگے
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا نہیں
وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (۱۲)
وعدہ کیا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے مگر دھوکا دینے کو

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا (۱۰) هُنَالِكَ
اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے وہاں ایمان
ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا
والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے
زِلْزَالًا شَدِیْدًا (۱۱) وَاِذْ یَقُوْلُ
ہلانا شدید اور جب منافق
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
کہنے لگے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اللہ
وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (۱۲)
اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سب دھوکا تھا

ارشاد ہے کہ مصیبت واقعی اتنی شدید تھی کہ تمہارے اوسان خطا ہو گئے۔ اور اللہ عزوجل کی طرف سے تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے گذرنے لگے تھے۔ سب اپنی اپنی اٹکلیں لڑا رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ بس اب کے خاتمہ ہے۔ ایسی مصیبت پہلے کبھی نہ آئی تھی۔ اب کے شاید ہی بچیں۔ کوئی کہتا تھا۔ اس دل بادل فوج سے جیتنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے دل تو سبھی کے پکڑ دھکڑ ہو ہی رہے تھے۔ بعض کمزور یقین والوں کے منہ سے بھی یاس و ہراس کے کلمے نکل گئے۔ حقیقت میں ایک طرف تقریباً سارا عرب سامان اور ہتھیار سے لیس حملہ کے لیے تلا کھڑا ہے۔ فقط خندق کو دیکھ کر جھجک رہا ہے۔ ورنہ کب کا یلغار کر کے کام تمام کر دیا ہوتا۔ دوسری جانب اندر والے یہودیوں نے عہد و پیمان توڑ ڈالے۔

بظاہر ان سب سے نبٹنے کا کوئی سامان نہیں۔ واقعی یہ بڑی سخت آزمائش کا زمانہ تھا۔ دل ہل گئے۔ خیالات میں بھونچال آگیا۔ خوف و ہراس نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ منافق اور دل کے کھوٹے لوگ برملا کہنے لگے۔ کہ اب وہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کہاں گئے۔

لوگو! کیا اب بھی نہ مانو گے۔ ہمیں بڑا سخت دھوکا دیا گیا۔

بھاگنے کا ارادہ

ذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ
ب کہنے لگی ایک جماعت ان کی اے رہنے والو
بَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ
ب' نہیں ٹھہرنے کی جگہ تمہارے لیے پس لوٹ چلو اور
ذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ
ت مانگنے لگا ایک فریق ان میں سے نبی سے کہنے لگا
بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ
ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں اور نہیں وہ کھلے ہوئے نہیں
يْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾
رتے وہ مگر بھاگنے کا

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ
اور جب ان ہی کی ایک جماعت کہنے لگی اے
يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ
یثرب والو تمہارے لیے ٹھکانا نہیں سو لوٹ کر چلو اور
يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ
ان میں کا ایک فرقہ نبی سے رخصت مانگنے لگا یہ کہہ کر کہ
اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ مغ
ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے ہوئے نہیں تھے ان
يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾
کی تو کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا

عَوْرَةٌ: (غیر محفوظ) عربی میں عورت اس چیز کو کہتے ہیں جو خطروں سے گھری ہوئی ہو۔ کوئی اس کا بچانے والا نہ ہو۔

يَثْرِبَ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرما کر وہاں تشریف لے جانے سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا جب آپ اور آپ کے ی وہاں پہنچ گئے تو اس کا نام مدینۃ النبی ہو گیا اور پھر اختصار کر کے صرف مدینہ کہنے لگے۔

اس سختی اور مصیبت کے زمانے میں کچھ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر ان کے دل میں ایمان کا اثر نہ تھا، دوسرے مسلمانوں کو بہکانے ے اور ان کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ اے یثرب کے باشندو! دیکھتے ہو کہ صورت حال کیا ہے۔ سارے عرب اکٹھے ہو کر ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ یظہ نے بھی اپنا عہد و پیمان جو ہم سے کر رکھا تھا، توڑ دیا ہے اب ہم خندق پر اس عرب کے جم غفیر کے سامنے پڑے رہیں تو اس سے کیا ہ! ارشاد ہے کہ انہوں نے ان سے کہا، اے یثرب والو! اب ہمارے یہاں ٹھہرنے کا کچھ کام نہیں، صاف ظاہر ہے کہ انجام کیا ہونے والا چلو گھر لوٹ چلیں۔ ان میں سے کچھ منچلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ ہی گئے اور عرض کیا کہ شہر میں ہمارے گھر کھلے ہوئے پناہ پڑے ہیں خبر نہیں کب کیا ہو جائے ہمیں اجازت دیجیے کہ شہر جا کر گھروں کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ ارشاد ہے کہ یہ سب ب جانے کا بہانہ تھا، شہر کے لیے بالفعل کوئی ایسا خطرہ نہ تھا، یہ لوگ تو گھروں کی حفاظت کا بہانہ کر کے بھاگنا چاہتے تھے، مفسرین نے لکھا ہے کہ کئی آدمی اس طرح پوچھ پوچھ کو بھاگ گئے آپ کے ساتھ صرف جواں مرد اور پختہ ایمان والے ہی رہ گئے۔

دل کا کھوٹ

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ
اور اگر داخل ہو جائے ان پر شہر کے کناروں سے پھر
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا
چاہا جائے ان سے فساد البتہ آ پہنچیں اس پر اور نہ دیر لگائیں
بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا
اس میں مگر تھوڑی سی اور البتہ تحقیق تھا
عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ
عہد کیا انہوں نے اللہ سے اس سے پہلے نہ پھریں گے وہ
الْاَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿١٥﴾
پیٹھ اور ہے اللہ کا عہد پوچھا جانے والا

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ
اور اگر شہر میں کوئی ان پر اس کے کناروں سے گھس آئے
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا
اور ان سے چاہے دین میں فساد تو مان لیں اور اس میں تھوڑی
بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا
سی دیر نہ کریں اور پہلے اقرار کر چکے تھے
عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ
اللہ سے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور
الْاَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿١٥﴾
اللہ کے اقرار کی پوچھ ہونی ہے

ارشاد ہے کہ گھروں کی حفاظت کا عذر صرف ایک جھوٹا بہانہ ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کے دل اسلام کی طرف پوری طرح جھکے ہی نہیں۔ اس وقت جو کفار کا ہجوم دیکھا اور بظاہر مسلمانوں کی فتح کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ تو میدانِ جنگ سے ہٹ کر گھروں میں جا کر بیٹھ رہنے کی سوجھی۔ بالفرض مدینہ کے باہر سے کوئی ان میں گھس آئے اور ان سے مطالبہ کرے کہ مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ ہو کر ان سے لڑو۔ تو ابھی ان کا ساتھ دینے کو تیار ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکل پڑیں۔ تیاری میں کچھ تھوڑی سی دیر لگے تو لگے اور فوراً گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ نہ گھروں کی حفاظت کا بہانہ کریں اور نہ شکست کا خیال انہیں روکے۔

ارشاد ہے کہ یہ وہی لوگ تو ہیں۔ جنہوں نے جنگ اُحد کے بعد اللہ کو حاضر ناظر جان کر عہد کیا تھا۔ کہ آئندہ کبھی میدانِ جنگ سے پیٹھ موڑ کر نہ بھاگیں گے۔ اب یہ اس کے عہد کی خلاف ورزی کیسی؟ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ کے ساتھ جو عہد کیا جائے گا۔ اللہ کی طرف سے اس کی پوچھ ہو گی۔ وہ اس عہد کے پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں اگر توڑا تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار رہیں:

اسلامی طرزِ عمل

لْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ
دے ہرگز نہ نفع دیگا تمہیں بھاگنا اگر بھاگو گے تم
نَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ
ت سے یا قتل سے اور اس سے تمہیں نفع نہ ہوگا
قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ
ر تھوڑا سا کہہ دے کون ہے وہ جو بچائے گا تمہیں
نَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
للہ سے اگر اس نے چاہی تمہاری برائی یا
دَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ
ہی تم پر رحمت اور نہ پائیں گے وہ اپنے لیے
دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾
للہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ
تو کہہ یہ بھاگنا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اگر تم مرنے
مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ
سے یا قتل سے بھاگو گے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ
تھوڑے دن تو کہہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے
مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
بچائے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی چاہے یا
اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ
مہربانی چاہے اور اللہ کے سوا اپنے
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾
لیے کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے

ارشاد ہے کہ اسلامی رویہ یہ نہیں ہے جو یہ اختیار کر رہے ہیں ان کو اچھی طرح سمجھا دو کہ موت سے یا قتل ہونے کے ڈر سے بھاگ نا بے سود ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں انسان موت سے بچ سکے۔ اگر وقت آگیا ہے تو جہاں جائے گا مر کر رہے گا۔ اسی طرح لڑائی سے جی چرانا کہ قتل ہو جانے کا خوف ہے بے کار بات ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر شخص میدان جنگ میں ہی مارا جائے اور فرض کرو بھاگ کر بچ بھی گیا تو کے دن کے لیے۔ اب نہ مارا گیا تو تھوڑے دن بعد سہی موت تو آکر ہی رہے گی اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ پھر ان سے صاف صاف کہہ دے کہ ہر چیز اللہ کے اختیار میں اور اس کے ارادے کے تحت ہے اگر اس نے حکم دے دیا ہے کہ تمہیں کوئی پہنچے تو وہ پہنچ کر رہے گی اور اگر اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ تمہیں خوشی اور خرمی نصیب ہو تو ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ اس کے فیصلہ کے بعد نہ کوئی برائی سے بچا سکے اور نہ کوئی اس کی رحمت سے روک سکے۔ انہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی ساتھی ہے نہ حمایتی اور نہ مددگار!

منافق خطرے کے وقت

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ
خوب جانتا ہے اللہ روڑا اٹکانے والوں کو تم میں سے اور جو کہنے والے ہیں
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ
اپنے بھائیوں سے آجاؤ ہماری طرف اور نہیں آتے لڑائی میں
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ
مگر کبھی کبھی بخل کرنے والے ہیں تم پر پس جب آئے
الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ
ڈر کا موقعہ تو انہیں دیکھتا ہے دیکھ رہے ہیں تیری طرف پھری ہوئی ہیں
اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ
ان کی آنکھیں مانند اس شخص کے کہ بیہوشی طاری ہو اس پر موت کی

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ
اللہ کو خوب معلوم ہیں جو تم میں روکنے والے ہیں اور اپنے بھائیوں
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ
سے کہتے ہیں ہمارے پاس آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ
مگر کبھی بخل کرتے ہیں تم سے پھر جب ڈر کا
الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ
وقت آتا ہے تو تو انہیں دیکھتا ہے کہ تیری طرف دیکھتے ہیں اور ان کی
اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ
آنکھیں پھر جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو جائے

اَلْمُعَوِّقِيْنَ (روکنے والے) مُعَوِّقٌ کی جمع ہے۔ جو تَعْوِيْقٌ سے اسم فاعل ہے اس کا مادہ ع۔ و۔ ق ہے۔ عوق کے معنی روکنا عائق اسی سے اسم فاعل ہے۔ تعویق میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی زور سے روکنا: هَلُمَّ: اسم ہے۔ جو امر کے معنی میں مستعمل ہے یعنی چلے آؤ۔ آجاؤ: اَشِحَّةً (بخیل) شَحِيْحٌ کی جمع ہے۔ جو ش۔ ح۔ ح سے صفت کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر شُحٌّ ہے جس کے معنی ہیں کچھ دینے میں دریغ کرنا۔ کنجوسی کرنا۔ سورت النساء میں گذر چکا ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ جو تم میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور ضروری کاموں میں وقت کے اوپر رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور برادری کے لوگوں کو ضروری جنگ سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لشکر کو چھوڑ کر ہمارے پاس آجاؤ۔ وہ لڑائی میں آتے ہی نہیں مگر کبھی کبھی: تاکہ مسلمان ان سے بالکل بدک نہ جائیں اور غنیمت سے محروم نہ کر دیں یہ لوگ ہمیشہ تمہیں مدد دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ کوئی خطرہ کا وقت آجاتا ہے تو چہرہ پر مُردنی چھا جاتی ہے اور تیری طرف ایسی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جیسے مرتے وقت کسی کی پتلی پھر جاتی ہے اور وہ بے بس ہو کر دیکھتا معلوم ہوتا ہے:

منافق خطرے کے بعد

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ
پس جب جاتا ہے خوف زبان درازی کریں تم سے زبانوں
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
تیز تیز سے گرے پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ ایمان نہیں لائے
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
پس بیکار کر دیے اللہ نے ان کے اعمال اور ہے یہ اللہ پر
يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ
آسان گمان کرتے ہیں (کفار کی) فوجوں کو کہ نہیں چلی گئیں

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ
پھر جب ڈر کا وقت جاتا رہے چڑھ چڑھ کر بولیں تم پر تیز
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
زبانوں سے ٹوٹے پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اللہ
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
نے ان کے کام اکارت کر ڈالے اور یہ امر اللہ پر
يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ
آسان ہے سمجھتے ہیں کہ کفار کی فوجیں پھر نہیں گئیں

سَلَقُوْا (لتاڑیں وہ) ماضی کا صیغہ ہے س۔ل۔ق سے۔ سلق کے معنی ہیں بڑھ چڑھ کر بولنا۔ لتاڑنا۔

اَلْسِنَةٌ (زبان) لسان کی جمع ہے۔

حِدَادٌ (تیز) حدید کی جمع ہے جو ح۔د۔د سے بنا ہے۔ صفت کا صیغہ ہے۔ حِدَّةٌ کے معنی تیزی کے ہیں۔ حَدِیْدٌ تیز چیز جو کاٹنے والی ہو۔

پہلے ارشاد ہوا کہ خطرہ اور ڈر کے وقت تو ان منافقوں کے چہرہ پر مُردنی چھا جاتی ہے۔ دم نکلنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ اب اس آیت میں ارشاد ہے کہ جب لڑائی کا خطرہ نہیں رہتا تو بڑھ بڑھ کے بولنے لگتے ہیں۔ اور زبان بڑی تیزی سے چلنے لگتی ہے۔ کیوں کہ یہ مال پر گرے پڑتے ہیں اور اس غرض سے آگے بڑھ کر اپنے مصنوعی کارنامے جتانے لگتے ہیں اور دوسروں کو طعنے دیتے ہیں کہ واہ تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔

ارشاد ہے کہ ان کے دل میں ایمان کا نام نہیں۔ اس لیے ان کے کاموں کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔ بے ایمان کچھ بھی کرے سب اکارت ہے۔ اللہ کے لیے ایسا کر دینا بالکل آسان ہے۔ لیکن انہوں نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔ یہ تو فقط ڈر کے مارے کانپتے ہی رہے اور کفار کی فوجیں بھاگ بھی گئیں۔ لیکن یہ بھی کیسے جانتے ہیں۔ نہیں جی! وہ برابر ڈٹی ہوئی ہیں۔ بھلا وہ کہیں جا سکتی ہیں۔

مسلمانوں کے لیے نمونہ

وَاِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ یَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّہُمۡ
اور اگر آئیں کفار کی فوجیں پسند کریں وہ کہ کاش وہ
بَادُوۡنَ فِی الۡاَعۡرَابِ یَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِکُمۡ ؕ
باہر نکلے ہوئے ہوں دیہات میں پوچھتے رہیں تمہاری خبریں
وَلَوۡ کَانُوۡا فِیۡکُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲۰﴾ ع ۲/۱۸
اور اگر ہوں تم میں نہ لڑیں وہ مگر تھوڑا سا
لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ
البتہ تحقیق تھی تمہارے لیے رسول کے اندر مثال
حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ
اچھی اس کے لیے جو امید کرتا اللہ کی اور دن
الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ﴿ؕ۲۱﴾
آخر کی اور یاد کرتا ہو اللہ کو بہت

وَاِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ یَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّہُمۡ
اور اگر وہ فوجیں آجائیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم
بَادُوۡنَ فِی الۡاَعۡرَابِ یَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِکُمۡ
گاؤں سے باہر نکلے ہوئے ہوں تمہاری خبریں پوچھ لیا کریں
وَلَوۡ کَانُوۡا فِیۡکُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲۰﴾
اور اگر وہ تم میں ہوں تو تھوڑی سی لڑائی کریں
لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ
تمہارے لیے رسول اللہ کی چال سیکھنی مفید ہے
حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ
اس کے لیے جو کہ امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے
الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ﴿ؕ۲۱﴾
دن کی اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

بَادُوۡنَ: دیہات میں نکلے ہوئے۔ بادی کی جمع ہے۔ بَدْوٌ کے معنی باہر جنگل میں جانا۔ رہنا۔ بَدَوِیٌّ بمعنی دیہاتی اسی سے بنا ہے۔

اُسۡوَۃٌ: (نمونہ۔ مثال) اس۔ و سے اسم یا حاصل مصدر ہے۔ چال، رفتار، نمونہ، عمل، برتاؤ کی مثال۔

منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے کہ اگرچہ کفار کی فوجیں چلی گئی ہیں لیکن وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ گیا جانا وہ یہی ہیں اور یہیں مار دم لیں گے۔ ان کے خوف سے لرز رہے ہیں۔ ان کی تمنا یہ ہے کہ اب کے وہ آئیں تو وہ شہر سے کہیں دور دیہات میں ہوں اور دہیں سے تمہارا حال پوچھ لیا کریں۔ اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ہونے کی حالت میں بھی لڑائی میں کچھ حصہ نہیں لیتے یونہی کبھی کبھار برائے نام کچھ دکھاوے کو لڑ لیتے ہیں ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کو اور آخرت کو مان چکے ہیں اور دل میں اللہ ہی کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بہترین نمونہ ہے۔ جس پر انہیں چلنا چاہیئے۔ وہ کبھی خطرے کے وقت نہیں گھبراتے۔ مصیبت کا دلیرانہ مقابلہ کرتے ہیں جنہیں اللہ سے ثواب ملنے کی امید ہے انہیں آپ ہی کی تقلید زیبا ہے۔

مومنوں نے کیا کیا

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا
اور جب دیکھا ایمان والوں نے فوجوں کو بولے
هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ
یہ ہے وہ جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور
صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ
سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے اور نہیں بڑھایا اس نے ان میں مگر
اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ
یقین اور فرمانبرداری مسلمانوں میں سے ایسے لوگ ہیں
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ
جنہوں نے سچ کر دکھایا وہ کہ عہد کیا تھا اللہ سے جس پر

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا
اور جب مسلمانوں نے فوجیں دیکھیں بولے
هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ
یہ وہی ہے جو اللہ نے اور اس کے رسول نے ہمیں وعدہ دیا تھا
صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ
اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا اور ان کا یقین اور اطاعت
اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ
کرنا اور بڑھ گیا اور ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ
سچ کر دکھایا جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا

منافقوں کی کفار کے لشکر عظیم کو دیکھ کر جو حالت ہوئی اسے پہلے بیان کر دیا گیا۔ اس آیت میں اب اس کا بیان ہے کہ ایمان دار مسلمانوں کی انہیں دیکھ کر کیا حالت ہوئی۔

ارشاد ہے کہ سچے ایمان داروں نے جب کفار کی فوجوں کو دیکھا کہ اُمڈی چلی آرہی ہیں تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اب اس آزمائش اور امتحان کا وقت آپہنچا جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا کہ ایمان کے دعوی کی جانچ کی جائے گی۔ یہ سوچ کر ان کے دل سے خوف و ہراس نکل گیا اور اللہ کی مدد کے منتظر رہتے ہوئے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ان فوجوں کی آمد نے ان کا یقین اور اطاعت کا جذبہ بڑھا دیا۔ یہ ایمان والے منافقوں کی طرح نہیں ہیں۔ جو خطرے کے وقت اپنے پہلے عہد و پیمان سارے توڑ بیٹھتے ہیں ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس قول و قرار کو جو انہوں نے اللہ عزوجل سے کیا تھا۔ پورا کر دکھایا مصیبتیں اٹھائیں۔ دکھ جھیلے مگر اپنی بات سے نہ پھرے۔

نبّاہ ہو گئے

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
پس ان میں سے وہ ہے جو پورا کر چکا اپنا کام اور ان میں سے وہ ہے جو
يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ
انتظار میں ہے اور نہیں بدلے وہ کچھ بھی بدلنا تاکہ بدلہ دے
اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ
اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب دے
الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ
منافقوں کو اگر چاہے یا توجہ کرے ان پر
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾
تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
پھر ان میں کوئی تو اپنا ذمّہ پورا کر چکا اور کوئی ان میں
يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ
راہ دیکھ رہا ہے اور ایک ذرّہ نہیں بدلا تاکہ اللہ
اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ
سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو
الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ
عذاب دے اگر چاہے یا ان کے دل میں توبہ ڈال دے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

نَحْبٌ : نذر۔ اجل۔ نحب کے معنی نذر کے بھی ہیں اور موت کے بھی۔ نذر وہ بات ہے جس کا پورا کرنا کوئی اپنے ذمے لے لے۔ یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ایمان والے ہر آڑے وقت پر سینہ سپر ہو کر آگے آتے رہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو شہید ہو گئے یا حق رفاقت ادا کر چکے۔ جیسے حضرت حمزہؓ اُحد کے موقعہ پر شہید ہو گئے اور بہت سوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ یہ اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان سے ذرا بھی نہ پھرے۔ بات کے پورے اور قول کے سچے رہے۔ اب آگے یہ ہوگا۔ کہ اللہ عزّ وجل سچے اور وفادار لوگوں کو ان کی سچائی اور وفاداری کا پورا پورا بدلہ دیگا۔ اور دغاباز اور قول و قرار سے پھر جانے والے ایمان کے جھوٹے مدعیوں کو اگر چاہے گا تو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا مہربانی کر کے انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کی طرف توجہ کرے گا۔ چنانچہ یہ سب باتیں دُنیا میں بھی پوری ہوئیں اور آخرت میں بھی حسب وعدہ پوری ہوں گی۔

کافروں کا انجام

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ
اور لوٹا دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو کافر ہوئے ان کے غصہ کے ساتھ
لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
نہ پائی انہوں نے کچھ بھلائی اور کافی ہوا اللہ مؤمنوں کی طرف سے
الْقِتَالَ ۚ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾
لڑنے کو اور ہے اللہ زور والا زبردست
وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اور اتار دیا انہیں جو مددگار بنے تھے ان کے کتاب والوں سے
مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
ان کے قلعوں سے

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ
اور اللہ نے منکروں کو پھیر دیا اپنے غصہ میں بھرے ہوئے
لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
کچھ بھلائی ہاتھ نہ لگی اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے
الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾
اوپر لے لی اور اللہ زور آور زبردست ہے
وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اور اہل کتاب سے جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے انہیں ان
مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
کے قلعوں سے اتار دیا

صَیَاصِیْ (پناہ اور قلعے) صِیْصِیَۃٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی پناہ کی مضبوط جگہ یا طاقتور قلعہ ہیں۔ یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔

کفار کا اکٹھا لشکر جب مدینہ کا محاصرہ کر چکا۔ تو منافقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور مسلمانوں نے دل جمعی سے ان کے مقابلے کی تیاری کی۔ ان دونوں کا اس موقعہ پر رویہ الگ الگ بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کی آزمائش پوری ہوئی۔ منافقوں کا حال کھل گیا۔ ایمان والے کامیاب ہوئے۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے کفار کو ناکام و نامراد میدان جنگ سے بھگا دیا۔ ایک ایسی ٹھنڈی اور تیز ہوا چلی کہ ان کے ہوش و حواس اُڑ گئے اور بھاگتے ہی بن پڑی۔ بڑبڑاتے ہوئے دل غصہ میں بھرے ہوئے وہاں سے فرار ہوئے۔ کچھ کام نہ بنا۔ بلکہ اپنا ایک زبردست پہلوان عمرو بن عبدِ وُد کھو بیٹھے۔ جسے حضرت علیؓ نے زیر کر کے قتل کر دیا۔ مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی۔ اللہ عزوجل نے انہیں لڑنے سے بچا لیا اور اپنی تدبیر سے دشمن کو بھگا دیا۔ جب ادھر سے میدان صاف ہو گیا۔ تو غدار بنو قریظہ کے یہودیوں کی باری آئی۔ اللہ نے انہیں بھی ان کے مضبوط قلعوں سے باہر نکالا اور وہ بھی اپنی سزا کو پہنچے۔

اللہ کی تدبیر

وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

اور ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ

اور قید کرتے ہو ایک گروہ کو اور وارث کیا تمہیں ان کی زمین

وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا

اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں اور ایک زمین کا کہ تم نے اس پر قدم نہیں رکھے

ع ۱۹ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور ہے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا

وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

اور ان کے دل میں دہشت ڈال دی کتنوں کو تم نے قتل کیا اور

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ

کتنوں کو قید کر لیا اور تم کو ان کی زمین اور ان کے

وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا

گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین جس پر تم نے اپنے قدم نہیں رکھے تھے کا

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

وارث بنایا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

یہ یہود بنی قریظہ کا بیان ہے جو اپنے مضبوط قلعوں میں مدینہ کے مشرق میں رہتے تھے اور مسلمانوں سے معاہدہ صلح کیا ہوا تھا جب کفار مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ تو یہ بھی ان کے طرف دار ہو گئے اور مسلمانوں سے جو عہد و پیمان کیے تھے سب توڑ ڈالے۔ جب کفار خندق پر سے تباہ حالی سے بھاگ گئے تو بنو قریظہ اپنے قلعوں میں جا گھسے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مسلمانوں نے فوراً ان کا محاصرہ کر لیا۔ پچیس دن کے محاصرے کے بعد تنگ آ کر انہوں نے صلح کی گفتگو شروع کی اور قلعوں سے باہر آ گئے اور اس بات کو مان لیا۔ کہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ جو ہمارے واسطے فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہو گا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہود نے بُرے وقت پر بڑی غداری کی۔ ان کے نوجوان قتل کر دیئے جائیں اور بچّے اور عورتیں قیدی بنا لیے جائیں اور ان کے مال اور جائداد کے مالک مہاجرین ہوں۔ یہ فیصلہ تورات کے حکم کے موافق تھا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ نے اپنی تدبیر سے یہود کے دل میں مُسلمانوں کا رُعب بٹھا دیا۔ تم نے ان کے جوان قتل کیے۔ بچّوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے مال و جائیداد پر مہاجروں نے قبضہ کر لیا۔ اور انصار پر سے ان کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ پھر ایک اور زمین پر تمہیں قبضہ دیا۔ جس سے مراد ہے۔ خیبر کی زمین یا فتح مکہ یا بعد کی فتوحات اسلامی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ ہی کے قبضے میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے ۔

گھریلو زندگی (الف)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ
اے نبی کہہ دے اپنی بیبیوں سے اگر ہو تم
تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
چاہتی زندگی دُنیا کی اور اس کی آرائش تو آؤ
اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾
تمہیں کچھ دے دوں اور رخصت کر دوں تمہیں چھوڑنا اچھا
وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور اگر ہو تم چاہتی اللہ کو اور اس کے رسول کو
وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
اور گھر آخرت کو

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ
اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دے کہ اگر تم دُنیا کی
تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
زندگی اور یہاں کی رونق چاہتی ہو تو آؤ تمہیں کچھ
اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾
فائدہ پہنچا دوں اور بھلی طرح رخصت کر دوں
وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو
وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو۔

اس سورت کے شروع رکوع میں ارشاد ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایمان والے سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہیں یہاں سے ازواج مطہرات کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ ایسا طرز زندگی اختیار کریں جو ان کی اولاد یعنی ایمان والے مرد اور عورتوں کے لیے نمونہ بنے۔ آپ کی گھریلو زندگی نہایت سادہ تھی جو آتا فوراً خرچ ہو جاتا اور پھر تنگی ترشی سے بسر ہوتی ازواج مطہرات نے اور لوگوں کو مال ملتے دیکھ کر چاہا ہو گا کہ انہیں بھی فراغت سے بسر کرنے کے لائق ملے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات گراں گذری اور سوچ میں پڑ گئے۔ آخر میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ تمہیں اور مسلمانوں کے لیے نمونہ بننا ہے اس لیے تم فیصلہ کر لو کہ اس کی ذمہ داری لینی ہے یا نہیں۔ اگر یہ دُنیا کا عیش و آرام چاہیں تو ان سے کہہ دو۔ کہ میں تمہیں باقاعدہ کچھ دے دلا کر طلاق دیئے دیتا ہوں۔ اور اگر آخرت کو اختیار کریں اور نبی کے گھر میں رہنا چاہیں تو انہیں اس طرح رہنا ہو گا جیسے ان سے کہا جائے گا۔ مسلمان عورتوں کو اس سے سبق لینا چاہیے کہ انہیں اپنی مقدس ماؤں کا سا ڈھنگ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اگر اسے نظر انداز کر کے اپنی خوشی پہ چلیں تو وہ ناخلف اولاد کہلائیں گی۔

گھریلو زندگی (ب)

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا
پس تحقیق اللہ نے تیار کر رکھا ہے نیکی کرنے والیوں کے لیے تم میں سے ثواب
عَظِيْمًا (۲۹) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ
بڑا اے عورتو نبی کی جو لائے تم میں سے
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
بے حیائی کا کام صریح بڑھایا جائے گا اس کے لیے عذاب
ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (۳۰)
دوچند اور ہے یہ اللہ پر آسان

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا
تو اللہ نے ان کے لیے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب
عَظِيْمًا (۲۹) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ
رکھا ہے اے نبی کی عورتو! جو کوئی تم میں صریح
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
بے حیائی کا کام کر لائے تو اسے بڑھا کر دُہرا عذاب
ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (۳۰)
دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے

ارشاد ہے کہ اے نبیؐ کی عورتو! دُنیا کی زندگی اور اس کی ٹیپ ٹاپ چاہو تو تمہارا نبیؐ کے گھر میں کوئی کام نہیں۔ قاعدے کے مطابق کچھ مال دے کر وہ تمہیں ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیں گے اور اگر اللہ اس کے رسول اور آخرت کی زندگی کو اختیار کرنا ہے تو اللہ تعالےٰ نے تم جیسی نیکوکار بیبیوں کے لیے بڑا انعام و اکرام تیار رکھا ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ تم اپنے مرتبہ کا خیال رکھو۔ بڑے مرتبہ والوں کا اجر بھی بڑا ہے۔ لیکن اگر ان سے خدانخواستہ کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے تو چونکہ اس کا اثر انہی تک محدود نہیں ہو گا بلکہ ان کے پیروؤں تک پہنچے گا۔ اس لیے ان کا عذاب بھی اوروں سے دوچند ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ عذاب کو دوگنا کر دے کیونکہ نہ کسی کا مرتبہ میں بڑا ہونا اس پر کچھ اثر ڈال سکتا ہے۔ اور نہ کسی کا کم درجہ ہونا سزا کے معاملہ میں اسے کسی رعایت کا مستحق قرار دے سکتا ہے جیسا کہ ان احکام کی عبارت ہی سے ظاہر ہے۔

نبی علیہ السلام کی ازواج ہونا حقیقت میں بڑا امر تبہ ہے۔ جو دنیا جہان کی عورتوں میں سے کسی کو نہیں مل سکتا۔ پھر بھی ان سے خطاب اسی طریقہ سے کیا جا رہا ہے جیسے عام درجے کے لوگوں سے کیا جاتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن واقعی کلام اللہ ہے۔ کیوں کہ اس میں خاص لوگوں سے بھی خطاب کا وہی طرز ہے جو عام سے ہے۔ اس آیت میں خطاب خاص ازواج مطہرات سے ہے۔ مگر طرزِ کلام وہی ہے جو عوام کے خطاب میں ہوتا ہے۔ کیوں کہ قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں:

آدابِ کلام

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اور جو اطاعت کرے تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور
تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
کام کرے نیک دیں ہم اسے اس کا اجر دو بار
وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا (۳۱)
اور تیار کر رکھا ہے اس کے لیے رزق باعزت
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اے عورتو نبی کی نہیں ہو تم مانند کسی کے عورتوں میں سے
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
اگر تم ڈر رکھو پس نہ نرمی کرو کلام میں

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت
تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
کرے اور اچھے عمل کرے دیں ہم اس کو ثواب دو بار
وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا (۳۱)
اور ہم نے اس کے واسطے عزت کی روزی رکھی ہے
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اے نبی کی عورتو! تم ایسی نہیں ہو جیسے ہر عورت
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو

يَقْنُتْ: جھکے۔ فرمانبرداری کرے مضارع ہے ق۔ن۔ت سے قنوت کے معنی ہیں عاجزی کے ساتھ دل سے جھکنا

اِتَّقَيْتُنَّ: (پرہیزگاری کرو تم) ماضی کا صیغہ ہے اتقاء سے۔ جو۔ و۔ق۔ی سے بنا ہے۔ وَقْیٌ کے معنی بچانا۔ اِتِّقَاء
بچنا مراد پرہیزگار ہونا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ارشاد ہے کہ جو تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی اسے ہم دُہرا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے ایک عزّت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تمہاری شان اوروں سے بہت بلند ہے۔ تمہیں ایسی نیک عادتیں اختیار کرنی چاہئیں۔ جن کو تمہاری دیکھا دیکھی اور عورتیں بھی اختیار کرنے لگیں۔ اس مرتبہ کی شان کا تقاضا ہے کہ تم اللہ سے ڈر کر بُری عادتوں سے بچو اور ایسی باتوں کے پاس بھی نہ جاؤ۔ جن سے خرابی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ ان میں سے ایک بات تو یہ ہے۔ کہ بوقتِ ضرورت غیر مردوں سے بات چیت نرم اور نیچی آواز میں مت کرو جو کہنا ہو وقار اور رعب کے لہجہ میں کہو۔

فحش کی روک تھام

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ
پس طمع کرے وہ جس کے دل میں ہے روگ اور کہو
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
بات معقول اور رہو اپنے گھروں کے اندر
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
اور نہ مٹکتی پھرو مٹکنا پہلے جاہلیت کے زمانہ کا سا
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ
اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ
وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ
اور فرمانبرداری کرو اللہ اور اس کے رسول کی

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ
پھر کوئی جس کے دل میں روگ ہے لالچ کرنے لگے اور
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
معقول بات کہو اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
اور مٹکتی نہ پھرو جیسے پہلے جاہلیت کے وقت میں دکھانا دستور تھا
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ
اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو
وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ
اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

قَرْنَ (قرار پکڑو) امر جمع مؤنث کا صیغہ ہے۔ و۔ق۔ر سے۔ وقر کے معنی اطمینان اور سکون سے ٹھہرے رہنا۔ تَبَرُّجٌ (ابھرنا، نمایاں ہونا) باب۔ ر۔ج سے بنا ہے۔ برج بلند اور نمایاں چیز کو کہتے ہیں۔ تبرج: اٹھانا، دکھانا، ظاہر کرنا۔ یہاں اس سے مراد ہے ایسے لباس میں نکلنا جس سے بدن کی خوبصورتی اور بناوٹ ظاہر ہو جو ننگا پھرنے کے برابر ہے۔ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى: پہلا زمانہ جاہلیت کا۔ اس وقت عورتیں بے حیائی کے ساتھ تقریباً ننگی پھرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ مرد ان کی طرف دیکھیں۔

ارشاد ہے کہ نرم آواز سے نازک الفاظ اور اشاروں سے بات کرو گی تو ایسے لوگ جن کے دل میں لالچ اور خراب خواہشوں کا زور ہے۔ للچائی ہوئی نگاہ سے تمہاری طرف دیکھنے لگیں گے۔ اس لیے بوقت ضرورت جو کچھ کسی مرد سے کہنا ہو سخت لہجہ میں کہو اور ہمیشہ ایسی بات کہو جو بھلی اور شائستہ ہو اور اپنا ٹھکانا اپنے گھروں کو بناؤ۔ اور اس طرح باہر مت پھرو جیسے پہلے زمانہ میں ادب اور قاعدے سے ناواقف عورتیں اپنے بدن کے خوبصورت حصوں کی نمائش کرتی پھرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ مرد ان کی طرف دیکھیں اور مائل ہوں یہ باتیں چھوڑو اور اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور ان قاعدوں کا خیال رکھو جو تمہیں (سورۂ النور میں) بتا دیئے گئے ہیں۔ باقاعدہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لگی رہو۔

احکام کا مقصد

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ
(بات یہی ہے کہ چاہتا ہے اللہ یہ کہ دور کرے تم سے)
الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ
(گندگی اے نبی کے گھر والو اور بہ پاک کرے تم کو)
تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی
(پاکیزگی دے کر اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں)
فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ
(تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں)
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾ ع
(تحقیق اللہ ہے اندرونی باتیں جاننے والا خبر رکھنے والا)

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ
اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور
الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ
کرے اے نبی کے گھر والو اور تم کو پاک کر دے
تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی
پاکیزہ کرنا اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں
فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ
اللہ کی آیتیں اور عقلمندی کی باتیں پڑھی جاتی ہیں بے شک
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾ ع
اللہ بھید جاننے والا خبردار ہے

رِجۡس: ناپاک گندی باتیں یہاں اس سے مراد گندی باتیں اور گندے خیالات ہیں۔

اَہۡلَ الۡبَیۡتِ: گھر والے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں اور وہ جنہیں آپ نے اپنے اہلبیت میں تبرکاً داخل فرمایا

ارشاد ہے کہ تم پر یہ پابندیاں اس لیے عاید کی گئی ہیں۔ کہ تم گندی باتوں اور بُرے خیالات سے الگ رہو۔ اور تمہارا دل پاک صاف ہو۔ اور تم اچھی باتیں اور درست اخلاق سکھانے میں دوسروں کے لیے نمونہ بنو۔ یہ اندرونی صفائی اور پاکیزگی اسی سے حاصل ہوگی۔ کہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے اور اس کے رسول کے کہنے پر چلو اور ایسی بات تم سے کوئی سرزد نہ ہونے پائے جو ان کی ناراضی کا باعث ہو۔

تمہارے اوپر اللہ عزوجل نے خاص فضل فرمایا ہے کہ تمہارے گھروں میں ہر وقت قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں ان چیزوں کا بنانے والا اللہ عزوجل سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ جو ہر کام کے انجام اور ہر بات کی تہ سے پورے طور پر واقف ہے۔ اور ہر چیز کی حالت سے پورا پورا خبردار ہے۔ اللہ ہی نے مہربانی فرما کر اپنے رسول کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ ان کے ذریعے یہ سب باتیں سمجھا دے:

مرد اور عورت کی برابری (۱)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

تحقیق اسلام والے اور اسلام والیاں اور ایمان والے اور ایمان والیاں

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ

اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں اور تواضع کرنے والے

وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور تواضع کرنے والیاں اور صدقہ کرنے والے اور صدقہ کرنے والیاں

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد

وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں

قرآن مجید میں عام طور پر احکام کے اندر آدمیوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ان میں اخلاق کی درستی، اچھی عادتوں کا اختیار کرنا، نیک ہونے کا ثواب، برائی کا عذاب سبھی کا بیان ہے۔ بعض عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم عورتوں کے لیے کیا حکم ہے۔ یہ سب کچھ تو مردوں سے خطاب کرکے کہا جا رہا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نیک کاموں کی کوشش کرنے میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ اور اس میں الگ الگ آدمیوں اور عورتوں کا ذکر کرکے بتا دیا گیا کہ جو اچھی عادتیں اختیار کرے گا مرد ہو یا عورت اس کو اس کا برابر اجر ملے گا۔ اور دس صفتیں بیان کرکے کھول کر بتا دیا۔ کہ ان کے اختیار کرنے والے مرد اور عورت ثواب میں یکساں ہیں۔ کوئی فرق نہیں۔ ان دس صفتوں سے کوئی نیک کام یا خلق باہر نہیں رہ جاتا۔

۱۔ اسلام یعنی حکم بجالانے کے لیے تیار ہو جانا۔

۲۔ ایمان یعنی عقیدہ درست کرنا۔

۳۔ عبادت یعنی حکم کے مطابق کام شروع کر دینا

۴۔ صدق یعنی قول و فعل میں سچائی اور دیانت

۵۔ صبر یعنی نیک کاموں کے لیے مصیبتیں جھیلنا

۶۔ تواضع۔ یعنی اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار اور لوگوں سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا

۷۔ خیرات یعنی اپنے مال میں سے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا

مرد اور عورت کی برابری (ب)

الصّٰٓئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ

روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور حفاظت کرنے والے اپنی شرمگاہوں کی

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ

اور حفاظت کرنے والیاں اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (۳۵)

تیار کر رکھی ہے اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر بڑا

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

اور نہیں ہے کسی مومن اور مومنہ کے لیے جب فیصلہ کر دے

اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ

اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا کہ رہے ان کو

الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

اختیار اپنے کام کا

وَالصّٰٓئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ

اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (۳۵)

اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہے مغفرت اور اجر بڑا

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

اور نہیں ہے کسی ایماندار مرد اور ایماندار عورت کے لیے کہ جب اللہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ

اور اس کا رسول کوئی کام مقرر کر دے تو ان کو اپنے

الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

کام کا اختیار باقی ہے

(۸) روزہ رکھنا یعنی اللہ کے حکم کے مطابق ایک مقررہ وقت تک اپنی جائز خواہشیں پوری کرنے سے رُکے رہنا (۹) حفاظت فروج یعنی اپنی شہوت کے مقامات کو قابو میں رکھنا کہ کوئی خلاف قاعدہ کام نہ کر سکیں (۱۰) ذکر اللہ یعنی اللہ کو کثرت سے یاد کرنا۔ جو مرد یا عورت ان دس باتوں پر عمل کریں گے۔ ان کے لیے اللہ کے ہاں بخشش اور بڑا ثواب تیار ہے۔ آگے بتایا۔ کہ جب تم مرد ہو یا عورت اللہ عزوجل کے فرمانبردار رہنے کا اقرار کر چکے۔ تو خوب کان کھول کر سُن لینا چاہیئے کہ اب تمہیں یہ اختیار حاصل نہیں کہ جس بات کے ہونے کا فیصلہ اللہ اور رسول کر دیں۔ اس میں اپنی مرضی چلاؤ اور حیل وحجت کرو۔ اب تمہیں ان کے حکم کے آگے سر جھکانا چاہیئے اور جو حکم دیں اسے ٹال مٹول کیے بغیر بجالانا چاہیئے۔

یہ اُس واقعہ کی تمہید ہے۔ جس کی رُو سے ایک بہت پرانی رسم مٹائی گئی اور اللہ کریم کو یہ منظور ہوا کہ زبانی ہدایت کے ساتھ اس رسم کو عملی طور پر مٹا کر بھی دکھا دیا جائے۔ اس لیے جن کے ذریعہ یہ رسم مٹائی جائے گی۔ انہیں تنبیہ کی گئی کہ تم بلا حجت اس پر عمل کرو۔ جس کے کرنے کا اللہ اور رسول حکم دیں۔

فضول رسم مٹ کر رہے گی (رک)

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ
اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ بھٹک گیا
ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (۳۶) وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ
بھٹکنا صریح اور جب کہا تو نے اس شخص سے
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ
کہ انعام کیا اللہ نے اس پر اور انعام کیا تو نے اس پر روک رکھ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ
اپنے پاس اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے اور چھپاتا تھا تو
فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى
اپنے دل میں وہ جو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو ڈرتا تھا
النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ
لوگوں سے حالانکہ اللہ زیادہ مستحق ہے کہ ڈرے تو اس سے

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ
اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی سو وہ راہ سے
ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (۳۶) وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ
صریح چوک کر اور جب تو اس شخص سے کہنے لگا
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ
جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ
اپنی بیوی کو اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل
فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى
میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ کھولنا چاہتا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا
النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ
تھا اور حالانکہ تجھے اللہ سے ڈرنا چاہیئے ؛

ارشاد ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ سیدھے راستہ سے ہٹ گیا اور اس کی گمراہی صاف ظاہر ہے اس کے بعد اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعے ایک بری رسم مٹائی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ زید نامی ایک شخص شریف عرب تھے اور حارث کے بیٹے تھے بچپن میں کوئی ظالم انہیں پکڑ کر لے گیا اور مکہ میں غلام بنا کر بیچ دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے انہیں خرید کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا کچھ دن بعد ان کے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو ان کے باپ، چچا اور بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ کچھ معاوضہ لے لیں اور اسے ہمیں دے دیں۔ آپ نے فرمایا معاوضہ کی کچھ ضرورت نہیں اگر یہ جائیں تو یوں ہی لے جاؤ مگر حضرت زیدؓ نے آنحضرتؐ کے پاس رہنا پسند کیا۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے بیٹا بنا لیا اور چاہا کہ ان کا نکاح زینبؓ بنت جحش سے کر دیں جو آپ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی نے اس رشتہ کو پسند نہ کیا۔ اس سے پہلی آیت اتری کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر مسلمانوں کو بے چون وچرا عمل کرنا چاہیئے۔ حضرت زینبؓ نے اللہ کے رسول کے حکم کے آگے سر جھکایا اور شادی ہوگئی۔

فضول رسم مٹ کر رہے گی (ب)

لیکن میاں بیوی کی طبیعت نہ ملی اور روزانہ جھگڑے ہونے لگے۔ زید آتے اور آپ سے شکایت کرتے کہ ان روزانہ جھگڑوں سے بہتر تو یہ ہے کہ میں زینبؓ کو طلاق دے دوں یہاں سے اس آیت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ ارشاد ہے کہ زیدؓ پہ اللہ نے یہی احسان کیا کہ شرف اسلام سے مالا مال کیا اور اے رسول تو نے بھی اس پہ احسان کیا کہ اپنا بیٹا بنایا اور اپنی پھوپھی زاد بہن سے شادی کر دی۔ جب اس نے جھگڑے کی وجہ سے اس کو طلاق دینا چاہا تو تو نے انہیں سمجھایا کہ اس میں ایک شریف خاتون کی رسوائی ہو گی۔ طلاق نہ دے، اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے ساتھ ہی رکھ۔

اس نصیحت کی تہ میں چند خیال تھے جو آپ دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ ایک تو یہ کہ زینبؓ نے اپنی مرضی کے خلاف آپ کے کہنے سے زیدؓ سے شادی کی تھی۔ طلاق کے بعد اسے صدمہ ہو گا جس کی تلافی یونہی ہو سکتی ہے کہ میں خود اس کی دلجوئی کے لیے اس سے شادی کر لوں۔ دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل کی جانب سے الہام بھی ہو چکا تھا کہ منہ بولے بیٹے اور اصلی بیٹے میں فرق ظاہر کرنے کے لیے یہ کرنا پڑے گا کہ زیدؓ کے طلاق دے دینے کے بعد میری زینبؓ سے شادی ہو۔ تیسرے یہ کہ اس میں اندیشہ تھا کہ شادی کے بعد لوگ میری نسبت طرح طرح کے جھوٹے چرچے کریں گے اور لوگوں کو میری طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کر کے اپنی عاقبت خراب کریں گے اور اسلام کو اس بہانے سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسی قسم کے خیالات کی طرف آیت میں ارشاد ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے دل میں یہ ڈر تھا کہ لوگ اس واقعہ کی وجہ سے تجھے بدنام کریں گے اور اسے اسلام کی توہین کا ذریعہ بنائیں گے۔ لوگوں سے ڈرنا تیری شان کے لائق نہیں۔ یہ حق اللہ ہی کو پہنچتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے اس کے مقابلہ میں اور کوئی ایسا نہیں کہ تیرے دل میں جس کا ڈر ہو۔

اس کے بعد جو ہونا تھا وہ ہوا۔

زیدؓ بن حارث نے زینبؓ کو طلاق دے دی۔ عدت گذر جانے کے بعد اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ ہم نے تیرا نکاح زینبؓ سے کر دیا۔ اس کا ذکر اور اس کی وجہ آگے تصریح کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ لے پالک کسی کا اصلی بیٹا نہیں ہو جاتا اور اس کے احکام وہ نہیں ہو سکتے جو صلبی بیٹے کے ہوتے ہیں ؎

اللہ کا حکم اٹل ہے

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

پس جب پوری کرچکا زید اس سے غرض ہم نے تیرے نکاح میں دے دیا اسے

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

تاکہ نہ رہے مسلمانوں پر تنگی

فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

بیویوں کے بارے میں اپنے لے پالکوں کی جب وہ پوری کرچکیں ان سے

وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

غرض اور رہے گا اللہ کا حکم پورا ہو کر

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

پس جب زید اس سے اپنی غرض تمام کرچکا تو ہم نے اسے تیرے نکاح میں

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں

فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

سے جب وہ ان سے اپنی غرض تمام کرلیں

وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

گناہ نہ رہے اور اللہ کا حکم اٹل ہے

ارشاد ہے کہ جب زید کی شادی کی خوشی ختم ہوچکی اور اسے اپنی بیوی سے آیندہ کوئی غرض نہ رہی تو ہم نے زینب کو تیرے نکاح میں دے دیا اور یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ مسلمان اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے جب وہ بیٹے اپنی شادی کر لینے کے بعد اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں اور عدّت گذر جائے تو نکاح کرنے میں ذرا بھی نہ جھجکیں۔ اللہ کا اس بارے میں حکم بھی ہوا اور اللہ کا حکم بہرحال لازمی طور پر پورا ہو کر رہتا ہے۔

دُنیا کی اکثر قوموں میں دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد بنا لینے کا رواج ہے۔ عرب میں بھی یہی دستور تھا کہ جس شخص کو اپنے منہ سے کسی نے بیٹا بنا لیا، تو بس وہ اس کا بیٹا ہوگیا۔ اب اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا۔ جو اصلی بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ عزوجلّ نے اس رسم کو ہمیشہ کے لیے مسلمانوں سے ختم کرنا چاہا۔ پہلے قرآن حکیم میں حکم بیان کر دیا۔ کہ منہ بولا اور صلبی بیٹا برابر نہیں ہوتے۔ پھر اسے عملاً پورا کرکے دکھا دیا گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بیٹا بنا لیا۔ حکم ہوا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ بنت جحش سے اس کا نکاح کر دے۔ نکاح ہوا اور پھر میاں بیوی میں ناچاقی ہوئی زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی۔ حکم ہوا۔ کہ ہم نے زینبؓ سے تیری شادی کر دی اس سلسلہ میں آپ قدرے جھجکے بھی۔ ارشاد ہوا کہ اس میں مرضی کی بات نہیں۔ ہم نے اس قضیہ کو اسی طرح ہی چکانا ہے ؂

نبی اللہ کے تابع فرمان ہیں

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا

اس بات میں کوئی تنگی نبی پر ہے نہیں

فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

جو مقرر کر دی اللہ نے اس کے لیے یہی طریقہ رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں۔

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

جو گذرے پہلے اور ہوتا ہے اللہ کا حکم

قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾

مقرر کیا ہوا ٹھیک اندازہ سے

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا

نبی پر اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں جو اللہ نے اس

فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

کے لیے مقرر کر دی جیسے اللہ کا دستور ان لوگوں میں

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

رہا ہے جو پہلے گذرے اور اللہ کا حکم

قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾

مقرر ٹھہر چکا ہے

ارشاد ہے کہ نبی کے لیے تو راستہ بالکل آسان ہے۔ اسے سوا اللہ کے کسی کی رضامندی اور ناراضی کا خیال ہی نہ ہونا چاہیے۔ اسے نہ کسی کے طعن و تشنیع کا ڈر ہونا چاہیے اور نہ بدنامی کے خوف سے اسے بے چین ہونا چاہیے جس بات کا حکم اللہ کی طرف سے آچکا۔ کہ یہ اس طرح ہونی چاہیے۔ اور جس معاملہ کا اس نے فیصلہ فرما دیا کہ یہ اس صورت سے طے ہوگا۔ اس کے بعد نہ کچھ سوچ بچار کا موقعہ ہے اور نہ کسی قسم کی جھجک مناسب ہے جتنے نبی پہلے گذرے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا یہی طریقہ رہا ہے کہ جس بات کی ہم نے انہیں اجازت دی۔ اس کے کرنے میں انہیں کبھی بھی ذرا جھجک نہیں ہوئی اور جس سے ہم نے روک دیا اس کے قریب بھی وہ کبھی نہ پھٹکے۔ چنانچہ تیرا طرز عمل بھی اب تک اسی معیار پر ہمیشہ پورا اترتا رہا ہے۔ پھر اس کے بارے میں پس و پیش اور جھجک کے کیا معنی۔ اللہ عزوجل نے لے پالک کے معاملہ کا فیصلہ اسی طرح کرنا منظور فرمایا۔ کہ تیری شادی تیرے متبنّیٰ زید کی مطلقہ بیوی سے ہو۔ اور آئندہ کسی کو اس معاملہ میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے۔

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جو حکم نافذ فرماتا ہے وہ خوب سوچ سمجھ کر اپنی مناسب شکل میں پہلے ہی مقرر کر چکا ہوتا ہے اور جن کو اللہ اپنا رسول مقرر کر دیتا ہے۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں اور اس کے بجا لانے میں ذرا نہیں جھجکتے۔

رسولوں کی شان (الف)

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ
وہ جو پہنچاتے ہیں پیغامات اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے
وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ
اور نہیں ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور
كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (٣٩) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
کافی ہے اللہ حساب لینے والا نہیں ہے محمد
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے
اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
اللہ کا اور مہر ختم کا نشان نبیوں کے اور ہے اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (٤٠)
ہر چیز کا جاننے والا

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ
وہ لوگ جو اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں
وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ
اور کسی سے نہیں ڈرتے سوا اللہ کے اور
كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (٣٩) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اللہ کفایت والا کافی ہے محمد تمہارے مردوں
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن اللہ کا رسول
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
ہے اور مہر ہے سب نبیوں پر اور اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (٤٠)
سب چیزوں کا جاننے والا ہے

ارشاد ہے کہ یہ رسول وہ لوگ ہیں جو اللہ کے سارے پیغام لوگوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ ان کے دل میں اللہ عزوجل کا خوف ہوتا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے۔ اللہ کے رسولوں کی یہ خصوصیات ہیں تم بھی اے محمدؐ انہی میں سے ہو اور تم نے اللہ کا پیغام بے دھڑک اس کے بندوں کو پہنچا دیا ہے سے پالک کی بابت احکام پہنچانے کا ہم نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ زینب کی شادی پہلے تمہارے متبنیٰ زید سے ہو اور پھر وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں۔ پھر زیدؓ، زینبؓ کو طلاق دے اور عدّت گزرنے کے بعد اس کا نکاح آپ سے کر دیا جائے اللہ ہر کام کے طریقے مقرّر کرنے اور پھر ان کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے بالکل کافی ہے۔ لوگو! سن لو۔ یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے شادی کر لی۔ بالکل غلط ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے باپ نہیں۔ ان کے جو بیٹے ہوئے بھی تھے وہ تو چل بسے۔ اس عمر تک پہنچے ہی نہیں جو مرد کہلائیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے سلسلہ کے ختم ہو جانے کی صریح اور پختہ علامت ہیں۔

رسولوں کی شان (ب)

ان سب کے آخر میں آنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ گویا سارے سلسلہ کو ختم کرکے آخری مہر لگادی کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو آئندہ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور آپ نے جو پیغام پہنچایا ہے وہ تمام رسولوں کے پیغاموں کا خلاصہ اور ان کی مکمل شکل ہے اور یہ خلاصہ قرآن مجید میں رکھ دیا گیا ہے۔ اب یہ قیامت تک دُنیا کے لوگوں کی ہر حالت، ہر زمانے اور ہر مقام میں رہنمائی کرے گا۔ ہر ضرورت جو انسان کو پیش آئے گی۔ اس کے پورا کرنے کا طریقہ جو اس وقت کے لیے موزوں ہوگا۔ وہ قرآن مجید ہی سے ملے گا۔ کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ عقل مند لوگ اسی قرآن میں سے ہر مشکل کا حل ڈھونڈ نکالیں گے۔ آیت سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ وہ جھوٹا ہوگا۔ اور اس کا دعویٰ کسی طرح بھی قابلِ تسلیم نہ ہوگا۔

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آخر زمانہ میں جو تشریف لائیں گے۔ وہ ایک خاص ضرورت کے پورا کرنے کے لیے آئیں گے اور وہ ہرگز یہ نہ کہیں گے۔ کہ میں نبی کی حیثیت سے آیا ہوں۔ وہ آپ کے ایک اُمتی ہوں گے اور دُنیا کے آخری فتنہ پرداز دجّال کے قتل کے لیے آئیں گے۔ وہ کوئی اپنا نیا فرقہ نہ بنائیں گے۔ اسلام کے احکام کے تابع ہوں گے۔ اور شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہر کام کریں گے اور جب اپنا کام انجام دے چکیں گے۔ تو وفات پاجائیں گے۔ نہ ان کے پیچھے ان کا کوئی گروہ رہے گا اور نہ ان کے خلیفہ مقرر ہوں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین اس معنی میں بھی ہیں۔ کہ آپ سے پہلے جتنے نبی گذرے۔ وہ سب آپ ہی کے نورِ نبوت سے مستفید ہوتے تھے۔ اور ہر ایک کی نبوت کی سند پر آپ کی مہر تصدیق ہی ثبت ہوتی تھی وہ آپ ہی کی روشنی کو دنیا میں اپنے اپنے وقت کے حالات کے مطابق پھیلانے آئے تھے۔

آخر میں اس ہدایت اور روشنی کی تکمیل کے لیے انہیں خود بہ نفسِ نفیس بھیجا گیا۔ آپ نے اسے تکمیل تک پہنچا دیا۔ اب آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

اللہ تعالےٰ نے یہ سب کچھ اپنے علم کے مطابق کیا اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اللہ عزّوجلّ اس ازلی نور کے خزانہ پر اپنی مکمل رحمت اور درود و سلام نازل فرمائے! آمین ۔

اللہ کی یاد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کو

ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

یاد کرنا بہت اور پاکی بیان کرو اس کی صبح اور

اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ

شام وہی ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اس کے فرشتے تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے طرف

النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

روشنی کے اور ہے وہ ایمان والوں پر رحم کرنے والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو ! اللہ کو یاد کرو

ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

بہت زیادہ یاد کرنا اور پاکی بیان کرتے رہو اس کی صبح

اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ

اور شام وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اور اس کے فرشتے تاکہ تم کو اندھیروں سے اجالے

النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

میں نکالے اور وہ ایمان والوں پر مہربان ہے

اللہ عزوجل نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان کی ہدایت کی تکمیل کے لیے بھیجا۔ انہوں نے دُنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے انسان کو وہ گُر بتاتے۔ کہ اگر نہ بتائے جاتے تو کبھی کامیابی کا منہ نہ دیکھتا اور سیدھے راستے پر اس کا قدم کبھی نہ جمتا۔ آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کرکے یہ بتا دیا۔ کہ اب انسان کو نیک کام دل جما کر اطمینان سے کرنے چاہئیں اب نہ انتظار میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ سستی اور کاہلی اختیار کرنے کا کوئی بہانہ ہو سکتا ہے۔ کمر کس کر میدان عمل میں اترو اور کام کرو۔

ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ تمہارا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اللہ کو بکثرت یاد کرو۔ دل سے اس کی تسبیح کو صبح شام اپنا ورد بناؤ۔ اس کے احسانات تم پر بے شمار ہیں۔ وہ اپنی رحمت تم پر نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے حکم سے رحمتیں لے کر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ رحمتیں قرآن حکیم کی آیتیں ہیں جن کے ذریعے اللہ عزوجل تمہیں جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا ہے اور تم پر سیدھا راستہ واضح ہو جاتا ہے۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ اپنے ایمان والے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اس نے دُنیا میں انہیں اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچا لیا۔

نبیؐ کی شان

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ
اور ان کی دعا جس دن وہ اس سے ملیں گے سلام ہوگی اور تیار کیا ہے
لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
ان کے لیے ثواب عزت کا اے نبی تحقیق ہم نے
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ
بھیجا تجھے گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور
دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾
بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ منیر

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ
جس دن اس سے ملیں گے ان کی دعا سلام ہے اور ان کے واسطے
لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے اے نبی ہم نے تجھے بھیجا
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ
بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور
دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾
اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ

پہلے ارشاد ہوا کہ اللہ عزوجل نے ایمان والوں پر دنیا میں بڑی رحمت فرمائی۔ کہ انہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کی گمراہی کے اندھیروں سے نجات دے کر روشنی میں پہنچایا۔ اس آیت میں ان کی آخرت کی حالت کا بیان ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ ایمان والے آخرت میں جب اللہ عزوجل سے ملیں گے۔ تو ان کو ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئیں گی اور یہی پہلا تحفہ ہوگا جو انہیں اللہ عزوجل کی طرف سے عنایت ہوگا۔ اور اسی لفظ سے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ کر پہلا لفظ یہی ہوگا جو ان کے منہ سے نکلے گا۔ اور اللہ عزوجل نے بڑی عزت اور شان والا اجر ان کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے تجھے دنیا میں سب کے اوپر گواہ، اچھوں کو خوشخبری سنانے والا، بدکاروں کو ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے انسان کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشنی پھیلانے والا مخزن نور بنا کر بھیجا ہے۔ جو سورج کی طرح خود بھی چمک دار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہ ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جو وہ کہتے ہیں۔ اس کی تصدیق اپنے عمل سے کرتے ہیں اور قیامت کے دن تمام انبیاء کی بابت گواہی دیں گے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اس کے بندوں کو ٹھیک پہنچا دیا تھا اور نیز تمام امت کے افراد کی بابت گواہی دیں گے کہ کس کا راستہ سیدھا تھا اور کون ٹیڑھا چلتا تھا۔

ایمان والوں کو بشارت

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو یہ کہ ان کے لیے ہے اللہ کی طرف سے

فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ

بزرگی بڑی اور مت کہنا مان انکار کرنے والوں کا اور

الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ

دغا بازوں کا اور درگزر کر ان کی ایذا رسانی سے اور بھروسہ کر

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾

اللہ پر اور کافی ہے اللہ کام بنانے کے لیے

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کے لیے اللہ کی

فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ

طرف سے بڑی بزرگی ہے اور کہا مت مان منکروں کا اور

الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ

دغا بازوں کا اور چھوڑ دے ان کا ستانا اور بھروسہ کر

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾

اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پہلے ارشاد ہوا کہ تمہیں بھلے اور بُرے اعمال پر گواہ، خوش خبری سنانے والا، ڈرانے والا اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور ہر طرف روشنی پھیلانے والا چراغ بنا کر دُنیا میں بھیجا ہے۔ اور ان تمام کاموں کے انجام دینے میں تمہارا مددگار اور کارساز اللہ عز وجل ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایمان والوں کو بشارت دو۔ کہ اللہ کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ اگرچہ اس وقت عارضی طور پر صورت حالات تسلی بخش نہ ہوں اور دشمنوں نے چاروں طرف سے نرغے میں لے رکھا ہو۔ طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہوں اور کسی موقعہ پر ستانے سے نہ چوکتے ہوں۔ لیکن عنقریب تم ان سب پر غالب آجاؤ گے۔ اور دنیا اور آخرت میں تمہیں اس رسول اور قرآن کی بدولت سب پر فضیلت حاصل ہوگی۔

پھر ارشاد ہے کہ اپنے فرائض کے انجام دینے میں کسی کافر اور منافق کی رُو رعایت مت کرو۔ اور ان باتوں اور حرکتوں سے جو اذیت تمہیں پہنچے اس کی پرواہ مت کرو۔ یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ تو صرف اللہ پر بھروسہ کرو۔ اس کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اس کے سامنے سب عاجز اور لاچار ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے سارے کام بنانے کے لیے بالکل کافی ہے۔ اس کو کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں اور سب اس کے سہارے کے محتاج ہیں ؀

غیر مدخولہ کی طلاق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نکاح کرو تم مومن عورتوں سے

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

پھر طلاق دو انہیں پہلے اس کے کہ ہاتھ لگاؤ انہیں

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

پس نہیں تمہارے لیے ان پر کوئی عدت کہ پوری کراؤ اسے

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (۴۹)

پس کچھ ان کو دے دو انہیں اور چھوڑ دو انہیں چھوڑنا اچھا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں کو نکاح میں لاؤ

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

پھر ان کو چھوڑ دو اس سے پہلے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

سو ان کو عدت میں بٹھانا تمہارا حق نہیں کہ گنتی پوری کراؤ

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (۴۹)

سو ان کو کچھ فائدہ پہنچا دو اور بھلی طرح سے رخصت کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے ذکر کے ضمن میں عام مسلمان عورتوں کو کچھ ہدایات دی گئیں۔ اور لے پالک کی مطلقہ بیوی سے شادی کرنا قانوناً جائز قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں عورت و مرد کے تعلقات کے بارے میں ایک اور عام ہدایت کی جاتی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی مسلمان مرد جب کسی عورت سے شادی کرلے اور پھر اس سے ملے بغیر کسی وجہ سے طلاق دے دے تو اس صورت میں عورت پر عدت واجب نہیں اور نہ مرد کو پورا مہر دینا پڑے گا۔

ارشاد ہے کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ وہ سُن لیں کہ جب ان میں سے کوئی مرد کسی مسلمان عورت سے شادی کرے اور پھر اس سے پہلے کہ میاں بیوی کی بالکل تنہائی میں باہم ملاقات ہو۔ کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ طلاق دینی پڑ جائے۔ تو اب تمہارے لیے یہ لازم نہیں۔ کہ عورت سے عدت کے دن گن کر پورے کراؤ۔ وہ چاہے تو تمہارے طلاق دینے کے ساتھ ہی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر مہر مقرر کر چکا تھا تو اس کو آدھا مہر دینا پڑے گا۔ (جیسا کہ سورۃ البقرہ میں گذرا)

اور اگر مہر کا ذکر نہ آیا تھا تو کچھ مہر دینا نہ پڑے گا۔ البتہ حیثیت کے مطابق کچھ مثلاً کپڑوں کا ایک جوڑا دے دلا کر اچھے طریقہ سے اُسے رخصت کر دینا چاہیئے تاکہ کچھ اس کے آنسو پونچھ جائیں اور اس ناگہانی واقعہ سے جو صدمہ اسے پہنچا۔ اس کی تلافی ہو جائے۔ یہ عام حکم ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مسلمان شامل ہیں ؛

نبی کے لیے احکام

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ
اے نبی تحقیق ہم نے حلال کیں تیرے لیے تیری بی بیاں جن کے
اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ
دے چکا ہے تو مہر اور جس کا مالک ہو تیرا دایاں ہاتھ
مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ
ان میں سے جو بغیر لڑے جنگ میں دیں اللہ نے تجھے اور بیٹیاں تیرے چچا کی
وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ
اور بیٹیاں تیری پھوپھیوں کی اور بیٹیاں تیرے ماموں کی اور بیٹیاں تیرے
خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ز
خالاؤں کی جنہوں نے ہجرت کی تیرے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ
اے نبی ہم نے تیرے لیے عورتیں حلال کیں جن کے
اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ
مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کا مال ہو
مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ
جو اللہ نے تیرے ہاتھ لگادیں اور تیرے چچا کی بیٹیاں
وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ
اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیرے
خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ز
خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بغیر اللہ کے حکم کے نہیں کرتے تھے۔ ان کے معمولی کاموں کے لیے بھی فیصلے اللہ کی طرف سے صادر ہوتے تھے۔ نکاح اور طلاق کے بارے میں عام احکام نازل ہوچکے تھے۔ پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں خاص طور پر اس آیت میں پھر احکام کی تصریح کی گئی۔ تاکہ اس میں کوئی شبہ نہ رہے کہ آپ نے اس بارے میں جو قدم اٹھایا۔ وہ اللہ کے حکم کے بالکل مطابق تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جتنی عورتیں تیرے نکاح میں اس وقت ہیں قریش سے ہوں یا نہ ہوں۔ مہاجر ہوں یا نہ ہوں وہ ہم نے تیرے لیے حلال کردیں۔ نیز وہ لونڈیاں جو کفار کی جنگ میں اللہ کے حکم سے تیرے ہاتھ لگیں۔ وہ بھی تیرے لیے بغیر نکاح کے حلال ہیں۔ اسی طرح تیرے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا تیرے لیے جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ ہجرت کرکے مدینہ چلی آئیں۔ معلوم ہوا کہ تعداد ازواج کے بارے میں آپ کے لیے چار کی حد مقرر نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ کے لیے حد مقرر نہ ہونے کے اندر بہت سی مصلحتیں ہیں اور اللہ کی رضامندی اس کے ساتھ ہے۔

خاص رعایتیں

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا
اور کوئی عورت مسلمان اگر بخش دے اپنا آپ
لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ
نبی کو اگر چاہے نبی کہ نکاح میں لے اسے
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ
خاص ہے یہ تیرے لیے سوا سب مسلمانوں کے تحقیق
عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ
جانا ہم نے جو مقرر کیا ان پر ان کی عورتوں کے بارے میں
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
اور جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا
اور مسلمان عورت اگر بخش دے اپنی جان نبی کو
لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ
اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ
یہ خاص تیرے لیے ہے سوا اور سب مسلمانوں کے ہم نے
عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ
ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
میں جو مقرر کر دیا ہے ہمیں معلوم ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت اپنے آپ کو بلا مہر آپ کے حوالہ کرنا چاہے اور آپ کی مرضی ہو کہ اس سے اس طرح نکاح کرلیں تو کرسکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ بلا مہر نکاح کی اجازت صرف آپ کے لیے خاص ہے۔ واضح رہے کہ آپ نے عملاً اس سے کبھی فائدہ نہ اٹھایا۔

ارشاد ہے کہ باقی مسلمانوں کے لیے وہی حکم ہے۔ جو ہم نے علم کامل کے مطابق مقرر کر دیا۔ یعنی حسب دستور مہر مقرر کرکے گواہوں کے سامنے نکاح کریں۔ نیز وہ ایک وقت میں چار سے زائد عورتیں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتے۔ اور وہ بھی چند شرائط کے ساتھ۔ اسی طرح جنگ میں پکڑی ہوئی کافر عورتوں کی بابت بھی ان کے لیے خاص احکام ہیں جو اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں۔

اسلام میں صاف صاف اور کھلے قواعد ہر چیز کے موجود ہیں۔ جو شخص ان کے مطابق چلے۔ اس پر کوئی الزام نہیں۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصتیں اللہ کی طرف سے ملی ہیں۔ ان پر عمل کرنا آپ کے لیے جائز ہے اور یہ عمل قانون کے عین مطابق ہوگا۔

مزید رعایت

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ
تاکہ نہ ہو تجھ پر کوئی تنگی اور ہے اللہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ
بخشنے والا مہربان پیچھے ہٹا دے جسے چاہے تو ان میں سے
وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
اور پاس رکھے اپنے جس کو چاہے اور جسے لینا چاہے تو
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ
ان میں سے جنہیں دور کر دیا تھا تو نے پس نہیں کوئی گناہ تجھ پر

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ
تاکہ تجھ پر تنگی نہ رہے اور اللہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ
بخشنے والا مہربان ہے تو ان میں جس کو چاہے پیچھے رکھ دے
وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو تیرا جی چاہے ان میں
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ
جنہیں کنارے کر دیا تھا تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر

ارشاد ہے کہ یہ خاص رعایت تیرے ساتھ اس لیے کی گئی ہے۔ کہ تیرا وقت فضول جھگڑوں میں صرف نہ ہو اور اصل فرائض ہیں جن کا پورا کرنا تیرے ذمہ ہے کوئی حرج واقع نہ ہو اور یہ سب اللہ کی صفت مغفرت اور رحمت کے تحت واقع ہوا۔ چنانچہ تجھے اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ اپنی بیویوں کو جس طرح چاہے رکھے۔ خواہ کسی سے دُور رہے۔ یا کسی کو اپنے پاس رکھے اور جس کو اپنے سے دور رکھ دیا ہے۔ اسے اگر چاہے تو پھر پاس بلا لے۔

غرض بیویوں کے بارے میں تیرے اوپر کوئی پابندی نہیں نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کے پاس باری باری سے برابر مدت تک رہے۔ جیسا کہ کئی بیویوں والے کے لیے ذمہ لازم ہے۔ بیویوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا اختیار تھا۔ کہ جس طرح چاہے رکھیں۔ پھر بھی آپ نے ان رخصتوں سے کبھی فائدہ نہ اٹھایا۔ برابر عدل و انصاف کے ساتھ ہر ایک کی باری میں اس کے پاس رہے اور سب کے حقوق برابر پورے کیے۔

جھگڑوں کی روک تھام

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ
یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ ٹھنڈی رہیں ان کی آنکھیں اور نہ غمگین ہوں
وَ يَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ
اور راضی رہیں اس سے جو دے تو انہیں سب کی سب اور اللہ
يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا
حَلِيْمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ
بردبار حلال نہیں تیرے لیے عورتیں
مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ
اس کے بعد اور نہ یہ کہ بدل لے تو ان سے اور عورتیں

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ
اس میں قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غم نہ کھائیں
وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ
اور جو تو نے انہیں دیا اس پر سب کی سب راضی رہیں۔ اور اللہ
يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا
حَلِيْمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ
تحمل والا ہے اس کے بعد تجھ پر عورتیں حلال
مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ
نہیں اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور عورتیں کرے

ارشاد ہے۔ کہ یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ تیری بی بیوں کو کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور ہنسی خوشی رہیں۔ رنج و غم نہ کریں اور جو تیری طرف سے انہیں ملے اس سے سب راضی رہیں۔ کیونکہ کسی کو دور کرنے کسی کو پاس بلانے، کسی کی باری میں دوسری کے گھر چلے جانے میں رات دن جھگڑے رہتے۔ لیکن جب سب کو معلوم ہوگیا۔ کہ اللہ نے انہیں اختیار دے دیا ہے کہ جس طرح چاہیں۔ بی بیوں سے سلوک کریں۔ تو اب شکایت کا کوئی موقعہ نہ رہا۔ اس صورت میں انہیں شکایت پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جو کچھ آپ کریں گے۔ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ اس لیے یہ ان کو خوش رکھنے، ان کے غمگین نہ ہونے اور جو ملے اس پر راضی رہنے کا زیادہ کارگر ذریعہ ہوگا۔ باقی لوگوں کے دل میں یہ خیال نہ گذرنا چاہیے۔ کہ یہ رعایتیں ہمیں کیوں نہ ملیں۔ اس لیے کہ اُن کو اور دینی کام اتنے انجام نہیں دینے جتنے آپ نے دینے ہیں۔ اللہ تمہارے دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور خطاؤں سے در گذر کرنے والا ہے۔ اس کی بابت بدگمانی مت کرو:۔

ازواج مطہرات

وَلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ
اگرچہ اچھی لگے تجھے ان کی صورت مگر جس کا مالک ہو
يَمِيۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
تیرا دایاں ہاتھ اور ہے اللہ ہر چیز پر
رَّقِيۡبًا ﴿۵۲﴾ ع ۶
نگہبان

وَلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ
اگرچہ تجھ کو ان کی صورت خوش لگے مگر جو مال ہو
يَمِيۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
تیرے داہنے ہاتھ کا اور اللہ ہر چیز پر
رَّقِيۡبًا ﴿۵۲﴾
نگہبان ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کے تقریباً پچیس سال تجرد میں گذارے۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی ہوئی جو دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ سے شادی کی۔ اس کے بعد آٹھ بیوائیں آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں موجود تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن ان سب نے دُنیا کی خوش حالی کا خیال چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کو پسند کیا۔ اس کا صلہ دنیا میں یہ ملا۔ جس کا اس آیت میں بیان ہے۔ ارشاد ہے کہ جن عورتوں کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا۔ جن کا ذکر اس سے ذرا پہلی آیت میں ہوا۔ ان کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کرنا تیرے لیے جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں۔ کہ موجودہ عورتوں میں کسی کو اس لیے چھوڑ دے کہ اس کے بدلے کسی اور سے نکاح کیا جائے گا۔ خواہ حسن وصورت کے لحاظ سے وہ کتنی ہی اچھی ہو۔

اللہ جانتا ہے کہ کون اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے اور کون نہیں۔ اس لیے جو کام کرو۔ اسی بات کا خیال رکھ کر کرو۔ آپ کو بیویوں کی ہر بات میں برابر رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا تھا اور ازواج مطہرات آپ کی حکم برداری کا صریحاً اقرار کر چکی تھیں۔ اور جو آپ فیصلہ فرمائیں۔ اس کے ماننے پر ہر طرح رضامند تھیں۔ یہ سب اس لیے تھا۔ کہ آپ خانہ داری کے جھگڑوں میں پھنس کر دین کے کاموں میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے حقوق کا برابر خیال رکھا اور ان رخصتوں میں سے کسی سے فائدہ نہ اٹھایا اور ساتھ ہی دین کی تبلیغ کے سارے کام مکمل طور پر انجام دیئے۔ آپ کے سوا ایسا اور کون کر سکتا تھا۔

دعوتِ طعام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو گھروں میں نبی کے مگر
اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ
یہ کہ اجازت دی جائے تمہیں کھانے کے لیے نہ راہ دیکھتے ہوئے تیاری کی
وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ
اور لیکن جب بلایا جائے تمہیں تو داخل ہو اور جب کھا چکو
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ
تو اٹھ کر چلے جاؤ اور نہ جی لگا کر بیٹھو باتوں کے لیے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ
اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جاؤ مگر یہ
اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ
کہ تمہیں کھانے کے واسطے حکم ہو اس کے پکنے کی راہ
وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ
نہ دیکھنے والے لیکن جب تمہیں بلائیں تب جاؤ پھر جب کھا چکو
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ
تو اُٹھ کر چلے جاؤ اور آپس میں جی لگا کر باتوں میں مت بیٹھو

اِنٰی تیار ہو جانے کا وقت۔ اِنٰی اور اَنَاءٌ دونوں ا۔ن۔ی سے مصدر ہیں۔ کسی وقت کی تیاری کا وقت آپہنچا۔ یہ اَیْنٌ کا مقلوب ہے جس کے معنی جگہ کے ہیں اور جس سے آن بنا ہے جس کے معنی لمحہ کے ہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو باہم ملنے کا طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ اس کی بنیاد اس پر ہونی چاہیئے کہ دوسرے کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور نہ اس کا کوئی حرج ہو۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ گھر انسان کے لیے ایک طرح کا خلوت خانہ ہے جس میں وہ ان باتوں کو انجام دیتا ہے جس میں غیر کا دخل نہ ہونا چاہیئے۔ اگر انسان کے لیے ایسی کوئی جگہ نہ رہے تو اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ارشاد ہے کہ کسی کے گھر میں یونہی بے باکی سے گھس جانا بے جا بات ہے۔ خاص کر نبی کے گھروں میں جب جی چاہے مت گھس جایا کرو۔ فقط اس وقت جاؤ۔ جب تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے۔ اس پر بھی پہلے سے مت پہنچ جایا کرو کہ وہیں بیٹھ کر کھانے کے تیار ہونے کا انتظار کریں گے۔ عین کھانے کے وقت جاؤ اور کھانا کھاتے ہی اُٹھ کر چلے آؤ۔ کھانا کھانے کے بعد باتیں بنانے مت بیٹھ جاؤ۔ اس لیے کہ تمہارا باتوں میں جی لگ گیا ہے اور اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ عام طور پر گھر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہاں وقت سے پہلے ہی جا کر ڈٹ جانا اور کھانا کھانے کے بعد بھی دیر تک بیٹھے باتیں بناتے رہنا مہمانوں کو کسی طرح مناسب نہیں۔

آزادی میں خلل

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ
تحقیق یہ تمہاری بات تھی اذیت پہنچاتی نبی کو پس وہ شرم کرتا تھا
مِنْكُمْ ؗ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْىٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا
تم سے اور اللہ شرم نہیں کرتا حق بات کہنے سے اور جب
سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ
مانگو تم ان سے کوئی برتنے کی چیز تو مانگو ان سے باہر سے
حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ
پردہ کے یہ زیادہ پاک رکھے گا تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ
تمہاری اس بات سے نبی کو تکلیف تھی پھر وہ تم سے
مِنْكُمْ ؗ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْىٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا
شرم کرتا ہے اور اللہ ٹھیک بات بتلانے میں شرم نہیں کرتا اور جب
سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ
بی بیوں سے کچھ کام کی چیز مانگنے جاؤ تو پردے کے
حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ
باہر سے مانگ لو اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل اور ان کے دلوں کی

ارشاد ہے کہ تمہاری ان باتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی۔ مگر وہ شرم اور لحاظ کی وجہ سے تم سے کہہ نہیں سکتے۔ کہ اب چلے جاؤ۔ تمہارے بیٹھنے سے میرا حرج ہو رہا ہے۔ آپ تکلیف اٹھاتا اور جس کی وجہ سے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس سے کچھ نہ کہنا انتہائی درجہ کی مروّت اور اعلیٰ درجہ کا خلق ہے۔ لیکن اللہ عز و جل تو تمہیں ادب اور قاعدے سکھانے میں اس وجہ سے نہیں رُک سکتا۔ کہ تمہیں نصیحت ناگوار گذرے گی۔ ایسے حق بات کہنے میں کسی سے شرم کرنے اور کسی کی دل جوئی کی خاطر چپ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ورنہ پھر تم اپنی عادتیں درست کیسے کرسکو گے اور آدمی کیسے بنو گے۔

دیکھو جب تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والوں سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو بے باکی سے سامنے نہ چلے آیا کرو۔ پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ احتیاط کرنے سے شیطان کو اپنے کسی قسم کے داؤ گھات چلانے کا موقع نہ مل سکے گا۔ تمہارے بھی دل صاف رہیں گے اور ان کو بھی کوئی کوفت اور تکلیف نہ ہوگی۔ یہ ہدایت اس لیے دی جا رہی ہے۔ کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ذرا سا بھی نہ ستاؤ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ
اور نہیں روا تمہارے لیے یہ کہ ستاؤ تم اللہ کے رسول کو اور نہ
اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ
یہ کہ نکاح کرو تم اس کی بیویوں سے اس کے بعد کبھی تحقیق
ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ
یہ ہے اللہ کے نزدیک بڑا گناہ اگر
تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ
ظاہر کرو تم کوئی چیز یا چھپاؤ تم اسے پس تحقیق اللہ
كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾
ہے ہر چیز کا جاننے والا

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ
اور نہیں نہیں جائز کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ
اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ
یہ کہ اس کے پیچھے اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔ بے شک
ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ
اللہ کے نزدیک تمہاری یہ بات بڑا گناہ ہے اگر
تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ
تم کسی چیز کو کھول کر کہہ دو یا اُسے چھپاؤ۔ اللہ تعالیٰ تو
كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾
ہر چیز کا جاننے والا ہے

مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مان چکے۔ تو پھر تو اس بات کا کوئی موقعہ ہی نہیں رہتا کہ کوئی بات ایسی کی جائے جس سے آپ کو تکلیف، اذیت یا رنج پہنچے۔ یہ کام تو ان لوگوں کا ہے۔ جو آپ کی رسالت کا انکار کر چکے اور باوجود کھلی نشانیوں اور دلیلوں کے ہٹ دھرمی پر اُتر آئے۔ دیکھو! تمہارے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے شادی کرو۔ اللہ عز و جل کے نزدیک تمہاری یہ بات حد درجہ بُری ہے۔ پہلے ان کو امہات المومنین یعنی تمام مسلمانوں کی مائیں کہہ کر اس طرف اشارہ کر دیا تھا۔ لیکن چونکہ بات نہایت اہم تھی اس لیے صاف الفاظ میں اس سے منع کر دیا گیا اور آگے اس کی تاکید کے لیے فرمایا کہ اللہ کے ہاں اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے اور پھر فرمایا کہ شادی کرنا کیسا۔ اس بات کو تو زبان سے بھی مت نکالو۔ بلکہ اس کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ کیوں کہ اللہ جیسے کھلی ہوئی باتوں سے واقف ہے۔ ایسے ہی وہ چھپے ہوئے خیالات سے بھی آگاہ ہے اس کو ہر بات کا علم ہے اس لیے اپنے خیالات بھی پاک صاف رکھو۔

پردہ کے مزید احکام

لَاجُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ
نہیں گناہ عورتوں پر اپنے باپوں کے اور نہ اپنے بیٹوں کے
وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا
اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے اور نہ
اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا
اپنی بہنوں کے بیٹوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ
وہ جن کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ اور ڈرتی رہو اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾
تحقیق اللہ ہے ہر چیز کے سامنے موجود

لَاجُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ
ان عورتوں پر گناہ نہیں سامنے آنے میں اپنے باپوں کے اور بیٹوں کے
وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا
اور بھائیوں کے اور اپنے بھائی کے بیٹوں کے اور
اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا
اپنی بہن کے بیٹوں کے اور اپنی عورتوں کے اور نہ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ
اپنی لونڈیوں باندیوں کے اور اے عورتو! اپنے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾
اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

اوپر کی آیت میں مردوں کو حکم ہوا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے سامنے نہ آئیں۔ اس سے قریب کے رشتہ دار بھی ڈر گئے۔ اس آیت میں اس بات کو صاف کر دیا گیا۔ اور بتلا دیا گیا۔ کہ قریب کے رشتہ داروں کے سامنے عورتوں کا آنا منع نہیں ہے اس کے لیے وہی حکم ہے جو پہلے سورۂ نور میں گذرا۔ اور یہاں پھر اس کی تصریح کر دی گئی ہے۔ یعنی عورتیں ان قریبی متعلقین کے سامنے آسکتی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ باپ، بیٹے، بھائی، بھائی کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے یا مسلمان عورتیں جو گھروں میں کام کاج کے لیے آتی جاتی ہیں۔ یا اپنی مملوکہ لونڈیاں، باندیاں۔ اس میں غیر مسلم عورتیں یا مرد نوکر چاکر داخل نہیں۔ ان کے سامنے مسلمان عورتوں کو نہ آنا چاہیے۔ جیسا کہ سورۂ نور میں گذرا۔

آگے ارشاد ہے۔ کہ یہ تو خیالات کے روکنے کے لیے صرف ظاہری روک تھام ہے۔ اصل چیز اللہ کا خوف ہے۔ جس سے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ سے ڈر کر ان احکام کی پوری پوری پابندی کرو۔ کیوں کہ اللہ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ؛

درود وسلام

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
نبی پر اے لوگو جو ایمان لائے ہو رحمت بھیجو
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾
اس پر اور سلام بھیجو

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
اللہ اور اس کے فرشتے رسول پر رحمت
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو رحمت بھیجو
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾
اس پر اور سلام بھیجو اس پر

اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا حکم ہوا۔ اس کا طریقہ پہلے یہ بتایا۔ کہ خیال رکھو کہ کوئی بات تم سے ایسی نہ ہونے پائے جس سے آپ کو دکھ یا رنج پہنچے۔ اس آیت میں اسی پر اضافہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ درود اور سلام بھیجا کریں۔ اس سے آپ کی محبت دل میں بڑھے گی۔ اور درود بھیجنے میں اللہ عزوجل کی اور اس کے فرشتوں کی پیروی نصیب ہوگی۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت کی نگاہ رکھتا ہے۔ آپ کی خوبیوں کا ذکر کلام مجید میں کرتا ہے اور آپ کی عظمت وشان کا اظہار فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے آپ کے لیے اللہ سے رحمت طلب کرتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اپنی حیثیت کے مطابق آپ کی تعظیم وتکریم میں شامل ہو جاؤ۔ اوّل تو آپ کے پورے پورے فرمانبردار بنو اور پھر آپ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ صحابہ نے کہا کہ اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا۔ کہ التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کریں۔ صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتا دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آخری قعدہ میں التحیّات کے بعد مجھ پر سلام بھیجو۔ اس کے بعد وہ درود سکھایا جو التحیات کے بعد پچھلے قعدہ میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ بھی احادیث سے سمجھ میں آتا ہے۔ کہ جب آپ کا نام لو۔ تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہو اور جب بھی موقع ملے۔ آپ پہ درود اور سلام بھیجتے رہا کرو جس کے سب سے مختصر الفاظ یہ ہیں:

صلی اللہ علی النبی محمد والہ واصحابہ وسلم

صلوٰۃ کے معنی ہمارے واسطے یہی ہیں کہ اللہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجنے کی دعا مانگا کریں۔ اس کے فائدے بے شمار ہیں اور ایک دفعہ دل سے درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمت کی نگاہ فرماتا ہے:۔

ایذارسانی

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ
تحقیق وہ لوگ جو اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو
لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ
لعنت کی ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں اور تیار کیا ان کے لیے
عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ
عذاب ذلت کا اور جو اذیت دیتے ہیں
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا
مومن مردوں کو اور عورتوں کو بغیر اس کے کہ کمایا انہوں نے گناہ
فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۵۸﴾ ع
پس بوجھ اٹھایا انہوں نے جھوٹ باندھنے کا اور صریح گناہ کا

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ
جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں انہیں اللہ
لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ
نے دنیا میں اور آخرت میں پھٹکار دیا اور ان کے واسطے
عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا
اور مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں بغیر گناہ کیے تو
فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۵۸﴾
انہوں نے جھوٹ کا اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا

پہلی آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے اور اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا۔ اور بعض ان باتوں سے روکا گیا۔ جن سے آپ کو یقیناً دکھ پہنچتا تھا یا دکھ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس آیت میں اوروں کو دکھ دینے اور ستانے والوں کو عام طور پر ڈرایا گیا ہے اور ان کی سزا کا بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ جو لوگ قرآن حکیم پر عمل نہیں کرتے وہ اللہ کو ستاتے ہیں اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہیں کرتے وہ انہیں دکھ پہنچاتے ہیں۔ ان اللہ کے ستانے والوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچانے والوں پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے دنیا اور آخرت میں عذاب تیار کر رکھا ہے جو انہیں ذلیل و خوار کر کے چھوڑے گا۔ اور اسی طرح جو لوگ بے گناہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستاتے ہیں اور ان پر خواہ مخواہ تہمت لگا کر انہیں دکھ پہنچاتے ہیں انہوں نے اپنے اوپر ایک تو جھوٹ کا الزام لیا اور دوسرے کھلم کھلا تہمت کے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ ان دونوں کا بوجھ ان کی گردن پر ہے۔ دنیا میں اس کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ اور اس کے انسداد کے لیے ایک طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ جس کا بیان آگے کی آیتوں میں ہے:۔

بہانہ بازوں کا علاج

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ

اے نبی کہہ دیجیے اپنی بی بیوں اور بیٹیوں

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ

اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لٹکا لیں اپنے اوپر اپنی چادروں سے

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ

یہ قریب تر ہے اس کے کہ پہچانی جائیں پھر انہیں نہ ستایا جائے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۵۹)

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ

اے نبی اپنی بی بیوں اور اپنی بیٹیوں

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ

اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ

نیچی لٹکا لیں یہ اس سے بہت قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو کوئی

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۵۹)

انہیں نہ ستائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يُدْنِيْنَ: نیچی لٹکالیں۔ مضارع کا صیغہ ہے اِدْنَاءٌ سے جو د۔ن۔و سے بنا ہے۔ دُنُوٌّ کے معنی قریب آنا۔ اِدْنَاءٌ: قریب کرنا۔ یہاں اس سے مراد چہرہ اور سر پر چادر نیچے تک لٹکا لینا ہے۔

جَلَابِيْب: (چادریں) جلباب کی جمع ہے جو اس چادر کو کہتے ہیں جو لباس کے اوپر اوڑھی جائے۔ تاکہ لباس اور بدن دونوں چھپ جائیں۔

مسلمانوں کی عورتوں کو یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو بھی ضرورت کے وقت باہر نکلنا پڑتا تھا۔ بدمعاش، بے دین ایسے موقعوں کی تاک میں رہتے اور عورتوں کو چھیڑتے اور جب انہیں ڈانٹا جاتا تو کہتے کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی لونڈیاں باندیاں ہوں گی۔ ان کے اس بہانے کا علاج کرنے کے لیے ارشاد ہوا۔ کہ آپ کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ ضرورت کے وقت باہر جانے وقت چادر کا ایک حصہ سر اور چہرہ پر نیچے تک لٹکا لیا کریں تاکہ لونڈیوں باندیوں میں اور ان میں فرق کرنا آسان ہو جائے۔ اور بدمعاشوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ ہم نے یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ کوئی شریف عورت ہے۔ اس لیے اپنی طرف سے یہ احتیاط برتنی چاہیئے کہ سر اور چہرہ پر چادر نیچے تک لٹکا لیں۔ تاکہ ان میں اور لونڈی باندیوں میں اچھی طرح تمیز ہو جائے۔ چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ سوا ایک آنکھ کے سارا چہرہ ڈھکا جانے لگا۔

بدمعاشوں کو جھڑکی

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

البتہ اگر نہ باز آئیں منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

مرض ہے اور گپیں اڑانے والے مدینہ میں

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ

تو البتہ چھوڑیں گے ہم تجھے ان پر پھر نہ ساتھ رہ سکیں گے تیرے اس میں

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا

مگر کچھ روز پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں پائے جائیں گے

اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾

پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے حکماً

لَـئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

البتہ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دل میں روگ ہے

مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ

تجھے اُن پر مسلّط کردیں گے پھر وہ اس شہر میں تیرے ساتھ نہ رہنے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا

پائیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں پائے گئے

اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾

پکڑے جائیں گے جان سے مارے جائیں گے

نُغْرِيَنَّ: مسلّط کردیں گے ہم مضارع باتاکید ہے اِغراء سے۔ غَرْیٌ: زور۔ اِغْرَاءٌ: زور دینا۔ اکسانا مسلّط کرنا ؛ يُجَاوِرُوْنَ: پڑوس میں رہیں گے مضارع کا صیغہ ہے مجاورۃ سے جو ج۔و۔ر سے بنا ہے جوار: قرب، نزدیکی۔ مجاورۃ: پڑوس میں رہنا

پہلے ارشاد ہوا کہ احتیاط اس میں ہے کہ شریف عورتیں باہر نکلیں تو منہ، سر، بدن، لباس چادر سے چھپا کر نکلیں فقط بقدرِ ضرورت آنکھ کھلی رہے۔ اس پر بھی اگر بدمعاش باز نہ آئے۔ تو ضرور ان کے ایمان میں خامی ہے۔ یا وہ نرے دکھاوے کے مسلمان ہیں۔ یا پھر ان کے دل میں روگ ہے ان سے اور نیز ان سے جو وحشت ناک خبریں یا فحش باتیں شہر میں لوگوں کو پریشان کرنے یا ان کے اخلاق خراب کرنے کے لیے پھیلاتے ہیں کہہ دو کہ ہم اے رسول تجھے ان کی سرکوبی کے لیے مقرر کر دیں گے اور تو انہیں مار مار کے سیدھا کر دے گا۔ یا شہر سے نکال باہر کرے گا۔ پھر اگر وہ رہے بھی تو زیادہ دن نہ رہیں گے اور ان تھوڑے دنوں میں بھی ہر طرف سے ان پر دُر دُر پھٹ پھٹ ہوتی رہے گی۔ یہ نہ ہوگا کہ آزادی کے ساتھ دندناتے پھریں اور شریف لوگوں کا ناک میں دم کرتے رہیں ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑا جائے گا اور جب پکڑے جائیں گے۔ اسی وقت سزا ملے گی ان کے لیے بس یہی قانونی سزا ہوگی کہ فوراً انہیں جان سے مار دیا جائے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ عورتوں کا چھیڑنا اور ستانا انتہا درجے کی بدمعاشی ہے خواہ وہ شریف عورت ہو یا لونڈی باندی ؛

قاعدہ یہی ہے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ
دستور اللہ کا ان لوگوں میں جو گزرے پہلے
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْئَلُكَ
اور ہرگز نہ پائے تو اللہ کے دستور میں ردوبدل پوچھتے ہیں تجھ سے
النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
لوگ قیامت کی بابت تو کہہ بس اس کا علم تو
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
اللہ ہی کے پاس ہے اور کس نے خبر دی تجھے شاید وہ گھڑی
تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾
ہو قریب

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ
دستور بنا ہوا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو چکے ہیں
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْئَلُكَ الربع
اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی لوگ تجھ سے
النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
قیامت کو پوچھتے ہیں تو کہہ اس کی خبر اللہ ہی
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
کے پاس ہے اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی
تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾
قریب ہی ہو

يُدْرِيْ: اِدْرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اِدْرَاءٌ سے جو د۔ر۔ی سے بنا ہے۔ دَرْيٌ کے معنی جاننے کے ہیں۔ اِدْرَاءٌ اس کا متعدی ہے یعنی جتانا۔ مَا يُدْرِيْكَ: (تجھے کیا خبر)

پہلے ارشاد ہوا کہ اگر یہ بدمعاش اپنی کرتوتوں سے باز نہ آئے، عورتوں کا چھیڑنا نہ چھوڑا اور دہشت ناک اور شیطان پن پر ابھارنے والی باتیں شہر میں پھیلاتے رہے۔ تو ہم تجھے اتنی قوت عطا کریں گے کہ ان کو بھاگتے ہی بن پڑے گی۔ اور اگر کچھ دن رہے بھی تو خراب خستہ ذلیل و خوار ہو کر زندگی بسر کریں گے اور جہاں کہیں ہوں گے پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ہمارا قدیم سے یہی طریقہ چلا آرہا ہے کہ سرکش لوگ جب حد سے زیادہ سر اٹھاتے ہیں اور کسی شرارت سے باز نہیں آتے تو دنیا میں امن و امان پھیلانے کی خاطر ہم اپنے نیک بندوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کے ذریعے بدمعاشوں کو غارت کر دیتے ہیں۔ اللہ عزوجل جو قاعدہ مقرر کر دیتا ہے۔ پھر اس میں کسی تغیر و تبدل کی مجال نہیں۔ ان لوگوں کو قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر پوچھتے ہیں۔ وہ تمہاری قیامت آئے گی کب؟ ان کے تمسخر آمیز لہجے سے تو قطع نظر اور سنجیدگی کے ساتھ ان سے کہہ دے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ کیا خبر قریب ہی آگئی ہو۔ کوئی ذریعہ نہیں جس سے اس کے نزدیک یا دور ہونے کا پتہ لگے۔

کافروں کا انجام

إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ
تحقیق اللہ نے لعنت کی کافروں پر اور تیار کی اُن کے لیے
سَعِيْرًا (۶۴) خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ
دہکتی آگ رہیں گے اُسی میں ہمیشہ نہ پائیں گے
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۶۵) يَوْمَ تُقَلَّبُ
حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے کیے جائیں گے
وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ
ان کے چہرے آگ میں کہیں گے اے کاش
اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (۶۶)
اطاعت کی ہوتی اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی اس کے رسول کی

إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ
بے شک اللہ نے پھٹکار دیا ہے منکروں کو اور ان کے لیے دہکتی
سَعِيْرًا (۶۴) خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ
ہوئی آگ رکھی ہے رہا کریں ہمیشہ اسی میں نہ کوئی حمایتی
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۶۵) يَوْمَ تُقَلَّبُ
پائیں اور نہ مددگار جب ان کے منہ آگ میں
وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ
اوندھے ڈالے جائیں گے کہیں گے کیا اچھا ہوتا کہ ہم نے اللہ
اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (۶۶)
اور اُس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی

اللہ کا انکار کرنے والوں کو اس آیت میں سخت تنبیہ کی گئی ہے اور ان کے انجام سے ڈرایا گیا ہے انسان کو ساون کے اندھے کی طرح ہمیشہ ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے اس کی دل کی آنکھ کھولنے کے لیے ارشاد ہے کہ اس میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں کہ اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو جو اسے نہیں مانتے۔ اچھی باتوں سے دور پھینک دیا ہے۔ ان سے وہ ناراض ہے اور ان کے لیے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں انہیں داخل کیا جائے گا۔

یاد رکھو ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ کہ آگ میں ان کو اوندھے منہ ڈال کر ان کے چہرے الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ اس دن ان کی حسرت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ ان کے دل کی تہہ سے ایک چیخ نکلے گی۔ کہ کاش ہم نے دنیا میں اللہ عزوجل کا اور اس کے رسول کا کہنا مانا ہوتا تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اور جنت کے اندر آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہوتے۔

فی الواقع دنیا کی کچھ دن کی عارضی بہار کے لیے آخرت کا ہمیشہ کا عذاب مول لینا بہت بڑی نادانی ہے۔

رہنماؤں کا حشر

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

اور کہیں گے اے رب ہمارے بیشک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾

اور اپنے بڑوں کی پس بھٹکایا انہوں نے ہمیں راہ سے

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

اے ہمارے رب دے ان کو دوہرا عذاب

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾

اور لعنت کر ان پر لعنت بڑی

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾

بڑوں کا پھر انہوں نے ہمیں راہ سے بھٹکا دیا۔ اے

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

رب ہمارے انہیں دگنا عذاب دے

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ ع ۸

اور ان پر بہت بڑی لعنت کر

سَادَةٌ: بڑے مرتبہ والے۔ سَيِّدٌ کی جمع ہے۔ س و د سے صفت کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر سِيَادَةٌ ہے۔ جس کے معنی بڑے مرتبہ کے ہیں۔ سَيِّدٌ اصل میں سَيْوِدٌ تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کر یا میں ادغام کر دیا۔ اونچے درجہ کا آدمی

ارشاد ہے کہ دنیا میں جو اللہ اور رسول کے مقرر کیے ہوئے راستہ سے منہ موڑ رہے ہیں۔ وہ قیامت کے دن آگ میں پڑے کروٹیں بدل رہے ہوں گے اور حسرت سے کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں تو دنیا میں ان ہمارے رہنماؤں اور قائدین نے کہیں کا نہ رکھا۔ یہ ہم سے بڑے درجے والے لوگ تھے۔ ہم چھوٹے درجے کے لوگ وہی کرتے تھے۔ جو یہ ہمیں کرنے کو کہتے تھے۔ انہوں نے ہمارا بیڑہ غرق کر دیا۔ الٹی چال چلایا اور سیدھے راستہ سے ہٹا دیا۔ اے رب انہیں دہری مار دے اور ہم سے دگنا عذاب چکھا۔ اور ان کو اپنی رحمت سے پورے طور پر محروم کر۔ ان پر اتنی پھٹکار برسا کہ ان کے جیسے بگڑ یہ ہیں انہوں نے ہمارا دنیا میں ناس کیا تو آج ان کا پورا پورا ناس کر دے۔

اس آیت سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیئے۔ جو بڑے چاؤ سے آگے بڑھ بڑھ کر لوگوں کے لیڈر اور قائد بننا چاہتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ ان کا بڑھ بڑھ کر باتیں بنانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر انہوں نے لوگوں کو اسلام کے راستہ کے سوا اور راستہ بتایا ہے تو وہ سمجھ لیں کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے۔

بیش بہا نصیحتیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو ان جیسے جنہوں نے
اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ
اذیت دی موسیٰ کو پھر بری کردیا اسے اللہ نے اس سے جو وہ کہتے تھے اور تھا وہ
عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝۶۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اللہ کے نزدیک آبرودار اے لوگو جو ایمان لائے ہو
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰
ڈرو اللہ سے اور کہو بات درست

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
اے ایمان والو تم ان جیسے مت بنو جنہوں نے موسیٰ کو
اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ
ستایا پھر اللہ نے اسے ان کے تمام الزامات سے بری کر دیا
عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝۶۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اور وہ اللہ کے ہاں آبرو والا تھا اے ایمان والو! اللہ
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰
سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہو

اللہ عزوجلّ کا دنیا میں انکار کرنے والوں کا قیامت کے دن جو حشر ہوگا۔ اس کا خاکہ پہلی آیتوں میں کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس دن ان کی حسرت اور ندامت کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ مایوسی کی حالت میں وہ اپنے دنیا کے پیشواؤں اور قائدوں کو بری طرح کوسیں گے۔ کہ انہوں نے ان کو سیدھے راستہ سے ہٹا کر ٹیڑھے راستہ پر ڈالا تھا۔ اس کے بعد اس آیت میں ایمان والوں کو عام ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ جھوٹے الزامات لگائے۔ بے سروپا تہمتیں ان کے سر تھوپیں۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگڑا۔ کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک آبرودار اور معزز ہیں۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے خطا اور بے عیب ہونا سب پر ثابت کر دیا۔ لیکن ستانے والوں نے اپنی عاقبت خراب کرلی۔

آگے ارشاد ہے کہ ایمان لانے کے بعد تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ کے غضب سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ اس کے ڈر کی وجہ سے بری باتوں سے اپنے آپ کو دور رکھو۔ اور منہ سے جو بات نکالو۔ وہ سچی ہونی چاہیئے۔ سچائی اور دیانت داری انہی کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اور جسے تقویٰ حاصل نہیں وہ اوروں کا قائد اور رہنما نہیں ہو سکتا۔

بڑی کامیابی

يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
سنوار دے تمہارے لیے تمہارے اعمال اور بخش دے تمہارے لیے تمہارے گناہ
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
اور جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی پس بے شک
فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا
وہ کامیاب ہوا۔ کامیاب ہونا بڑا تحقیق ہم نے پیش کی
الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے

يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
کہ تمہارے واسطے تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ بخش دے
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے کہنے پر چلا اس نے
فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا
بڑی کامیابی حاصل کی ہم نے آسمانوں اور
الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی

ارشاد ہے کہ اللہ سے ڈرنے اور سیدھی اور سچی بات کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام سنوار دے گا۔ اور تمہاری خطائیں اور لغزشیں معاف کر دے گا جس سے یقیناً تمہاری حالت دنیا اور آخرت دونوں جگہ درست ہو جائے گی سچ پوچھتے ہو تو حقیقت یہی ہے کہ جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمان برداری کی۔ اسی نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اس کا دونوں جہان میں بھلا ہوگا۔ تمام پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔ سارے جھنجھٹوں سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ آگے فرمایا۔ کہ انسان کی زندگی اللہ کی امانت کی حفاظت کے لیے وقف ہونی چاہیے۔ اور وہ امانت "اللہ کا جبال" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خواہشوں کے خلاف اللہ کا حکم مانو ورنہ سزا پاؤ گے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے بہ ظاہر بڑی بڑی طاقتور مخلوق آسمان، زمین اور پہاڑ سب کے سامنے یہ امانت پیش کی۔ کہ تمہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ سزا کا قانون منظور کرتے ہوئے اللہ کے احکام بجا لانے کی ذمہ داری لو۔ یعنی یہ بات منظور کرو۔ کہ تمہارے لیے ایک خاص قانون (شرع) مقرر ہو۔ جس کے مطابق اگر چلو تو فلاح پاؤ۔ اور اگر اس کی خلاف ورزی کرو تو اس کی سزا بھگتو۔ اس قانون کے مطابق چلنے میں تمہیں اپنی آزادی چھوڑنی پڑے گی۔ اور تمام احکام الٰہی کا اپنی خواہش کے برخلاف پابند ہونا ہی پڑے گا ؞

امانت کا ذمہ

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا

پس انکار کردیا انہوں نے اس سے کہ اٹھائیں اسے اور ڈر گئے اس سے

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

اور اٹھالیا اسے انسان نے تحقیق وہ ہے حق مارنے والا

جَهُوْلًا ۝۷۲ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

نادان تاکہ عذاب دے اللہ منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَ

اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور

يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

معاف کرے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۳ ع ۹

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اسے اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

اور انسان نے اٹھا لیا وہ ہے بڑا بے ترس

جَهُوْلًا ۝۷۲ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

نادان تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَ

اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور

يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

معاف کردے اللہ ایمان دار مردوں کو اور ایمان دار عورتوں کو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۳

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

ارشاد ہے کہ مخلوقات میں کسی نے اس امانت کا بوجھ اٹھانا منظور نہ کیا اور اس سے ڈر گئے لیکن جب یہی امانت انسان کے سامنے پیش کی گئی۔ تو اس نے جھٹ اس بوجھ کو اٹھا لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس میں اس کے اٹھا لینے کی استعداد تھی کیوں کہ یہ اس کا حق ادا کر بھی سکتا تھا اور اس کے حق ادا کرنے سے چوک بھی سکتا تھا۔ یہ غور کرکے اصل بات پہچان بھی سکتا تھا اور بے پروائی کے ساتھ اس سے جاہل بھی رہ سکتا تھا چنانچہ اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ اللہ حق ادا نہ کرنے والوں کو سزا دے گا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اور خواہ یہ حق نہ ادا کرنا نفاق کی شکل میں ہو جو خفیہ طریقہ ہے یا شرک کی صورت میں۔ ہو جو کھلا صورت ہے۔ اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر کرم فرمائے گا۔ کیونکہ ایمان، امانت کا حق ادا کرنے کی دلیل ہے پھر ان میں سے اگر کسی سے حق ادا کرنے میں کچھ کوتاہی ہو بھی جاتے تو اللہ خطا اور قصور معاف کرنے والا ہے اور اس کی رحمت بہت بڑی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان ایک ذمہ دار مخلوق ہے۔ اس کے اعمال بے کار نہیں جائیں گے۔ ان کو جانچ تول کر ان کی جزا اور سزا دی جائے گی۔

(سورۃ الاحزاب ختم ہوئی)

سورۃ الاحزاب پر نظر

سورۃ الاحزاب ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان دوسری مخلوقات کی طرح صرف اچھّا یا صرف بُرا نہیں۔ اس میں اچھا بننے کی صلاحیّت بھی موجود ہے اور بُرا بن جانے کی استعداد بھی رکھی ہوئی ہے۔ اس نے اللہ سے اقرار کر رکھا ہے۔ کہ آپ کے احکام بجالاؤں گا اور آپ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق چلوں گا اور اگر ایسا نہ کروں تو اس کی سزا بھگتوں گا۔ اس لیے اسے اپنے واسطے طرزِ عمل مقرر کرنے کا اور جیسا چاہے قانون بنانے کا اختیار نہیں۔ اس کے لیے بنا بنایا قانون تیار ہے۔ جس کے اندر رہنا سہنا اس کا فرض ہے۔ اگر اس کی خلاف ورزی کرے گا تو سزا پائے گا۔

اس قانون کی بعض ضروری دفعات کا اس سورت میں بیان ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ لے پالک تمہارا سچ مچ بیٹا نہیں ہو جاتا۔ جیسے کسی کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے۔ اسی طرح کسی شخص کے دو باپ یا دو مائیں نہیں ہو سکتیں۔ آدمی کے باہم رشتوں کی بات یہ ہے کہ نبی تم سے تمہاری جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ان کی ازواج مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ غزوہ خندق میں جسے جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔ منافقوں کے طرز عمل کی مذمّت کی گئی ہے۔ نبی علیہ السلام کی بیویوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ نبی کے گھر میں رہنا چاہیں تو انہیں دنیا میں احتیاط سے زندگی بسر کرنا ہوگی۔ اور ان کے لیے آخرت میں بڑا اجر تیار ہے۔ اور اگر دُنیا چاہیں تو نبی کے گھر میں رہنے کا کچھ کام نہیں۔

پھر ارشاد ہوا۔ کہ نبی کی عورتوں کو گھر کے اندر ہی رہنا چاہیئے۔ کسی ضرورت سے باہر جانا پڑے۔ تو ایک چادر اپنے اوپر ڈال لیں تاکہ بدمعاشوں کو چھیڑنے کا موقعہ نہ ملے۔ مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ ازواج مطہرات کی پردہ اور باہر نکلنے کے بارے میں پیروی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ داری کے معمولی قواعد سے آزادی دی گئی ہے۔ تاکہ انہیں تبلیغ دین میں آسانی ہو۔ لوگوں کو دوسروں کے گھروں میں آنے جانے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ نبی علیہ السلام پر درود اور سلام بھیجنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور آخر میں صاف کہہ دیا گیا ہے۔ کہ انسان نے اپنے اوپر اس کا ذمّہ لیا ہے کہ اللہ کے احکام کی پابندی کروں گا۔ ورنہ سزا بھگتوں گا۔

یہ عہد و پیمان ایک امانت ہے۔ جس کی حفاظت اور نگہبانی ہر انسان کے ذمّہ واجب ہے۔ اور اس سے بے پروائی کرنے والے سزا کے مستحق ہیں۔

سُورۃ السبأ

ترتیبِ قرآنی کے لحاظ سے یہ قرآن کی چونتیسویں سورت ہے اور اس کے چھ رکوع ہیں۔ سبا یمن کا ایک علاقہ ہے۔ جس کا ذکر اس سورۃ میں ہے۔ یہ سورت مکّہ کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی۔ اس میں خاص طور پر خبردار کیا گیا ہے۔ کہ دُنیا کے عیش و عشرت میں پھنس کر آخرت کے بُھول جانے والوں کا انجام بُرا ہونے والا ہے۔ اور وہ اس دنیا ہی کے اندر اپنی غفلت کی وجہ سے بڑی مصیبتوں میں پھنس سکتے ہیں۔ مکّہ والوں سے کہا گیا۔ کہ آخرت کو نہ بھولو۔ مرنے کے بعد انسان پھر زندہ ہوگا۔ اور اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ اور جو مقرر راستے سے ہٹے ہوئے ثابت ہوں گے۔ انہیں قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ انسان کو خوابِ غفلت سے چونکانے کے لیے پہلے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا قصّہ سنایا گیا۔ کہ یہ اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہوکر اس کے شکر گزار بندے بن کر رہے اور خوشحالی انہیں غفلت میں نہ پھنسا سکی۔ معلوم ہُوا کہ خوش حالی میں بھی انسان اچھا بندہ بن سکتا ہے۔

اس کے بعد سبا والوں کا حال سنایا۔ کہ ان کو فراخی اور سامان سب حاصل تھے۔ انہوں نے اس پر ناشکری کی اور اس لیے ان کو زندگی کی سختیوں میں پھنسایا گیا لیکن وہ بگڑتے ہی چلے گئے۔ آخر تباہ و برباد ہوئے لوگوں کو ان دونوں واقعوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ تمہارا اسی میں بھلا ہے۔ ہنر اور مال پر مت اتراؤ۔ اس سے اللہ کی بہترین مخلوق یعنی انسانوں کی بہبودی کا کام لو۔ قرآن مجید کی ہدایات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ زور دار کمزوروں کی تباہی کا باعث بن جائیں جو نسبتاً اچھی حالت میں ہیں۔ انہیں اپنے محتاج بھائیوں کا مددگار ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی وجہ سے مصیبت زدہ اور بھی زیادہ مصیبت میں پھنس جائیں۔ قوّت، مال اور اولاد پر مغرور ہوکر دوسروں کو ستانا انسانیت سے گرا ہُوا کام ہے۔ قرآن مجید کی سنو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانو۔ موت اس کی زندگی کا تو خاتمہ کردے گی۔ لیکن اس کے بعد آخرت کی زندگی سے پالا پڑے گا۔

سورۃ السبأ مکیّۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایاتہا ۵۴ رکوعاتہا ۶

اللہ کی صفت و ثنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
ساری خوبی اللہ کی ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے
وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ
اور جو زمین میں ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے آخرت میں
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
اور وہی حکمتوں والا خبر رکھنے والا ہے جانتا ہے جو داخل ہوتا ہے
فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا
زمین کے اندر اور جو نکلتا ہے اس سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان
وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ
اور زمین میں اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
اور وہی ہے حکمتوں والا خبر رکھنے والا۔ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر
فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا
داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے

یَلِجُ: (داخل ہوتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے۔ و۔ل۔ج سے وُلُوْج کے معنی اندر داخل ہو۔ اِیلاج اسی سے متعدی ہے جس کا مضارع یُوْلِجُ آل عمران میں گذرا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو پھر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ تمام خوبیاں اسی کے لیے ہیں اور حمد و ثنا کا سزاوار بھی وہی ہے۔

ارشاد ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے۔ اسی نے سب کچھ اپنی قدرت کاملہ سے بنایا۔ وہی سب کو سنبھالتا اور رکھتا ہے اور وہی سب کا تنہا مالک ہے۔ کسی چیز میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ سب کی اصلیت اور حقیقت سے واقف ہے اور ہر چیز کی اسے خبر ہے۔ پھر اس کے سوا خوبیوں کا مخزن کون ہو سکتا ہے۔ اور جب ساری خوبیوں کا مالک وہی ہے تو حمد و ثنا کا سزاوار بھی وہی ہے۔ اور آخرت میں تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ سوا اس کے کوئی تعریف کے قابل ہے ہی نہیں۔

اللہ عزوجل ہر چیز کو جو زمین میں گھستی ہے یا اس سے نکلتی ہے جانتا ہے۔ اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ خواہ وہ زمین کے اندر ہو یا اس سے باہر۔

اللہ کی صفت

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے
فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۲
اس میں اور وہی رحم کرنے والا بخشنے والا
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے نہ آئے گی ہم پر
السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ
قیامت تو کہہ ہاں ہاں اور قسم میرے رب کی
لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ
البتہ آکر رہے گی وہ تم پر جو غیب جاننے والا ہے

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا
فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۲
ہے اور وہی ہے رحم کرنے والا بخشنے والا
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
اور کافر کہنے لگے ہم پر قیامت نہ
السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ
آئے گی تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے اس میرے رب
لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ
غیب جاننے والے کی البتہ وہ تم پر ضرور آئے گی

اور وہ اسے بھی جانتا ہے جو کچھ آسمان سے نیچے آتا ہے اور اسے بھی جو آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے قصوروں اور خطاؤں سے واقف ہے۔ لیکن اپنی رحمت کی بدولت جلدی گرفت نہیں کرتا اور قصور اور خطائیں بخشتا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ مہربان ہے اور درگذر کرنے والا ہے۔ یہ لوگ جو اللہ عز وجل کو نہیں مانتے منہ اٹھا کر کہہ دیتے ہیں کہ قیامت کوئی چیز نہیں۔ اس لیے اس کے آنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تم مانو یا نہ مانو قیامت آکر رہے گی میں اپنے اس رب کی قسم کھا کر جو غیب سے واقف ہے کہتا ہوں کہ وہ ضرور آئے گی اور آکر تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گی۔

قیامت کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے۔ جو لوگ اللہ عز وجل کو مان چکے ہیں اور اس کی صفت اور شان کے قائل ہو چکے۔ ان سے اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اس وقت جبکہ قرآن مجید نے صاف صاف بتا دیا۔ کہ اللہ عز وجل نے انسان کو اس کے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور اسے اس کے اچھے کاموں کی جزا اور بُرے کاموں کی سزا ملے گی۔ لیکن دنیا میں یہ جزا سزا پوری پوری نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ دُنیا عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ اس لیے اس کے واسطے دوسری زندگی عطا ہو گی جو قیامت سے شروع ہوتی ہے ؂

اللہ کا علم

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
نہیں دور ہوتا اس سے برابر ایک ذرہ کے
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ
آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ
اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا
چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر ہے
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
کھلی کتاب میں تاکہ بدلہ دے انہیں جو
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
ایمان لائے اور کام کیے انہوں نے اچھے

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
غائب نہیں ہو سکتا اس سے ذرہ بھر
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ
آسمانوں میں اور زمین میں اور
اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا
کوئی چیز نہیں نہ اس سے چھوٹی اور اس سے بڑی جو
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
کھلی کتاب میں نہیں تاکہ جنہوں نے یقین لا کر
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
بھلے کام کیے انہیں بدلہ دے

لَا يَعْزُبُ: نہیں دور ہوتا۔ مضارع منفی ہے ع ز ب سے۔ عَزُوْبٌ کے معنی جدا ہونا۔ الگ ہونا۔ یہاں اس سے مراد غائب ہونا ہے۔

اللہ عزوجل ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں اور جنہیں ہم اپنے ظاہری حواس سے معلوم نہیں کر سکتے اس بنا پر ان کا انکار کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ کوئی چیز ایک ذرہ کے برابر بھی آسمانوں میں یا زمین میں ایسی نہیں ہے وہ نہ جانتا ہو اور نہ اس سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ہے۔ جو ایک کھلی کتاب میں نہ لکھی ہو۔ اس ذرے ذرے کا علم رکھنے والے عالم الغیب نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں سے ہماری قسم کھا کر کہہ دے۔ کہ قیامت آئے گی۔ اس رسول کی سچائی اور راست بازی کے تم خود قائل ہو۔ اور اب روشن دلیلوں سے بھی یہ بات ثابت ہو چکی۔ کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ بالکل سچ ہوتا ہے۔ پھر تم ان کی سنتے کیوں نہیں۔ سنو قیامت کا آنا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کو یہ منظور ہے جنہوں نے اللہ کو مانا۔ اور اس پہ ایمان لا کر نیک کام کیے انہیں اس کا اچھا بدلہ دے اور انہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ اس کا کام چاہتا ہے کہ انسان اللہ کو مان کر دنیا میں نیک کام کرے اور آخرت میں اس کا نیک پھل پائے۔

قیامت کی وجہ

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

وہی لوگ ہیں ان کے لیے معافی ہے اور روزی عزت کی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ

اور جن لوگوں نے کوشش کی ہماری آیتوں میں ہرانے کے لیے وہی ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ وَ

کہ ان کے لیے عذاب ہے سخت دردناک اور

يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ

تاکہ دیکھ لیں وہ لوگ جنہیں دیا گیا علم جو

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَالْحَقَّ ۙ وَ

اتارا گیا تھا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وہ ٹھیک ہے اور

يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۶﴾

ہدایت کرتا ہے طرف راہ زبردست قوت والے خوبیوں والے کی

وہی لوگ ہیں جن کے لیے معافی اور عزت کی روزی ہے اور جو ہماری آیتوں کے ہرانے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے سخت دردناک عذاب ہے اور جن کو سمجھ ملی ہے وہ دیکھ لیں کہ جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے آتا ہے وہ ٹھیک ہے اور وہ اس زبردست خوبیوں والے کی راہ سمجھاتا ہے

ارشاد ہے کہ قیامت ضرور آنی ہے کیوں کہ جن لوگوں نے اللہ کو مانا اور اس کی مرضی کے مطابق نیک کام کیے ان کو اس کا اچھا بدلہ ملنا ضروری ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے لیے اللہ کے ہاں معافی بخشش اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی یعنی آرام سے بیٹھے بٹھائے بغیر محنت اور مزدوری کیے اچھی سے اچھی نعمتیں انہیں ملیں گی۔ کیونکہ وہ دنیا کے اندر اللہ کی اطاعت میں لگے رہے اور اپنی خواہشوں کو اس کے حکم کے تابع کر دیا۔ اب انہیں عزت سے بٹھا کر ان کے آرام کا پورا سامان مہیا کیا جائے گا۔ اور جن لوگوں نے دنیا کے اندر اس کوشش میں عمر بسر کی۔ کہ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں۔ اور ان کے خلاف عمل کریں اور اپنے قول و فعل سے ظاہر کریں کہ (معاذاللہ) اللہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتا۔ انہیں سخت دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اور قیامت اس لیے بھی ضروری ہے کہ جنہوں نے دنیا میں اپنی سمجھ سے کام لیا ان کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دیا جائے وہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیں کہ قرآن حکیم کی باتیں بالکل سچ تھیں اور واقعی وہ ایک زبردست، توانا اور تمام خوبیوں کے مالک اللہ عزوجل کا مقرر کردہ راستہ انسان کو سمجھاتی تھیں۔

قیامت کی ہنسی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ
اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کیا بتائیں ہم تمہیں
عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ
ایسا آدمی جو تمہیں بتاتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے پوری طرح
مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۷﴾
ریزہ ریزہ ہو جانا تو تم البتہ ہو گے زندگی نئی میں
اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
باندھا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ یا اسے سودا ہوا ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ
اور کافر کہنے لگے ہم تمہیں ایک مرد بتائیں جو تمہیں خبر
عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ
دیتا ہے کہ جب تم پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے
مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۷﴾
ہو جاؤ گے تمہیں پھر نئے سرے سے بننا ہے۔ کیا وہ
اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
اللہ پر جھوٹ بنا لایا ہے یا اس کو سودا ہوا ہے

مُزِّقْتُمْ (پھاڑ ڈالے جاؤ گے) ماضی مجہول ہے۔ تَمْزِیْق سے جو م۔ز۔ق سے بنا ہے۔ مَزْق: پھٹ جانا۔ تَمْزِیْق: پھاڑ ڈالنا۔
مُمَزَّق: یہاں مصدر کے معنی میں ہے۔ اِفْتَرٰی اصل میں ءَاِفْتَرٰی ہے۔ ہمزۂ استفہام پہلے آنے سے ہمزۂ وصل گر گیا۔

انسان پر اکثر دُنیا کی چہل پہل کا اس قدر اثر پڑتا ہے۔ کہ وہ اسی کو سب کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا اور آخرت کے حساب کتاب کا انکار کر دیتا ہے۔ جب اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جو کچھ ہے دُنیا ہی ہے۔ تو پھر وہ آرام سے بے کھٹکے بیٹھ کے عیش کا سامان جمع کرنے لگ جاتا ہے۔ بر خلاف اس کے جو مرنے کے بعد دوبارہ جینے اور آخرت کے قائل ہیں وہ دُنیا سے جی بھر کر لطف اندوز ہو ہی نہیں سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم کے مطابق لوگوں سے یہی کہا۔ کہ آخرت برحق ہے اور تمہیں مر کر دوبارہ جینا ہے۔ دُنیا میں مست لوگ ان کی ہنسی اڑانے لگے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے تمسخرانہ انداز میں کہنے لگے۔ تم نے تو ایسا آدمی کیا دیکھا ہوگا۔ آؤ ہم تمہیں دکھائیں۔ دیکھو یہ کہتا ہے کہ جب تمہارا بدن ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل چکے گا۔ تو پھر تم دوبارہ زندہ کیسے جاؤ گے۔ بھلا یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے۔ ہو یا نہ ہو یا تو یہ اللہ کے ذمہ (معاذ اللہ) جھوٹی تہمت لگاتا ہے کہ اس نے ایسا کہا اور یا پھر (نعوذ باللہ) اس کے دماغ میں خلل ہے۔ کیونکہ صحیح دماغ والا شخص ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتا۔

اللہ! اللہ!! اس غفلت کا کیا ٹھکانا ہے؟

قرآن کا جواب

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ
بات کچھ نہیں پر جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا عذاب میں ہیں
وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ
اور گمراہی میں دور کی کیا نہیں دیکھتے طرف اس کی جو سامنے
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
ہے ان کے اور جو پیچھے ہے ان کے آسمان سے اور زمین سے

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ
کچھ نہیں پر جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے آفت میں ہیں
وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ
اور غلطی میں دور جا پڑے کیا اسے نہیں دیکھتے جو ان کے
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
آگے ہے اور جو پیچھے ہے آسمان اور زمین سے

بہت سے لوگوں کی اس وقت بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا اور اب تک بھی نہیں آتا کہ جب انسان مرگیا اور اس کا بدن ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گیا اور اس کا ذرہ ذرہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر پھیل گیا تو پھر دوبارہ زندہ کیسے ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے کہا کہ یہ ہو کر رہے گا۔ اور یہ اس جہان کے پیدا کرنے والے کا اٹل فیصلہ ہے تمہارے ماننے نہ ماننے پر موقوف نہیں تو یہ لوگ لگے باتیں بنانے۔ کہ یا تو یہ (معاذ اللہ) صریح جھوٹ بول رہا ہے اور اپنا جھوٹ اللہ کے نام لگاتا ہے۔ یا (معاذ اللہ) اس کے دماغ میں خلل ہے۔

اس کے جواب میں ارشاد ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ یہ لوگ اس دنیا کی چمک دمک میں اس قدر پھنس گئے ہیں کہ خود ان کے دماغ نے صحیح طور پر کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ رسول نے تو قرآن کے مطابق ان سے بالکل سچ کہا۔ لیکن یہ خود سچائی اور راستی سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ ان کے دل اندھے ہو گئے ہیں۔ دنیا کے بکھیڑوں نے انہیں پاگل بنا دیا ہے۔

کیا انسان کے لیے یہ عذاب کچھ کم ہے کہ وہ غلط بات کو صحیح سمجھ بیٹھے۔ اور ٹھیک بات کہنے والوں کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے۔ کیا انہیں اپنے سامنے اور آگے پیچھے یہ آسمان اور زمین نہیں سوجھتے۔ جس قادر مطلق نے ان کو اور ان کی ساری چیزوں کو بنا کھڑا کیا۔ کیا وہ پھر (نعوذ باللہ) اتنا عاجز ہو گیا۔ کہ انسان کے بدن کے پریشان ذرات کو اکٹھا کر کے اسے دوبارہ نہیں بنا سکتا؟

خوف کا مقام

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

اگر ہم چاہیں دھنسا دیں انہیں زمین میں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

یا گرادیں ان پر ایک ٹکڑا آسمان سے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ

تحقیق اس کے اندر البتہ نشانی ہے واسطے ہر

عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾

بندے رجوع کرنے والے

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

اگر ہم چاہیں انہیں زمین میں دھنسا دیں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

یا ان پر آسمان سے ایک ٹکڑا گرا دیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ

تحقیق اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے

عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ ع ۹

کے لیے نشانی ہے

اس آیت میں انسان کی دلیری اور گستاخی پر سرزنش کی گئی ہے کہ یہ مرنے کے بعد اپنے دوبارہ زندہ ہو جانے کو اتنا مشکل کیوں سمجھتا ہے۔ کہ اللہ کی قدرت سے بھی اسے باہر مانتا ہے۔ کیا اسے اپنے پیچھے جدھر نظر دوڑائے آسمان اور زمین نظر نہیں آتے۔ آخر یہ کہاں سے آئے اور کس نے بنائے۔ یہ منہ اٹھا کر کہہ تو دیتے ہیں۔ کہ اللہ نے بنائے۔ لیکن ان سے اللہ کی قوت اور قدرت کا ٹھیک اندازہ نہیں کرتے۔ ذرا سا سوچنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس وسیع فضا میں چیزیں بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں۔ خود زمین سے بہت چیزیں نکلتی ہیں اور مٹتی ہیں۔ انسان بھی آخر اسی قسم کی مخلوق ہے۔ اس کے بننے اور بگڑنے اور بگڑ کر پھر بننے میں ایسی کیا خاص دشواری ہے۔ جو دور نہیں ہو سکتی۔ کیا انہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے۔ جو ایسے گستاخانہ انداز سے انسان کے دوبارہ پیدا ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اگر اللہ کو منظور ہو تو انہیں زمین میں دھنسا دے۔ یا آسمان کا کوئی ٹکڑا ان پر گرا دے اور یہ سب اس کے نیچے کچل کر رہ جائیں۔ آسمان اور زمین میں چیزوں کا بننا اور بگڑنا اور پھر بننا اللہ کی قدرت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے۔

کسر صرف اس بات کی ہے۔ کہ یہ اللہ عزوجل کا کبھی کبھی نام تو لیتے ہیں۔ مگر دل سے اس کی طرف نہیں جھکتے۔ ورنہ انہیں آسمان اور زمین ہی کے اندر اس کی قدرت کی نشانیاں صاف صاف نظر آنے لگیں ؛

قدرت کی نشانیاں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ
اور تحقیق دی ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی
يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا
اے پہاڑو پڑھو اس کے ساتھ اور پرندے بھی اور نرم کیا ہم نے
لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿١٠﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ
اس کے لیے لوہا کہ بنا فراخ زرہیں
وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ
اور ٹھیک اندازہ کر جوڑنے میں اور کام کرو تم نیک
اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١﴾
تحقیق میں اسے جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہوں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ
اور ہم نے اپنی طرف سے بڑائی دی داؤد کو
يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا
اے پہاڑو اس کے ساتھ خوش الحانی سے پڑھو اور پرندے بھی۔ اور ہم نے
لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿١٠﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ
اس کے لیے لوہا نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بنا
وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ
اور اندازے سے کڑیاں جوڑ اور تم سب نیک کام کرو
اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١﴾
تحقیق میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں

اَوِّبِيْ (رجوع) امر مؤنث ہے تاویب سے جو اوب سے بنا ہے۔ اَوْبٌ کے معنی رجوع کرنا۔ لوٹنا۔ تاویبٌ: دن کو سفر کرنا۔ ساتھ ساتھ چلنا۔ یہاں اس سے مراد ہے پڑھتے ہیں ان کی نقل کرنا۔ وَالطَّيْرَ (اور پرندوں کو) تقدیر عبارت یہ ہے وَاَمَرْنَا الطَّيْرَ یعنی پرندوں کو بھی یہی حکم دیا جو پہاڑوں کو دیا تھا کہ اس کے ساتھ اسی طرح تم بھی پڑھو۔ اَلَنَّا (نرم کر دیا ہم نے) ماضی ہے اِلَانَةٌ سے۔ جو ل۔ ی۔ ن سے بنا ہے لِيْن نرمی کو اور نرم ہو جانے کو کہتے ہیں۔ سَرْدٌ (باہم جوڑنا) اس کا مطلب ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو جوڑ کر کوئی بڑی چیز بنانا۔ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی تناسب کے ساتھ جوڑو۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی طرف انسان کو توجہ دلاتا ہے تاکہ وہ اس کا اور اس کی صفات کا ٹھیک ٹھیک تصور قائم کرے اور اس کے ارشادات میں شک و شبہ نہ کرے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا۔ کہ جب وہ خوش الحانی سے اللہ کا ذکر کریں۔ تو تم بھی ان کے ساتھ ویسے ہی ذکر کرو جیسے وہ کریں۔ پھر لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا۔ تاکہ وہ اس کے چھلّے بنائے اور ان کو تناسب اور ٹھیک اندازے سے جوڑ کہ بے ڈھنگے نہ معلوم ہوں۔ لوہے کی کشادہ زرہیں تیار کرے پھر ہم نے اسے حکم دیا کہ اس میں مصروف ہو کر نیک کام نہ بھولنا۔ یاد رکھو اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔

مزید نشانیاں

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ

اور سلیمان کے لیے ہوا کہ صبح کی منزل اس کی ایک مہینہ کی اور

رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ

شام کی منزل ایک مہینہ کی اور بہایا ہم نے اس کے لیے چشمہ تانبے کا

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور جنوں میں سے وہ تھے جو کام کرتے سامنے اس کے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا

اس رب کے حکم سے اور جو پھرے گا ان میں سے ہمارے حکم سے

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫

چکھائیں گے ہم اسے آگ کے عذاب سے

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ

اور سلیمان کے تابع فرمان کردیا ہوا کو اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی

رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ

اور شام کی ایک مہینہ کی اور اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہادیا

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور بہت سے جن اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا

کام کرتے اور جو ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫

ہم اس کو آگ کا عذاب چکھائیں گے

غُدُوٌّ: (صبح کے وقت چلنا) رَوَاحٌ: (شام کے وقت چلنا) مراد یہ ہے کہ ہوا آدھے دن میں ایک مہینہ کی راہ طے کرتی تھی۔

اَسَلْنَا: (بہادینا) ماضی ہے اِسَالَۃٌ سے جو س۔ی۔ل سے بنا ہے سَیل کے معنی بہنا۔ اِسَالَۃٌ: بہانا

قِطْرٌ: عربی میں تانبے کو کہتے ہیں اس کے لیے دوسرا لفظ نُحَاس ہے۔

اللہ عزوجل نے ہوا کو حکم دے دیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جہاں کہیں وہ آرام سے اڑا کر لے جائے، چنانچہ وہ صبح کے وقت ان کا تخت اڑا کر ایک مہینہ کی منزل پر لے جاتی اور شام کو پھر واپس لے آتی یعنی ایک دن میں اتنا فاصلہ طے کرتی جتنا معمولی طریقہ سے دو مہینہ میں ہوتا ہے۔

نیز اللہ عزوجلّ نے ان کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ بہا دیا تھا۔ اور مزدوروں اور قلیوں کی طرح جنّ ان کے لیے محنت کا کام کرتے رہتے تھے۔ اور یہ سب اس کے رب کے یعنی ہمارے حکم سے ہوتا تھا۔ جنّوں سے ہم نے کہہ دیا تھا کہ جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کا کام کرنے سے جان چرائے گا اسے ہم آگ میں جھونک دیں گے ؛

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

پس جب حکم دیا ہم نے اس پر موت کا نہ بتایا انہیں

عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

اس کی موت کا مگر ایک کیڑے زمین کے نے جس نے کھا لیا

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ

اس کا عصا پس جب وہ گرا تب سمجھا جنّوں نے

اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا

کہ اگر وہ ہوتے جانتے غیب کی بات نہ

لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

لگے رہتے اس عذاب ذلّت والے میں

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

پھر جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کر دیا ان کو

عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

اس کا مرنا نہ جتلایا مگر گھن کے کیڑے نے جو اس کے

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ

عصا کو کھاتا رہا پھر جب گرا تب جنّوں کو معلوم ہوا

اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا

کہ اگر وہ غیب کی خبر رکھتے ہوتے تو اس ذلّت

لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

کی تکلیف میں نہ رہتے

مِنْسَاَتُهٗ: (عصا) اسم آلہ ہے ن س ء سے نَسْءٌ کے معنی جانوروں کو ہانکنا۔ اکٹھا کرنا مِنْسَاَۃٌ: ہانکنے اور اکٹھا کرنے کا ذریعہ جو یقیناً لاٹھی ہوتی ہے ۞ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بہت سے مفید کام کیے اور جنّ و انسان ان کاموں میں محنت و مشقت کے ساتھ لگے رہے۔ یہ فقط حضرت سلیمان علیہ السلام کا رعب داب تھا جس کی وجہ سے یہ سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی مقرر جگہ پر اللہ کی عبادت کے لیے عصا پر سہارا دیئے کھڑے رہتے اور وہ ان کو کھڑا دیکھ کر کام میں مشغول رہتے۔ یہ کام بیت المقدس کی تکمیل کا تھا جس کی تعمیر کی بنیاد ان کے والد حضرت داوٗد علیہ السلام قائم کر چکے تھے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ عزّ و جلّ کو اس کی تکمیل منظور تھی۔ ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت بھی آپہنچا اور ان کی وفات عصا پر سہارا دے کر کھڑے کھڑے ہوگئی۔ لیکن آپ اسی طرح کھڑے رہے۔ تاکہ ان کو کھڑا دیکھ کر مزدور اپنا کام کرتے رہیں۔ عصا میں گھن کا کیڑا لگ گیا اور اس نے کھانا شروع کر دیا۔ جب عصا اندر سے کھوکھلا ہوگیا تو وہ ٹوٹ گیا اور اس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس کے سہارے کھڑے تھے گر پڑے۔ اس وقت جنّوں نے افسوس کیا کہ ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ ورنہ اس محنت و مشقت میں کاہے کو مبتلا رہتے جس سے ہماری ذلّت اور غلامی ٹپک رہی ہے۔ ہمیں غیب کا علم نہ تھا۔ انہیں کھڑا دیکھ کر ان کا حکم بجا لاتے رہے ورنہ کب کے کام چھوڑ کر بیٹھ رہے ہوتے ۞

سبا کا حال

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِي مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ
البتہ تحقیق تھی سبا کے لیے ان کی بستی میں نشانی
جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا
دو باغ دائیں طرف اور بائیں طرف کھاؤ
مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ
روزی میں سے اپنے رب کی اور شکر کرو اس کا
بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾
شہر ہے ستھرا اور پروردگار بخشنے والا

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِي مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ
تحقیق قوم سبا کے لیے ان کی بستی میں نشانی تھی
جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا
دو باغ دائیں اور بائیں کھاؤ
مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ
اپنے رب کی روزی اور اس کا شکر کرو
بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾
پاکیزہ شہر ہے اور رب گناہ بخشنے والا ہے

حضرت داود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ختم ہوا۔ یہ وہ لوگ تھے جن پر اللہ عزوجل نے انعام اور اکرام کی بوچھاڑ کر دی اور ان سے کہا کہ ہمارے عطیوں سے ایسے کام کرو جن سے ہماری شکر گزاری ظاہر ہو۔ ان لوگوں نے اللہ کا حکم مانا اور اس کے انعامات سے مخلوق خدا کے فائدے کے لیے بڑے بڑے کام کیے۔ اللہ عزوجل نے ان کے درجے بلند کیے اور دنیا و آخرت میں انہیں مرتبہ اور وقار عطا فرمایا۔ اس کے بعد ان آیتوں میں قوم سبا کا ذکر ہے۔ ان پر بھی اللہ عزوجل نے بڑے بڑے انعام کیے۔ لیکن انہوں نے ان کی قدر نہ کی اور اللہ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا۔ بجائے اس کے اپنی خواہشوں کے پورا کرنے میں لگ گئے۔

ارشاد ہے کہ ان کے ملک میں ہم نے سرسبزی اور شادابی پھیلائی۔ سبا، یمن کا ایک حصہ تھا۔ یہاں پرانے لوگوں نے ایک بڑا بند باندھ کر پانی کو ہر جگہ پہنچانے کا انتظام کر دیا تھا۔ دائیں اور بائیں مسلسل باغات پھیلے ہوئے تھے پھلوں اور میووں کی کثرت تھی۔ ان سے کہا گیا۔ کہ آرام سے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو یعنی اس کی بندگی کرو اور اس کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرو۔

دیکھو! تمہارا شہر کس قدر خوشنما اور صاف ستھرا ہے۔ اور تمہارا رب بھی خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے۔ جان بوجھ کر اس کی مخالفت نہ کرو۔ اس کی مہربانی تم پر ہمیشہ رہے گی۔

کفر کا وبال

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

پس منہ موڑ لیا انہوں نے پس بھیجا ہم نے ان پر سیلاب بند کا

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

اور بدلے میں دیئے ہم نے ان کے دو باغ کے دو اور باغ

ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّ شَيْءٍ

رکھنے والے میوہ کسیلا اور جھاؤ اور کچھ

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

بیر بال تھوڑی سی یہ ہم نے بدلہ دیا انہیں اس کا کہ

كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

ناشکری کی انہوں نے اور کیا برا بدلہ دیتے ہیں ہم مگر ناشکروں کو

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

سو وہ دھیان میں نہ لائے پس ہم نے ان پر ایک زور کا نالا چھوڑ

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

دیا اور ان کو ان دو باغوں کے بدلے دو باغ اور دیئے

ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّ شَيْءٍ

جن میں کچھ کسیلا میوہ تھا اور جھاؤ اور

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

تھوڑے سے بیر یہ ہم نے ان کو ان کی ناشکری کا بدلہ دیا

كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

اور ہم یہ بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکرا ہو

انسان کو جب ہر طرح چین اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ آب و ہوا موافق اور پیداوار کی افراط ہوتی ہے تو سوا اس کے کچھ نہیں سوجھتا کہ اپنی خواہشیں پوری کرنے کی دھن میں لگا رہے اگر اسے سمجھایا جائے کہ یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی سے تمہیں ملا ہے۔ اس کا شکر ادا کرو اور اس کی بتائی ہوئی راہ اختیار کرو تو وہ اکڑ جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا جیسا کہ اس آیت میں کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ ان لوگوں نے نصیحت کرنے والوں کی بات نہ مانی ہم نے انہیں اس کی سزا دی۔ پانی کا ریلا اتنے زور کا آیا کہ بڑا بند جو ان کے بڑے شہر مارب کے پاس تھا اور اسے سدِّ مارب یا یمن کے محاورے میں عرم کہتے تھے ٹوٹ گیا تمام میووں کے باغ اور ہرے بھرے کھیت غرقاب ہو گئے اور پانی سوکھنے کے بعد وہاں کچھ بھی نہ رہا۔ اور ان میوہ دار باغوں کی جگہ دو خشک میدان پیدا ہو گئے جن میں کچھ کڑوے کسیلے پھل کچھ جھاؤ کے درخت اور تھوڑی سی جنگلی بیریاں رہ گئیں۔

ارشاد ہے کہ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا اور من بھاتی زندگی بسر کرنے کا بدلہ دیا جب آدمی اخلاق کو بالائے طاق رکھ دے اور ہر جی میں آئے کرنے لگے۔ تو وہ آخر کار اسی طرح تباہ ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے سوا کسی کو اللہ کی طرف سے بدلہ برا نہیں ملتا۔ اللہ کے شکر گزار اور بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق چلنے والوں کو اللہ برے انجام سے بچائے رکھتا ہے۔

ایک اور حماقت

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى

اور کردی ہم نے درمیان ان کے اور درمیان ان بستیوں کے

الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

کہ جنہیں برکت دی ہم نے اس میں بستیاں نظر آنے والی اور

قَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا

اندازہ مقرر کر دیا تھا ہم نے ان میں چلنے کا چلو پھرو ان میں

لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِينَ (۱۸) فَقَالُوا رَبَّنَا

راتوں کو اور دنوں کو بے خوف و خطر پس کہنے لگے اے ہمارے رب

بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

دراز کردے فاصلہ درمیان ہمارے سفروں کے

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى

اور ہم نے ان میں اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت

الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

رکھی ہے اپنی بستیاں رکھ دی تھیں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور

قَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا

ہم نے ان میں آنے جانے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں پھرو

لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِينَ (۱۸) فَقَالُوا رَبَّنَا

ان میں رات اور دنوں کو امن سے پھر کہنے لگے اے ہمارے

بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا۔

رب ہمارے سفروں کو دراز کر دے

برکت والی بستیوں سے ملک شام مراد ہے۔ سبا کے علاقہ سے جو یمن میں ہے شام تک عرب کے تجارتی قافلے چلتے تھے اور ہندوستان کا مال جو یمن میں اترتا تھا اٹھا کر شام لے جاتے اور وہاں سے عقبہ (ائلہ) کی راہ مصر پہنچاتے تھے۔ اس سارے راستہ میں خوب چہل پہل رہتی تھی۔ جگہ جگہ آبادیاں راستہ میں موجود تھیں اور منزل بہ منزل بے خوف و خطر سفر طے ہوتا تھا۔ ارشاد ہے کہ یمن (سبا) سے لے کر شام تک قافلہ کی شاہراہ قائم تھی اور باقاعدہ قافلے آتے جاتے تھے۔ چوری، ڈاکہ، بھوک، پیاس کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اللہ نے حکم دے رکھا تھا کہ رات دن اس راستہ سے سفر کرو۔ اس میں کسی قسم کا خدشہ اور خطرہ نہیں۔ ہر منزل قریب ہے۔ اور ہمارا ضرورت کا سامان ہر جگہ ملتا ہے۔ مگر انہوں نے غضب کیا کہ اس نعمت کی قدر نہ کی۔ کہنے لگے کہ سفر کا مزہ تو تب ہے جب مشکل سے راہ طے کرنی پڑے۔ ایک منزل سے دوسری منزل جانا دشوار ہو۔ بھوک پیاس محسوس ہو۔ بڑی منزلیں طے کرنے کے بعد کہیں آرام کی صورت دیکھنا نصیب ہو۔

غرض آرام کے سفر سے اکتا گئے اور لگے تکلیفوں کی آرزو کرنے۔ یہاں تک کہ ان کی زبان سے بھی نکلنے لگا کہ اے ہمارے رب ہمارے سفر کی منزلوں کے درمیانی فاصلے بڑھا دے۔

اپنے آپ پر ظلم

وَظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ
اور ظلم کیا انہوں نے اپنی جان پر پھر کر ڈالا ہم نے انہیں کہانیاں
وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اور چیر ڈالا ہم نے انہیں پوری طرح چیرنا تحقیق اس میں
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾
البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے

وَظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ
انہوں نے اپنا آپ برا کیا پھر کر ڈالا ہم نے انہیں کہانیاں
وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے اس میں ہر صبر کرنے والے
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾
شکر گذار کے لیے پتہ کی باتیں ہیں

یہ واقعی ایک عجیب خواہش تھی۔ مگر انسان ایک حالت سے اُکتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی نئی بات پیدا ہو جس میں جی لگے۔ ارشاد ہے کہ یہ ان کی خواہش اپنی جان پر ظلم کرنے کے برابر تھی۔ جیسے ان سے پہلے بنی اسرائیل نے من و سلویٰ سے اُکتا کر محنت سے روزی کمانے کی خواہش کی تھی۔ فرماتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب رونق اور آبادی خاک میں مل گئی۔ ہر جگہ دھول اڑنے لگی۔ لوگ وہاں سے سرک کر جدھر جس کا منہ اٹھا چلے گئے۔ جہاں اس قدر آرام و آسایش کے سامان تھے۔ وہاں بجز خشک میدانوں، گرم ہواؤں اور خاک دھول کے کچھ نہ رہا۔ اور ان کا تمدن اور تجارت سب کچھ خاک میں مل گیا۔ بہ ظاہر اس کا سامان یہ ہوا کہ یونانیوں اور رومیوں کا شام اور مصر پر قبضہ ہو گیا۔ اور ہندوستان سے تجارت کے لیے بحری راستہ کھُل گیا۔

یمن کی بندرگاہوں سے ہندوستان کی تجارتی چیزیں جہازوں میں عقبہ (ایلہ) جانے لگیں۔ یمن سے حجاز ہو کر جو تجارتی شاہراہ خشکی کے راستہ ایلہ پہنچتی تھیں وہ بند ہو گئیں۔

آگے ارشاد ہے کہ جو لوگ صبر اور شکر کے ساتھ ترقی کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے لیے اس واقعہ میں بڑی نصیحت موجود ہے۔ وہ اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ بے صبری اور ناشکری کا نتیجہ سوائے تباہی کے کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کی تباہی کے سامان ارد گرد کے حالات کے تغیّر و تبدّل ہی سے خود بہ خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر ڈٹے رہتے ہیں اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ جو اللہ کے رسولوں کے ذریعہ ان تک پہنچتی رہتی ہیں۔ وہ لوگ ان بلاؤں سے بمدد خدا محفوظ رہتے ہیں ۞

شیطان کا جال

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ
اور البتہ تحقیق سچ کر دکھایا ان پر ابلیس نے
ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا
اپنا گمان پس پیروی کی انہوں نے اس کی مگر ایک گروہ نے
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم
ایمان والوں میں سے اور نہ تھا اس کا ان پر
مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ
کچھ زور مگر تاکہ جان لیں ہم اسے جو ایمان لاتا ہے
بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ
آخرت پر اس سے کہ وہ ہے اس سے شک کے اندر
وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾
اور تیرا رب اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ
اور ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا
ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا
پھر وہ اسی کی راہ پر چلے مگر
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم
تھوڑے سے ایمان دار اور اس کا ان پر کچھ
مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ
زور نہ تھا مگر اتنی بات کے لیے کہ ہم اسے جو آخرت پر
بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ
یقین لاتا ہے اس سے جدا کر کے معلوم کر لیں جو اس کی طرف سے دھوکے
وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ ع ۲/۸
میں ہے۔ اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے

ابلیس آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے جب راندۂ درگاہ ہوا اور اس نے اپنے لیے قیامت تک کی زندگی طلب کی تو اس نے اپنی اٹکل سے اندازہ لگا لیا تھا کہ میں آدمؑ کو اور اس کی اولاد میں سے بہت سوں کو بہلا پھسلا کر سیدھے راستہ سے ہٹا دوں گا۔ ارشاد ہے کہ اس نے اپنا یہ گمان اولادِ آدم کے بارے میں پورا کر دکھایا اور وہ سچ مچ اس کی چال میں آ گئے۔ فقط وہی لوگ بچ سکے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اس کا فرمان سر آنکھوں پر رکھا اور اس کے رسولوں کے کہنے پر عمل کیا۔ چنانچہ سبا والے اس کے جال میں پھنس گئے حالانکہ ابلیس میں طاقت نہیں کہ وہ انسان کو خواہ وہ سبا والے ہوں یا کوئی اور زبردستی سیدھی راہ سے پکڑ کر کھینچ لے وہ فقط ورغلاتا اور بہکاتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ اتنی طاقت بھی اسے اس لیے دی گئی کہ ہم آخرت پر ایمان لانے والوں کو ان لوگوں سے الگ کھڑا کر دیں۔ جو اس کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ عزوجل کو بھول بیٹھے ہیں۔ تیرے رب کو انسان کی آزمائش اسی طرح منظور تھی۔ اس کی نگاہ میں ہر چیز ہے۔ کوئی بات اٹکل پچو ہونے نہیں پاتی ؛

مشرکوں کو تنبیہ

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
کہہ دے | پکارو | جنہیں | تم گمان کرتے ہو معبود | اللہ کے سوا
لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ
نہیں مالک وہ | برابر وزن | ذرہ کے | آسمانوں میں
وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا
اور نہ | زمین میں | اور نہیں ان کا | ان دونوں میں
مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ (۲۲)
کچھ ساجھا | اور نہیں اس کا | ان میں سے | کوئی مددگار

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
تو کہہ پکارو انہیں جنہیں تم مانتے ہو اللہ کے سوا
لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ
وہ ایک ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں
وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا
اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا
مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ (۲۲)
ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے سے اللہ کے ماننے والوں اور اس کے شکرگزاروں کا حال معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے دنیا و آخرت میں اس کا پھل کیا پایا۔ اور اہل سبا کے ذکر سے یہ بتانا تھا کہ اللہ کے فرمان سے منہ پھیرنے والوں اور اس کی ناشکری کرنے والوں کا دنیا میں بھی بھلا نہیں ہوتا اور آخرکار وہ مصیبتوں میں پھنستے ہیں۔

اس کے بعد اس آیت میں مشرکوں کو ارشاد ہے۔ اور نیز ان سب لوگوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو پوجتے اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر یہ تم نے جو اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تو انہیں کسی شے کے اوپر ذرا سی بھی قدرت حاصل نہیں۔ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے برابر چیز بھی ان کے قبضہ میں نہیں۔ یہ نہ کسی چیز کو بنا سکیں نہ کسی کو نفع دے سکیں نہ کسی کو کچھ ضرر پہنچا سکیں۔

اللہ عزوجل نے سب کچھ بنایا ہے۔ اور اس کو ہر چیز پر پوری پوری قدرت حاصل ہے۔ اور ان تمہارے جھوٹے معبودوں میں سے تو کوئی اللہ کا نوکر یا خدمت گار بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ کہ مالک ہونے کی حیثیت سے نہ سہی مالک کے مددگار ہونے کی حیثیت سے ہی کسی کا کچھ کام بناتا۔

اللہ عزوجل کو کسی کام میں کسی کی مدد کی ضرورت ہی نہیں اور نہ اس نے اس عالم کے بنانے میں کسی کی مدد لی۔ اور نہ اس کے انتظام میں اسے کسی سہارے کی ضرورت ہے۔

شفاعت اور سفارش

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ
اور اس کے پاس سفارش کام نہیں آتی مگر اس کے کہ جس کے
اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ
واسطے حکم کردے یہاں تک کہ جب ان کے دل سے
قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا
گھبراہٹ دور ہو جائے کہیں گے کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں فرمایا جو
الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾
واجبی ہے اور وہی سب سے اوپر بڑا ہے

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ
اور نفع نہیں دیتی سفارش اس کے پاس مگر اسے کہ
اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ
اجازت دے وہ جسے یہاں تک کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ
قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا
ان کے دلوں سے کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں فرمایا
الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾
ٹھیک تھا اور وہ سب سے بلند مرتبہ والا اور بڑا ہے

فُزِّعَ: (گھبراہٹ دُور ہو جائے) ماضی مجہول ہے تَفْزِیْعٌ سے جو ف ز ع سے بنا ہے۔ فَزَعٌ کے معنی گھبراہٹ، خوف اور بے چینی کے ہیں۔ تَفْزِیْعٌ کے معنی بے چینی دور کر دینا۔ یہ سلب ماخذ کے معنی ہیں جیسے تمریض۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کے جلال اور عظمت و کبر کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ بڑے بڑے درجے والے بھی اس کے آگے سرنگوں ہیں۔ یہ بت بے چارے تو کس گنتی میں ہیں۔ فرشتے تک اس کے آگے کسی کے حق میں زبان نہیں ہلا سکتے۔ بس وہی کر سکتے ہیں جن کی اجازت انہیں مل جائے وہ اللہ عزوجل کے سامنے حسب الحکم صورت حالات پیش کر دیتے ہیں اور پھر حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ پھر جب حکم الٰہی نازل ہوتا ہے تو اس کی عظمت اور جلال کی آہٹ سے خوف کے مارے گھبرا جاتے ہیں اور سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

اس کے بعد جب خوف اور رعب کا اثر ان کے دل پر سے اللہ کے حکم سے دور ہو جاتا ہے۔ تو پھر نیچے کے فرشتے اوپر کے فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل نے کیا حکم صادر فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہی فرمایا جو بالکل درست اور واجبی ہے۔

اللہ ہی مرتبہ میں سب سے بلند اور درجے میں سب سے بڑا ہے۔ ہمارا کام حکم کی تعمیل ہے اور بس۔ جب مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو اوروں کا پوچھنا ہی کیا ہے۔

فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا
کہدے جمع کرے گا ہمارے درمیان رب ہمارا پھر فیصلہ کردے گا ہمارے درمیان
بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ
ٹھیک ٹھیک اور وہی کھول دینے والا جاننے والا ہے کہدے
اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ
دکھاؤ تم مجھے وہ جنہیں تم ملاتے ہو اس کے ساتھ شریک ٹھہرا کر کوئی نہیں
بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾
لیکن وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا
تو کہہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کرے گا۔ پھر ہم میں انصاف کا فیصلہ
بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ
کریگا۔ اور وہی فیصلہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا ہے تو کہہ
اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ
تم مجھ کو دکھلاؤ تو سہی جن کو تم اس سے ملاتے ہو شریک قرار دے
بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾
کر کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا

ارشاد ہوا کہ اتنی بات تم بھی مانتے ہو کہ تمہارا رزق دینے والا اللہ ہے۔ اس کے بعد ہم میں اور تم میں فرق یہ رہ جاتا ہے۔ کہ ہم اتنا ماننے کے بعد یہ بھی مانتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور تم کہتے ہو کہ نہیں اس کے شریک ہیں۔ اب یا تو تم سچے ہو یا ہم۔ اور جب ہم میں سے ایک سچا ہے تو یقیناً اس کے مقابلہ میں دوسرا جھوٹا اور گمراہ ہے۔ خیر تم جانو۔ ہم تمہیں خدا کے ایک ہونے کی دلیلیں صاف صاف بتا چکے۔ اب بھی اگر تم اپنی ہٹ پر قائم رہنا چاہتے ہو۔ تو اتنا ضرور سُن لو کہ ایک دن ہم دونوں کے اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی۔ اور ہر ایک سے یہ پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے جو کچھ کیا۔ کیوں کیا۔ تم سے ہمارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی۔ اور نہ ہم تمہارے اعمال کے لیے جواب دہ ہونگے۔ ہمارا رب ہم سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا۔ اور پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردے گا کہ کون گمراہ ہے۔

وہ حقیقتِ حال سے اچھی طرح واقف ہے اور بالکل دو ٹوک فیصلہ کرنے والا ہے۔ بھلا ان کو جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔ ذرا سامنے تو لاؤ ہم بھی دیکھیں۔ کہ ان کی ہستی کیا ہے؟ کہاں بے جان بت اور عاجز ہستیاں اور کہاں وہ زبردست قوت والا سارے بھیدوں سے واقف اللہ عزوجل۔ چھوڑو ان بے بنیاد لچر پوچ باتوں کو اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی کسی کا رب اور معبود نہیں ہو سکتا۔

سارے لوگوں کے رسول

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
اور نہیں بھیجا ہم نے تجھے مگر تمام لوگوں کے لیے
بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور لیکن بہت سے لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
نہیں جانتے اور وہ کہتے ہیں کب ہے یہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ
وعدہ اگر ہو تم سچ کہنے والے کہہ دے
لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ
تمہارے لیے مقرر ہے ایک دن نہ پیچھے ہٹو گے تم
ع عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٠﴾
اس سے ایک گھڑی اور نہ آگے بڑھو گے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
اور تجھے جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے
بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
خوشی اور ڈرانے کو لیکن بہت سے لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
نہیں جانتے اور کہتے ہیں کب ہے یہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ
وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ
لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ
تمہارے لیے ایک دن کا وعدہ ہے نہ دیر کرو گے
عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٠﴾
اس سے ایک گھڑی اور نہ جلدی

اس آیہ کریمہ میں یہ نص صریح ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں کسی خاص ملک یا فرقہ کے رسول نہیں جیسا کہ بعض لوگوں میں آج کل یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ آپ تو فقط عرب کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے دوسرے ملکوں کے لوگوں کے لیے آپ کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ ارشاد ہے کہ ہم نے جو تجھے پیغام ہدایت دے کر بھیجا ہے۔ وہ دنیا بھر کے لوگوں کے لیے ہے تجھے ہر شخص کو جو ایمان لا کر اچھے عمل کر رہا ہے خوشخبری سنانی ہے کہ اس کا انجام اچھا ہو گا اور مرنے کے بعد آرام کی زندگی ملے گی اور بُرے کام کرنے والوں کو ڈرانا ہے کہ ان کے بُرے اعمال کی سزا بُری ہو گی لیکن اکثر لوگ اس بات سے واقف نہیں۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ منہ اٹھا کر کہہ دیتے ہیں کہ بھلا اگر تم سچ کہتے ہو تو بتاؤ کہ یہ قیامت آئے گی کب؟ اس کا جواب انہیں یہ دو کہ اس کا ایک خاص وقت مقرر ہے جب وہ وقت آجائے گا تو لوگ اس سے ایک منٹ نہ پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے بالکل ٹھیک وقت مقررہ پر اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔

قیامت کا منظر

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا
اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ہرگز ہم ایمان نہ لائیں گے اس
الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ
قرآن پر اور نہ اس پر جو اس سے پہلے آیا اور اگر
تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ
تو دیکھے جب کہ ظالم لوگ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے
يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ
لوٹاتا ہوگا بعض ان کا بعض کی طرف بات

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا
اور کافر کہنے لگے ہم اس قرآن کو ہرگز نہ
الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ
مانیں گے اور نہ اس سے پہلے کو اور اگر
تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ
تو دیکھے جب ظالم لوگ اپنے رب کے پاس کھڑے کیے جائیں گے
يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ
کہ ایک دوسرے پر بات ڈال رہا ہے

دُنیا میں انسان زیادہ تعداد میں ایسے ہی ہیں کہ اللہ کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اگر اقرار کریں تو اس کے احکام کی پابندی لازم آجاتی ہے اور اس میں اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا پڑتا ہے اس سے ان کی جان نکلتی ہے ان پر یہ بات شاق گذرتی ہے کہ پیسہ صحت اور طاقت ہوتے ہوئے وہ ایک ایسے کام سے رک جائیں جس میں انہیں فوری لذت حاصل ہونے کا ابھی ابھی موقعہ ہے یا جس سے برابر والوں میں ان کا نام ہوتا ہے یا مالی نفع ابھی ابھی حاصل ہوتا ہے۔ عرب میں بھی اسی قسم کے مَنْ کے رسیا موجود تھے۔ ان سب کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ بعض لوگوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اللہ کو نہ مانیں گے۔ اس کے بعد اس قرآن کے یا اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ارشاد ہے کہ ہم انہیں دُنیا میں ان میں سے کوئی چیز زبردستی دینا نہیں چاہتے۔ ہاں انہیں اتنا بتائے دیتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ان کی بُری گت بنے گی۔ اے ہمارے نبی اگر کبھی تو ان کی اس وقت کی حالت دیکھ لے تو عجیب تماشا نظر آئے۔ یہاں تو ان لوگوں میں سے کوئی حال میں مست ہے اور کوئی مال میں۔ عاقبت کی کوئی فکر نہیں کرتا۔ لیکن اس دن یہ سب اپنے حقیقی رب اور مالک کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے پر الزام رکھ رہے ہوں گے کمزور لوگ زور آوروں کو لعنت ملامت کریں گے کہ تم نے ہمیں بھی اپنے ساتھ ڈبویا:

آپس میں نوک جھونک

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
کہیں گے وہ لوگ جو کمزور مانے جاتے تھے ان سے جو
اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (۳۱)
بڑے بنتے تھے اگر نہ ہوتے تم بلکہ ہوتے ہم ایمان لانے والوں میں
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ
کہیں گے وہ جو بڑے بنتے تھے ان سے جو
اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ
کمزور مانے جاتے تھے کیا ہم نے روکا تمہیں ہدایت سے بعد اس کے
اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ (۳۲)
جب آگئی وہ تمہارے پاس نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے بڑائی کرنے والوں
اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (۳۱)
سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ
بڑائی کرنے والے ان سے کہیں گے جو کمزور تھے
اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ
کیا ہم نے تمہیں حق بات سے روکا تھا جب وہ تمہارے پاس آ چکی
اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ (۳۲)
تھی نہیں بلکہ تم ہی قصور وار تھے

دنیا میں جنہیں کوئی مرتبہ، اقتدار، زور یا مال میسّر ہو جائے وہ اس قابل ہو جاتے ہیں۔ کہ جن کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہیں وہ ان کی پیروی کریں۔ نادار لوگ مالداروں کی ریس کرنا چاہتے ہیں۔ محکوم اپنے حاکم کی ڈگر پر چلنا چاہتا ہے۔ کمزور، زور آور کے سامنے مجبور ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس پر فخر کرتے ہیں کہ چھوٹے ہماری حکم برداری کرتے ہیں۔ لیکن قیامت میں ہر چیز کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیوں کہ وہاں صاف نظر آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہ کچھ زور رہے نہ اقتدار۔

ارشاد ہے۔ کہ جنہیں دنیا میں کمزور قرار دے دبا گیا تھا وہ بڑے بن کر بیٹھنے والوں سے کہیں گے۔ کہ یہ تم ہی ہو جنہوں نے ہمارا بیڑا غرق کر دیا۔ اگر دنیا میں تمہارا وجود نہ ہوتا۔ تو یقیناً ہم رسولوں کا کہنا مانتے۔ اور ایمان کی نعمت سے مالا مال ہوتے۔ یہ سنکر وہ بڑے بڑے لوگ کانوں پر ہاتھ رکھیں گے اور ان چھوٹوں سے کہیں گے۔ کیا خوب! ہم تمہارے گمراہ کرنے والے کون؟ اللہ نے تمہیں عقل دی تھی۔ اس کے رسولوں نے سیدھے راستہ کا نشان خوب واضح کر دیا تھا اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ تم جانتے ہو کہ تم خود گمراہ ہوتے اور الزام ہمارے سر تھوپتے ہو یہ سب باتیں بیکار ہیں۔ تم خود مجرم ہو اور اپنے کاموں کے ذمہ دار۔

کمزوروں کا جواب

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

اور کہیں گے وہ لوگ جو ضعیف سمجھے گئے تھے ان سے جو بڑے تھے

بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ

بلکہ چال بازیوں نے رات و دن جب تم ہمیں حکم کرتے تھے

اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ

کہ انکار کریں ہم اللہ کا اور ٹھہرائیں اس کے لیے برابر کے شریک

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ

اور چھپانے لگے وہ پچھتاوا جب دیکھا انہوں نے عذاب

وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

اور ڈالیں گے ہم طوق گردنوں میں ان کی جنہوں نے کفر کیا

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾

کیا بدلہ دیے جائیں گے وہ مگر وہی جو تھے کرتے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

وہ لوگ جو کمزور گنے گئے تھے بڑائی کرنے والوں سے کہیں گے

بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ

کوئی نہیں رات دن کے فریب سے جب تم ہمیں حکم کیا کرتے تھے

اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ

کہ اللہ کو نہ مانیں اور اس کے ساتھ برابر کے شریک ٹھہرائیں

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ

اور چھپے چھپے پچھتانے لگے جب عذاب دیکھ لیا

وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

اور ہم نے منکروں کی گردنوں میں طوق ڈالے ہیں

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾

وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل کرتے ہیں

ارشاد ہے کہ ان کا یہ جواب سنکر کمزور لوگ کہیں گے یہ ٹھیک ہے کہ تم نے ہمیں زبردستی کفر و شرک اختیار کرنے کو نہیں کہا تھا لیکن چال ایسی اختیار کی تھی کہ جس کو دیکھ کر اچھا بھلا آدمی فوراً پھسل جاتے تم زبان سے تو کہتے تھے مگر رات دن ایسے کام کرتے رہتے تھے کہ دوسرا نہیں دیکھ کر خواہ مخواہ ریجھ جاتے۔ اللہ کا نام خود تمہارے منہ سے تو کیا نکلتا تم نے تو ایسا سامان کر دیا تھا کہ دوسرے بھی اسے بھول جاتے۔ اس کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے اور اس کو چھوڑ کر اور چیزوں کو بھی ویسا ہی طاقتور سمجھنے لگے جیسا اسے اللہ کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ تم نے بھاپ بجلی کو اپنا مددگار ٹھہرایا اور سمجھایا کہ جو کچھ ہوتا ہے انہی کے زور سے ہوتا ہے اور لگے رنگ رلیاں منانے۔ بھلا ایسے ماحول میں ہم بہک نہ جاتے تو کیا کرتے۔ یہ باتیں ظاہر میں ایک دوسرے کو سناتے جائیں گے۔ لیکن دل میں چپکے چپکے ہر ایک نادم اور پشیمان ہوگا کہ ہائے ہم نے یہ کیا کیا کہ آج یہ دائمی عذاب مول لیا۔ آخر حکم ہوگا کہ ان کافروں کی گردنوں میں بڑے بڑے کڑے ڈال دو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جاؤ۔ جیسا انہوں نے دنیا میں کیا ویسا ہی آج انہیں بدلہ ملے گا۔ ہم نے کہہ دیا تھا کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔

مالداروں کی خرمستیاں

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ
اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے
مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
اس کے مالدار لوگ تحقیق ہم جو تم دے کر بھیجے گئے ہو اس کا
كٰفِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا
انکار کرتے ہیں اور بولے ہم بہت دولت والے
وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿٣٥﴾
اور اولاد والے ہیں اور نہیں ہم عذاب دیے جانے والے
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ
کہدے یقیناً میرا رب کھول دیتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے
ع وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾
اور ناپ کے دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ
اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے
مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
آسودہ لوگ کہنے لگے ہم اس کو نہیں مانتے جو تمہارے ہاتھ
كٰفِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا
بھیجا گیا ہے اور بولے ہم مال اور اولاد میں
وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿٣٥﴾
زیادہ ہیں اور ہم پر آفت آنے والی نہیں
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ
تو کہہ میرا رب ہے جو روزی کشادہ کر دیتا ہے جس کی چاہے
وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾
اور ناپ کر دیتا ہے۔ لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ خوشحال، مالدار اور کھاتے پیتے لوگ اپنے سوا کسی اور کی نہیں سنتے جنہیں دنیا میں عیش و عشرت کا پورا سامان میسر ہے وہ فقط اپنی ہی طرف دیکھتے ہیں انہیں انجام کی پرواہ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ انجام کا تصوّر ہی نہیں رکھتے سوا اس کے کہ وہ فوری خواہشوں کے پورا کرنے میں لگے رہیں اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

ارشاد ہے کہ جس بستی میں ہم نے لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اپنا رسول بھیجا وہاں کے مالدار اور خوشحال لوگ اس کی مخالفت پر تل گئے اور صاف کہہ دیا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینی مقصود ہے۔ کہ مکّہ کے رئیس اگر آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ مغموم نہ ہوں۔ ہمیشہ ہر جگہ مالداروں کا یہی رویّہ رہا ہے کہ وہ اپنے رسول کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مال اولاد سب کچھ افراط سے موجود ہے۔ ہمیں عذاب نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہے کہ کسی کا مالدار کرنا یا مفلس کرنا اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے اسے عذاب سے بچاتے ہیں اس کے مال اور اولاد کا کوئی دخل نہیں عذاب سے وہ بچے گا جو اللہ کے رسول کی پیروی کرے گا۔ لیکن اکثر لوگ اتنی بات نہیں جانتے ۔

مال و اولاد کی حقیقت

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ
اور نہیں تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد ایسی چیز کہ
تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
نزدیک کردے تمہیں ہمارے پاس درجہ میں مگر ہاں جو ایمان لائے اور کام کرے
صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا
اچھے سو وہ لوگ ان کے لیے بدلہ ہے دوگنا بدلے اس کے
عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (۳۷)
جو انہوں نے کیا اور وہ بالاخانوں میں اطمینان سے ہوں گے

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ
اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ ہمارے پاس تمہارا
تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
درجہ بلند کردیں پر جو کوئی یقین لائے اور بھلے کام
صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا
کرے سو ان کے لیے دونا بدلہ ہے ان کے کیے کام کا اور وہ
عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (۳۷)
اطمینان سے جھروکوں میں بیٹھے ہوں گے

غُرُفٰت۔ غُرْفَۃٌ کی جمع ہے بالاخانہ کو کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ تم مال اور اولاد کی کثرت پر کیا اتراتے ہو۔ یہ تو تمہارے کسی کام نہ آئیں گے ان کی کثرت اس بات کی علامت نہیں کہ ہمارے نزدیک تمہارا بڑا درجہ ہے۔ سن لو یہ تمہارے انواع و اقسام کے مال تمہاری توانا اور تندرست اولاد ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو درجہ میں تمہیں ہم سے زیادہ قریب کردے۔ یہ اس کی علامت نہیں۔ کہ تم ہمارے مقرب ہو۔ ہمارے نزدیک بڑا درجہ حاصل کرنا ان شرائط پر موقوف ہے کہ ایمان لاؤ اور نیک کام کرو۔ سنو جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک کام کریں گے۔ انہیں ان کے کیے کا بہت زیادہ بدلہ ملے گا۔ جو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ اور سورۃ الانعام میں بیان کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے لیے اونچے اونچے بالاخانے تیار ہیں جن میں یہ آرام اور اطمینان سے رہے سہیں گے۔

انسان کے دل میں یہ خبط ہمیشہ سے سمایا ہوا نظر آتا ہے کہ مال ہی دنیا میں سب کچھ ہے جس کے پاس مال ہو اسے گویا سب کچھ مل گیا اور اگر اس کے ساتھ اولاد بھی ہو تو پھر تو کہنا ہی کیا ہے عیش کا سامان بھی موجود اور وقت پر مدد دینے اور ہاں میں ہاں ملانے کو مددگار بھی تیار۔ اب کسی اور چیز کی کیا ضرورت رہی۔

اس آیت میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ ایمان اور نیک کام ہی کام آئیں گے۔ مال کو اچھے کاموں میں صرف کرو۔ اولاد کی تربیت اچھی کرکے انہیں شائستہ بناؤ۔ پھر اللہ کے ہاں تمہیں درجے مل سکتے ہیں۔ ورنہ سب کچھ بے کار ہے۔

فلسفۂ رزق

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں عاجز کرنے کو
اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (٣٨) قُلْ اِنَّ
وہ لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے کہہ دے تحقیق
رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ
میرا رب کھول دیتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
اور ناپ کے دیتا ہے اس کے لیے اور جو خرچ کرتے ہو تم کچھ چیز
فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (٣٩)
بس وہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اور جو لوگ ہماری آیتیں ہرانے کو دوڑتے ہیں
اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (٣٨) قُلْ اِنَّ
وہ عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں تو کہہ میرا رب
رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ
جو روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
اور کم کر دیتا ہے جسے چاہے اور جو کچھ چیز تم خرچ کرتے ہو وہ اس
فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (٣٩)
کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے

يُخْلِفُ (ہو چکنے کے بعد اور دیتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے اِخْلَاف سے جو خ۔ل۔ف سے بنا ہے۔ خَلْف کے معنی پیچھے کے ہیں۔ اِخْلَافُ: پیچھے بھیجنا یعنی کسی چیز کے ختم ہو جانے کے بعد اس کے بدلے اور دینا۔

پہلے ان لوگوں کا بیان ہوا جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ایسے لوگوں کو ایک نیکی کا کئی گنا ثواب ملے گا اور وہ بالاخانوں میں آرام سے رہیں گے۔ اس آیت میں ان لوگوں کا حشر بیان کیا گیا ہے۔ جو اللہ عزوجل کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اس کی آیتوں کی طرف نہ خود کچھ توجہ کریں اور نہ اوروں کو کرنے دیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کی ٹھان لی ہے اور نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کو مقابلہ میں ہرا دیں گے۔ ایسے لوگ گرفتار کر کے اللہ کے روبرو حاضر کیے جائیں گے اور ان کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

آگے ارشاد ہے کہ مال کی زیادتی باعث فخر نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کی دین ہے وہ آزمائش کے لیے کسی کو بہت زیادہ دے دیتا ہے اور کسی کو کم۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ خرچ کر دیا تو ختم ہو جائے گا۔ اللہ کے ہاں رزق کی کچھ کمی نہیں۔ جو تم نیک کاموں میں خرچ کرو گے وہ اس کا بدلہ دے گا۔ دنیا میں دل کا اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں اس طرح خرچ کرنے کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔

غیر اللہ کی پرستش

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اور جس دن جمع کرے گا انہیں سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو
اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (٤٠) قَالُوْا
کیا یہ لوگ تمہیں تھے پوجتے وہ کہیں گے
سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا
تو پاک ہے تو ساتھی ہے ہمارا نہ کہ وہ بلکہ تھے وہ
يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (٤١)
پوجا کرتے جنوں کی ان میں اکثر انہی کے معتقد تھے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں کو کہے گا
اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (٤٠) قَالُوْا
کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے وہ کہیں گے
سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا
پاک ہے تیری ذات ہم تیری طرف ہیں ان کی طرف نہیں بلکہ یہ پوجتے
يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (٤١)
رہے جنوں کو یہ اکثر انہی پر اعتقاد رکھتے تھے

فرشتے وہ پاکیزہ روحیں ہیں جن کو شفاف نوری جسم ملے ہیں۔ یہ اللہ کے حکم سے ہر کام کرتے ہیں۔ اور انسان کے بھلائی کے اندر مددگار ہیں ان کے علاوہ کچھ خبیث روحیں ہیں جنہیں ہلکے پھلکے ناری جسم ملے ہیں یہ انسان کی تخریب میں کوشش کرتے رہتے ہیں یہ جن ہیں سب سے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ خبیث شیطان ہے انسان فطری طور پر ان کے وجود سے آگاہ ہے اس کی فطرت جانتی ہے کہ وہ صرف اللہ کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے اور شیطان کے مکر سے بچائے اللہ سے غافل ہوتے ہی انسان پر شیطان کا داؤ چل جاتا ہے اس نے انہیں بہکایا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ان کی پوجا کرو تو اللہ تم سے خوش ہوگا۔ انہوں نے ان کے بت بنالیے اور ان کی پوجا کرنے لگے اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ مت سمجھنا کہ ہم تمہاری اس لغو حرکت کی خبر نہیں رکھتے۔

ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرشتوں سے پوچھے گا۔ کیوں جی تم نے ان کافروں سے کہا تھا کہ یہ تمہاری پوجا کریں۔ کیا تم ان کے معبود بن بیٹھے تھے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ اے ہر نقص و عیب سے پاک اللہ! ہمیں ان سے کیا غرض۔ ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی کام نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ تو دراصل شیطان کے پجاری تھے وہ انہیں آپ سے ہٹانے کے لیے کبھی ہماری پرستش کے لیے کہتے۔ کبھی نیک بندوں کو ان کا معبود بتلاتے اور ان کے بت بنا کر انہیں پوجتے۔ یا ان کے سوا اور ظاہری چیزوں کو اپنا حاجت روا مانتے اور ان کے آگے ماتھا ٹیکتے اور اکثر تو ان میں ایسے تھے کہ انہیں دل سے یہ یقین تھا کہ یہی ہمارے سب کام بناتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔ بلکہ شیطان ہمارا نام لے کر ان سے اپنی پوجا کراتا تھا۔

مشرکوں کی بے بسی

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
پس آج نہیں مالک بعض تمہارا بعض کے لیے
نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
فائدہ اور نقصان کا اور کہیں گے ہم ان سے جنہوں نے
ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ
ظلم کیا چکھو دکھ اس آگ کا جو
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾
تھے تم اسے جھٹلاتے

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
سو آج تم مالک نہیں ایک دوسرے کے نہ بھلے کے
نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
اور نہ بُرے کے اور ہم ان گنہگاروں سے پوچھیں گے
ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ
چکھو اس آگ کی تکلیف جس کو
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾
تم جھوٹ بتلاتے تھے

دُنیا میں تمہارے دلوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس لیے تم شیطان کے بہکاوے میں بہت جلد آجایا کرتے تھے اور تمہاری خواہشوں کو ابھار کر وہ تم سے جو چاہتا تھا کرا لیتا تھا۔ اس نے تمہیں بہکایا کہ یہ بت تمہیں فائدے پہنچاتے ہیں اور جن کے یہ بت ہیں وہ تمہیں سب کچھ دیتے ہیں۔ یا اللہ سے کہہ کر دلواتے ہیں۔ اگر ان کو ناراض کر لیا۔ تو یہ تمہیں تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔ تم بیمار پڑ جاؤ گے۔ یا یہ تمہیں مالی نقصان پہنچا دیں گے۔ پھر تم کیا کرو گے۔ اس لیے ان کی سیوا کرتے رہو۔ ورنہ یہ تمہیں برباد کر کے چھوڑیں گے۔

ارشاد ہے کہ دُنیا میں چاہے کچھ سمجھو اور کتنے ہی شیطان کی چالوں میں آؤ۔ لیکن آج یعنی قیامت کے دن صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ تم میں کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ اس میں کسی کو ستانے یا دکھ پہنچانے کی طاقت ہے۔ آج تمہیں صاف نظر آرہا ہے کہ ہر جگہ حکم ہمارا ہی چلتا ہے۔ دُنیا میں تمہیں یہ نہ سوجھا آج اس کی ہم تمہیں یہ سزا دیتے ہیں کہ آگ کا عذاب چکھو۔ یہ وہی آگ ہے۔ جسے تم ایک گھڑی ہوئی بات سمجھتے تھے۔ آج تمہارے جھوٹے معبود تمہیں چھوڑ کر بھاگ گئے اب کوئی نہیں جو تمہیں اس آگ میں جلنے سے بچا سکے۔

بُری عادت کیسے چھوٹے

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں

مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

نہیں یہ مگر ایک مرد جس کا ارادہ ہے کہ روک دے تمہیں

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا

اس سے جسے تھے پوجتے تمہارے باپ دادا اور کہتے ہیں وہ

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَ قَالَ

نہیں یہ مگر جھوٹ گھڑا ہوا اور کہا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ

ان لوگوں نے جو کافر ہوتے سچ بات کے لیے جب آئی ان تک نہیں

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۴۳)

یہ مگر جادو کھلا ہوا

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

اور جب ان کے پاس ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہیں اور

مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ چاہتا ہے کہ تم کو ان سے روک دے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا

جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے رہے اور کہیں اور کچھ نہیں یہ ایک

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ

جھوٹ ہے باندھا ہوا اور منکر حق بات کو جب ان تک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ

پہنچے کہتے ہیں اور کچھ نہیں ۔ یہ

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۴۳)

ایک جادو ہے صریح

تُتْلٰى: پڑھی جائیں (مضارع مجہول ہے تِلَاوَۃٌ سے۔ مُفْتَرًى (گھڑا ہوا) اسم مفعول ہے افترار سے جوف ر ری سے بنا ہے۔

ارشاد ہے کہ قرآن کریم کی صاف صاف آیتیں جب ان لوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ ہمارے رسول کی بابت کہتے ہیں کہ یہ (معاذ اللہ) نہ رسول ہے نہ نبی محض ایک (معاذ اللہ) خود غرض آدمی ہے جو پرانی باتیں مٹا کر اپنی ہی بات جاتی چاہتا ہے اور تم سے ان معبودوں کو جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں چھڑانا چاہتا ہے تاکہ خود تمہارا سردار بن بیٹھے اور قرآن کی بابت یہ ہے کہ اس میں (معاذ اللہ) ادھر اُدھر کی جھوٹی باتیں جوڑ کر رکھ دی ہیں اور انہیں اللہ کا کلام کہا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ ان منکروں کو دیکھو تو سہی ان کے پاس جب سچی اور کھری باتیں پہنچیں اور لوگ ان کے گرویدہ ہونے لگے تو کہنے کیا ہیں کہ یہ کچھ نہیں (معاذ اللہ) جادو کا کھیل ہے جو سننے والوں کا دل موہ لیتا ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ صاف دکھائی دے رہا ہے کہ نرا جادو ہے اور تھوڑے دن میں اس سب کا اثر کافور ہو جائے گا۔

اڑنا بے بنیاد ہے

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا

اور نہیں دیں ہم نے انہیں کچھ کتابیں سو وہ انہیں پڑھتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ (٤٤)

اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

اور جھٹلایا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے اور نہیں

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

پہنچے یہ دسواں حصہ اس کا جو دیا ہم نے انہیں پس جھٹلایا

رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (٤٥)

میرے رسولوں کو پھر کیسا ہوا عذاب میرا

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا

اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہیں دیں جن کو وہ پڑھتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ (٤٤)

اور ہم نے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے نہیں بھیجا

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

اور ان سے پہلوں نے جھٹلایا اور جو ہم نے انہیں دیا

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

تھا یہ اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے پھر انہوں نے جھٹلایا

رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (٤٥) ع ۵

میرے رسولوں کو سو دیکھو میرا ان پر کیسا عذاب ہوا

پہلے بیان ہوا کہ یہ لوگ اپنے باپ دادا کی روش سے ہٹنا نہیں چاہتے۔ اس کے خلاف سننا تک انہیں گوارا نہیں ان کو سوچنا چاہیئے کہ باپ دادا کی روش کا گرویدہ ہو جانا کس نے بتایا ہے اس کا ٹھیک ہونا تو ضروری نہیں روش تو وہ ٹھیک ہے جسے ہمارے رسول قائم کرتے چلے آئے ہیں اور وہ ان کے پاس ہے نہیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ ان کے اوپر پہلی روش پر چلنا لازم کہاں سے ہو گیا۔ ہم نے تو اس سے پہلے ان کے پاس کوئی کتابیں نہیں بھیجیں۔ اور نہ کوئی ان کے پاس ہمارا رسول اس سے پہلے آیا جو انہیں بری باتوں کے انجام سے ڈرا ڈرا کر سیدھی ڈگر پر قائم کرتا۔ ہم نے تو ان کے پاس یہ رسول ابھی پہلی مرتبہ بھیجا ہے۔ اب اگر یہ اسے جھٹلاتے ہیں تو ان کی حالت بالکل وہی ہے جو پہلے لوگوں کی تھی۔ جو ان سے پہلے اس سرزمین پر اپنے اپنے وقت میں بستے تھے۔ انہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا یہ بھی بالکل وہی کر رہے ہیں۔

ارشاد ہے کہ انہوں نے میرا انکار کیا۔ تو دیکھ لو ان کی کیا گت بنی۔ وہ تو ان سے کہیں زیادہ جسمانی قوتوں کے مالک، مال و دولت کے دھنی اور لمبی لمبی عمروں والے تھے۔ انہیں ان کے سامانِ عیش کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا۔ جب وہی ہمارے رسول کو جھٹلا کر بچنے نہ پائے۔ تو یہ ہماری کتاب قرآن اور ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا کر ہماری پکڑ سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ انہیں ان کے حال سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ؛

سوچ سے کام لو

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ
کہہ دے میں نہیں صرف نصیحت کرتا ہوں ایک بات کی
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى
یہ کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے دو دو اور ایک ایک
ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ
پھر سوچو نہیں تمہارے اس ساتھی کو
مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ
کوئی جنون نہیں وہ مگر ڈرانے والا تمہیں
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾
آگے ایک عذاب شدید

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ
تو کہہ میں تو تم کو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى
تم اللہ کے کام پر اٹھ کھڑے ہو دو دو اور ایک ایک
ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ
پھر غور کرو کہ اس تمہارے رفیق کو
مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ
کوئی جنون نہیں وہ تو تمہیں ایک ڈرانے والا ہے
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾
ایک بڑے عذاب کے آنے سے پہلے

لوگ اپنے ہی مشغلوں اور دھندوں میں پھنسے رہنا چاہتے ہیں اگر انہیں کوئی مفید بات بتائی جائے تو اس کا سننا تک گوارا نہیں کرتے اس لیے کہ وہ ان کے بنے بنائے کام کو جو ان کے نزدیک بالکل ٹھیک طریقہ پر چل رہا ہوتا ہے ان کے لیے مضر سمجھ کر سنوارنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں تمہیں فقط ایک بات کرنے کا مشورہ دیتا ہوں خودغرضی اور ذاتی منفعت کا خیال چھوڑ کر محض اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ بے جا تعصب کو چھوڑ دو اور الگ الگ بھی اور مل کر بھی اس بات پر غور کرو کہ یہ تمہارے رفیق اور ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے برابر تمہارے اندر رہتے چلے آ رہے ہیں۔ تم ان کی امانت، دیانت، غریب نوازی اور ہمدردی کے قایل ہو۔ کبھی انہوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اب کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ انہیں بیٹھے بٹھائے کوئی سودا ہو گیا ہے۔ جو یہ تمہیں ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تمہارے کام کی ہیں۔ انہوں نے تو تم سے اپنی سرداری، عزت اور حکومت کا مطالبہ نہیں کیا۔ یہ تو فقط ایک سخت عذاب سے ڈرا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے تمہارے سر پر آ ہی پڑے۔ وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے بندو اس سے بچنے کی تیاری کر لو۔ ورنہ اگر تمہارے یہی لچھن رہے تو وہ تمہیں اچانک آ دبوچے گا۔

معاوضہ مطلوب نہیں

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ
کہدے جو مانگا ہوں میں نے تم سے کچھ اجر تو وہ تمہارا ہی رہا نہیں
اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
میرا بدلہ مگر اللہ کے ذمے اور وہ ہر چیز کے
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ
پر موجود ہے کہدے بے شک میرا رب اوپر سے پھینک رہا ہے
بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾
سچ بات وہ جاننے والا چھپی ہوئی چیزوں کا

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ
تو کہہ جو میں نے تم سے بدلہ مانگا ہو سو وہ تم ہی رکھو میرا
اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
بدلہ نہ ہی اللہ پر ہے اور اس کے سامنے
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ
ہر چیز ہے تو کہہ میرا رب سچا دین
بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾
برسا رہا ہے اور وہ چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہے

اللہ کے رسول خلق خدا کی خدمت اور خیر خواہی اس غرض سے نہیں کرتے کہ انہیں اس سے کوئی فائدہ پہنچے۔ لوگ ان کو اپنا سردار مان لیں۔ ان کے آگے دست بستہ کھڑے ہوں۔ ان کے سامنے اچھے سے اچھے تحفے پیش کریں۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت مکہ کے اکثر لوگ یہی خیال کرتے تھے۔ اس آیت میں اس کی صراحتاً نفی کر دی گئی ہے۔

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو۔ کہ میں نے تم سے کبھی بھول کر بھی یہ نہیں کہا کہ مجھے اپنا سردار مانو۔ میری حکومت تسلیم کرو۔ میرے خادم بن کر رہو۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں نے تم سے کسی چیز کا کبھی مطالبہ کیا۔ تو میں صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ وہ چیز تمہیں ہی مبارک رہے۔ مجھے بالکل کچھ نہیں چاہیئے۔ میں تو تمہیں تمہاری پست حالت سے اٹھا کر بلند مرتبہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تمہارے اپنے فائدہ کے لیے ہے۔ اس خدمت کا صلہ مجھے اللہ دے گا۔ مجھے اس کے سوا کسی اور سے کچھ نہیں لینا۔ میرے کام کا اجر اسی کے پاس ہے اور وہی اس کے بدلے مجھے اپنی عنایت سے نہال کر دے گا وہ میرا کام دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اس کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔ تمہارے لیے بہت ہی اچھا موقع ہے۔

اللہ عزوجل مہربان ہے اور فیاضی کے ساتھ وحی کے ذریعے ٹھیک اور سچی باتوں کی تمہارے اوپر بوچھاڑ کر رہا ہے۔ اس کو ان باتوں اور مصلحتوں کا پورا پورا علم ہے۔ جو انسان کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔ وہ غیب کی باتیں جانتا ہے۔

ذمّہ داری کا احساس

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا
کہہ دے آگیا سچا دین اور نہ پیدا کرے باطل اور نہ
يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ
لوٹائے کہہ دے اگر میں بھولا ہوں تو ضرور بھولا ہوں
عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ
اپنے ضرر کے لیے اور اگر سیدھی راہ پر ہوں تو اس وجہ سے کہ وحی کرتا ہے
اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿٥٠﴾
میری طرف میرا رب تحقیق وہ سننے والا نزدیک ہے

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا
تو کہہ سچا دین آگیا اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ
يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ
پھیر لائے کہہ دے اگر میں بہکا ہوا ہوں تو اپنے ہی نقصان
عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ
کو بہکوں گا اور اگر سیدھے راستہ پر ہوں تو اس وجہ سے کہ میرا رب
اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿٥٠﴾
مجھے وحی بھیجتا ہے بے شک وہ سب کچھ سنتا اور نزدیک ہے

پہلے ارشاد ہوا تھا کہ ان سے کہہ دے جہالت اور من گھڑت باتوں کا زمانہ لد گیا۔ اب تو اللہ تعالیٰ سوجھ بوجھ کی سچی باتیں اوپر سے لگاتار پھینک رہا ہے اور حق کی برابر بارش ہو رہی ہے۔ اللہ نے جو تمام بھیدوں اور مصلحتوں سے واقف ہے مناسب موقعہ پر انسان کی ہدایت کا پورا سامان کر دیا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ کہہ دے سچ آپہنچا اور جھوٹ غارت ہوا۔ حق کی قوت غالب آئی۔ اور باطل دب کر رہ گیا۔ باطل میں اتنا دم کہاں کہ کچھ پیدا کر کے دکھائے یا مرے ہوئے کو دوبارہ اٹھا بٹھائے۔ اور جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے فقط ایک ڈھونگ رچایا ہے۔ اور باپ دادا کی ڈگر چھوڑ کر غلط راہ اختیار کر لی ہے ان سے کہہ دے اگر میں غلط راہ پر چل رہا ہوں تو اس غلطی کا وبال میری ہی جان پر تو پڑے گا کسی کا کیا جائے گا تم سے بُرا بنوں گا۔ ذلت سہوں گا۔ دنیا بھی خراب ہوگی اور مر کر بھی چین نہ ملے گا (معاذ اللہ) کچھ سوچو تو سہی کہ میں نئے دین پر اتنا زور کیوں دے رہا ہوں صرف اس لیے کہ مجھے اپنے حق پر ہونے کا پورا یقین ہے اور میرا راستہ درست اور سیدھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا رب میری طرف برابر وحی بھیج رہا ہے۔ اور ذرا بھی ٹیڑھی راہ پر چلنے نہیں دیتا۔ اسی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ہدایت دے وہ میری التجا قبول کرتا ہے کیوں کہ وہ سب کی سننے والا ہے۔ وہ نزدیک ہے وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ وہ میری بات سنتا ہے اور ہمیشہ سنے گا اور وہ ہر وقت مدد فرمائے گا۔

محشر کا منظر

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ
اور اگر تو دیکھے جب گھبرا جائیں پھر نہ ہو بھاگ کر بچنا
وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾
اور پکڑے جائیں گے جگہ قریب سے
وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَ اَنّٰى لَهُمُ
اور کہیں گے ایمان لے آئے ہم اس پر اور کہاں ہے ان کے لیے
التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾
پہنچ مکان دور سے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ
اور اگر کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرا جائیں پھر بھاگ کر
وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾
بچیں اور نزدیک جگہ سے پکڑے ہوئے آئیں
وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ
اور کہیں گے ہم نے اسے مان لیا اور ان کا ہاتھ کہاں
التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۱﴾
پہنچ سکتا ہے اتنی دور سے

تَنَاوُشُ: لپک کر پکڑ لینا۔ اس کا مادہ ن۔و۔ش ہے نوش کے معنی جھپٹنا، جھپٹ کر پکڑ لینا۔ نوچ لینا۔

ارشاد ہوا تھا کہ دنیا میں یہ لوگ سیدھا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ اللہ کو نہیں مانتے۔ اس لیے رسول کو نہیں مانتے اس کی باتیں سن کر کہتے ہیں کہ یہ شخص تو باپ دادا کی ڈگر سے علیحدہ ہو گیا اور معاذ اللہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ آپ سے کہا گیا تھا کہ انہیں اس کا یہ جواب دے دو کہ اگر میں غلط چل رہا ہوں تو اس کا خمیازہ بھگتوں گا اور ہار کر بیٹھ رہوں گا۔ اور اگر ٹھیک اور درست کہتا ہوں تو آخر کار میں جیت کر رہوں گا اور میرے مخالف ہار کر ہی بیٹھ رہیں گے۔

ارشاد ہے کہ دنیا میں یہ چاہے جتنی باتیں بنا لیں محشر میں ان کی کچھ نہ چل سکے گی۔ وہاں کا ہولناک منظر دیکھ کر ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔ گھبرا کر ادھر ادھر بھاگیں گے کہ کہیں پناہ کی جگہ نہ ملے تو چھپ کر اپنی جان بچائیں۔ لیکن بچنے کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔ بھاگ کر بچنا ناممکن ہوگا۔ ہمیں ان کے پکڑنے کے لیے کہیں دور جانا نہ پڑے گا۔ جہاں ہوں گے، وہیں کے قریب کے فرشتے انہیں گرفتار کر لیں گے۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور کہیں گے کہ پیغمبر کی باتیں بالکل سچ تھیں اور ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس وقت تو ایمان لانے کا موقعہ ہی جا چکا ہوگا۔ اور دور نکل گیا ہوگا۔ اتنی دور سے وہ بھلا اس موقعہ کو اب کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ ایمان کو اسی وقت لے لیتے تو لے لیتے۔ اب اتنی دور سے وہ ان کے ہاتھ کیسے آسکتا ہے:

کفر کا نتیجہ

وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ
اور انکار کرتے رہے اس کا اس سے پہلے اور پھینکتے رہے تیر
بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ
اٹکل پچو جگہ سے دور کی اور آڑ کر دی گئی ان کے درمیان
وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ
اور درمیان اس چیز کے جو وہ تمنا کرتے تھے جیسا کہ کیا گیا ان جیسے لوگوں سے
مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾
اس سے پہلے تحقیق وہ تھے شک میں جو متردد کرنے والا تھا

وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ
اور پہلے سے ان کے منکر رہے اور بن دیکھے اتنی دور
بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ
سے نشانہ پھینکتے رہے اور ان میں اور
وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ
ان کی آرزو میں رکاوٹ پڑ گئی جیسا کہ ان سے پہلے ان کے طریقہ
مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾
والوں کے ساتھ کیا گیا وہ لوگ ایسے شک میں تھے جو چین نہ لینے دے

ارشاد ہے کہ اس سے پہلے جب انہیں ایمان لانے کا بہت اچھا موقعہ حاصل تھا، انہوں نے موقعہ سے کام نہ لیا۔ اس وقت تو وہ ان سب باتوں کا جو ہمارے رسولوں نے انہیں بتائیں انکار کر بیٹھے اور اپنی ہی اٹکل پچو باتیں کرتے رہے۔ سچی بات کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ دور دور ہی سے بغیر نشانہ دیکھے اندازے سے ادھر ادھر تیر پھینکتے رہے۔ وہ بھلا نشانے پر کیسے بیٹھتا! سیدھی بات یہ تھی کہ دنیا ہی میں یہ ہمارے پیغمبروں کی بات مان لیتے اور ایمان لے آتے۔ آخرت میں جب انہوں نے سب کچھ جو ہمارے رسولوں نے کہا تھا آنکھوں سے دیکھ لیا تو ماننے سے اور ایمان لانے سے کیا حاصل؟ اس وقت کے مان لینے سے عذاب سے نجات نہیں مل سکتی۔ اب نجات کی آرزو بالکل بے کار ہے۔ دنیا میں دوبارہ جانے کا ارمان بھی اب پورا نہیں ہو سکتا۔ عیش و آرام کی تمنا بھی فضول ہے۔ ان سب آرزوؤں، ارمانوں اور تمناؤں کے اور ان کے درمیان زبردست رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ اب ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو ان جیسا خیال کرنے والے پہلے لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ وہ لوگ بھی پیغمبروں کی بتائی ہوئی باتوں میں ایسے ہی شک و شبہ نکالا کرتے تھے۔ ان کی بتائی ہوئی باتوں پر انہیں کبھی اطمینان نہ ہوا جب انہیں سنتے تو ایسے بیکار شک اور اعتراض ان کے دل میں پیدا ہوتے کہ چین ہی نہ آتا۔ آخر ایمان سے محروم مرے اور سزا کے مستحق ٹھہرے۔ ایسا ہی ان کا بھی حشر ہوگا۔

سورۂ سبا تمام ہوئی۔ والحمد للہ

سورہ سبا پر ایک نظر

اس سورت میں انسان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اللہ سب کی حقیقت سے آگاہ اور سب کے حالات سے واقف ہے خوبی ساری اسی کی ہے اس لیے اسی کے گُن گاؤ۔ آسمانوں کی طرف جو چیز اترتی چڑھتی ہے زمین سے جو کچھ نکلتا یا اس میں داخل ہوتا ہے اسے سب کا حال معلوم ہے عالم کی چہل پہل اسی کے دم سے ہے۔ وہی خطاؤں سے چشم پوشی کر رہا ہے تو کام چل رہا ہے۔ قیامت کا انکار فضول ہے وہ ضرور آ کر رہے گی۔ کیوں کہ بھلوں کو بروں سے جدا کرنا ہے۔ اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پھل ملنا ہے۔ سب کے اعمال اللہ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔ کوئی چیز بڑی یا چھوٹی لکھنے سے نہیں رہی۔ جو لوگ اللہ کی باتوں کے دبا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ بجز دردناک عذاب کے کچھ نہ آئے گا۔ جاننے والے خوب سمجھتے ہیں کہ قرآن حق ہے جو لوگ مر کر دوبارہ جی اٹھنے میں شک کرتے ہیں۔ اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا یقین نہیں کرتے وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ دنیا میں وہ بہت سی چیزوں کو بنتا، بگڑتا اور پھر بنتا دیکھتے ہیں۔ اگر سمجھ ہے تو اسی سے سمجھ لیں کہ آدمی بھی اسی طرح بگڑ کر پھر بن جائے گا اور اللہ ہی کی طرف توجہ کرنے والے آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

اچھے لوگوں کا رویہ واضح کرنے کے لیے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا حال بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کے شکر گذار بندے تھے اللہ کا فضل و کرم ان کے شامل حال رہا اور رہے گا۔ سبا والوں نے ناشکری کی اور اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ کی۔ وہ تباہ و برباد ہوئے۔ اکثر لوگ شیطان کے بہکا دے میں آجاتے ہیں حالانکہ شیطان میں کچھ زور نہیں کہ اپنی بات منوائے۔ اللہ عز و جل مالک مطلق ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کے آگے کسی کی سفارش چلتی ہے مگر اس کی جسے وہ اجازت دے فرشتے تک بغیر اس کے علم کے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اللہ کو ٹھیک ٹھیک پہچان لو۔ اس نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھر کے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ جو قیامت کو نہیں مانتے وہ قیامت میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ جو کمزور تھے وہ زور والوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ تم نہ ہوتے تو ہم عذاب میں نہ پھنستے۔ وہ کہیں گے ہم نے کیا کیا۔ تم خود ہی گمراہ ہوتے مگر یہ جھگڑا بے کار ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی سزا مل کر رہے گی۔ آخرت میں مال اور اولاد کچھ کام نہ آئیں گے فقط اچھے عمل پوچھے جائیں گے۔ مشرکوں کے معبود قیامت میں اپنے پجاریوں کو دھتا بتائیں گے۔ وہ کہیں گے تم ہمارے نہیں اپنی حرص و ہوا کے بندے تھے اس لیے اپنے کیے کا پھل بھگتو۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھے اور آپ کی پیروی کرے وہ بالکل سچے رسول ہیں۔ ایمان وہی کام آئے گا جو دنیا میں لایا جائے ورنہ آخرت کا عذاب دیکھ کر تو ہر شخص ایمان لے ہی آوے گا۔ مگر اس وقت کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا۔

سورۃ فاطر

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی پینتیسویں[۳۵] سورت ہے اور مکّہ کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی۔ اس میں پانچ رکوع ہیں اس میں توحید کو ثابت کیا گیا ہے اور شرک کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا زمین پر انسان کو بسایا اور ان کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے اور ان رسولوں کے پاس فرشتوں کو اپنا رسول بنا کر ان کے ہاتھ پیغام ہدایت بھیجا اور ان کو آسمان اور زمین کے درمیان اُڑ کر جانے کی طاقت دی اور دو سے چار تک ان کے پر بنائے اور جس کو چاہا بہت کچھ بڑھا کر عطا فرمایا۔ وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے جو کچھ عطا کرے اسے کوئی روکنے والا یا چھیننے والا نہیں اور جس چیز کو وہ روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اس کی قوّت سب سے بڑھی ہوئی ہے اور وہ سب کی حقیقت سے واقف ہے۔ انسانوں کو چاہیے کہ اس کی نعمتیں پہچانیں۔ اس کے سوا کوئی رزق دینے والا نہیں عبادت اور پوجا صرف اسی کی کرنی چاہیے۔ انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ان کے پاس رسول آئے۔ لیکن اکثر لوگوں نے انہیں جھوٹا سمجھا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ تجھے بھی (نعوذ باللہ) جھوٹا کہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

لوگو! اللہ نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ حق ہے۔ دُنیا کے دھندوں میں پھنس کر اس کو نہ بھول جانا۔ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس کا کہنا مانو گے تو تمہیں آگ کی طرف لے جائے گا۔ بعض لوگ اپنے کاموں کو اچھّا سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بُرے ہیں۔ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دُنیا میں پھیلی پڑی ہیں۔ اس کے آگے سب بے بس اور لاچار ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے کام کا ذمہ دار ہے۔ کوئی اپنے سوا کسی اور کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ بُرے اعمال کی سزا بعض وقت دنیا میں بھی مل جاتی ہے لیکن قیامت میں تو ضرور ملے گی۔

سُنو!

اس قرآن میں جو کچھ ہے۔ وہ وحی الٰہی ہے۔ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے ہم نے متّبعین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مقرر کیا ہے۔ ان میں سے جو اچھّے ہوں گے۔ انہیں مرنے کے بعد جنّت ملے گی اور وہ اس میں داخل ہو کر اللہ کا شکر ادا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس دُنیا کو ایک مقررہ مدت تک قائم رکھے گا۔ گو نافرمانوں کی شامت اعمال اسے مٹانے کے درپے ہوگی لیکن انہیں قیامت تک مہلت دی جائے گی اور اس دن سب کا فیصلہ ہو جائے گا۔

سورۃ فاطر مکیۃ ایاتہا ۴۵ رکوعاتہا ۵

اللہ سب کا خالق ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ
ساری خوبی اللہ کی ہے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا کردینے والا
الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَ
فرشتوں کو پیغام رساں جو پروالے ہیں دو دو اور
ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ
تین تین اور چار چار بڑھا دیتا ہے خلق میں جو چاہتا ہے
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱)
تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ
سب خوبی اللہ کی ہے جس نے آسمان اور زمین بنا کھڑے کیے
الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَ
فرشتوں کو پیغام لانے والا ٹھہرایا جن کے پر ہیں دو دو اور
ثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ
تین تین اور چار چار پیدائش میں جو چاہے بڑھا دیتا ہے
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱)
بے شک اللہ ہر چیز کے اوپر قدرت رکھتا ہے

فَاطِر: بنانے والا اسم فاعل ہے فطر سے جس کے معنی ہیں: ایک چیز میں سے کوئی نئی چیز نکال دینا بغیر نمونہ کے نئی چیز بنانا

اَجْنِحَۃ: پر، جناح کی جمع ہے جو سورت الانعام میں گزر چکا ہے اس کے معنی پر اور بازو کے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ساری خوبیاں اللہ ہی میں ہیں۔ اس لیے اس کی ثنا وصفت ہر وقت بیان کرتے رہا کرو۔ اس کی قدرت کا نمو
دیکھنا ہو تو اوپر آنکھ اٹھا کر آسمان کو دیکھو نیچے زمین پر نظر ڈالو۔ یہ سب اسی نے بنائے ہیں۔ اور ان کے درمیان انواع و اق
کی مخلوقات پیدا کی ہے۔ منجملہ ان کے فرشتے ہیں جنہیں اللہ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ نبیوں کے پاس انس
کی ہدایت کے لیے اللہ عزوجل کی بتائی ہوئی باتیں پہنچاتے ہیں اور بعض کا کام سارے عالم کا انتظام کرنا ہے اور و
ہر وقت اللہ کے احکام اس کی مخلوقات کو پہنچاتے ہیں۔ اور انہی کے مطابق سب چیزیں اپنا اپنا کام کرنے لگتی ہیں۔ باد
مینہ برساتے ہیں۔ سورج حرارت اور روشنی بہم پہنچاتا ہے۔ ہوائیں مختلف سمتوں میں چلتی ہیں۔ زمین، سبزیاں، غلے وغیرہ اگا
ہے۔ ان فرشتوں میں طاقت پرواز ہے۔ کسی کے دو پر ہیں۔ کسی کے تین اور کسی کے چار۔ اللہ جس مخلوق میں جو صفت یا عضو چا
بڑھا دے اور ان سے جو جو کام لینا ہو لے لے۔ سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر چیز پر اسے پورا پورا اختیار ہے۔ ج
چاہے کرے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔

اختیار اللہ ہی کو ہے

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ
جو کچھ کھول دے اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے
فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا
پس نہیں کوئی روکنے والا اسے اور جو کچھ روک لے پس نہیں کوئی
مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾
بھیجنے والا اسے اس کے بعد اور وہی زبردست حکمت والا ہے
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ
اے لوگو یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ
اللہ رحمت میں سے جو کچھ لوگوں پر کھول دے تو اس کا روکنے
فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا
والا کوئی نہیں اور جو کچھ روک رکھے تو اس کے سوا
مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾
اس کا کوئی پہنچانے والا نہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ
اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو

اللہ کی قدرت اور اختیار کا کچھ اندازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس آیت پر اور اس جیسی دوسری اور آیتوں پر پورے طور پر غور کرے۔ ورنہ وہ اگر اپنی ہی عقل چلائے گا تو بہت سی ٹھوکریں کھائے گا۔ کیوں کہ انسان کی عقل بعض وقت خواہشوں سے مغلوب ہوجاتی ہے۔ اور جب تک وہ قرآن کی روشنی سے مدد نہ لے۔ ٹھیک ٹھیک دیکھ بھال کر کام نہیں کرسکتی۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کسی کو اپنی رحمت سے کچھ دینا چاہے تو کسی کی مجال نہیں کہ اسے روک لے اور اگر وہی روک لے تو کوئی اور اس کے سوا کسی کو کچھ دے نہیں سکتا۔ قوت اور زور کا وہی مالک ہے اور یہ بھی وہی جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ جس نے کسی اور میں دینے یا چھیننے کی طاقت مانی اس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ یہ سمجھ کر نہ مانگنا چاہیے کہ اس میں واقعی دینے کی طاقت ہے اور نہ اس ڈر سے کسی کی خوشامد کرنی چاہیے۔ کہ اگر یہ ناراض ہوگیا تو ہم سے یہ نعمت چھین لے گا۔

آگے ارشاد ہے:

"لوگو! اللہ کی نعمت مت بھولو۔ اس نے تمہیں ضرورت کی ساری چیزیں عطا فرمائی ہیں:"

رزق کون دیتا ہے؟

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ
کیا ہے کوئی پیدا کرنے والا اللہ کے سوا جو روزی دیتا ہے تمہیں
مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا
آسمانوں سے اور زمین سے نہیں کوئی معبود مگر
هُوَ ز صلے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (۳) وَاِنْ
وہ پس کہاں اُلٹے پھرے جا رہے ہو اور اگر
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ
جھٹلائیں تجھے تو تحقیق جھٹلائے گئے رسول
قَبْلِكَ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۴)
تجھ سے پہلے اور اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے کام

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ
کیا اللہ کے سوا تمہیں کوئی روزی دیتا ہے
مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا
آسمان سے اور زمین سے کوئی معبود نہیں مگر
هُوَ ز صلے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (۳) وَاِنْ
وہ پھر کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہو اور اگر وہ
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ
تجھے جھٹلائیں تو کتنے رسول تجھ سے پہلے
قَبْلِكَ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۴)
جھٹلائے گئے اور اللہ تک سب کام پہنچتے ہیں

ارشاد ہے کہ جو کچھ تمہیں مل رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ پیدا کرنے والا وہی ہے اور رزق بھی وہی دیتا ہے۔ ہاں تمہارا دل اس بات کو خوب جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی نے نہ پیدا کیا اور نہ کوئی رزق دیتا ہے۔ اسی خالق بے مثال نے تمہیں پیدا کر کے تمہارے واسطے آسمان اور زمین دونوں سے رزق پہنچانے کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ آسمان سے بارش ہوتی ہے تبھی تو زمین سے گھاس غلہ، سبزی ترکاری وغیرہ سب کچھ پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ اللہ نے نہیں تو کس نے پیدا کیا ہے۔ یقین جانو اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر یہ بہکنا کیسا کہ جانتے بوجھتے ہو کر نادان بنے جاتے ہو اور سیدھے چلنے کی بجائے اُلٹے چلنے لگتے ہو۔

آگے ارشاد ہے کہ انسان کی غفلت، اور نادانی ختم ہی ہونے میں نہیں آتی۔ اے ہمارے رسول اگر یہ تجھے جھوٹا بتاتے ہیں تو رنجیدہ مت ہو۔ ان سے پہلے بھی بہت سے نادان لوگ رسولوں کو جھوٹا کہہ چکے ہیں تم اپنا کام کیے جاؤ۔ ان کے ماننے یا نہ ماننے کی پروا مت کرو۔ اپنی ضد میں باؤلے ہو رہے ہیں۔ اس قدر سمجھانے کے باوجود ذرا نہیں مانتے۔ ان کا معاملہ ہم پر چھوڑو۔ ساری باتیں آخر ہمارے ہی سامنے پیش ہونے والی ہیں اور ہمارے ہی ہاتھ میں سب کا فیصلہ ہے۔ ہم ان سے اچھی طرح بھگت لیں گے۔

دُنیا اور شیطان

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
اے لوگو تحقیق اللہ کا وعدہ سچا ہے
فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا
پس دھوکے میں نہ ڈال دے تمہیں زندگی دُنیا کی اور نہ
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٥﴾ اِنَّ
دغا دے تمہیں اللہ کے نام سے وہ دغا باز بے شک
الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا
شیطان تمہارا دشمن ہے پس مان لو اسے دشمن

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے
فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا
سو تم کو دنیا کی زندگی بہکا نہ دے اور تمہیں
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٥﴾ اِنَّ
اللہ کے نام سے وہ دغا باز دغا نہ دے بے شک
الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا
شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے دشمن سمجھو

بہت سے آدمیوں کی یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم مرکر دوبارہ جئیں گے۔ اور اللہ کے دربار میں اعمال کا حساب دینے کے لیے پیش ہوں گے۔ واقعی یہ بات خود بخود ہر شخص کی سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ لیکن رسولوں کے سمجھانے کے بعد تو سمجھ میں آ جانا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد بھی اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کی وجہ سوا ضد کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہی اس آیت میں سمجھایا جا رہا ہے۔ اور وہ بھی نہایت شفقت بھرے الفاظ میں اور ایسے سیدھے اور صاف انداز میں کہ مفہوم کے سمجھنے میں ذرا سی بھی مشکل نہیں رہتی۔

ارشاد ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہیں گی۔ ان کے ٹل جانے کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ایسا نہ ہونے پائے کہ دُنیا کی زندگی کی ظاہری بھڑک اور اس کی دل کشی تمہیں بہکا لے۔ اور تم اسی کو سب کچھ سمجھنے لگو۔ تمہارے پیچھے ایک دغا باز بھی پڑا ہوا ہے اور وہ تمہیں دنیا ہی میں پھنسا کر رکھنا چاہتا ہے اس سے بچتے رہنا۔ اس کا لقب شیطان ہے۔ مگر بظاہر تمہارا بڑا گہرا دوست بنتا ہے۔

دیکھو! خبردار اس موذی کے کاٹے کا منتر نہیں اس کا خیال بھی نہ کرنا کہ یہ تمہاری ذرا سی بھی خیر خواہی کرے گا۔ دوستی کا تو ذکر ہی کیا ہے اس کو اپنا کٹر دشمن سمجھو۔ یہ فریب دینے کے لیے ظاہر میں دوست بنتا ہے۔ پھر جو اس کے فریب میں آجائے۔ اس کی خیر نہیں۔ اللہ ہمیں شیطان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین:

شیطان کا مقصد

إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ

سوا اس کے کچھ نہیں کرتا وہ بلاتا ہے اپنے گروہ کو اس لیے کہ ہوں وہ

أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ﴿٦﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ

دوزخ والوں میں جو لوگ کافر ہوئے ان کے لیے

عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

عذاب سخت ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾

اچھے ان کے لیے بخشش اور اجر کبیر ہے

إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ

وہ تو اپنے گروہ کو اسی واسطے بلاتا ہے تاکہ

أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ﴿٦﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ

وہ دوزخ والوں میں سے ہوں جو کافر ہوئے ان کے لیے

عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

عذاب سخت ہے اور جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ ع ۱۳

رہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے

اس سے پہلی آیتوں میں دُنیا کی نمائشی چیزوں سے پرہیز کرنے اور شیطان کے داؤ گھات سے بچنے کی فہمائش کی گئی۔ یہ دونوں چیزیں انسان کو صحیح بات قبول کرنے سے روکتی ہیں جس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اس پر شیطان کا داؤ آسانی سے چل جاتا ہے وہ ظالم اللہ کے نام کو بھی بہکانے کا ذریعہ بنانے سے نہیں چوکتا۔ مثلاً کہتا ہے کہ اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ انسان کو گناہ سے بچنے کے لیے خواہشوں کو دبا کر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ بے فکر ہو کر خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ بے دھڑک دادِ عیش دو۔ اس کے بعد توبہ کر لینا۔ اللہ تو توبہ کرنے والوں کو بخش ہی دیتا ہے۔ پھر اس قدر ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ غرض شیطان کی چالوں سے بچنا آسان نہیں۔ اچھے اچھے اس کے بہکاوے میں آ کر راہ سے بھٹک چکے ہیں۔ ارشاد ہے کہ اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ اس کا کام سوا اس کے کچھ نہیں۔ کہ اپنے ماننے والوں کی ایک جماعت تیار کرے۔ اور پھر ان کو گناہوں کی تاریک گلیوں سے گذار کر دوزخ کے کنارے لے جا کر کھڑا کر دے اور اس کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دے۔

دیکھو عقل سے کام لو۔ ہمارا وعدہ ہے کہ جو ہم پر اور ہمارے رسول پر ایمان لا کر اچھے کام کرے گا اسے ہم دنیا اور آخرت میں انعام و اکرام سے مالا مال کر دیں گے ان کی خطائیں بخش دیں گے اور انہیں دُنیا میں ہمارے ڈر سے پرہیزگار بن کر رہنے کا بڑا زبردست اجر دیں گے۔ لیکن جن لوگوں نے دنیا میں ہمیں نہ مانا اور اپنی خواہشوں کے مطابق چلتے رہے ان کے لیے سخت دُکھ دینے والا عذاب تیار ہے اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین!

بُرے اور بھلے لوگ

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ
کیا پس وہ کہ جادیئے گئے اس کے لیے اس کے بُرے کام پھر دیکھنے لگا وہ انہیں
حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
اچھا کیوں کہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ صلے فَلَا تَذْهَبْ
اور ہدایت کرتا ہے جسے چاہتا ہے پس نہ جاتی رہے
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ط اِنَّ اللّٰهَ
تیری جان ان پر حسرتیں کرتے تحقیق اللہ
عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٨﴾
جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ
بھلا ایک شخص جسے اس کے کام کی برائی بھلائی سجھائی گئی ہو
حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
اس نے اسے بھلا دیکھا کیونکہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ صلے فَلَا تَذْهَبْ
چاہے ہدایت کرتا ہے سو تیری جان ان پر
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ط اِنَّ اللّٰهَ
پچھتا پچھتا کر نہ جاتی رہے اللہ کو معلوم ہے
عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٨﴾
جو کچھ وہ کرتے ہیں

اس سے پہلے لوگوں کو تنبیہ کی گئی۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ نہیں چاہیے کہ اس پر تقیم کرو اور دُنیا کے دھندوں میں پھنس کر اللہ کو نہ بھولو۔ شیطان تمہاری گھات میں ہے اس کے چھل بٹوں میں نہ آنا۔ اس کا مقصد تو بس یہی ہے کہ جتنے آدمی اسے ملیں ان سب کو سمیٹ کر دوزخ میں لے جا کر جھونک دے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اس دنیا کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ یہاں بھلے بھی رہیں گے اور بُرے بھی۔ جو شیطان کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ اللہ انہیں گمراہ کر دیتا ہے اور جو اللہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں انہیں اللہ ہدایت کرتا ہے۔ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ بُرے کاموں کو اپنی جعل سازی سے اچھا کر کے دکھائے جو اس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ انہیں بُرے کام خوبصورت نظر آنے لگتے ہیں۔ بس یہی لوگ اللہ کے مقرر کیے ہوئے قاعدے کے مطابق سیدھے راستہ سے دُور جا پڑتے ہیں۔ لیکن کیا یہ ان کے برابر ہو سکتے ہیں جنہیں اللہ نے ان کی خوش قسمتی سے برائیوں سے بچایا۔ جب حالت یہ ٹھہری تو اب اے رسول! ان گمراہوں کے غم میں اپنی جان نہ گھلاؤ۔ اپنی زبان اور اپنے عمل سے سیدھا راستہ ان کے سامنے کھول کر رکھ دو۔ پھر اگر یہ نہ مانیں تو یہ جانیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذرا ذرا کام سے واقف ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق بروں کو سزا اور اچھوں کو نیک جزا دے گا:

اللہ کی قدرت

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ
اور اللہ ہی جس نے چلائیں ہوائیں پس اٹھاتی ہیں وہ
سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ
بادل پھر ہانکا ہم نے اسے طرف خطہ مردہ کے
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
پھر زندہ کیا ہم نے اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
اسی طرح ہے مرکر جینا جو ہو چاہتا
الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ
عزت پس اللہ ہی کے لیے ہے عزت ساری

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ
اور اللہ ہی ہے جس نے ہوائیں چلائیں پھر وہ بادل
سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ
کو اٹھاتی ہیں پھر ہم نے اس کو ایک مردہ زمین کی طرف ہانکا
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
پھر اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کردیا
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
اسی طرح ہوگا جی اٹھنا جو کوئی عزت چاہے
الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ
تو عزت ساری اللہ کے لیے ہے

پہلے ارشاد ہوا کہ یہ لوگ دُنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر اس قدر مفتون ہیں کہ بری چیزیں بھی انہیں اچھی جچنے لگی ہیں۔ اور شیطان نے اور بھی ان کی نظر بندی کر دی ہے اس لیے انہیں خار دار جھاڑ جھنکار پھول نظر آتے ہیں اس نے سونے کا ملمع کر کے پلید چیزوں کو چمکدار کر دیا ہے۔ اللہ کو کیا پروا ہے جو شیطان کی طرف جھکا۔ اس نے اسے گمراہ کر دیا۔ پھر بھی ان کے بھلے کی باتیں برابر انہیں سمجھائی جاتی ہیں۔ شاید یہ اللہ کی طرف جھکیں اور انہیں اللہ ہدایت دے۔

سنو! اللہ کا پہچاننا کچھ مشکل نہیں۔ جب زمین گرمی کی شدت سے سوکھ جاتی ہے اور ہر طرف خاک اڑنے لگتی ہے۔ تو یہ اللہ ہی تو ہے جو خشک اور مردہ زمین کی طرف مینہ سے بھرے بادلوں کو ہنکا کر لیجاتا ہے بارش ہوتی ہے اور مردہ زمین میں جان پڑ جاتی ہے۔ کیا کوئی اور ایسا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمہاری عقل کہاں گئی تم مردہ زمین کو دوبارہ زندہ ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ پھر بھی نہیں مانتے کہ اسی طرح تم بھی مرکر دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے۔ اپنا بھلا چاہتے ہو تو اللہ کو مانو اس کی قدرت کو پہچانو تم اللہ کو چھوڑ کر اور اپنی جگہ عزت تلاش کرتے پھرو اور یہ واقعہ ہے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے ؏

عزت کیسے ملتی ہے

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ
اس کی طرف بلند ہوتا ہے کلام پاک صاف اور کام
الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ
نیک اسے اٹھاتا ہے اور جو لوگ تدبیریں کرتے ہیں
السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَ
بُری ان کے لیے عذاب ہے سخت اور
مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ (۱۰)
تدبیر ان کی وہی اکارت جائے گی

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ
ستھرا کلام اللہ کی طرف چڑھتا ہے اور نیک کام
الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ
اس کو اٹھا لیتا ہے اور جو لوگ بری تدبیروں میں
السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَ
ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کی
مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ (۱۰)
تدبیر اکارت جائے گی

مکہ میں مسلمانوں کو کفار نے دبا رکھا تھا۔ ابتدا میں ان کی تعداد کم تھی اور کفار انہیں ستاتے تھے۔ انہیں تسلی دی گئی کہ عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنے کہنا ماننے والے بندوں کو غلبہ اور عزت عطا فرمائے گا۔ اسلام میں داخل ہونے والے جو اللہ کا ذکر، دعا اور نیک باتیں منہ سے نکالتے ہیں یہ سب اللہ کی طرف چڑھتی ہیں اور ان کے ساتھ ان کے نیک کام انہیں اور بھی تیزی کے ساتھ چڑھاتے ہیں۔ جب یہ ان کے اقوال و افعال ایک دوسرے کے مددگار اور معاون بن کر مقرر حد تک پہنچ جائیں گے تو ان کا اثر دنیا میں بھی ظاہر ہوگا۔ ان کی بدولت اسلام والے کافروں پر غالب آ جائیں گے۔

ارشاد ہے کہ مسلمانو! صبر سے کام لو۔ زبان سے اللہ کی حمد و ثنا کرتے رہو۔ قرآن شریف پڑھتے رہو۔ نیک کاموں اور خلق اللہ کی خیر خواہی میں لگے رہو۔ یہ تمہاری ستھری باتیں اور نیک کام اونچے چڑھ کر اللہ کی درگاہ میں جا کر جمع ہو رہے ہیں۔ جب اس حد تک پہنچ جائیں گے جو اثر ظاہر ہونے کے لیے مقرر ہے تو یقیناً اپنا اثر دکھائیں گے۔ یہ تمہارے مخالف جو اللہ کا انکار کرتے ہیں اور رات دن تمہیں برائی پہنچانے کی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ وہ بڑی آفت، دکھ اور بے چینی میں مبتلا ہیں اور ان کی ساری تدبیر اور داؤ پیچ اکارت ہو جائیں گے اور یہ لڑائی میں شکست کھا کر ہمیشہ کے لیے پست ہو جائیں گے۔

چنانچہ بدر کے دن ایسا ہی ہوا ؞

قُدرت کا ظہور

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
اور اللہ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے
ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ
پھر بنایا تمہیں جوڑے جوڑے اور نہیں حاملہ ہوتی
مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ
کوئی مادہ اور نہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور نہیں عمر پاتا
مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا
کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتا ہے کچھ اس کی عمر سے مگر
فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (۱۱)
کتاب میں ہے تحقیق یہ اللہ پر آسان ہے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پھر بوند پانی سے پیدا کیا
ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ
پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور نہیں پیٹ رہتا کسی مادہ
مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ
کو اور نہ وہ جنتی ہے بغیر اس کے علم کے اور نہیں عمر پاتا
مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا
کوئی بڑی عمر والا اور نہ کسی کی عمر گھٹتی ہے مگر لکھا ہے
فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (۱۱)
کتاب میں بے شک یہ اللہ پر آسان ہے

پہلی آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کو عزت اور ذلت کا مالک سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کو مانا جائے۔ آیت میں ارشاد ہے کہ اگر اصلی اور سچے واقعات پر غور کرو تو اللہ کا ماننا بالکل آسان ہے۔ کیونکہ یہ سوال انسان کے سامنے سب سے پہلے آتا ہے کہ انسان کو کس نے پیدا کیا۔ اس کا جواب سوا اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے پیدا کیا۔ پہلے مٹی کے اجزا جمع ہوئے جن سے مل کر اس کا بدن بننا تھا۔ پھر ان اجزاء کو نطفہ میں جمع کر دیا گیا اور پھر نر مادہ کے جوڑے بنا دیئے گئے۔ نطفہ مادہ کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے اور جب وہاں کی پرورش کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آ کر پرورش پاتا ہے لیکن کسی کو یہیں تک سمجھ کر ٹھہر نہ جانا چاہیئے۔ سب کچھ آپ ہی آپ نہیں ہو جاتا بلکہ اللہ کے علم اور حکم سے ہوتا ہے۔ وہ حاملہ کے حمل کا سارا حال جانتا ہے۔ اسی کو معلوم ہے کہ بچہ نر ہے یا مادہ۔ پھر اس کی پرورش اسی کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ ماں باپ کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ پیٹ میں بچہ کس طرح بن رہا ہے اور اس کی ماں کب جنے گی۔ اور جننے کے بعد اس کی پرورش کیسے ہو گی۔ اس کی عمر کتنی ہو گی۔ اور اس کے بڑھنے گھٹنے کے اسباب کیا ہوں گے۔ یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے جسے لوح محفوظ کہتے ہیں۔ یہ سارا کام اللہ کے لیے آسان ہے کسی اور کے بس کا روگ نہیں کہ یہ باتیں کر سکے ورنہ کوئی یہ جانتا ہے یہ کیسے ہوتی ہیں ؟

ظہورِ قدرت

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
اور نہیں برابر ہیں دو دریا یہ میٹھا پیاس بجھاتا
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ
خوشگوار پینا اس کا اور یہ کھاری کڑوا اور ہر ایک میں سے
تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً
کھاتے ہو تم گوشت تازہ اور نکالتے ہو تم زیور کو
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ
پہنتے ہو تم اسے اور دیکھے تو جہاز اس میں پانی پھاڑتے
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۲)
تاکہ تلاش کرو تم اس کا فضل اور شاید تم شکر کرو

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا پیاس بجھاتا ہے
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ
خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا اور ہر ایک میں سے
تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً
تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ
پہنتے ہو اور تو اس میں جہازوں کو دیکھے کہ چلتے ہیں
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۲)
پانی کو پھاڑتے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر کرو

سَآئِغٌ: (خوشگوار) اسم فاعل ہے س۔و۔غ سے سَوْغٌ کے معنی حلق میں آسانی سے اُتر جانا گلے میں ذرا نہ پھنسنا

پہلی آیت میں اللہ عزوجل کے علم کی وسعت کا ذکر تھا۔ اس آیت میں اس کی قدرت کے کارناموں کی طرف اشارہ ہے۔ ارشاد ہے کہ دُنیا میں انواع و اقسام کی چیزیں پھیلی پڑی ہیں۔ جن کی خاصیتیں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ایک طرف ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے دریا موجیں مار رہے ہیں۔ دوسری طرف کڑوے پانی کا سمندر پھیلا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہیں۔ ان دونوں سے تازہ بہ تازہ مچھلیاں تمہارے ہاتھ لگتی ہیں اور سیپ' موتی' مونگے وغیرہ نکلتے ہیں جنہیں تم بطور زیور استعمال کرتے ہو۔ انہیں میں کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز پانی کو چیرتے' پھاڑتے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور ادھر سے اُدھر تجارتی سامان منتقل کر دیتے ہیں۔ جس سے تمہیں بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ تمہیں ان سب مفید چیزوں کے لیے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور اسے پہچان کر اس کی عبادت میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ یہ کیا اندھیر ہے۔ کہ تم اللہ کی نعمتوں سے فائدے اٹھاتے ہو۔ لیکن اسے پہچانتے اور جانتے نہیں ؛

تدبیر عالم

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ
داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ
رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
ہر ایک چلتا رہے گا ایک وقت مقرر تک یہ ہے اللہ
رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور جنہیں پکارتے ہو تم
مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾
اس کے سوا نہیں وہ مالک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ
رات کو داخل کرتا ہے دن میں اور دن کو داخل کرتا
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ
ہے رات میں اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
ہر ایک مقرر وعدہ تک چلتا ہے یہ تمہارا رب اللہ
رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
ہے بادشاہی اسی کی ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو
مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾
وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں

قِطْمِیْر: (چھلکا) کھجور کی گٹھلی پر ایک پتلی سی جھلی لپٹی ہوئی ہوتی ہے جس کی کوئی وقعت نہیں اسے قطمیر کہتے ہیں اور اسی لیے ہر بے وقعت چیز کو قطمیر کہتے ہیں

ارشاد ہے کہ تم نے اس پر بھی غور کیا کہ کبھی دن بڑھ جاتا ہے اور رات گھٹ جاتی ہے کبھی رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے اور سورج اور چاند اپنے اپنے کام میں برابر لگے ہوئے ہیں سرمو اپنے فرائض کے انجام دینے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ جب اور جہاں حرارت پہنچانی ہوتی ہے اور جب اور جہاں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پہنچاتے ہیں۔ یہ کام کس کی تدبیر سے ہوتے ہیں۔ کبھی تم نے اسے سوچا بھی ہے۔ سنو! یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اس نے ہر چیز کا کام مقرر کر دیا ہے اور اس کے لیے اوقات بھی اسی نے معین کر دیئے ہیں۔ سلطنت اور حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا جس چیز کا وقت آجائے گا۔ وہ ہو کر رہے گی۔ اسی سے اس بات کو بھی سمجھ لو کہ اگرچہ اس وقت بظاہر کفر کا غلبہ ہے۔ لیکن عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ کفر مغلوب ہوگا اور اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔ باطل نیست و نابود ہوگا اور حق کا بول بالا ہوگا۔ یہ چیزیں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہو۔ ان میں سے کوئی کھجور کی گٹھلی کے اوپر کی جھلی کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہر طرح محتاج ہیں۔ ان کے پاس کیا رکھا ہے جو ان کی خوشامد میں لگے ہوئے ہو۔

جھوٹے معبود

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا
اگر پکارو تم انہیں تو نہ سنیں تمہاری پکار اور اگر سُن بھی لیں
مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ
تو نہ جواب دیں تمہیں اور قیامت کے دن انکار کریں گے
بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع
تمہارے شرک کا اور نہ بتلائے گا کوئی مانند خبر رکھنے والے کا

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا
اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سنیں
مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ
تو تمہارے کام پر پہنچ نہ سکیں اور قیامت کے دن تمہارے شریک ٹھہرانے
بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع
سے منکر ہوں گے اور کوئی نہ بتلائے گا تجھے جیسا خبر رکھنے والا بتائے گا

اِسْتِجَابَۃٌ (جواب دینا) یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ آیت میں اِسْتَجَابُوْا اسی کی ماضی ہے۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے مراد ہے کسی کا کہا کر دینا۔

لوگ اللہ کے سوا، اللہ کو مان کر یا اس کا انکار کر کے یا تو عظیم الشان مظاہر قدرت مثلاً سورج، چاند، دریا، ستارے وغیرہ یا اپنے ہی بڑے لوگوں کو یا ان چیزوں کی خیالی صورتوں کے بت بنا کر انہیں پوجتے ہیں۔ ان سب کو اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ ان میں سے بعض تو سننے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور بعض رکھتے ہیں تو ان کے بس میں کچھ کرنا کرانا نہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سامنے یہ سب اپنے پوجنے والوں سے کہہ دیں گے۔ کہ ہم تمہارے معبود کیسے بن سکتے تھے۔ تم گمراہی میں مبتلا ہو کر اللہ کو کیوں چھوڑ بیٹھے۔ اور کفر و شرک میں کیوں مبتلا ہوئے اس لیے ان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ دنیا ہی میں اس حقیقت کو سمجھ لو۔ کہ یہ تمہارے گھڑے ہوئے معبود لاکھ پکارو ایک نہیں سنتے اور سُن بھی لیں تو تمہارا سوال پورا نہیں کر سکتے۔ ان میں اس کی طاقت ہی نہیں۔

قیامت کے دن یہ صاف کہہ دیں گے۔ کہ ہم ان کے ہرگز معبود نہیں۔ یہ تو اپنی خواہش کے پجاری ہوں گے تو ہوں گے۔ ہمیں ان سے کیا غرض۔ یہ جانیں اور ان کا کام۔ اس وقت اے کافرو اور منکرو! تمہاری حسرت کا کچھ ٹھکانہ نہ ہوگا۔ یہ باتیں تمہیں اللہ عزوجل اپنے رسول کی معرفت بتا رہا ہے اور وہ ہر بات سے اس کی تہ تک واقف ہے اور اصل بات سوا پورے واقف کار کے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔

اظہارِ حقیقت

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ
اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف
وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (١٥) اِنْ
اور اللہ وہی ہے بے پروا خوبیوں والا اگر
يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (١٦)
چاہے لے جائے تمہیں اور لے آئے مخلوق نئی
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (١٧)
اور نہیں یہ اللہ پر کچھ دشوار

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ
اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو
وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (١٥) اِنْ
اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب تعریفوں والا اگر
يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (١٦)
چاہے تو تمہیں ہٹادے اور ایک نئی خلقت لے آئے
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (١٧)
اور اللہ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں

اس آیت میں لوگوں کو اصل واقعہ بتایا گیا ہے۔ یہ وہ گُر ہے جو ہر آدمی کو گرہ میں باندھ لینا ہے۔ ہر شخص کو احساس ہے کہ وہ زندگی میں بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔ اسی احتیاج کی وجہ سے وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ کوئی اس کا ہاتھ بٹائے۔

اس آیت میں آدمی کو صاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ احتیاج اور ضرورت کے وقت سہارے کی تلاش انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کا سہارا ڈھونڈے گا۔ تو وہ بہت بڑی غلطی میں جا پڑے گا۔ اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ بے جان چیزیں تو اس قابل ہو ہی نہیں سکتیں کہ وہ کسی کی کچھ مدد کرسکیں اور جانداروں میں بھی انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے۔ جو کسی حد تک ایک دوسرے کی مدد کر سکتی ہے۔ لیکن آدمی خود دوسرے کا محتاج ہے۔ اور پھر بھی مدد اس کے بس کی نہیں اوپری مدد وہ چاہے تو کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ذرائع اس کے پاس موجود ہوں۔ اس لیے انسان کو سہارا اللہ کا ڈھونڈنا چاہیئے جو کسی بات میں کسی کا محتاج نہیں کیوں کہ اس میں ساری خوبیاں اور کمالات جمع ہیں اور ہر راستہ اور ہر چیز اس کی قدرت کے تحت ہے۔ اس لیے یاد رکھنا چاہیئے انسان اللہ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اللہ چاہے تو وہ انسان کے بدلے ایسی مخلوق لا سکتا ہے۔ جو انسان کی طرح سرکش اور غلط کرنے والی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک انسان جیسی مخلوق بھی عالم میں ہو جو اپنے نیک اعمال کی جزا پائے اور برے اعمال کی سزا بھگتے ::

ذمّہ داری

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَ اِنْ
اور نہیں اٹھائیگا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر
تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ
پکارے کوئی بوجھ سے لدا ہوا اپنے بوجھ کی طرف نہ اٹھایا جائیگا اس میں سے
شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ
کچھ اگرچہ ہو رشتہ دار پس تو تو ڈراتا ہے ان کو جو
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ
ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قائم رکھتے ہیں نماز

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ
اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر
تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ
کوئی بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ اٹھانے کو پکارے کوئی نہ اٹھائے اس میں
شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ
ذرا بھی اگرچہ رشتہ دار ہو تو تو انہی کو ڈراتا ہے جو اپنے رب سے
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ
بن دیکھے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں

سارے عالم میں ہر مخلوق کے لیے اس کا ایک اپنا راستہ مقرر ہے جس پر وہ آنکھ بند کر کے چلتی ہے اور اپنے اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔ انسان ہی صرف ایک ایسی مخلوق ہے جس کے لیے راستہ تو مقرر ہے لیکن وہ اس راستہ سے ہٹ سکتا ہے اس وجہ سے اس کا اصلی راستہ اسے سجھانے کے لیے رسول آتے ہیں۔ کتابیں نازل ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے اچھی طرح سمجھا دیا جاتا ہے کہ یہ باتیں تمہارے حق میں بُری ہیں یہ اچھی۔ تمہیں اختیار ہے چاہے جنہیں اختیار کرو۔ اچھی باتیں اختیار کرو گے تو اچھا بدلہ ملے گا بُری باتیں کرو گے سزا پاؤ گے۔ انسان کو اس آیت میں سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ قیامت کے دن کوئی بھی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ اس کی فریاد پر اس کا بوجھ کچھ ہلکا کر کے اپنے اوپر لادے گا۔ رشتہ دار تک آپس میں ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے۔

پھر ارشاد ہے کہ اے رسول اعمال کی سزا سے ڈرانا تیرا کام ہے۔ مگر ڈرے گا وہی جو اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور سمجھتا ہوگا کہ میرا ایک خالق اور رب ہے اور گو میں اسے یہاں دیکھ نہیں سکتا لیکن وہ میرے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور مجھے میرے بُرے اعمال کی سزا دے گا۔ اس ڈر سے وہ اس کی فرماں برداری پر کمربستہ رہتا ہے اور اس نے جو فرائض اس کے لیے مقرر کر دیئے ہیں۔ ان کے بجا لانے میں لگا رہتا ہے۔ اسے سب سے زیادہ فکر نماز وقت پر باقاعدہ ادا کرنے کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہی ایک ایسا فرض ہے جو بہت سے لوگوں پر شاق گذرتا ہے اور اس کے ادا کرنے میں اکثر سستی ہو جاتی ہے۔

اچھے بُرے میں فرق

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ
اور جو پاک صاف ہوا تو بات یہی ہے کہ وہ پاک صاف ہوا خود اپنے لیے اور
اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (۱۸) وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے اور نہیں برابر ہوتا اندھا
وَالْبَصِيْرُ (۱۹) وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (۲۰)
اور آنکھوں والا اور نہ اندھیرا اور نہ روشنی
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (۲۱) وَمَا
اور نہ چھاؤں اور نہ جھلستی ہوا اور نہیں
يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ
برابر ہوتے زندہ لوگ اور نہ مرے ہوئے

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ
اور جو کوئی سنورے گا تو بات یہی ہے کہ اپنے فائدے کو سنوریگا اور
اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (۱۸) وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
اللہ کی طرف ہی پھر جانا ہے اور برابر نہیں اندھا اور
وَالْبَصِيْرُ (۱۹) وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (۱۹)
دیکھنے والا اور نہ اندھیرا اور نہ اجالا
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (۲۱) وَمَا
اور نہ سایہ اور نہ لُو اور برابر
يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ
نہیں زندے اور مُردے

ارشاد ہے کہ جو شخص بُرے کاموں سے بچیگا اور اچھے عمل کرے گا ظاہری اور باطنی پاکیزگی اختیار کرے گا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے۔ اللہ پر یا اس کے رسول پر اس کا کچھ احسان نہیں۔ اوّل تو ان باتوں کے اختیار کرنے سے دُنیا ہی میں اس کی حالت سنور جائے گی پھر مرنے کے بعد سب کو اللہ کے پاس لوٹ جانا ہے۔ وہاں اس کا اسے پورا پورا فائدہ ملے گا۔ بُرا آدمی اچھے آدمی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اندھا اور آنکھوں والا ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ نہ اندھیریاں روشنی کے برابر ہو سکتی ہیں اور نہ روشنی اندھیریوں کے برابر۔ ایسے ہی ٹھنڈی سایہ دار جگہ اور گرم ہوائیں بھی باہم بڑا فرق ہے۔ زندے اور مردے بھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ اسی سے سمجھ لو کہ اللہ پر ایمان لانے والا اور اس کا انکار کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ پہلا آنکھوں والا اور پچھلا اندھا، وہ اجالے میں چل رہا ہے یہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہے۔ وہ ٹھنڈی آرام دہ جگہ کی طرف گامزن ہے۔ یہ گرم جُھلس دینے والی ہواؤں کی طرف جا رہا ہے۔ وہ زندہ ہے یہ مُردہ۔ کیوں کہ اصل زندگی روحانی زندگی ہے۔ اور وہ صرف اللہ پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بغیر آدمی بے جان لاش کی طرح ہے بظاہر چلتا پھرتا ہے تو کیا!

مُردے کیا سنیں گے

إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ
تحقیق اللہ سنانے والا ہے جسے چاہے اور نہیں تو
بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (۲۲) اِنْ اَنْتَ
سنانے والا ان کو جو قبروں میں ہیں نہیں تو
اِلَّا نَذِيْرٌ (۲۳) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
مگر ڈرانے والا تحقیق ہم نے بھیجا تجھے سچائی کے ساتھ
بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ
خوشی پہنچانے والا اور ڈرانے والا اور نہیں کوئی امت
اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (۲۴)
مگر گذرا ہے اس میں ایک ڈرانے والا

إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ
اللہ سناتا ہے جس کو چاہے اور تو سنانے والا
بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (۲۲) اِنْ اَنْتَ
نہیں قبروں میں پڑے ہوؤں کو۔ تُو تو بس
اِلَّا نَذِيْرٌ (۲۳) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
ڈرانے والا ہے ہم نے تجھے سچا دین دے کر بھیجا
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ
خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور کوئی امت نہیں جس
اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (۲۴)
میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو

ان آیتوں میں واضح کیا گیا ہے کہ سب انسان آپس میں برابر نہیں۔ بہت سے لوگ مردہ دل ہیں چلتے پھرتے ہیں تو کیا۔ کوئی لاکھ کام کی باتیں کہے ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ وہ بالکل ایسے ہیں جیسے قبر میں پڑے ہوئے مُردے۔ اللہ میں تو البتہ قدرت ہے کہ جس کو چاہے سننے اور سمجھنے کی توفیق دے اور راہِ راست پر ڈال دے۔ لیکن کسی اور میں یہ قدرت نہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ جس کو چاہے سُنا دے۔ لیکن اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو قبر میں پڑے ہوئے مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔ کہہ دینا تیرا کام ہے ماننے نہ ماننے کا انہیں اختیار ہے۔ تیرا فرض بس یہی ہے کہ بُرے اعمال کے نتیجوں سے انسان کو ڈرا دے ہم نے تجھے نیک لوگوں کو خوش خبری سُنانے اور بدکاروں کو ڈرانے کے لیے بھیجا ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہر اُمّت میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص ضرور رہا ہے۔ کہ بُرے اعمال کے انجام سے انہیں ڈرا دے۔ اسی مقرّر دستور کے مطابق اور اسی غرض سے ہم نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور تیرے بعد تیرے ماننے والے تیرے نائب ہو کر اس کام کو قیامت تک ہر ملک اور مقام میں انجام دیتے رہیں گے۔ یہی سچی اور برحق کتاب جو ہم نے تجھے دی ہے ان کے دل اور زبان پر ہو گی۔ اور وہ اس کے مطابق اعمال کی اچھائی اور برائی لوگوں کو اچھی طرح اپنے قول و فعل سے سمجھا دیں گے۔ نہ سمجھیں تو وہ جانیں ہدایت نہ تیرے اختیار میں ہے نہ اُن کے۔ یہ فقط اللہ کے اختیار میں ہے۔

گمراہی کا نتیجہ

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ
اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں پس تحقیق جھٹلایا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
انہوں نے جو ان سے پہلے تھے آئے ان کے پاس ان کے رسول
بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾
کھلی دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر
ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ
پھر پکڑا میں نے جنہوں نے انکار کیا پس کیسا
ع ۳ ۱۵ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾
ہوا مجھے نہ ماننا

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ
اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
تھے وہ آگے جھٹلا چکے ہیں ان کے رسول ان کے پاس کھلی
بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾
دلیلیں صحیفے اور روشن کتاب لے کر پہنچے
ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ
پھر میں نے منکروں کو پکڑا سو کیسا ہوا
كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾
میرا انکار

پہلے ارشاد ہوا کہ ان کافروں کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ یہ بجائے ٹھنڈے آرام دہ مکانوں کے گرم ہوا، تپش اور لو کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ اُجالے سے تاریکیوں کی طرف جا رہے ہیں ان کے دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہیں۔ اگر اے رسول تیری یہ بات نہ سنیں تو رنجیدہ مت ہو۔ تمہارا کام فقط سنا دینا ہے کوئی سُنے یا نہ سُنے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان کا جھٹلانا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ ان سے پہلے بھی لوگ اپنے رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں۔ ان رسولوں نے ان کے سامنے کھلی کھلی باتیں اور دلیلیں پیش کیں۔ معجزے دکھائے بعض نے چھوٹے چھوٹے صحیفے اور بعض نے مفصّل واضح بڑی کتابیں ان کے سامنے رکھیں لیکن انہوں نے ان سب سے منہ موڑ لیا اور یہ کہہ کر اُٹھ گئے۔ کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ ہم انہیں نہیں مانتے۔ آخر اس کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا۔ وہ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ارشاد ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھ کہ میرا انکار کر کے وہ کیسی کیسی آفتوں میں مبتلا ہوئے۔ بعض لوگ زمین میں دھنس گئے۔ کچھ پانی کے طوفان میں غرق ہو گئے۔ بعض زلزلوں سے تباہ ہوئے۔ بعض کڑک اور گرج سے مر گئے۔ اللہ محفوظ رکھے۔ اب اگر تم نے بھی انہی کا سا وتیرہ اختیار کیا۔ تو ایسی ہی آفتیں تم پر بھی آ سکتی ہیں اس لیے عقل سے کام لو۔ ہوش کی دوا کرو۔ اور ہمارے رسول کا کہا مانو۔ ہماری کتاب پڑھو اور ہمارے رسول کی سنّت پر عمل کرو۔

اللہ کو پہچانو

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
کیا نہ دیکھا تونے یہ کہ اللہ نے اتارا آسمان سے
مَآءً فَأَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا
پانی پس نکالا ہم نے اس سے پھلوں کو کہ الگ الگ ہیں
أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّحُمْرٌ
رنگ ان کے اور پہاڑوں سے راستے سفید اور سرخ
مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿۲۷﴾
الگ الگ ہیں رنگ ان کے اور گہرے رنگ کے کالے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے
مَآءً فَأَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا
پانی اتارا پھر ہم نے اس سے میوے نکالے طرح طرح کے
أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّحُمْرٌ
ان کے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ
مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿۲۷﴾
طرح طرح کے ان کے رنگ اور گہرے کالے

جُدَدٌ: راستے، جُدَّۃٌ کی جمع ہے جو ج۔ د۔ د سے بنا ہے جَدٌّ کے معنی کاٹ کر ٹکڑے کرنے کے ہیں۔ جُدَّۃٌ: پہاڑ کے بیچ میں راستہ، گھاٹی۔

غَرَابِيبُ: جو حد سے زیادہ کالا ہو۔ غِرْبِيبٌ کی جمع ہے۔

انسان کو عقل اس لیے ملی ہے کہ عالم کی چیزوں کو دیکھے اور اس سے اللہ کو پہچانے عقل کا یہی اصل کام ہے۔ اور انسان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی عقل سے سب سے پہلے یہی کام لے گا۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ دینی اعتبار سے بالکل بے عقل ہے خواہ وہ ارسطوئے دوران اور افلاطونِ زمان ہی کیوں نہ ہو۔

ارشاد ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے۔ پھر تم اس کی بدولت زمین سے طرح طرح کے میوے، پھل، سبزیاں اگتے ہوئے دیکھتے ہو جن میں سے ہر ایک کا رنگ، مزہ، خوشبو الگ الگ ہے۔ بھانت بھانت کی چیزیں زمین سے نکل کر تمہارے سامنے آجاتی ہیں اور تم انہیں مزے سے کھاتے پیتے ہو ان کا پیدا کرنا تمہارے بس کا نہیں۔

سنو! یہ سب کچھ اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اب دوسری طرف نگاہ اٹھاؤ، اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ ان کے بیچ میں راستے بنے ہوئے ہیں۔ رنگ برنگ کے پتھروں کا ڈھیر ہے سفید، سرخ، کوئی گہرے، کوئی ہلکے اور بعض بالکل کالے سیاہ، یہ انواع و اقسام کے پتھر، چٹانیں، طرح طرح کی شکلوں اور رنگوں کی کس نے بنائیں۔ پھر تم یہ سب چیزیں دیکھ کر اللہ کو پہچانتے کیوں نہیں ذرا اس کا جواب دو۔

انسان اور جانور

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ

اور آدمیوں میں اور جانوروں میں اور چوپایوں میں

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا

الگ الگ رنگ ہیں ان کے اسی طرح بات یہی ہے کہ

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے جاننے والے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ (۲۸)

تحقیق اللہ زبردست ہے بخشن دینے والا

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ

اور اسی طرح آدمیوں میں جانوروں میں اور چوپایوں میں

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا

کئی رنگ ہیں۔ اسی طرح اللہ سے اس کے

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

بندوں میں ڈرتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ (۲۸)

تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا

ارشاد ہے کہ نباتات اور جمادات کی طرح آدمیوں، کیڑے مکوڑوں اور چوپایوں میں بھی الگ الگ رنگ کے افراد موجود ہیں نیز جو لوگوں میں مزاج طبیعت اور طرز عمل کا فرق دیکھنے ہو۔ یہ ایک فطری بات ہے دنیا کی ساخت ہی ایسی ہے کہ اس میں بھانت بھانت کی چیزیں، رنگ برنگ کی اشیا اور الگ الگ خیال رکھنے والے لوگ پائے جائیں۔ کوئی اللہ کو مانتا ہے کوئی اس کا انکار کرتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سب کے سب ایمان والے یا سب کے سب کافر ہو جائیں۔ اللہ کو وہی مانے گا۔ جس کی عقل بے جا خواہشوں سے مغلوب نہ ہو گی۔

یہ قاعدہ ہے کہ اللہ سے فقط وہی ڈریں گے جن میں سمجھ ہے۔ ناسمجھ لوگ یا وہ لوگ جن کی سمجھ بوجھ دنیا ہی کے دھندوں میں پھنسی رہتی ہے۔ نہ اللہ کو مانیں اور نہ اس کی ناراضی کا خیال کریں۔ انہیں اس کی خبر ہی نہیں کہ اللہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا یہ نہ سمجھے کہ وہ بے کھٹکے اسی طرح شیطان پن مچاتا رہے گا۔ اور اس کی کرتوتوں کی بازپرس نہ ہو گی۔ اگر آج بچ گیا تو کل پکڑا جائے گا۔ وہ چاہے اللہ کو مانے چاہے نہ مانے۔ اس کے اعمال بد کی سزا اسے مل کر رہے گی۔ اگر کسی کو مہلت ملتی ہے تو اس لیے ملتی ہے کہ شاید وہ اپنی بد اعمالیوں سے باز آجائے اور اللہ اسے بخش دے۔ بے شک اللہ زبردست ہے۔ کوئی اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ نہ کوئی اس کی گرفت سے بچ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے:

فرماں برداروں کا حال

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا
تحقیق وہ لوگ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں
الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا چھپا کر اور
عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾
ظاہر کر کے امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں گھاٹے کا نام نہیں
لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ
تاکہ پورا پورا دے انہیں ان کا اجر اور زیادہ دے انہیں
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾
اپنے فضل سے تحقیق وہ بخشنے والا انعام دینے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا
جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم
الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
رکھتے ہیں اور ہمارا دیا ہوا کچھ چھپے اور علانیہ خرچ کرتے ہیں
عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾
ایک تجارت کے امیدوار ہیں جس میں گھاٹا نہیں
لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ
تاکہ ان کو ان کا پورا ثواب دے اور اپنے فضل سے زیادہ دے
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾
تحقیق وہ بخشنے والا قدردان ہے

ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں پہچانا۔ ہم پر ایمان لائے اور ہماری فرمانبرداری میں مشغول ہوئے اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید کی تلاوت میں دل سے لگے رہے۔ نماز پابندی شرائط کے ساتھ باقاعدہ ادا کرتے رہے اور جو ہم نے انہیں مال و متاع عطا فرمایا۔ اس میں سے ہمارے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہے کبھی خفیہ طور پر اور کبھی علانیہ۔ یہ لوگ خاطر جمع رکھیں۔ کہ ان کی اس محنت اور اطاعت کا پھل انہیں ضرور مل کر رہے گا۔ وہ اپنا زور محنت اور اثاثہ ایک ایسی تجارت میں لگا رہے ہیں۔ جس میں نفع ہی نفع کی امید ہے۔ گھاٹے کا نام نہیں۔ جب اللہ عزوجل کو ان کے کام پسند آگئے تو سوا نفع کی امید کے اور کسی خیال کی گنجائش ہی نہیں۔ آخر کار ان کی اس کوشش اور محنت کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ عزوجل وقت آنے پر ان کو ان کی محنت کا بہت اچھا معاوضہ بھرپور عطا فرمائے گا۔ اس معاوضہ میں رتی بھر کمی نہ ہو گی۔ بلکہ اپنے فضل سے اور زیادہ بہت کچھ عطا فرمائے گا۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا، بھول چوک معاف کر دینے والا ہے اور تھوڑی سی محنت کی بہت زیادہ اجرت دیتا ہے۔ اس کے کام کرنے والے کا قاعدہ سے جو حق نکلتا ہے۔ اس کو پورا پورا دے کر مزید انعام و اکرام سے اسے مالا مال کر دیتا ہے جو اس کی طرف تھوڑا سا بھی جھکے وہ اس کی طرف اس سے زیادہ توجہ کرتا ہے ::

قرآن ہی حق ہے

وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ

اور وہ جو وحی کی ہم نے تیری طرف کتاب سے

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ

وہی ہے درست سچا بتانے والی اسے جو پہلے آیا اس سے تحقیق

اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا

اللہ اپنے بندوں سے البتہ خبردار ہے دیکھنے والا پھر وارث بنایا ہم نے

الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

کتاب کا ان لوگوں کو جنہیں چنا ہم نے اپنے بندوں میں سے

وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ

اور جو کتاب ہم نے تجھ پر اتاری وہی

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ

ٹھیک ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی بے شک

اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا

اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا پھر ہم نے کتاب کے

الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

وارث وہ لوگ کیے جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا جارہا ہے کہ ہم نے وحی کے ذریعے جو کتاب تمہارے پاس بھیجی ہے وہ سراسر راست اور درست ہے بلکہ سچی بات ہے ہی۔ اب اس کے سوا دنیا میں سچائی کا نام نہیں مگر وہ جس کی یہ کتاب شہادت دے اور جس کی یہ تصدیق کرے۔ اس نے ان سب سچی باتوں کو جو اس سے پہلی کتابوں میں انسان کو بتائی گئی تھیں۔ ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور موجودہ زمانے کے لیے جو باتیں ان کے علاوہ موزوں و مناسب تھیں ان کا اضافہ کر دیا ہے یا پہلی باتوں کے حالات کے تغیر کے مطابق ترمیم کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے پوری طرح خبردار ہے۔ اور ان کی مصلحتیں اس کی نگاہ میں ہیں جن حالات میں جو چیز قرین مصلحت ہوتی ہے۔ اسی کا حکم کرتا ہے۔ اب اس قرآن حکیم میں ہر وقت کے لیے ہر چیز جو اس وقت کی مصلحت کے لحاظ سے مناسب ہے ملے گی۔ اس کتاب کی خبر لینے والا اور محافظ ہم نے مجموعی حیثیت سے امت محمدیہ کو مقرر کر دیا ہے اب اس کتاب کی دیکھ بھال کرنے والے یہی لوگ ہیں۔

اس امت کو ہم نے اپنے تمام بندوں میں سے انتخاب کر کے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ اس کے اوپر خود عمل کریں اور نیز ساری دنیا میں اس کا پیغام پھیلا دیں۔ اس امت کا لقب "خیر امت" ہے اور اس کا قیام ہی دنیا میں قرآن کے احکام کی قولاً و عملاً تبلیغ کے لیے ہے۔

افرادِ اُمّت میں فرق

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

پس کچھ ان میں سے ظلم کرنے والے ہیں اپنی جان پر اور کچھ ان میں سے میانہ رو ہیں

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ

اور کچھ ان میں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں نیکیوں میں اللہ کے حکم سے یہ

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

یہی ہے بزرگی بڑی ان کے لیے باغ ہیں رہنے کے

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

داخل ہوں گے ان میں زیور پہنائے جائیں گے ان میں کنگنوں کا سونے کے

وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

اور موتی اور لباس ان کا ان میں ریشم کا ہے

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

پھر کوئی ان میں بُرا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان میں بیچ کی چال پر ہے

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ

اور کوئی ان میں نیکیوں میں آگے بڑھ گیا ہے اللہ کے حکم سے ۔ یہی

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

ہے بڑی بزرگی بسنے کے باغ ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

جن میں وہ جائیں گے وہاں ان کو زیور پہنایا جائیگا سونے کے

وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

کنگن اور موتی اور اُن کی پوشاک وہاں ریشمی ہے

پہلے ارشاد ہوا کہ ہم نے قرآن مجید کا محافظ اپنے برگزیدہ بندوں کو مقرر کیا ہے اس سے مراد وہ اُمّت ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا یہی لوگ بہ حیثیت مجموعی قرآن مجید کے وارث ہیں ان کے لیے جو کچھ ہے وہ یہی قرآن حکیم ہے وہ حتی المقدور اسی کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اس کے احکام سے منہ نہ موڑیں گے۔

اس آیت میں ان کے افراد کا حال بیان کیا گیا ہے ۔ کہ وہ قرآن حکیم پر عمل کرنے میں حتی المقدور کوشش بھی کریں گے ۔ پھر بھی ان میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے ۔ کہ ایمان لانے کے بعد خواہشوں سے مغلوب ہو کر گناہوں میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ کچھ بیچ کی چال چلیں گے ۔ نہ نرے گناہوں میں مبتلا ہوں گے اور نہ اعلیٰ درجے کی پرہیزگاروں کی سی زندگی بسر کریں گے اور بعض بڑی احتیاط سے چلنے والے ہوں گے ۔ اور شریعت کے احکام پر پوری کوشش سے عمل کریں گے ان پر اللہ کا ایسا فضل ہوگا ۔ کہ وہ اللہ کے حکم کے سامنے اپنی خواہشوں کو اہمیّت نہ دیں گے ۔ ان سب میں سے جن کا ایمان سلامت ہے تو آخر کار انہیں جنّت میں رہنے کا ٹھکانا ملے گا ۔ اور وہاں ان کو ریشمی لباس اور سونے کے زیور ملیں گے جن سے وُہ دنیا میں بحکم شرع بچتے رہیں گے ؛؛

جنّتیوں کی شکر گذاری

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیٓ اَذْهَبَ عَنَّا
اور کہیں وہ شکر اللہ کا جس نے ہٹادیا ہم سے
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ
رنج وغم تحقیق ہمارا رب البتہ بخشنے والا ہے
شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیٓ اَحَلَّنَا
جزا دینے والا جس نے بسایا ہمیں
دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا
رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ چھوتے ہمیں اس میں
نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾
مشقت اور نہ چھوتے ہمیں اس میں تھکاوٹ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیٓ اَذْهَبَ عَنَّا
اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کیا
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ
بے شک ہمارا رب بخشنے والا
شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیٓ اَحَلَّنَا
قدردان ہے جس نے ہمیں آباد رہنے کے گھر میں
دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا
اتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ مشقت
نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾
پہنچے اور نہ ہمیں اس میں تھکان پہنچے

نَصَبٌ: (کام کے دوران میں مشقت) لُغُوْبٌ: (کام کے بعد کی شدید تھکاوٹ): پہلے ارشاد ہوا کہ قرآن کو اپنا رہنما بنانے والے آخر کار جنّت میں جائیں گے۔ جہاں ان کو سونے کے زیورات سے آراستہ کیا جائے گا اور ریشمی لباس پہننے کو ملے گا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ جنّت کی نعمتیں اور عیش و آرام دیکھ کر ان کی ساری کلفتیں دُور اور ساری پریشانیاں کافور ہوجائیں گی۔ رنج وغم کا نام تک نہ رہے گا اور جب ان سے کہا جائے گا کہ اب تمہارا یہی ٹھکانا ہے۔ یہیں تم رہو گے تو ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہے گا۔ وہ دیکھیں گے کہ ان کی ضرورت کی ساری چیزیں بے محنت و مشقت کے بغیر انہیں مل رہی ہیں کام کرنا ہی نہیں پڑتا جو تھک کر چُور ہوجائیں اس حالت میں ان کے منہ سے بے ساختہ اللہ کی حمد وثنا کے کلمات نکلیں گے اور وہ اس رنج وغم کو جو انہوں نے دُنیا میں اللہ کے لیئے جھیلا تھا۔ جنّت کے آرام وسکون سے مقابلہ کریں گے۔ تو خوشی سے باغ باغ ہوکر کہیں گے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں جنّت ہمیشہ رہنے کے لیئے عطا فرمائی۔ یہاں تو نہ وہ دُنیا کی سی محنت مشقت ہے اور نہ تھک کر چُور ہوجانے کی آفت ہے۔ اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری میں جو مشقتیں دُنیا میں جھیلیں تھیں۔ ان کے بدلے اللہ عزّوجل نے ہمیں آرام عطا فرمایا۔ یہ اس کا فضل ہے اگر ہم وہاں اور زیادہ محنت کرتے تو یہاں اور بھی زیادہ آرام پاتے ⁂

کافروں کا حشر

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ
اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے ہے آگ جہنم کی
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ
فیصلہ کیا جائے گا ان پر تاکہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا
عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ
ان سے عذاب دوزخ کا اسی طرح
نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾
سزا دیتے ہیں ہم ہر کفر کرنے والے کو

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ
اور جو لوگ منکر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ
نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے لیے
عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ
دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا یہی سزا دیتے ہیں
نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾
ہم ہر ناشکرے کو

لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ: (نہ فیصلہ کیا جائے گا ان کا) لَا يُقْضٰى مضارع مجہول منفی ہے ق۔ض۔ی سے قضا کے معنی جاری کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ سورۃ القصص میں اس کی ماضی قضی علیہ گذر چکی ہے جس کے معنی ہیں اس کا فیصلہ ہی کر دیا۔ یعنی مار ہی ڈالا۔ یہاں بھی یہی معنی ہیں۔ مگر صیغہ مضارع مجہول ہے یعنی نہ حکم جاری کیا جائے گا ان پر۔

پہلے فرماں برداروں کا حال بیان ہوا کہ انہیں رہنے کے لیے جنّت ملے گی۔ اور وہ وہاں کی راحت و آرام دیکھ کر اللہ عزّ و جل کا شکر ادا کریں گے کہ دُنیا کی مصیبتوں اور مشقّتوں سے پیچھا چھوٹا اور آرام کی زندگی نصیب ہوئی۔ اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے دنیا میں اللہ کا انکار کر دیا اور ہمہ تن دُنیا کی طرف متوجّہ ہو گئے۔

ارشاد ہے کہ ہمارا انکار کرنے والوں کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے۔ وہ مرنے کے بعد قیامت کے دن اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں وہاں موت نہ آئے گی کہ مر کر ہی عذاب سے نجات پا جائیں۔ اور نہ اُن کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی کہ کچھ دم میں دم آئے۔

پھر ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو سنا دو۔ کہ ہم ہر اس شخص کو جو دُنیا میں ہمیں نہ مانے اور ہمارے انکار پر کمر باندھ لے۔ ایسا ہی عذاب دیں گے اور یہ اس مقرّر قاعدے کے مطابق ہو گا جس کا ہم نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ہے اور تمہیں سُنا دیا ہے۔

دوزخیوں کی فریاد

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا
اور وہ چیخیں گے اس میں اے میرے رب نکال ہمیں
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ
کام کریں ہم نیک برخلاف اس کے جو ہم تھے کرتے
أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ
کیا ہم نے نہیں دی تھی تمہیں عمر اتنی کہ سوچ لے اس میں
مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا
جو سوچے اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا پس مزہ چکھو
ع فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ (۳۷)
پس نہیں ظالموں کا کوئی مددگار

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا
اور وہ چلائیں گے اس میں اے رب ہمارے ہمیں نکال کہ ہم
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ
کچھ بھلا کام کر لیں وہ نہیں جو کرتے رہے تھے
أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ
کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس میں جسے سوچنا ہو
مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا
سوچ لے اور تمہارے پاس ڈرانے والا پہنچا اب مزہ چکھو
فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ (۳۷)
کہ گناہ گاروں کا کوئی مددگار نہیں

يَصْطَرِخُونَ: چیخیں گے چلائیں گے مضارع ہے اصطراخ سے جو ص، ر، خ سے بنا ہے۔ صراخ چیخ پکار کو کہتے ہیں۔ اصل میں اصترخ ہے۔ ت کو ط سے حسب قاعدہ بدل دیا۔ اصطراخ کے معنی چیخنا، پکارنا، چلانا، فریاد کرنا۔ سورۂ ابراہیم میں اسی مادہ سے لفظ مُصْرِخٌ گذرا ہے وہاں دیکھیں ______ اللہ کو نہ ماننے والے دوزخ میں پڑے ہوئے وہاں کی تکلیف سے تنگ آکر فریاد کریں گے اور چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں اس دوزخ سے باہر نکال کر پھر دُنیا میں بھیج دیجیے۔ اب کے ہم وہاں جاکر خوب نیک کام کریں گے اور جو کچھ ہم پہلے کرتے رہے اس کے پاس بھی نہ پھٹکیں گے۔ ہمارے کام ان کاموں سے جو ہم نے پہلے کیے بالکل مختلف ہوں گے۔ ہم بالکل آپ کی مرضی پر چلیں گے۔ اور جو کچھ آپ کے رسول نے بتایا ہے وہی کریں گے۔ گناہوں سے دُور بھاگیں گے نیکیاں سمیٹیں گے اور سرخ رو ہو کر تیرے دربار میں حاضر ہوں گے۔ اس فریاد اور چیخ و پکار کا جواب انہیں یہ دیا جاتے گا۔ کہ ہم نے تو تمہیں دُنیا میں خاصی لمبی عمر دی تھی۔ جو سوچنے سمجھنے کے لیے کافی تھی تم چاہتے تو بہت اچھے نیک آدمی بن سکتے تھے پھر ہم نے اپنے رسول کو تمہیں انجام کار سے ڈرانے کے لیے بھی بھیج دیا تھا تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑ گئے تھے جو تم نے نہ عقل سے کام لیا نہ رسول کی سنی۔ اب اپنے کیے کا پھل بھگتو اور سرکشی کا مزہ چکھو۔ تم جیسے ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں۔ مدد کی کوئی توقع مت رکھو۔

حقیقتِ حال

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیۡبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
تحقیق اللہ جانتا ہے چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۳۸﴾ ہُوَ
تحقیق وہ جانتا ہے اسے جو دلوں میں ہے وہی تو ہے
الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ
جس نے کیا تمہیں جانشین دوسروں کا زمین میں
فَمَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ؕ
پس جس نے ناشکری کی پس اسی پر پڑے اس کی ناشکری

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیۡبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
اللہ آسمانوں اور زمین کا بھید جاننے والا ہے
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۳۸﴾ ہُوَ
اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں وہی ہے
الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ
جس نے تمہیں زمین میں دوسروں کا قائم مقام کیا
فَمَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ؕ
پھر جو کوئی ناشکری کرے گا تو اس کی ناشکری اسی پر پڑے گی

ارشاد ہے۔ کہ انسان کا بھلا اس وقت تک نہ ہو گا۔ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ساری صفات کمال کے ساتھ نہ پہچان لے گا۔ انسان کے ذہن میں اللہ کا جتنا تصوّر صحیح ہو گا۔ اتنا ہی اسے آخرت میں آرام اور چین نصیب ہو گا اور جتنی اس کے تصوّر میں غلطی ہو گی۔ اتنی ہی مصیبت اور کوفت اس کے پلّے پڑے گی۔ یاد رہے کہ اللہ کا یہ تصور دُنیا ہی میں قائم کرنا ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد تو ہر شخص اسے جان ہی لے گا۔ لیکن اس وقت کا جاننا کچھ کام نہ آئے گا۔ اور جب اس کو جان لیا۔ تو پھر دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی خواہش بے سود ہو گی۔ جان لینے کے بعد تو سوا اس کے کہ اپنی ان غلطیوں کا جو اس نے دُنیا کے اندر اللہ کے تصوّر میں کیں۔ مزہ چکھے اور کوئی صورت نہیں۔ اس لیے دُنیا ہی میں اس بات کو سمجھ لو۔ کہ اللہ آسمانوں کے اور زمین کے سارے بھید اور اسرار سے واقف ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اسی طرح وہ دلوں کے اندر جو اعتقادات اور نیّتیں پوشیدہ ہیں۔ ان کو بھی اچھی طرح جانتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے اعتقادات اور نیّتوں کے مطابق سلوک کرے گا۔

سنو! تم سے پہلے یہاں اور لوگ بستے تھے۔ اب وہ یہاں نہیں ہیں۔ اپنے اپنے اعمال کا گٹھڑ سر پہ اٹھائے یہاں سے چلے گئے۔ اب ان کی جگہ دُنیا میں تم ہو۔ آنکھ کھول کر ہوشیاری کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ تم نے اگر اللہ کا انکار کر دیا۔ تو اس کا وبال تمہارے پر ہی پڑے گا۔ کسی کا کچھ نہ جائے گا۔ تمہاری ہی جان پر بن آئے گی ؛

کفر کا نتیجہ

وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور نہ بڑھائے گا کافروں کے لیے ان کا کفر ان کے رب کے نزدیک

اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ

مگر بیزاری کو اور نہ بڑھائے گا کافروں کے لیے

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾

ان کا کفر مگر گھاٹا

وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور منکروں کا ان کے انکار سے اللہ کے نزدیک کچھ نہ بڑھے گا

اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ

مگر بیزاری اور منکروں کا ان کے انکار سے

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾

کچھ نہ بڑھے گا مگر نقصان

انسان آنکھ کھولتے ہی دُنیا کے دھندوں میں اس قدر پھنس جاتا ہے کہ اسے کسی اور چیز کا خیال ہی نہیں رہتا۔ آج کل تو یہ غفلت بہت ہی بڑھی ہوئی ہے سوسائٹی کا ڈھنگ کچھ ایسا قائم ہو گیا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو جس طرح بھی ہو سکے روپیہ کمالئے دولت اکٹھی کرنے اور جاہ و حشمت میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے سوا اور کوئی دھن نہیں ہوتی۔ مادی ترقی کے مقابلہ میں وہ کسی چیز کو کچھ اہمیت نہیں دیتا۔ ہر ایک نے اس مقصد کے حصول کے لیے اپنے اپنے جتھے بنا لیے ہیں۔ اور ان کا نام نیشن (قوم) رکھ لیا ہے۔ جس کو دیکھو قوم کا نام لے کر اپنا اُلّو سیدھا کرنے میں لگا ہُوا ہے۔ دُنیا کی عارضی کامیابی نے اس کی عقل پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ بعض تو کھلم کھلا اللہ کا اور اس کے قائم کردہ دین کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس کا خیال کرنا بھی محض وقت کا ضائع کرنا سمجھتے ہیں۔ وہ فقط اپنے پیسے، لاؤ لشکر اور اقتدار کی طرف دیکھتے ہیں اور مونچھوں کو تاؤ دے کر کہتے ہیں کہ تو ہے تو کیا غم ہے۔ بعض اللہ کا انکار تو نہیں کرتے۔ مگر دینی پابندیوں کے اندر رہنے کو فضول سمجھتے ہیں۔ اشتغال ان کے بھی وہی ہیں جو انکار کرنے والوں کے ہیں۔ اس کے لحاظ سے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

قرآن مجید بڑے وثوق کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے۔ کہ مال دار بنو، عزّت حاصل کرو، بادشاہ بنو، مالک اقتدار بنو، کچھ بنو۔ لیکن اگر تم اللہ کا انکار زبانی طور پر یا اس کی عملی طور پر نافرمانی کر کے یا دونوں طرح کر رہے ہو۔ تو تم اللہ کا غضب سمیٹ رہے ہو۔ آخرت میں تمہارے ہاتھ سوا نقصان کے کچھ نہ آئے گا۔ یہ تمہاری دولت و حشمت، تمہاری اکڑفوں سب یونہی رکھی رہ جائے گی اور تم ایسی مصیبت میں پھنسو گے جس سے کبھی چھٹکارا نہ ہو گا۔ یہ قرآن کا یقینی فیصلہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کے سوا انجام کار اور کچھ بھی نہ ہو گا۔

اللہ کے سوا کچھ کانا نہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جنہیں
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ
تم پکارتے ہو اللہ کے سوا مجھے دکھاؤ تو سہی
مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ
کیا بنایا انہوں نے زمین میں سے یا
لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ
ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
تو کہہ بھلا حال تو بتاؤ اپنے شریکوں کا جنہیں تم
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ
اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ
مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ
انہوں نے زمین میں کیا بنایا یا کچھ ان کا
لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ
آسمانوں میں ساجھا ہے

اَرَءَيْتُمْ: (کیا دیکھا تم نے) محاورہ عرب میں اس کا استعمال ایسا ہی ہے۔ جیسا ہماری زبان میں توجہ دلانے کے لیے کہتے ہیں بھلا دیکھو تو۔ اَرُوْنِيْ (دکھاؤ) امر کا صیغہ ہے اِرَاءَةٌ سے۔ جو ر۔ ا۔ یٰ سے بنا ہے رَأْیٌ کے معنی ہیں دیکھنا۔ اِرَاءَةٌ: دکھانا۔

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اپنے آپ سے بڑا کسی کو نہ سمجھے۔ سوا ایک اللہ کے جس نے اسے بنایا اور حیرت انگیز ظاہری اور باطنی قوتیں عطا کیں۔ اگر وہ کسی اور کے آگے جھکتا ہے تو اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ کا صحیح تصوّر دل میں جما چکے۔ وہ تو کسی اور کے آگے جُھک نہیں سکتے۔ جو اللہ کے سوا کسی اور کو معبود مانتے ہیں۔ انہیں اس آیت میں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ ایسی غفلت میں مبتلا نہ رہیں۔ خوابِ غفلت سے چونکیں اور معبودِ حقیقی کو پہچان کر اس کا شکر ہر وقت ادا کرتے رہیں۔

ارشاد ہے کہ اے رسول ان سے پوچھو تو سہی کہ تم نے ان اپنے بناوٹی معبودوں کے حال پر غور بھی کیا ہے۔ کیا ان میں سے کسی نے زمین یا اس کی کچھ چیزیں بنائیں یا آسمانوں کے بنانے میں ان کا کچھ حصّہ ہے۔ ان کی حالت ہی سے عیاں ہے کہ یہ بالکل بے بس ہیں۔ نہ کچھ بنا سکتے ہیں اور نہ دلا سکتے ہیں۔ پھر ان کے سر خواہ مخواہ کیوں ہو رہے ہو۔ ان میں سے بعض تو نہ سنیں نہ دیکھیں اور نہ جواب دیں۔ وہ تو زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ وہ کچھ نہیں اور جو بولنے والے ہیں۔ وہ زبان سے بھی اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان سب کو چھوڑ دو اور صرف اللہ کی طرف رجوع کرو۔

شرک کی سند کیا ہے؟

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَیِّنَتٍ
کیا دی ہے ہم نے انہیں کوئی کتاب پس وہ حجت رکھتے ہیں
مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ
اس کی بلکہ نہیں وعدہ کرتے ظالم لوگ بعض ان کے
بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾
بعض سے مگر دھوکہ بازی

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾

کیا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے سو یہ اس کی سند رکھتے ہیں کوئی نہیں یہ جو گنہگار ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں وہ سب فریب ہے

یَعِدُ : (وعدہ کرتے ہیں) مضارع ہے وعد سے وَعْدٌ کے معنی کسی سے بھلی بات کہنا یا کسی کو کوئی اچھی چیز دینے کے لیے کہنا۔ اسی سے وعید بھی ہے جس کے معنی ہیں کسی سے کہنا کہ میں تجھے برائی پہنچاؤں گا۔ دھمکی دینا۔ وعدہ اچھی بات کا ہوتا ہے اور وعید دھمکی ہوتی ہے۔ دونوں کا مادہ ایک ہے۔

پہلے ارشاد ہوا کہ ان مشرکوں سے پوچھو تم نے اپنے معبودوں میں کیا دیکھا ہے جو تم ان کی پرستش کرتے ہو۔ کیا تمہاری عقل اس قدر گئی گذری ہے کہ بے بسوں کو طاقتور سمجھتے ہو اور عاجزوں کو قوت والا گردانتے ہو۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اگر یہ نہیں تو پھر تمہارے پاس ہماری اتاری ہوئی کتاب ہونی چاہیئے جس میں صاف صاف لکھا ہو کہ ہمیں چھوڑ کر دوسروں سے مدد مانگو۔ آدمی کے پاس اپنے فعل کی یا تو کوئی عقلی دلیل ہونی چاہیئے یا رسول اور آسمانی کتاب کا حکم ہونا چاہیئے۔ جب اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کی۔ نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی اللہ کا تحریری فرمان ہے۔ تو پھر تم کس بنا پر ایسی زبردست رسم قائم کر بیٹھے ہو۔ جس کو باوجود فہمائش کے چھوڑنے کا نام نہیں لیتے ہو نہ ہو۔ بات یہی ہے۔ کہ تم یہ نامناسب حرکت ایک دوسرے کو بڑھاوے چڑھاوے دیتے رہنے کی بنا پر کر رہے ہو۔ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے سے کہتے رہتے ہیں۔ کہ یہ بت اور بناوٹی معبود اللہ سے ہماری سفارش کریں گے۔ اس لیے انہی کی پوجا پاٹ کرتے ہو۔

یہ صریح دھوکا ہے۔ جس میں وہ آپ بھی پھنسے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی پھنساتے ہیں ؛

اللہ کی قدرت

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
بےشک اللہ نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمین کو
أَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا
اس سے کہ ٹل جائیں اور البتہ اگر وہ ٹل گئے نہ تھامے گا ان کو
مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۚ إِنَّهٗ كَانَ
کوئی اس کے سوا تحقیق وہ ہے
حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۱)
بردبار معاف کر دینے والا

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
تحقیق اللہ آسمان کو اور زمین کو تھام رہا ہے
أَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا
کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو ان کو کوئی نہ
مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۚ إِنَّهٗ كَانَ
تھام سکے گا اس کے سوا وہ ہے
حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۱)
تحمّل والا بخشنے والا

پہلے ارشاد ہوا کہ مشرکوں کے پاس کسی اور کو اللہ کا شریک ٹھہرانے کی کوئی سند نہیں اس کی تائید میں نہ کوئی عقلی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ وہ کسی آسمانی کتاب میں اس کی اجازت دکھا سکتے ہیں۔ اللہ کے سوا غیر کو معبود ٹھہرا کر اس کی پوجا کرنا محض ایک من گھڑت اپج ہے اور محض آپس میں ایک دوسرے کو ورغلاتے رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس کی بنیاد فاسد خیالات پر ہے جو ان میں سے ہر ایک کے دل میں جم گئے ہیں۔ اور ان کی بنا پر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے جتاتا رہتا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں۔ اگر سوچ سمجھ سے کام لیں اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیں تو آسمان اور زمین کا ایک حالت پر قائم رہنا ہی ان کو سمجھا سکتا ہے کہ ان کے سنبھالنے اور تھامنے والا ایک ہی اللہ ہے، جس کی قدرت میں کوئی اور دخل انداز نہیں ہو سکتا۔

اس آیت میں صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ اس عالم کے نظام کو اللہ ہی نے اپنی قدرتِ کاملہ سے قائم کر رکھا ہے۔ سارے آسمان اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین اپنی مقرر جگہ سے اِدھر اُدھر سرک نہیں سکتی۔ اگر وہ انہیں اپنے مقامات پر نہ ٹھہرا رکھے تو سارا انتظام درہم برہم ہو جائے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے آگے دم مارے اور اس کے حکم کے بغیر انہیں اپنی اپنی جگہ سے نہ ہلنے دے۔ یہ اس کا حلم اور بخشش ہے کہ باوجود لوگوں کے غرور اور سرکشی کے آسمان زمین ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یقیناً وہ بردبار اور کریم ہے:

عیسائیوں کا جھوٹا عقیدہ

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ وَ ہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۪ وَ غَرَّہُمۡ فِیۡ دِیۡنِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾

کیا تو نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنہیں ملا کچھ حصہ کتاب کا انہیں اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر ان سے بعضے منہ پھیرتے ہیں۔ اور وہ تغافل کرتے ہیں۔ یہ اس واسطے کہ کہتے ہیں ہمیں ہرگز دوزخ کی آگ نہ لگے گی مگر گنتی کے چند دن۔ اور اپنے دین میں بہکے ہوئے ہیں اپنی بنائی ہوئی باتوں پر۔

(لفظی ترجمہ:) اَ - لَمۡ - تَرَ - اِلَی - الَّذِیۡنَ - اُوۡتُوۡا - نَصِیۡبًا - مِّنَ: کیا نہ دیکھا تو نے وہ جو ملا حصہ سے — الۡکِتٰبِ - یُدۡعَوۡنَ - اِلٰی - کِتٰبِ - اللّٰہِ - لِیَحۡکُمَ: کتاب بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ تاکہ حکم کرے — بَیۡنَہُمۡ - ثُمَّ - یَتَوَلّٰی - فَرِیۡقٌ - مِّنۡہُمۡ - وَ - ہُمۡ: ان میں پھر منہ پھیرتے ہیں بعض ان میں اور وہ — مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِکَ - بِاَنَّہُمۡ - قَالُوۡا - لَنۡ: تغافل کرتے ہیں۔ یہ اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں نہ — تَمَسَّنَا - النَّارُ - اِلَّاۤ - اَیَّامًا - مَّعۡدُوۡدٰتٍ: لگے گی آگ مگر چند دن گنتی کے — وَ - غَرَّہُمۡ - فِیۡ - دِیۡنِہِمۡ - مَّا - کَانُوۡا - یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾: اور بہکے ہیں میں ان کا دین جو تھے بناتے۔

ان آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ان منکروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ قرآن کریم کی طرف آؤ جو خود تمہاری کتابوں کی دی ہوئی بشارتوں کے مطابق آیا ہے اور تمہارے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو ان کے بعض عالم اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی طرف دعوت تورات و انجیل ہی کی طرف دعوت دینا ہے۔

یہ لوگ خود اپنی کتاب کی ہدایات و احکام سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اپنی خواہش نفس کے مطابق ان میں ردّ و بدل کر دیتے ہیں نہ ان کتابوں کی دی ہوئی خوشخبریوں کی پروا کرتے ہیں نہ ان کی پیشگوئیوں کو مانتے ہیں۔

اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ جرائم اور گناہ کی طرف ان کی اسقدر رغبت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی سزا سے بالکل بے خوف ہیں۔ انہوں نے من گھڑت مسئلے بنا رکھے ہیں جن میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ کہ ہمیں اوّل تو سزا ملے گی ہی نہیں اور اگر ملی بھی تو صرف چند دنوں کے لئے ملے گی نصاریٰ نے ان سب سے آگے بڑھ کر کفارہ کا مسئلہ گھڑ لیا تھا جس کے مطابق سب گناہگاروں کی سزا حضرت عیسیٰؑ بھگت چکے ہیں۔

کم ہمتی

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ
اور قسمیں کھاتے تھے اللہ کی بہت زور کی قسمیں البتہ اگر
جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى
آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا ضرور ہوں گے وہ زیادہ ہدایت پانے والے
مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ج
ہر ایک امت سے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ
اور اللہ کی قسمیں کھاتے تھے تاکید کی قسمیں کہ اگر
جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى
ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو ہر ایک امت
مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ج
سے بہتر راہ چلیں گے

عرب کے اندر یہود اور نصاریٰ باہر سے آکر آباد ہو گئے تھے اور اپنے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے بہت دانا اور مہذّب لوگ سمجھے جاتے تھے۔ عرب پہلے نبیوں کے قصّے ان سے سنتے اور ان کے کارناموں سے متاثّر ہوتے۔ عام طور پر عرب اپنے آپ کو ان سے کم مرتبہ سمجھتے تھے اور آرزو کرتے تھے کہ کاش ہم میں بھی کوئی نبی آتا تو ہم اُس کی قیادت میں بڑے بڑے کام کر کے دکھاتے۔ جب کبھی یہودیوں اور عیسائیوں نے انہیں عار دلائی کہ تمہارے پاس نہ کوئی کتاب اور نہ کوئی رسول۔ تم تو یونہی بے سرے لوگ ہو وہیں ان کی رگ حمیّت جوش میں آئی۔

کچھ لوگوں سے وہ یہ بھی سنتے کہ پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں کی قدر نہ کی اور ان کا کہنا پوری توجّہ سے کبھی نہ سنا، بلکہ اکثر ان کے ستانے کے درپے ہوتے۔ عرب یہ باتیں سُن کر بڑے زور سے قسمیں کھا کھا کر کہتے کہ اگر ہمارے اندر کوئی نبی آیا ہم ان ساری امّتوں سے بڑھ کر جواب اپنے اہل کتاب ہونے کی بدولت ہم پر فخر جتاتی ہیں اپنے رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر دکھائیں گے اور ان سے زیادہ مہذّب اور شائستہ ہو کر بتائیں گے۔

افسوس ہے کہ ہم میں اب تک کوئی ایسا نبی نہیں آیا۔ جو ہمیں نیک عمل کرنے سکھاتا اور بُرے کاموں کے انجام سے ڈراتا۔ ہماری غیرت ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ ہم دوسری قوموں کے نبیوں کے اطاعت گذار ہو کر رہیں۔ عربوں کے اندر خودداری کا جذبہ بہت زور سے موجود تھا۔ انہیں اپنے سوا دوسرے لوگوں کی اطاعت ذرّہ بھر پسند نہ تھی۔ باہر والوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ خود آپس میں ہی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتے تھے۔ اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے اپنی فوقیت جتانے کے لیے لڑتا تھا اور غلبہ پر فتح پا کر شیخیاں بھگارتا تھا۔

بُری عادت رنگ لائی

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

پس جب آیا ان کے پاس ڈرانے والا نہ بڑھایا انہوں نے

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ

مگر دور بھاگنا بڑا بننا زمین میں

وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ

اور داؤ کرنا بُرے سے بُرے

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آیا تو ان کا بدکنا

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ

اور بڑھ گیا غرور کرنا ملک میں اور

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ

داؤ کرنا بُرے کام کا

وَمَكْرَ السَّيِّئِ : بُری چالیں چلنا۔ اس میں موصوف کو صفت کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے۔ السَّيِّئ مکر کی صفت ہے یعنی بُری چال۔

شروع ہی سے عرب باہر والوں کی اطاعت سے دُور بھاگتے تھے اور اپنے ملک میں اپنی آزادی قائم رکھنے پر بہت زور سے تُلے ہوئے تھے۔ جب باہر والوں میں سے کسی نے ان پر چڑھائی نہ کی جس کی وجہ کچھ تو ان کے ملک کا اور ملکوں سے الگ ہونا تھا۔ اور کچھ ضروریاتِ زندگی کی کم یابی تھی۔ تو عربوں نے آپس میں ہی لڑنا اور ایک دوسرے کو دبانا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ آپس کی ناچاقی اتنی بڑھی کہ ہر ایک اپنے اپنے قبیلے بنا کر بیٹھ گیا۔ اور ایک دوسرے کو دبانے کی لت پڑ گئی۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ میں ہی سب سے بڑھ چڑھ کر رہوں۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ کچھ خوش حال تھے اور کچھ فاقہ مست اس سے اور بھی باہم بیگانگی بڑھی اور لوٹ مار باقاعدہ شروع ہو گئی۔ کوئی شخص یا قبیلہ اپنے حریف کے دبانے میں کسی طرح کی کسر نہ چھوڑتا بھیڑیوں کی طرح اپنے شکار کی تاک میں رہتے اور جب داؤ چل جاتا تو اس کے ملیامیٹ کرنے میں بُرے سے بُرے طریقے سے بھی نہ چوکتے۔ یہ بڑا بننے کی ہوس اور اپنے مقابل کے دبانے میں داؤ گھات کی مشق اپنا رنگ لائی جب ان میں سب سے بڑے اور خاتم رسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے ساتھ بھی انہوں نے اپنا حریف سمجھ کر وہی سلوک اختیار کیا جس کی انہیں عادت پڑ چکی تھی اور وہ اپنے قول و قرار جو پختہ قسمیں کھا کھا کے کیے تھے کہ ہم میں کوئی رسول پیدا ہو تو ہم اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سب قوموں سے زیادہ کر کے دکھائیں گے سب بھول بھال گئے بلکہ مقابل کے دبانے کی بُری عادت اور بھی زور کے ساتھ ظاہر ہوئی اور بجائے مطیع اور فرمانبردار ہونے کے اپنے رسول کے دشمن ہو گئے۔

بُری عادت کا اثر

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ
اور نہیں گھیرتا داؤ بُرا مگر اپنے ہی لوگوں کو
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ
پس کیا انتظار کرتے ہیں اسی دستور کا پہلوں کے

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ
اور برائی کا داؤ انہی داؤ والوں پر الٹے گا
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ
پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں پہلوں کے دستور کی

یَحِیْقُ: (احاطہ کرتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے ح۔ی۔ق سے۔ حَیْقٌ کے معنی گھیر لینا۔ احاطہ کر لینا۔ لپیٹ میں لے لینا۔

پہلے ارشاد ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کو خود سب سے بڑا بن کر رہنے کی دھت پڑ گئی ہے اور اپنے مخالف کے ملیا میٹ کرنے میں برُے برُے داؤ گھات تک سے بھی نہیں چوکتے جو ان کی سی نہ کہے۔ اس کی دشمنی پر فوراً کمر کس لیتے ہیں اور ہر طرح اسے نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ جو لوگ برُے داؤ گھات کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے یہ داؤ گھات انہی پر اُلٹ پڑتے ہیں جو دوسروں کو ناحق ستاتا ہے۔ وہ انجام کار آپ ہی تباہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ تھوڑے دن کچھ عارضی فائدہ اٹھالے اور دل میں خوش ہولے کہ دیکھا دشمن کو میں نے کیسا چت کیا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی حق میں کانٹے بو رہا ہے آگے چل کر کبھی نہ کبھی اس کی بُری گت بنے گی۔ یاد رکھو کہ ظلم کرنے والا خود تباہ ہوگا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کے ساتھ اس کے ظلم کو جھیلا تھا۔ اس پر غالب آئیں گے۔

یہ وہ فطری قانون ہے جس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ لیکن یہ اپنا کام برابر جاری رکھتا ہے۔ اسی کو قانون مجازات کہتے ہیں جس کے لیے ہمارے ہاں یہ کہاوت رائج ہے کہ جو کرے گا سو بھرے گا۔ ظالم کی کامیابی عارضی ہوتی ہے۔ اور آخرکار اس کے ظلم کا وبال اوّل تو دُنیا ہی میں ورنہ آخرت میں تو اس پر پڑ کر رہتا ہے۔

مکّہ کے کافروں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کو بے جا ستا کر تم اپنی تباہی کا بیج بو رہے ہو۔ تم نے پہلے لوگوں کا حال نہیں سنا۔ ذرا تاریخ عالم پر نظر ڈالو۔ جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ ان میں سے کون ہے جسے اس کی برائی کا پھل نہیں ملا کیا تم بھی یہی راہ دیکھ رہے ہو کہ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہو۔ سو یاد رکھو کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا۔

قانون فطرت اٹل ہے

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ

پس ہرگز نہ پائے گا تو اللہ کے دستور میں ادل بدل

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (۴۳)

اور ہرگز نہ پائے گا تو اللہ کے قانون میں ٹل جانا

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ

سو تو اللہ کا دستور بدلتا نہ پائے گا

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (۴۳)

اور تو اللہ کا دستور ٹلتا نہ پائے گا

اس آیت میں صاف اور قطعی اعلان ہے کہ خالق کائنات اللہ عزوجل نے جو قانون اور قاعدے عالم کے انتظام کے لیے مقرر فرما دیئے ہیں۔ ان میں تغیرّ وتبدّل ہرگز نہ ہوگا۔ ہر کام اسی طریقہ سے ہوتا رہے گا جو اس نے جاری فرما دیا ہے۔ منجملہ ان قوانین کے قانون مجازات بھی ہے جس کا دوسرا نام مکافاتِ عمل ہے یعنی انسان کو ہر کام کا جو وہ اپنے ارادہ سے کرے گا۔ بدلہ ملے گا۔ اگر وہ کام اچھا ہے تو اس کا بدلہ بھی اچھا ہوگا اور اگر بُرا ہے تو بدلہ بھی برا ہوگا

اس قانون کو انسان اپنی عقل اور تجربہ سے اور پچھلے لوگوں کے حالات سُنکر معلوم کر سکتا ہے۔ اسی قانون کو سمجھانے کے لیے قرآن مجید میں پہلے لوگوں کے اعمال اور ان کے نتیجوں کی طرف جا بجا توجہ دلائی ہے اور کہا ہے۔ کہ انسان کو عارضی کامیابی سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ اس نے کیا یا کر رہا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ ایک کام کا فوری نتیجہ تسلی بخش ہو۔ لیکن انجام کار وہ اس کے لیے تباہی کا باعث ہو اسے چاہیئے کہ قرآن مجید کو خود سے پڑھے اور ان کاموں کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا لے۔ جن کے کرنے والوں کو پہلے زمانہ میں تباہ کن سزائیں میں لازم ہے کہ انہیں قطعاً چھوڑ دے۔

نیز ان کاموں کو بھی اچھی طرح سمجھ لے۔ جن کے کرنے والے آفتوں سے محفوظ رہے اور انہیں اختیار کرے۔ بُرے کاموں کی سزا میں اگر دیر لگے یہاں تک کہ دُنیا میں اس کے ملنے کا موقع نہ آئے۔ تو بھی قانون مجازات اپنا کام کرے گا۔ اور اس زندگی میں اگر سزا سے بچ گیا۔ تو مرنے کے بعد دوسری زندگی میں جسے آخرت کی زندگی کہتے ہیں وہ کیفر کردار کو پہنچ کر رہے گا۔

اس لیے انسان کے لیے آفتوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔ سوا اس کے کہ قرآن مجید کی ہدایات پر دل وجان سے عمل کرے۔

دیکھ کر سبق سیکھو

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں کہ دیکھ لیں

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے

وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

اور تھے وہ سخت تر ان سے قوت میں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

کیا زمین میں پھرے نہیں کہ ان کا انجام دیکھ لیں کہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کیسا ہوا کہ جو ان سے پہلے تھے

وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

اور ان سے زور میں بہت سخت تھے

پچھلی آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ عزوجل نے جس طرح ساری کائنات کے لیے قاعدے اور قانون مقرر کر دیئے ہیں اسی طرح انسان کے لیے بھی قاعدے اور قانون مقرر ہیں جن میں نہ کوئی تغیر و تبدّل ہوسکتا ہے اور نہ وہ ایک سے ٹل کر اس کے بدلے دوسرے پر عاید ہوسکتے ہیں۔ اس لیے یقین کرو۔ کہ جیسے پہلوں کو قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی کی سزائیں ملیں اسی طرح تمہیں بھی ملیں گی۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ قانونِ مجازات کو سمجھ لو۔ اس قانون کے جاری کیے جانے کی نشانیاں پچھلے لوگوں کی تاریخ میں اور زمین پر ان کے باقی ماندہ آثار میں نمایاں طور پر ظاہر ہیں۔

اس آیت میں اللہ کے قانون کے توڑنے والوں سے پوچھا جا رہا ہے۔ کہ کیا تم دوسرے ملکوں کے اندر سیر و سیاحت یا سفر کرتے ہوئے مختلف مقامات میں سے نہیں گذرے۔ بے شک ضرور گذرے ہو تمہاری نظر کے سامنے سے پہلے لوگوں کی بستیوں کے کھنڈر اور نشانات بھی ضرور گذرے ہیں۔ تم نے سوچا تو ہوتا کہ یہ لوگ جو یہاں بستے تھے۔ کہاں گئے اور انہوں نے اپنی زندگی میں کیا کیا کام کیے اور پھر ان کاموں کا انجام کیا ہوا۔

ان کے حالات سُنکر تمہیں معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ یہ لوگ بڑی عزت اور قوّت رکھتے تھے اور تم سے زیادہ مضبوط، توانا اور صاحب جاہ و ثروت تھے انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ان کی نصیحت کو کوئی وقعت نہ دی۔ آخر کیفر کردار کو پہنچے۔ نعوذ باللہ!

گرفت سے بچنا ناممکن ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ
اور نہیں ہے اللہ کہ تھکا دے اُسے کوئی شے
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ
آسمانوں میں اور نہ زمین میں حقیقت یہ ہے
كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾
کہ وہ ہے بڑے علم والا بڑی قدرت والا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ
اور اللہ وہ نہیں جسے کوئی چیز آسمانوں میں
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ
اور زمین میں تھکا سکے وہی ہے سب
كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾
کچھ جاننے والا اور کرنے والا

پہلے ارشاد ہوا کہ جب تم سے پہلے عاد اور ثمود جیسے طاقتور اور ہٹے کٹے لوگ اللہ عزوجل کی گرفت سے نہ بچ سکے تو ان لوگوں کی تو جو تجھے جھٹلا رہے ہیں ہستی ہی کیا ہے جو اپنی شرارتوں کے برے نتیجوں سے بچ سکیں۔ ابھی اس کریم اور رحیم اللہ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے ان کو چاہیئے کہ اب بھی سنبھل جائیں اور اللہ اور اس کے رسول کی پوری پوری اطاعت کریں ورنہ جو ان سے پہلے نافرمانوں کا حال ہوا وہی ان کا بھی ہوگا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ انہیں کان کھول کر سن لینا اور اچھی طرح سُن لینا چاہیئے کہ کوئی چیز نہ آسمانوں میں ایسی ہے اور نہ زمین میں جو اللہ کو عاجز کردے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اگر وہ نافرمانوں کو سزا دینا چاہے تو انہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں مل سکتی۔ کوئی مخلوق کیسی ہی طاقتور ہو۔ آسمان سے تعلق رکھتی ہو یا زمین میں موجود ہو۔ انہیں اللہ عزوجل کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتی۔ اللہ عزوجل نے خود سب کو بنایا ہے۔ اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے۔ اُسے ہر ایک کی طاقت کا علم ہے اور یہ علم تخمینی یا اٹکل پچو نہیں بلکہ یقینی اور تحقیقی ہے۔ وہ ہر ایک چیز کی تہہ تک سے واقف ہے اس سے کسی کا حال چھپا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کسی سے عاجز ہو تو کیوں ہو۔ عاجز تو وہ ہوتا ہے جسے اپنے مخالف کی قوت کا اچھی طرح علم نہ ہو اور اپنے وہم و گمان میں اسے بڑا زبردست اور طاقتور سمجھتا ہو۔ مگر جسے یقین ہو کہ میرے مقابلہ میں میرے مخالف کے پاس کچھ نہیں رکھا وہ اس سے کیوں دبنے لگا۔

اللہ عزوجل کی قدرت سب پر حاوی ہے اور سب اس کے سامنے عاجز ہیں۔ اس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا اتنا سمجھ لینے کے بعد کون ہے جو اللہ عزوجل کا فرمانبردار نہ بنے گا۔

بے بہا نصیحت

مذکورہ بالا آیات کو اگر کوئی اچھی طرح سمجھ لے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ اللہ عزوجل کا دل وجان سے مطیع و فرمانبردار نہ ہوجائے۔ ان میں انسان کے سامنے دُنیا کی اور خود اس کی اپنی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ دُنیا میں بہت سے انسان آئے اور چلے گئے بہت سی قومیں ابھریں اور لپست ہوئیں۔ ان میں بہت سے تو ایسے تھے جو اپنے زور کے آگے کسی کو کچھ نہ سمجھتے تھے۔ ان کی غفلت کی انتہا یہ تھی کہ ان میں سے بعض تو خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے تھے اور کمزوروں سے اپنی پوجا تک کراتے تھے۔ انسان کو سمجھایا جارہا ہے کہ آخر وہ لوگ قانونِ الٰہی کی گرفت میں آکر ذلیل وخوار ہوئے اور دُنیا سے تباہ کرکے نکال دیئے گئے۔

آج کل کے انسان انہی کی جگہ دُنیا میں آباد ہیں۔ انہیں ان کے حالات سُنکر ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ انہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ یہ سب چیزیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ انسان بھی اسی کی بنائی ہوئی ایک مخلوق ہے۔ اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ جو کچھ وہ دیکھتا سنتا ہے۔ اس سے اللہ عزّوجلّ کے علم، قدرت اور حکمت کا اندازہ لگائے۔ اور اس کی اطاعت میں مشغول ہوجائے۔ اگر اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اس کی سزا پائے گا۔ اللہ کا انکار کرنے والے بجز اس کے کہ اللہ کے قہر وغضب کے مستحق ہوں کچھ اور نہیں پاسکتے اور نہ کچھ اللہ کا بگاڑ سکتے ہیں۔

وہ اس بات پر مغرور نہ ہوں کہ وہ اللہ کو نہ مان کر بھی دُنیا میں بڑی شان وشوکت سے بسر کر رہے ہیں اگر انہیں باوجود اللہ کے انکار کے ہر چیز ملتی چلی جارہی ہے۔ تو یہ محض ایک عارضی بات ہے۔ انجام کار انہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ اللہ کو نہ مان کر سخت نقصان میں رہے۔ اگر دُنیا میں بچ گئے تو کیا مرنے کے بعد پکڑے نہ جائیں گے اس وقت ان کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ دولت۔ نہ کوئی مددگار ہوگا نہ حمایتی۔ اللہ عزوجل کے حضور میں بے کس و بے بس کھڑے ہوں گے اور اپنی غلطی پر نادم وپشیمان ہوں گے۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ اللہ کے رسولوں نے سچ کہا تھا کہ دُنیا میں اللہ کی نافرمانی کروگے۔ تو آخرت میں سوا حسرت اور افسوس کے کچھ پلّے نہ پڑے گا۔ اس لیے تمام انسانوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ ابھی اس کا وقت ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے وعدہ پر یقین کرو۔ وہ فرمانبرداروں کو اپنے انعام واکرام سے مالا مال کرے گا اور نافرمانوں کو سخت سزا دے گا۔ بجز ایمان واطاعت کے نجات کی اور کوئی سبیل نہیں۔ اللہ ایمان کی توفیق دے۔ آمین۔

دُنیا میں مہلت

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ
اور اگر گرفت کرے اللہ لوگوں کی اس پر جو کمایا انہوں نے نہ چھوڑے
عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ
زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا مگر مہلت دیتا ہے انہیں اللہ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
ایک وقت مقرر تک بس جب آئے گا ان کا وقت
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
پس تحقیق اللہ ہے اپنے بندوں کا پرکھنے والا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ
اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی کمائی پر پکڑے۔ تو
عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ
زمین پر ایک متنفس بھی نہ چھوڑے پر ان کو ایک مقرر
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
میعاد تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان کی میعاد آجائے گی
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۵
تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اس کے سب بندے

اللہ کے رسولوں نے انسان کو وہ راستہ جو اللہ نے اس کے چلنے کے لیے مقرر کیا ہے صاف صاف بتا دیا اور نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نشانات اور اس کی علامتیں بالکل اُجاگر کر دیں اور قرآن مجید نے اس طرز عمل کو جو انسان کے لیے شایان شان ہے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیا لیکن انسانوں کی اکثریت ابھی تک اسی خواب غفلت میں گرفتار ہے جس میں پہلے تھی۔ ہزار سمجھاؤ اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ وہی اللے تللے جو پہلے تھے سو اب بھی ہیں، جو اکڑفوں ابتدا میں تھی انتہا تک باقی رہتی معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ سرکشی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

ارشاد ہے کہ لوگوں کا چال چلن باوجود سمجھانے کے درست ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اگر اللہ ان کی ہر ایک بات کی فوراً گرفت کرنے لگے تو یہ اپنے کردار کے باعث فوراً ہی تباہ ہو جائیں اور ان کی شامت اعمال سے کوئی جاندار دُنیا میں نہ بچے لیکن یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ایک مقرر وقت تک انسان کو مہلت دے رکھی ہے تاکہ جسے سنبھلنا ہو سنبھل جائے۔ اس لیے جب تک وہ وقت مقرر نہ آئے اس وقت تک بھلوں کے طفیل بُروں کو بھی مہلت ملتی رہے گی۔

لیکن یاد رکھو کہ آخر وہ مقرر گھڑی آکر رہے گی اور جب آجائے گی تو کسی کی کچھ نہ چلے گی۔ فیصلہ اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ ہر آدمی اس کی نگاہ میں ہے۔ اور وہ اس کو اس کے کیے کا بدلہ دے گا:

سورۂ فاطر پر ایک نظر

اس سورت میں سراسر حقیقت کا اظہار ہے جس کا ہر ایماندار کو اعتراف کرنا چاہیے۔ ارشاد ہے کہ خوبی اور اچھائی سب کی سب اللہ کے لیے ہے جس نے اپنی قدرت سے آسمان اور زمین بغیر کسی نمونے کے بنا ڈالے۔ فرشتوں کو اپنا پیغام رساں مقرر کیا جو اس کے احکام اس کی درگاہ سے اس کی مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے جبریل علیہ السلام اس خدمت کے لیے منتخب ہوئے کہ وہ انسانوں کے لیے انبیاء کی طرف وحی لے کر آئے۔ فرشتوں کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں جن کے ذریعے وہ دور دراز کے فاصلے طے کر کے ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ اپنی قدرت سے اپنی مخلوق میں جو چیز چاہے بڑھا سکتا ہے۔ یہ نظام اس نے اپنی حکمت اور اپنے علم کی بنا پر قائم کیا ہے۔ وہ مخلوق کا محتاج نہیں۔ وہ اپنی قدرت سے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی رحمت سے کسی کو کچھ دینا چاہے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور اگر کچھ روک لینا چاہے تو اس کے سوا کوئی اسے دے نہیں سکتا۔ وہ زبردست ہے اور ہر بات کی مصلحت سے واقف ہے۔ انسان کو اس کی نعمتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ پھر تم بھٹکتے کیوں ہو۔ اکثر انسان رسولوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کا فیصلہ ایک دن اللہ کے ہاں ہوگا۔ دُنیا کی زندگی سے دھوکا مت کھاؤ اور شیطان کے بہکاوے میں مت آؤ۔ وہ تمہارا دشمن ہے۔ اس بات کا یقین رکھو کہ وہ اپنے ماننے والوں کو دوزخ کے لیے تیار کر رہا ہے۔ کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور ایمان دار نیکوکار بڑا اجر پائیں گے۔ اللہ عزوجل کو اس کی نشانیاں دیکھ کر پہچانو۔ اچھی باتوں کے ساتھ اچھے عمل بھی کرو۔ بُرے آدمیوں کی دنیا میں چالاکی اور ہوشیاری آخرکار ان کی تباہی کا باعث ہوگی۔ اس کے بعد اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا ذکر ہے جس سے انسان اسے پہچان سکتا ہے۔

دوسرے کی طرف جھکنا بے کار ہے۔ انسان کی اپنی پیدائش پھر اس کی پرورش کا انتظام سب ایک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لیے انسان سراسر اسی کا محتاج ہے اس نے قرآن مجید میں ساری پہلی کتابوں کا خلاصہ درج کر دیا ہے اور امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نگہبان اور مبلغ مقرر کیا ہے اس امت میں سبھی قسم کے لوگ موجود ہیں۔ لیکن جن کا ایمان سلامت ہے وہ نجات پا کر جنت میں جائیں گے اور کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہو گا جہاں وہ پچھتائیں گے لیکن اس وقت کا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔ انسان کے لیے دنیا ہی میں آخرت کے لیے ذخیرہ کرنے کا موقع ہے اس کے بعد کوئی موقع نہیں اللہ نے جو قاعدے مقرر کر دیئے وہ بدل نہیں سکتے۔ اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ وہ چاہے تو نافرمانوں کو فوراً تباہ کر دے لیکن اس نے مہلت دے رکھی ہے۔ تاکہ جسے سنبھلنا ہو وہ سنبھل جائے۔

سُورۃ یٰسٓ

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی چھتیسویں سورت ہے۔ اور اس کے پانچ رکوع ہیں۔ یہ قیام مکہ کے دوران کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی۔ اس کا نام دو حرف یا اور سین سے مل کر بنا ہے جن سے یہ شروع ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ سورت قرآن کا دل ہے اور اس کے پڑھنے سے مشکل آسان ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہدایت ہے کہ اسے مرنے والے کے سامنے پڑھو تاکہ اسے جان کنی کی تکلیف سے نجات ہو۔

اس متبرک سورت میں رسالت کو برحق کہا گیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ منکروں کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا لیکن دُنیا کی ساخت ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ ان میں سے کچھ لوگ آپ کا رسول ہونا تسلیم کریں گے، اور کچھ آپ کی رسالت کے قائل نہ ہوں گے بلکہ اُلٹے مخالف ہوجائیں گے۔ ماننے والے سعادت مند ہیں۔ انہیں مرنے کے بعد بڑی راحت اور آسایش نصیب ہوگی۔ اور نہ ماننے والے کسی طرح نہ مانیں گے اور مرنے کے بعد دُکھ درد میں مُبتلا ہوں گے ایمان لانے والوں اور انکار کرنے والوں کا رویّہ ایک خاص مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ رسولوں کے انکار کرنے والوں پر افسوس کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بے باکانہ رویّہ سے آخرت کا سخت عذاب مول لے رہے ہیں۔ رسالت کی اہمیّت جتلانے کے بعد اللہ کی توحید اور اس کی معرفت پر توجّہ دلائی گئی ہے۔ عالم میں اس کی قدرت کی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور وہ سب دنیا کے بنانے والے اور اس کے پالنے والے کا پتہ بتا رہی ہیں۔

اس کے بعد قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور آخرت میں ایمان لانے والوں کے انعام و اکرام کا اور انکار کرنے والوں کی سزا کا بیان کیا گیا ہے۔ پھر قرآن حکیم کی اہمیّت بتائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ کوئی شاعرانہ خیالی اور فرضی باتوں کی کتاب نہیں ہے اس میں ہر چیز اور ہر بات کی اصل حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

پھر سمجھایا گیا ہے۔ کہ انسان کا اللہ عزوجل کی طرف سے منہ موڑنا ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اللہ کی قدرت کا صحیح اندازہ کرکے اس کی بندگی کرے اور خوب سمجھ لے کہ مر کر دوبارہ جینا ہر انسان کے لیے ضروری ہے اللہ کے نزدیک نیست و نابود ہوجانے کے بعد کسی کا دوبارہ بنا دینا کچھ مشکل نہیں۔ دُنیا کی ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی۔ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے۔ وہ چیز اس کا حکم دیتے ہی موجود ہوجاتی ہے۔ وہ ہر برائی، عیب، کمزوری اور بیچارگی سے پاک ہے تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ؛؛

سورۃ یٰسٓ مکیۃ — آیاتہا ۸۳ رکوعاتہا ۵

قرآن برحق ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ
یا سین قسم اس قرآن حکمت والے کی تحقیق تو البتہ
الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ④
پیغمبروں میں سے ہے اوپر راہ سیدھی کے

يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ
یٰسٓ قسم ہے اس پکے قرآن کی تحقیق تو بھیجے
الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ④
ہوؤں میں سے ہے سیدھے راستہ پر

یٰسٓ: حروف مقطعات میں سے ہیں جن کے معنی صاف طور پر معلوم نہیں۔ بہت سی سورتوں کے پہلے یہ حروف مقطعات آئے ہیں جیسے الٓمٓ وغیرہ وہاں ان کی تحقیق دیکھ لی جائے۔ حَکِیْم: پختہ۔ مستحکم۔ یہ لفظ پہلے آچکا ہے۔ یہاں اس کے معنی سوچی سمجھی، مضبوط اور پختہ باتیں بنانے والے کے ہیں۔ قرآن مجید جو بات بتاتا ہے وہ پکی اور پختہ ہوتی ہے۔

ارشاد ہے کہ اس قرآن کی طرف توجہ کرو۔ اس کی ہر بات بالکل سچی اور صاف ہے اور سراسر حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ کوئی اٹکل پچو باتوں کا مجموعہ نہیں ہے جس کی بنا وہم وگمان پر ہو۔ اس کی باتوں میں شک وشبہ کی گنجایش نہیں۔ اس کے بعد کی آیت میں خطاب اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن سنانا سب سمجھ داروں کو مقصود ہے۔ کہ کیا قرآن مجید پڑھ کر اور سن کر اس میں کوئی شک کرسکتا ہے؟ کہ اس کے سنانے والے واقعی اللہ کے رسول ہیں جنہوں نے نہ کسی مدرسہ کی شکل دیکھی نہ کسی مکتب میں پڑھا۔

ظاہر ہے کہ وہ خود ایسا کلام نہیں بنا سکتے۔ جس کے برابر کا کلام بنانے سے بڑے بڑے ہوشیار پڑھے لکھے عاجز ہوگئے پس اے عقل کا نام لینے والے انسانو! یقین کرو۔ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان رسولوں میں سے ایک اور آخری رسول ہیں۔ جو اللہ عزوجل کی طرف سے ہدایت کا پیغام انسان کے پاس لے کر آئے۔ یقیناً وہ اس راستہ پر چل رہے ہیں جو انسان کو اصلی کامیابی اور منزل مقصود تک سیدھا پہنچاتا ہے۔ اس راستہ پر چلنے والا کبھی ادھر ادھر بھٹکتا نہیں پھرتا۔ جسے یہ ہاتھ آجائے۔ وہ اپنے رہنما یعنی ہمارے اس رسول پر نگاہ جمائے۔ ان کے پیچھے چلا جائے۔ وہ ٹھیک منزل پر پہنچ کر رہے گا۔

نوٹ: قرآن میں جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے اس سے مقصود اس چیز کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر غور کرنے سے بعد کی بات صاف سمجھ میں آجاتی ہے۔

قرآن کس نے اتارا؟

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑤ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
نازل کیا زبردست رحم والے نے تاکہ ڈراوے تُو ایسی قوم کو کہ
مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥
نہیں ڈرائے گئے ان کے آباؤاجداد پس وہ غفلت میں پڑے ہیں

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑤ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
اتارا زبردست رحم والے نے تاکہ تُو ایک قوم کو ڈرائے کہ ان کے
مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥
باپ دادا نے ڈر نہیں سنا سو انہیں خبر نہیں

ارشاد ہے کہ یہ قرآن مضبوط اور مستحکم باتوں والا کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ اوّل تو انسان کسی بات کو اس قدر فیصلہ کن انداز میں بیان نہیں کر سکتا جو قرآن مجید میں نمایاں ہے۔ کیونکہ انسان کا علم صرف اپنے خیال اور گمان پر موقوف ہے۔ وہ کسی بات کو یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ جب تک اس پر اللہ کی طرف سے وحی نہ آئے۔ پھر انسان میں اتنی لیاقت ہے ہی نہیں جو ایسی عبارت بنا سکے۔ اور پھر وہ شخص جس کی تعلیم و تربیت باقاعدہ نہ ہوئی ہو۔ ایسی مسلسل تحریر پیش ہی نہیں کر سکتا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری آنکھوں کے سامنے پرورش پائی ہے تم بچپن سے ان کے حالات دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ پھر جو وہ ایسا حکمت سے بھرا ہوا کلام جسے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے۔ ہر موقع کے مطابق تمہیں سنا رہے ہیں۔ تو یہ ان کا اپنا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔ تمام حالات پر غور کر کے قرآن جیسے با اثر کلام کو سن کر مجبوراً ماننا پڑے گا۔ کہ یہ اللہ عزّ وجل نے وحی کے ذریعے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سکھایا ہے۔ اس کی شان و شوکت سے ظاہر ہے۔ کہ اس کا بھیجنے والا بڑی قوّت والا ہے اور اتنا زبردست ہے کہ اس کے آگے کوئی بڑائی اور زور کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کلام کے زور سے ظاہر ہے کہ اس کا سکھانے والا نافرمانوں کو پوری پوری سزا دینے کی طاقت رکھتا ہے اور جہاں لطف و کرم کا اظہار ہے۔ وہاں دریائے رحمت ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو اپنی نوازش سے مالا مال کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ یہ کلام اللہ نے تیری طرف اس لیے اتارا ہے کہ تو اس قوم کو برے اعمال کے نتیجوں سے خبردار کر دے جن کے پاس مدّت سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور جن کے باپ دادا تک نے بھی کبھی ایسی باتیں نہیں سنیں۔ اس لیے وہ خواب غفلت میں گرفتار ہیں اور اب انہیں اس خواب غفلت سے جگانا ہے۔

بدنصیب لوگ

لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤى اَكۡثَرِهِمۡ
البتہ تحقیق پختہ ہو چکی ہے بات ان میں سے اکثر پر
فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (۷) اِنَّا جَعَلۡنَا
پس وہ ایمان نہ لائیں گے تحقیق ہم نے کر دیے
فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِىَ اِلَى الۡاَذۡقَانِ
ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں
فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ (۸)
پس وہ سر اونچا کیے ہوئے ہیں

لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤى اَكۡثَرِهِمۡ
ثابت ہو چکی ہے بات ان میں سے بہتوں پر
فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (۷) اِنَّا جَعَلۡنَا
سو وہ نہ مانیں گے ہم نے ان کی گردنوں
فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِىَ اِلَى الۡاَذۡقَانِ
میں طوق ڈال دیے ہیں سو وہ ٹھوڑیوں تک ہیں پھر
فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ (۸)
ان کے سر الل رہے ہیں

مُقۡمَحُوۡنَ: سر اوپر کی طرف اٹھائے جو آگے نہیں جھک سکتا۔ مُقۡمَحٌ کی جمع ہے۔ جو اِقۡمَاحٌ سے بنا ہے۔ اس کا مادہ ق۔م۔ح ہے قَمۡحٌ کے معنی سر اونچا اٹھانے کے ہیں۔ اِقۡمَاحٌ گردن میں اتنا سخت طوق ڈال لینا کہ جس سے سر اوپر کا اوپر رہ جائے آگے نہ جھک سکے اس کو سر اُلَلنا کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض ایسے سخت دل ہوں گے کہ قرآن کی آیتوں کی طرف بالکل توجّہ نہ کریں گے۔ دنیا کی چہل پہل نے ان کا دل اس قدر موہ لیا ہو گا کہ وہ تیری سنیں گے ہی نہیں۔ ایمان لانا کیسا۔ مال و دولت کی چاہ اور باپ دادا کی رسموں کی پیروی میں اس قدر پھنسے ہوں گے کہ حق کی آواز کی طرف کان بھی نہ جھکائیں گے۔ ان کی شامتِ اعمال نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہو گا۔ جب ان کی بے پروائی اس حد تک بڑھی ہوئی ہو گی۔ تو وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے اٹل قانون کی گرفت میں آجائیں گے اور ہم ان کے اختیار کردہ رسم و رواج کو طوق کی طرح ان کی گردنوں میں پھنسا دیں گے اور وہ اتنا چُست ہو گا کہ ان کی گردن آگے کو جھکنے نہ پائے گی۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی لت ان کے سر کو جھکنے نہ دے گی۔ الٹی چھیرے کی طرح کودتے اچھلتے پھریں گے۔ یہ سخت طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچا ہو گا جس کی وجہ سے سر جھکانا ان کے لیے ممکن نہ ہو گا۔ ان آیتوں میں ان لوگوں کے رویّہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے جن کی غفلت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کو کوئی لاکھ سمجھائے وہ ایک نہیں سنتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی ہے۔ ان کا دل اسی کی طرف جھکتا ہے اور وہ اس حقیقت کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ دنیا چند روزہ ہے یہاں سے آگے پیچھے سب کو جانا ہے اس لیے ان لوگوں کی بات سننا چاہیے جو آگے کی زندگی کی خبر دیتے ہیں۔

ایمان سے محروم

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ

اور کر دی ہم نے ان کے سامنے آڑ اور ان کے پیچھے

سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾

ایک آڑ پھر ڈھانک دیا ہم نے انہیں پس وہ نہیں دیکھتے

وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

اور برابر ہے ان کے لیے خواہ ڈرائے تو انہیں یا نہ

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾

ڈرائے تو انہیں وہ ایمان نہ لائیں گے

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ

اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے دیوار

سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾

پھر اوپر سے ڈھانپ دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا

وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

اور برابر ہے کہ تو ان کو ڈرائے یا نہ

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾

ڈرائے وہ یقین نہیں کریں گے

رسولوں کا اور ان کے قدم بہ قدم چلنے والوں کا کام واقعی کٹھن ہے۔ قدرت نے ان کے ذمے ادھر تو یہ کام سپرد کیا کہ تمام لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے انجام سے خبردار کر دو۔ انہیں کھول کھول کر سمجھا دو۔ کہ دیکھو یہ کام تمہارے لیے بُرے ہیں ان کے قریب بھی نہ بھٹکنا۔ اور یہ کام اچھے ہیں ان کو خوشی خوشی اختیار کرنا۔ ادھر دنیا بنی ہی ایسی ہے کہ بعض لوگ ایسے سخت دل بھی اس میں موجود رہتے ہیں جو اپنی خواہشوں ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اچھے اور بُرے کاموں میں بالکل تمیز نہیں کرتے اور جو انہیں بُرے کاموں سے روکے۔ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کی مخالفت کی پروا نہ کرو اور اپنا کام کیے جاؤ۔ ان لوگوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہم نے ان کے آگے پیچھے دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ اور اوپر سے ان کی شامت اعمال کی نحوست سے ان پر ہم نے غفلت کا پردہ ڈال دیا ہے۔ اب انہیں کسی طرف سے کچھ نظر نہیں آتا۔ ان کے لیے برابر ہے کہ تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ یہ ایمان لانے والے نہیں۔

پہلی آیت میں کہا گیا تھا کہ ان کی گردن تکبر اور غرور کی وجہ سے نیچے نہیں جھکتی۔ جو خود اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان کی غفلت انہیں بیرونی نشانیاں بھی دیکھنے نہیں دیتی۔ جو چاروں طرف عالم میں پھیلی ہوئی ہیں پھر وہ ایمان لائیں تو کیسے لائیں ؛

ڈرنے والے

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ

فقط تم تو ڈراؤ گے اسے جو پیروی کرے یاددہانی کی

وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ

اور ڈرے رحمان سے بن دیکھے پس خوشخبری دے اسے

بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾

بخشش کی اور ثواب کی جو باعزت ہے

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ

تُو تو انہیں سنائے جو سمجھانے پر چلے اور

وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ

رحمٰن سے بن دیکھے ڈرے سو اس کو معافی کی

بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾

اور عزت اور ثواب کی خوشخبری دے

جو لوگ بدطینت یا شورہ پشت ہوتے ہیں وہ کسی اور کی نہیں سنتے۔ اپنی ہی ہانکتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ پیدائشی بدقسمت ہیں۔ ان کو کوئی لاکھ سمجھائے کہ بُرے کاموں کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔ وہ ایک نہ سنیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کی بابت پہلے ارشاد ہوا کہ جب کچھ لوگ بداخلاقی اور بدکرداری کے عادی ہو گئے اور کسی طرح وہ اپنی اکڑ سے باز نہیں آتے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ ان کے اوپر اے ہمارے رسول تمہارے سمجھانے کا کچھ اثر نہ ہو گا۔ لیکن تمہیں اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے۔ کیوں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہاری بات مانیں گے اور بُرے کاموں سے یک لخت دست بردار ہو کر اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بنیں گے۔

ارشاد ہے کہ اے رسول تیرے ڈرانے کا اثر تو ان پر ہو گا جو نصیحت مانیں اور دل میں اللہ کا ڈر رکھتے ہوں اور گو انہوں نے اللہ کو نہیں دیکھا لیکن پھر بھی سمجھتے ہوں کہ جو کچھ انہیں ملا ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے ملا ہے۔ اسی کا نام رحمٰن ہے اور وہی سب کچھ دینے والا ہے۔ اور اس کی ناراضی کو اپنی تباہی کا باعث مانتے ہیں انہیں اے رسولؐ اللہ کی آیتیں سنا دو اور اس کے عذاب سے ڈرا دو وہ ضرور تمہارا کہنا سنیں گے اور اطاعت کا راستہ اختیار کریں گے اسی اطاعت کے راستہ کا دوسرا نام اسلام ہے جو اسے اختیار کرے اسے خوشخبری سنا دو کہ اس کے لیے اللہ کے ہاں بخشش اور باعزت انعام و اکرام تیار ہے۔ وہ دنیا میں بھی اچھا رہے گا اور خاص کر آخرت میں بخشا جائے گا اور عزت پائے گا۔

ہر عمل محفوظ ہے

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا

تحقیق ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں مُردوں کو اور لکھتے ہیں جو

قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ

پہلے بھیجا انہوں نے اور ان کے پیچھے نشانات اور ہر چیز کو

اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾

گن رکھا ہے ہم نے ایک کتاب کھلی میں

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا

ہم ہی ہیں جو مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں جو وہ

قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ

آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے اور ہم نے ہر چیز

اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ع ۱۸

گن رکھی ہے ایک کھلی کتاب میں

اِمَامٍ: (اصل چیز۔ راستہ۔ پیشوا) یعنی ہم نے ہر چیز گن رکھی ہے ایک کھلی اصل (کتاب) میں۔

اکثر لوگ اس کا یقین نہیں کرتے کہ دُنیا کے کاموں کی جزا اسزا مرنے کے بعد ملے گی۔ وہ جب دوزخ جنّت کا ذکر سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ محض خیالات ہیں اور جو ان کے اندر پھنسے رہتے ہیں۔ ان کی بچوں کی سی ذہنیت ہے۔ بھلا کوئی عقل مند ایسے بہلاوے پھسلاوے میں آسکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو قرآن مجید بڑی متانت کے ساتھ کہتا ہے کہ سنو! یہ باتیں بالکل سچ ہیں اعمال کی جزا اسزا یقینی ہے نہ مانو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے کسی کا کیا جائے گا۔

پہلے صاف کہہ دیا گیا کہ اس قرآن مجید کی ساری باتیں سنجیدہ اور جچی تلی ہیں۔ اس میں جو کچھ ہے وہ سراسر حقیقت کا اظہار ہے لیکن جب لوگوں کی سمجھ ہی الٹی ہو تو اس کا کیا علاج۔ بہرحال جو سمجھنا چاہے اسے سمجھا دو کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

ارشاد ہے کہ یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہر انسان کے اعمال جو اس نے زندگی میں کیے یا جن کا اثر اس کے مرنے کے بعد بھی پھیلتا رہا۔ سب کے سب لکھے جا رہے ہیں اور ان سب کا ان کے مناسب بدلہ ملے گا اور ایک انسان کے اعمال ہی کا کیا اللہ کے علم اندر ہر چیز ہے جو ہوا یا ہو رہا ہے یا ہوگا۔ رتّی رتّی اسے معلوم ہے۔ اس کے ہاں ہر کام جوڑ توڑ اور انتظام کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے اس نے ہر چیز لوح محفوظ میں لکھ دینے کا حکم جاری کر رکھا ہے چنانچہ کوئی چیز چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں جو اس میں لکھی ہوئی نہ ہو۔ خواہ اس کا تعلق حال سے ہو یا ماضی سے یا مستقبل سے۔ ایسے مدبّر کے ہاں اعمال کی جزا و سزا کا انتظام نہ ہونا ناممکن ہے۔

سرکشوں کا رویّہ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ

اور بیان کر ان کے لیے بطورِ مثال اس بستی والوں کا حال

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ

جب آئے ان کے پاس پیغام دینے والے جب بھیجے ہم نے

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا

ان کی طرف دو پس جھوٹا کہہ دیا انہوں نے ان کو پس تقویت دی ہم نے

بِثَالِثٍ

تیسرے سے

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ

اور ان کے واسطے ایک مثال اس گاؤں کے لوگوں کی بیان کر

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ

جب ان کے پاس رسول آئے جب ہم نے ان کی

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا

طرف دو رسول بھیجے پھر ہم نے انہیں تیسرے

بِثَالِثٍ

سے قوت دی

پچھلی آیتوں میں بیان ہوا کہ قرآن حکیم کے حقیقی اور پختہ مضامین اور شاندار نتیجے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں اور قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرآن کے مطابق انسان کو سیدھا راستہ بتانے آئے ہیں تاکہ مدتوں سے جو لوگ خوابِ غفلت میں گرفتار ہیں وہ بیدار ہوں اور مردہ قوم میں جان پڑے۔ پھر بتایا گیا۔ کہ بعض بدقسمت لوگ رسول اور قرآن کا انکار کریں گے۔ ان پر نصیحت اثر نہ کرے گی۔ لیکن جو اللہ سے ڈریں گے۔ وہ ضرور اسے مانیں گے۔ ان ماننے والوں کو عزت کے ساتھ انعامات ملیں گے اب اس کی تشریح کے لیے ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو ایک بستی کے لوگوں کا قصّہ مثال کے طور پر سناؤ۔ ان کے پاس ہم نے پہلے دو رسول بھیجے۔ لوگوں نے ان سے کہا تم جھوٹے ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ پھر ہم نے ان دو کے ساتھ ایک تیسرا رسول اور ملا دیا۔ تاکہ ان کو قوت حاصل ہو جائے۔

یہ بستی اکثر کے نزدیک شہر انطاکیہ ہے جو شام میں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ انطاکیہ نہیں کوئی اور بستی ہے۔ اور یہ واقعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پہلے کا ہے اور یہ تینوں حضرت موسٰی علیہ السلام کے پیرووں میں سے تھے جن کو حکم ہوا کہ فلاں بستی والے اللہ کو بالکل بھول بیٹھے ہیں۔ انہیں جا کر سمجھاؤ کہ اللہ کو مانو اور اس کے عذاب سے ڈر کر بُرے کام چھوڑ دو۔

رسولوں کو جھٹلانے والے

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾

کہا انہوں نے تحقیق ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

وہ بولے نہیں تم مگر آدمی ہو ہم جیسے

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ

اور نہیں اتاری رحمٰن نے کوئی چیز

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾

نہیں تم مگر جھوٹ کہتے

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾

تب انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

وہ بولے تم تو ویسے ہی انسان ہو جیسے ہم

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ

اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾

تم سارے جھوٹ کہتے ہو

اکثر انسان دنیا میں پھنس کر اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور کچھ اب ہی نہیں ہمیشہ سے ان کا یہی رویہ رہا ہے۔ ان کو خواب غفلت سے جھنجھوڑنے کے لیے اللہ اپنے رسول بھیجتا ہے جن کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان کو اللہ عزوجل کی طرف متوجہ کریں اور بتائیں کہ اللہ کی نافرمانی انسان کے لیے تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ انہیں پہلے لوگوں کا حال سنا کر سمجھاتے ہیں۔ کہ ان میں سے جو اللہ سے غافل ہوئے۔ ان کا انجام بڑا عبرت ناک ہوا۔ لیکن لوگ پھر بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ اس بستی والوں کے پاس پہلے دو رسول آئے۔ مگر وہ انہیں خاطر میں نہ لائے، پھر ان کے ساتھ تیسرا اور شامل کر دیا گیا۔

ارشاد ہے کہ ان تینوں نے مل کر لوگوں سے کہا کہ ہم تمہارے پاس اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ نے ہمیں جو پیغام دیا ہے وہ ہم تمہیں پہنچانے آئے ہیں۔ بستی کے لوگوں نے کہا تم میں کیا کوئی سرخاب کا پر ہے جو تمہیں اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا جیسے ہم ویسے تم۔ تم بڑے کہاں سے بن بیٹھے۔ ہم تمہاری نہیں سنتے۔ خواہ مخواہ باتیں مت بناؤ۔ اللہ کا نام مت لو۔ اس نے کوئی پیغام تمہاری طرف نہیں اتارا۔ تم تینوں نے آپس میں ایکا کر کے ایک جھوٹ گھڑ لیا ہے۔ اور اللہ کا نام لے کر اسے رائج کرنا چاہتے ہو۔ چھوڑو ان باتوں کو جھوٹ میں کچھ نہیں رکھا۔ ہمارے سامنے تمہاری یہ باتیں نہ چلیں گی۔

حق میں جھگڑا

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ
کہا انہوں نے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ہم تمہاری طرف
لَمُرْسَلُوْنَ (۱۶) وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ
بھیجے ہوئے ہیں اور نہیں ہمارے اوپر مگر پہنچا دینا
الْمُبِيْنُ (۱۷) قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ
کھلا ہوا بولے ہم نے منحوس پایا تمہیں

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ
کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے
لَمُرْسَلُوْنَ (۱۶) وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ
ہوتے آئے ہیں اور ہماری ذمہ داری یہی ہے کہ کھول کر
الْمُبِيْنُ (۱۷) قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ
پیغام پہنچا دینا بولے ہم نے تمہیں نامبارک پایا

ان کی ہٹ دھرمی دیکھ کر تینوں رسولوں نے بھی زور کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ جانتا ہے۔ ہم بے شک و شبہ تم تک پیغام حق پہنچانے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ ہماری اپنی کوئی غرض اس سے اٹکی ہوئی نہیں ہے ہم تم پر فوقیت جتانے یا تمہارا سردار بن کر بیٹھ جانے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ہمارے ذمہ تو فقط یہ کام ڈالا گیا ہے کہ یہ پیغام جو ہمیں دیا گیا ہے۔ صاف صاف تمہیں پہنچا دیں۔ ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے ہماری بات نہ ماننے کی کوئی معقول وجہ تو نہیں ہے لیکن اگر تم ضد اور کج بحثی پر اتر آؤ تو یہ تمہاری دھاندلی ہے۔ تمہارے اس طرزِ عمل کو سوائے بے انصافی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

رسولوں کی یہ بات بالکل صاف اور بے لاگ تھی۔ اس کا جواب وہ کیا دیتے۔ زچ ہو کر دھمکی دینے پر اتر آئے اور لگے بے تکی باتیں کرنے۔ بولے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ جب سے تم آئے ہو۔ بستی میں ایک ہل چل مچ گئی ہے۔ جب تک تم نہ آئے تھے۔ ہماری زندگی آرام سے کٹ رہی تھی۔ تمہاری نحوست سے نہ تو وہ پہلی سی چہل پہل رہی اور نہ وہ پہلا سا کار و بار کا شوق رہا۔ بارش موقوف ہو گئی۔ قحط کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تمہارے آتے ہی ہم پر چاروں طرف سے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ہمیں تو یہی نظر آ رہا ہے۔ کہ یہ سب تمہارے نامبارک قدموں کی شامت سے ہوا ؛

دھمکی

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

البتہ اگر نہ باز آئے تم ضرور ہم پتھر ماریں گے تمہیں

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (١٨)

اور البتہ پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے عذاب دردناک

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ

وہ بولے تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اگر یاد دلایا گیا تمہیں

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (١٨)

اور تم کو ہمارے ہاتھ سے دردناک عذاب پہنچے گا کہنے لگے کہ تمہاری

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ

نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اتنی بات پر کہ تمہیں سمجھایا گیا (تم بدکتے ہو)

اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ: کیا اگر تمہیں نصیحت کی گئی، یہاں بات کا اتنا حصہ چھوڑ دیا گیا ہے "تم تو اسے نحوست قرار دو گے" کیوں کہ یہ آپ ہی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ بستی والوں نے اتنا ہی کہنے پر بس نہ کیا۔ کہ تم لوگ منحوس ہو بلکہ اس کے بعد یہ دھمکی دی کہ یا تو تم اپنی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ ہم تمہاری بری طرح خبر لیں گے۔

ارشاد ہے کہ انہوں نے کہا کہ یا تو تم اپنی زبان روکو، ورنہ ہم تم پر ایسا پتھراؤ کریں گے کہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ تم ہمیں سمجھے کیا ہو؟ ہم تمہیں اتنا دق کریں گے کہ یاد ہی رکھو گے تمہیں ایسی دکھ بھری اذیت دیں گے کہ تم سب کچھ بھول جاؤ گے یہ لوگ اپنی غفلت اور بداعمالیوں میں مست تھے۔ اپنے آپ کو جانے کیا سمجھتے تھے۔ انہیں یہ خبر نہ تھی۔ کہ یہ دُنیا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ یہاں ہر چیز کا ایک قاعدہ اور قانون مقرر ہے۔ جو اس کو توڑے گا اس کو جلدی یا کچھ دیر کے بعد وہ سزا مل کر رہے گی جو اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے مقرر ہے وہ اتنا ہی سمجھتے تھے کہ ہم طاقتور ہیں اور اور اپنے مخالف کو سخت سزا دے سکتے ہیں۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ ہم سے زیادہ طاقتور بھی کوئی ہے اور وہ ہمیں سخت سے سخت سزا دے سکتا ہے۔ اللہ کے ان پیغمبروں نے ان کی اس نادانی پر افسوس کیا۔ اور تحمل کے ساتھ نرمی سے سمجھایا۔ کہ یہ نحوست تو تم پر تمہارے اعمال کی شامت سے آئی ہے۔ اگر تم ہماری بات پر غور کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں تمہارے ہی بھلے کی کہہ رہے ہیں۔ اور جو نصیحت کر رہے ہیں وہ سراسر تمہاری خیر خواہی پر مبنی ہے۔ کیا ہماری نصیحت اور خیر خواہی کا بدلہ یہی ہے کہ تم ہمیں منحوس سمجھو خواہ مخواہ ہم سے دشمنی کرنے لگو۔ اور ہمارے ستانے پر کمر باندھ لو ایسا تو نہ ہونا چاہیئے:

فہمایش (ر)

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (١٩) وَجَآءَ
بلکہ تم لوگ ہو حد سے نکل جانے والے اور آیا
مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ
شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا
يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ (٢٠) اتَّبِعُوْا مَنْ
اے قوم پیروی کرو بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ان کی
لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (٢١)
جو نہیں مانگتے تم سے کوئی صلہ اور وہ سیدھی راہ پر ہیں

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (١٩) وَجَآءَ
کوئی نہیں تم وہ لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے اور شہر کے
مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ
پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا وہ بولا
يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ (٢٠) اتَّبِعُوْا مَنْ
اے قوم ان پیغمبروں کی راہ پر چلو ایسے لوگوں کی راہ جو
لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (٢١)
تم سے بدلہ نہیں چاہتے اور ٹھیک راستہ پر ہیں

رسولوں نے کہا کہ تم پر جو مصیبتیں پڑ رہی ہیں تمہارے اعمال کی شامت سے پڑ رہی ہیں۔ یہی کیا کچھ تھوڑی شامت کی بات ہے کہ تم ہماری خیر خواہی کو بد خواہی قرار دے رہے ہو۔ ایسی ٹیڑھی سمجھ کا نتیجہ سوا تباہی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ زہر کو زندگی کا سہارا سمجھنے لگنا بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ اس کے آگے کا قدم بس یہی ہو سکتا ہے کہ دھوکے میں زہر کو کھانا بھی شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ لوگ اسے مقوی دوا سمجھے بیٹھے ہیں۔ سمجھدار لوگ جب یہ سنیں گے کہ بعض لوگوں نے نادانی سے زہر کو غذا قرار دے کر اس کا استعمال شروع کر دیا ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وہ انہیں اصل حقیقت سے آگاہ نہ کریں یہ آگاہ کرنے والے یقیناً ان کے اصلی خیر خواہ ہیں۔ اگر ان کی بات نہ مانی اور زہر کھانے سے باز نہ آئے تو یقیناً زہر اپنا اثر کر کے رہے گا

اسی زمانہ میں اپنی بستی والوں کی ہٹ دھرمی کا ذکر سن کر ایک شخص بستی کے دوسرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا اے میرے ہم وطنو! ان پیغمبروں کی بات سولہ آنے کھری ہے ان کی بات مانو اور ان کے کہنے پر چلو۔ تم دیکھتے نہیں کہ یہ بے لاگ لپیٹ کے صحیح بات تمہیں بتا رہے ہیں اور اس بھلائی کا جو وہ تمہارے ساتھ کر رہے ہیں تم سے معاوضہ بھی نہیں مانگتے۔ جو کچھ کہہ رہے ہیں تمہارے بھلے ہی کی کہہ رہے ہیں۔ یہ سیدھے راستہ پر ہیں اور تمہیں بھی سیدھے راستہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ اپنا بھلا چاہتے ہو تو جس طرح یہ کہتے ہیں اسی طرح چلو۔

فہمایش (ب)

وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ

اور کیا ہوا مجھے کہ نہ پوجوں میں اسے جس نے مجھے بنایا اور اسی کی طرف

تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً

لوٹوگے تم کیا بناؤں میں اس کے سوا ایسے معبود

اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ

کہ اگر ارادہ کرے مجھے رحمٰن دُکھ دینے کا نہ فائدہ دے

عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾

مجھے ان کی سفارش کچھ اور نہ چھڑائیں وہ مجھے

اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲۴﴾

بیشک میں اس وقت البتہ گمراہی میں ہوں کھلی

وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً

اور مجھے کیا ہوا کہ میں اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے بنایا اور سب اسی کی طرف پھر جاؤگے کیا میں اسے چھوڑ کر ایسے معبود پکڑ لوں کہ

اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ

اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینی چاہے تو ان کی سفارش میرے

عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾

کچھ کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑائیں

اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲۴﴾

تب تو میں گمراہ ہوں صریح

اس شخص نے جو شہر کے پرلے درجے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا تھا۔ اپنے آپ سے کہا۔ مگر سنانا دوسروں کو مقصود تھا۔ کہ ہوش و حواس کے درست ہوتے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کو جس نے مجھے پیدا کیا' چھوڑ کر میں اوروں کو اپنا معبود بنا لوں۔ حالانکہ ہم سب کو آخر کار اسی کے پاس واپس جانا ہے۔ اس وقت ہم اسے گستاخی کا جواب کیا دیں گے بھلا سوچو تو سہی کہ ایسے معبود کس کام کے جو رحمٰن کے بھیجے ہوئے دکھ اور درد سے نہ سفارش کر کے بچا سکیں اور نہ ان میں خود اتنی سکت ہے کہ اس سے چھڑا سکیں ہمیں ایسے معبود سے کیا فائدہ جو وقت پر ہماری مدد نہ کر سکے۔ ہم اسی رحمٰن و رحیم اللہ کو کیوں نہ پوجیں جس کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ جسے وہ دُکھ دینا چاہے اسے کوئی سکھ نہیں دے سکتا اور جسے وہ دہ سکھ پہنچانا چاہے اُسے کوئی دکھ نہیں دے سکتا۔ اگر میں ایسا کروں کہ قادر و مختار' اللہ رحمٰن و رحیم کو چھوڑ کر ایک عاجز اور لاچار' ضعیف و ناتواں مخلوق کو اپنا معبود بناؤں تو یقیناً میں ایسی گمراہی میں مبتلا ہوں گا جس کی حقیقت بالکل ہی روشن ہے۔

نصیحت کا صلہ

اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ؕ ﴿۲۵﴾

تحقیق میں ایمان لایا تمہارے رب پر پس میری سنو

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ

حکم ہوا داخل ہو جا جنت میں کہنے لگا اے کاش

قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

میری قوم جان لے یہ کہ بخش دیا مجھے میرے رب نے

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور کر دیا مجھ کو معزز لوگوں میں سے

اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ؕ ﴿۲۵﴾

میں تمہارے رب پر یقین لایا مجھ سے سنو

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ

حکم ہوا کہ بہشت میں چلا جا کہا کاش! کسی طرح

قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

میری قوم معلوم کر لے کہ مجھ کو میرے رب نے بخش دیا

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور مجھ کو عزت والوں میں داخل کر لیا

لوگوں کو اس طرح صاف صاف سمجھانے کے بعد اس نے کہا کہ جب سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کے بعد بھی وہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے جو یہ اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں تو پھر ان رسولوں کی بات نہ ماننا انتہا درجہ کی نادانی اور حماقت ہے۔ بات یہی ٹھیک ہے جو یہ کہہ رہے ہیں۔ ہم سب کا رب ایک اللہ عزوجلّ ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف جھکنا اس کے سوا کسی اور کو معبود بنانا یا اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک ٹھہرانا صریح گمراہی ہے۔ اس سے زیادہ ہٹ دھرمی اور کیا ہوگی۔ اس لیے میں تو تمہارے اور اپنے رب پر ایمان لایا۔ اچھی طرح کان کھول کر میری بات سن لو کہ میں اللہ کے رب العالمین اور معبودِ یکتا ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔ اس نے اپنے ایمان و یقین کا اقرار برملا کیا۔ جہاں وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول بھی حاضر تھے اور قوم کے لوگ بھی سارے سُن رہے تھے مقصد یہ ہوگا۔ کہ رسولوں کو اپنے ایمان کا گواہ بنا لے اور لوگوں کو اپنے عمل سے ترغیب دے۔ کہ وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں۔ لیکن وہ کس کی سننے والے تھے۔ وہ تو دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے اور اپنی بداعمالیوں میں محو ہو چکے تھے۔ سب نے اس غریب پر حملہ کر دیا اور بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ اللہ کی راہ میں جو شہید ہوتا ہے اسے فوراً جنت میں بھیج دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے حکم ہوا کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہاں بھی اسے اپنی قوم کا خیال رہا اور کہا کاش! میری قوم کو معلوم ہو جاتا۔ کہ مجھے اللہ نے انعام و اکرام سے مالا مال کیا اور مغفرت اور عزت سے سرفراز کیا تو وہ سب ایمان لے آتے۔

سرکشوں کی سزا

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ
اور نہیں اتاری ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد
مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾
کوئی فوج آسمان سے اور نہ تھے ہم اتارنے والے
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
نہ تھی وہ مگر چنگھاڑ ایک
فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ ﴿۲۹﴾
پس اچانک وہ بجھ گئے

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ
اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج
مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾
آسمان سے نہیں اتاری اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
بس یہی ایک چنگھاڑ تھی پھر
فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ ﴿۲۹﴾
اسی دم سب بجھ کر رہ گئے

حبیب نجار کو اس کی قوم نے بری طرح ستا ستا کر قتل کیا۔ اس کا قصور کچھ نہ تھا۔ اس نے قوم کی خیر خواہی اور ہمدردی کے جوش میں ان کو نصیحت کی تھی اور جو کچھ کہا اس میں ان کا سراسر بھلا تھا۔ چنانچہ شہادت کے بعد جنت میں پہنچ کر بھی اسے قوم کا خیال رہا۔ کہنے لگا کہ اگر اس انعام و اکرام کی جو مجھے نصیب ہوا انہیں خبر ہو جاتی تو وہ یقیناً ایمان لے آتے اور توبہ کر کے اللہ کے مقبول بندوں میں داخل ہو جاتے۔

ارشاد ہے کہ اس کا شہید کر دینا ان سرکش لوگوں کا انتہائی ظلم تھا جو وہ دُنیا میں کر سکتے تھے چنانچہ ان کو سزا دی گئی۔ اس کے لیے اس کی ضرورت نہ تھی کہ آسمان سے کوئی فوج ان سے لڑنے کے لیے بھیجی جاتی۔ کمزوروں کے مقابلہ فوج کیسی؟ وہ لوگ خواہ کتنے ہی طاقتور ہوں اللہ عزوجل کے سامنے ان کی کوئی ہستی نہ تھی۔

فرمایا کہ ہم عام طور پر دشمن کو ہلاک کرنے کے لیے فوجیں نہیں بھیجا کرتے۔ ان کے لیے تو فقط یہی کافی ہوتا ہے کہ فرشتے انہیں زور سے ایک ڈانٹ پلائیں۔ اُن کی گرج دار آواز ہی سے ان کا دم نکل جاتا ہے۔ زیادہ اہتمام کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ چنانچہ ایک ہی کڑک میں ان کی جان نکل گئی اور مر کر گر گئے۔ اکڑفوں کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کے آگے کسی کی مجال نہیں جو دم مار سکے۔ مغرور انسان بڑے دھوکے میں ہے۔ کہ اپنے آپ ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔

انسان کی گستاخی

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
وائے ندامت بندوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (۳۰) اَلَمْ یَرَوْا كَمْ
مگر تھے وہ اس کی ہنسی اڑاتے کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی
اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ
ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے بستیوں میں سے کہ وہ
اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (۳۱) وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا
ان کی طرف نہیں لوٹیں گی اور نہیں ان میں کوئی مگر
جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (۳۲) ع
سب کے سب ہمارے پاس پکڑے آئیں گے

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
کیا افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (۳۰) اَلَمْ یَرَوْا كَمْ
جس سے وہ ٹھٹھا نہیں کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم
اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ
ان سے پہلے کتنی جماعتیں غارت کر چکے کہ وہ ان
اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (۳۱) وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا
کے پاس پھر کر نہیں آئیں گی اور ان میں سے کوئی نہیں
ع ۲ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (۳۲) ع
جو اکٹھے ہمارے پاس پکڑے ہوئے نہ آئیں

یٰحَسْرَۃً: (اے افسوس) عرب کے محاورہ میں ہر چیز کے ساتھ جس کی طرف خاص توجہ دلانا مقصود ہوتی ہے یا لگا دیتے ہیں گویا اس کو پکار رہے ہیں۔ اِنْ (نہیں) یہاں حرف نفی ہے اور لَمَّا حرف استثنا ہے بمعنی اِلَّا۔

ارشاد ہے کہ انسان اللہ کے بندے ہو کر اس کی نافرمانی پر کمر باندھتے ہیں یہ نہایت افسوسناک ہے۔ مرنے کے بعد جب حقیقت کھلے گی۔ اس وقت سر پر ہاتھ رکھ کر روئیں گے سوا حسرت اور ندامت کے اور کچھ ان کے پلے نہ پڑے گا۔ اس وقت انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ اپنی رنگ رلیوں میں مست ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کے پاس اب تک جو بھی رسول آیا۔ اس کی ہنسی اڑاتے رہے۔ اس کے سمجھانے کو کچھ نہ گردانا۔ اس کی نصیحت کو کچھ وقعت نہ دی۔ آخر اپنے کیے کی سزا پائی۔ آج ان رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والوں کا نام و نشان تک نہ رہا۔ ہم ان کے حالات اس لیے سناتے ہیں کہ یہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ کیا انہوں نے اب تک اس بات پر غور نہیں کیا کہ وہ لوگ اپنی گستاخیوں اور اعمال کی شامت سے تباہی کے مستحق ہوئے اور ہم نے اسی وجہ سے کتنی ہی جماعتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ اب ان میں سے کوئی بھی ان کے پاس پھر واپس نہیں آئے گی۔ ان کو چاہیئے کہ اس واقعہ سے سبق سیکھیں۔ ورنہ ان کا بھی وہی انجام ہو گا۔ کان کھول کر سن لیں کہ نافرمانوں کو مر کر بھی چین نہ ملے گا۔ یہ مجرم سب کے سب ضرور پھر ہمارے پاس پکڑے آئیں گے اور آخرت کی سخت سزا پائیں گے۔

اللہ کی نعمتیں

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ۖۚ اَحْیَیْنٰھَا

اور ایک نشانی ان کے لیے زمین مردہ ہے زندہ کیا ہم نے اسے

وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور نکالے ہم نے اس میں سے دانے پھر اس سے کھاتے ہیں

وَجَعَلْنَا فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

اور بنائے ہم نے اس میں باغات کھجور کے اور انگور کے

وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ

اور بہائے اس میں چشموں میں سے تاکہ کھائیں وہ اس کے پھل

وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ؕ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور نہیں بنایا ہے ان کے ہاتھوں نے کیا پس نہیں شکر کرتے

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ۖۚ اَحْیَیْنٰھَا

اور ان کے واسطے ایک نشانی مردہ زمین ہے اسے ہم نے زندہ کر دیا

وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور اس میں سے نیج پیدا کیا سو اسی میں سے کھاتے ہیں

وَجَعَلْنَا فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

اور اس میں ہم نے کھجور کے اور انگور کے باغ بنائے

وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ

اور اس میں کچھ چشمے بہا دیئے تاکہ اس کے میووں سے کھائیں

وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ؕ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پھر کیوں شکر نہیں کرتے

پہلے ارشاد ہوا ہے کہ لوگ اللہ کے رسولوں کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور اپنے من بھاتے مشغلوں میں پھنس کر ان کے کہنے کو خاطر میں نہیں لاتے حالانکہ وہ ان کو ایک بہت ہی سیدھی اور سچی بات سمجھاتے ہیں۔ وہ اس کے سوا اور کیا کہتے ہیں کہ اللہ کو مانو۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ تمہیں جو کچھ ملا اور مل رہا ہے وہ اسی کے رحم و کرم سے مل رہا ہے۔

ارشاد ہے کہ تم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہو، زمین سوکھی اور خشک پڑی ہوتی ہے۔ زندگی کے آثار اس میں کچھ نظر نہیں آتے۔ تھوڑے ہی دن میں بارش ہوتی ہے اور زمین ہری بھری ہو جاتی ہے۔ اور ہر طرف عجیب چہل پہل نظر آتی ہے۔ غلہ پیدا ہوتا ہے اور انسان کی خوراک کا سامان مہیا ہو جاتا ہے۔ ایک طرف کچھ حصہ زمین میں باغ لگ جاتے ہیں۔ جن میں کھجوریں لگتی ہیں اور انگور پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اللہ نے ان کے نمو و تازہ رکھنے کے لیے زمین میں جگہ جگہ چشمے بہا کر پانی پہنچانے کا بندوبست کر دیا ہے۔ تاکہ لوگ اس کی بدولت خوب پھل کھائیں۔ کیا یہ سب کچھ تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ہرگز نہیں۔ تمہیں غلہ اور میوے پیدا کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب اللہ کی عنایت اور اس کی قدرت کا ظہور ہے۔ پھر ان سے فائدہ اٹھا کر اس کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے ؟

اللہ کی قدرت

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

پاک ہے وہ جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ

اس میں سے جو اگاتی ہے زمین اور خود ان میں سے اور

مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۶) وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ

ان میں سے جنہیں یہ نہیں جانتے اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ

اتار لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پس اچانک وہ

مُّظْلِمُوْنَ (۳۷) وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ

اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج جاری رہتا ہے ایک ٹھکانے پر اپنے

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۳۸)

یہ ہے ڈھنگ ڈالنا زبردست جاننے والے کا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

پاک ذات ہے جس نے سب چیز کے جوڑے بنائے اس سے

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ

جو زمین میں اُگتا ہے اور خود ان میں سے اور ان میں سے

مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۶) وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ

جن کی انہیں خبر نہیں اور ایک نشانی ان کے واسطے رات ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ

اس پر سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں پس یکایک وہ اندھیرے

مُّظْلِمُوْنَ (۳۷) وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ

میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے مقرر راستے پر چلتا رہتا ہے

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۳۸)

یہ اندازہ اس زبردست جاننے والے کا مقرر کردہ ہے

نَسْلَخُ (کھینچ لیتے ہیں ہم) مضارع ہے س۔ل۔خ سے۔ سلخ کے اصل معنی ہیں بدن پر سے کھال اتار دینا، پھر ہر چیز کے اوپر کے ڈھکنے کو کھینچ لینے کے لیے استعمال ہونے لگا۔ مراد یہ ہے کہ اندھیرا اصل چیز ہے دن اس کے اوپر آکر چھا جاتا ہے تو اندھیرا چھپ جاتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔

اَزْوَاجٌ (جوڑے) زوج کی جمع ہے ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے سے ملتی جلتی ہو یا اس کی ضد ہو۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل بے مثل ہے جس نے ایک دوسری سے ملتی جلتی یا ایک دوسرے سے بالکل مخالف چیزیں بنائیں۔ چنانچہ زمین سے پیدا ہونے والی چیزیں یکساں شکل اور مزے والی بھی ہیں اور ایک دوسری سے مختلف شکل اور مزے والی بھی۔ جیسے کھٹی میٹھی، سیاہ و سفید وغیرہ۔ ایسے ہی خود انسانوں میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے افراد بھی ہیں اور ایک دوسرے سے مخالف صفتوں والے بھی جیسے مرد عورت، کالے گورے وغیرہ۔ رات بھی اس کی قدرت کی نشانی ہے۔ اس پر دن چھا جاتا ہے تو روشنی ہو جاتی ہے۔ دن اوپر سے کھینچ لیا جاتا ہے تو ہر جگہ اندھیرا ہی اندھیرا رہ جاتا ہے۔ سورج کو دیکھو کہ اپنے مقرر راستہ پر چلتا رہتا ہے ان سب چیزوں کا یہ اندازہ اللہ ہی نے بنایا ہے جو زبردست قوت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

قدرت کی اور نشانیاں

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ
اور چاند کے۔ مقرر کردیں ہم نے منزلیں یہاں تک کہ ہوگیا دوبارہ
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (۳۹) لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ
مانند ٹہنی پرانی کے نہ سورج کو مجال ہے
لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ
اُسے یہ کہ جا پکڑے چاند کو اور نہ رات
سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۴۰)
آگے بڑھے دن کے اور ہر ایک اپنے گھیرے میں تیرتے پھرتے ہیں

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ
اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ پھر
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (۳۹) لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ
پرانی ٹہنی کی طرح ہوگیا نہ سورج کی مجال کہ چاند
لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ
کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے
سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۴۰)
آگے بڑھے اور ہر ایک اپنے دائرے میں پھر رہے ہیں

پہلے رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے کا ذکر ہوا۔ چونکہ ان کا آنا جانا سورج پر موقوف تھا۔ اس لیے سورج کی طرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا اور سیاروں کی طرح سورج بھی اپنے مقرر راستے پر حرکت کرتا ہے اور اس کے بھی ٹھکانے مقرر ہیں جہاں پہنچ کر رہتا ہے۔ اس آیت میں چاند کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ اس کی اپنی رفتار الگ ہے اور اس کی منزلیں مقرر ہیں جن میں سے یہ ہر ماہ گذرتا ہے۔ بیچ میں پورا چاند ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گھٹتے گھٹتے آخر میں کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح پتلا اور مڑا ہوا ہو جاتا ہے۔ روشنی بھی جاتی رہتی ہے۔ پھر تھوڑا تھوڑا بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ اور پورا ہو کر پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ غرض اسی طرح گھٹتا بڑھتا اپنی مقررہ اٹھائیس منزلوں میں سے ہر مہینہ گذرتا ہے۔ سورج کی مجال نہیں کہ چاند کو پکڑ لے۔ اور اس کے وقت کا کچھ حصہ اپنے وقت میں ملا لے۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ رات کی مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے دن ہو جائے۔ موقعہ اور زمانہ کے لحاظ سے رات اور دن کی جو مقدار مقرر ہے۔ اس سے سر مو تفاوت نہیں ہو سکتا۔ ہر سیارہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر مقررہ قاعدہ اور طے شدہ نظام کے مطابق چکر کاٹ رہا ہے۔ اس سے اِدھر اُدھر ذرا بھی نہیں ٹل سکتا۔ آخر یہ عظیم الشان نظام ایسی درستی اور پابندی کے ساتھ کس نے مقرر کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اللہ عزوجل نے کیا ہے؛

نوٹ: فلک دائرہ کو کہتے ہیں؛

ایک اور نشانی

وَ اٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ
اور ایک نشانی | ان کے لیے یہ ہے کہ ہم نے سوار کرایا | ان کی نسل کو
فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (۴۱) وَ خَلَقْنَا لَھُمْ
میں کشتی | بھری ہوئی میں | اور پیدا کر دیا ہم نے ان کے لیے
مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ (۴۲) وَ اِنْ
اس جیسی چیزوں میں سے | جس پر وہ چڑھتے ہیں | اور اگر
نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ
ہم چاہیں | تو ان کو ڈبو دیں | پھر نہ | کوئی فریاد کو پہنچے | ان کے لیے
وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ (۴۳)
اور نہ | وہ | چھڑائے جائیں

وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ
اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے کہ ہم نے ان کی نسل کو
فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (۴۱) وَخَلَقْنَا لَھُمْ
اس بھری ہوئی کشتی میں اٹھا لیا اور ان کے واسطے ہم نے کشتی
مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ (۴۲) وَاِنْ
جیسی چیزوں کو بنا دیا جس پر سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم
نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ
چاہیں تو ان کو ڈبو دیں پھر نہ ان کی فریاد کو کوئی پہنچے
وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ (۴۳)
اور نہ وہ چھڑائے جائیں

صَرِیْخٌ: (فریادی اور فریاد رس) مسلسل رہے ص۔ ر۔ خ سے جس کے معنی چیخنے کے ہیں۔ صَرِیْخ فریاد کرنے والے (اور فریاد کو پہنچنے والے) دونوں کو کہتے ہیں۔ اسی سے بنا ہوا لفظ مُصْرِخٌ سورۂ ابراہیم میں گزرا جس کے معنی فریاد رس کے ہیں۔

اس آیت میں انسان کی توجہ اس واقعہ کی طرف دلائی گئی ہے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں انسان کی آبادی ایک زبردست طوفان میں گھر گئی تھی۔ اس وقت نسل انسان فقط ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رہی جسے الہام خداوندی کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے بنایا تھا۔ اس وقت سے انسان نے پانی پر کشتی کے ذریعہ چلنا پھرنا سیکھا۔

ارشاد ہے کہ انسان کے لیے ہماری معرفت کی ایک نشانی یہ ہے۔ کہ اس کی نسل کو ہم نے ایک کشتی کے ذریعے جو پوری بھری ہوئی تھی۔ طوفان میں غرق ہونے سے بچا لیا اور ان سے پھر انسان کی نسل پھیلی۔ اس کے بعد اس کشتی جیسی اور بہت سی سواریاں انسان کے لیے پیدا کر دیں۔ جن پر چڑھ کر وہ خشکی اور تری کے سفر طے کرتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ سمندروں کے اندر بڑے بڑے جہازوں میں چڑھے پھرتے ہیں اور دلیرانہ ادھر اُدھر آتے جاتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں اس بحر زخار میں غرق کر دیں۔ کیا یہ بات ہمارے پہچاننے کے لیے کافی نہیں۔ اس پانی میں ڈوبنے سے سوا ہمارے کوئی انہیں بچا سکتا اور نہ اس وقت ان کی چیخ و پکار کا کوئی اور سننے والا ہے۔

انسان کی غفلت

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ (۴۴)
مگر رحمت سے اپنی اور کام چلانے کو ایک مدت تک
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
اور جب کہا جائے ان سے کہ بچو اس سے جو تمہارے سامنے ہے
وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۴۵) وَمَا
اور اس سے جو تمہارے پیچھے ہے شاید تم رحم کیے جاؤ اور نہیں
تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ
آتی ان تک کوئی نشانی نشانیوں میں سے ان کے رب کی
إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ (۴۶)
مگر ہیں وہ اس سے روگردانی کرتے

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ (۴۴)
مگر ہم اپنی مہربانی سے بچاتے ہیں اور ایک وقت تک ان کا کام چلانے کو
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
اور جب ان سے کہیے کہ بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور
وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۴۵) وَمَا
جو تم پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو اور کوئی
تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ
حکم ان کے رب کے حکم سے ان تک نہیں پہنچتا جسے
إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ (۴۶)
وہ ٹلاتے نہ ہوں

ارشاد ہے کہ ہم انہیں سمندر میں ان کی کشتیوں اور جہازوں سمیت ڈبو دیں تو کوئی انہیں بچانے والا نہیں اور نہ ان کی کوئی فریاد سنے۔ یہ تو ہم اپنی رحمت سے ان کو بچائے ہوئے ہیں کیونکہ دُنیا کو باوجود انسان کی شرارتوں کے ایک معین وقت تک قائم رکھنا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو نیک کام کرنے کا موقعہ ملے۔ جو ہمارے رسول اور ہماری کتاب کی بات مان کر سیدھے راستے پر چل پڑے ہیں۔ بڑے لوگوں کی بُرائیوں اور شریروں کی شرارتوں کی وجہ سے ہم دُنیا کو فوراً تباہ نہیں کرتے۔ کیوں کہ کچھ دن تک دُنیا کے کام چلانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ تاکہ سعادت مند لوگ ہماری نصیحت پر عمل کریں لیکن بعض لوگوں کا عجیب حال ہے۔ یہ کام کی باتیں سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی ضد پر اڑے رہتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے سامنے قیامت کھڑی ہے اس کا آنا یقینی ہے اس کے ہولناک عذاب سے بچنے کی فکر کرو۔ اور تمہارے پیچھے تمہارے اعمال پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے حساب کتاب کا خیال کرو اور ان کے انجام سے بچنے کی فکر کرو۔ شاید تم پر رحم ہو۔ تو وہ ذرا دھیان نہیں دیتے۔ منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کو ہوشیار کرنے کے لیے نشانیوں پر نشانیاں آتی ہیں۔ لیکن وہ انہیں دیکھتے ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ غور وفکر کا تو ذکر ہی کیا ہے اچھی طرح سنتے بھی نہیں۔

ٹال مٹول

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

اور جب کہا جاتے ان سے خرچ کرو اس سے جو دیا تمہیں

اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اللہ نے تو کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ

کیا کھلائیں ہم اسے کہ اگر چاہتا اللہ تو کھلاتا اسے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

نہیں تم مگر گمراہی میں ظاہر

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کچھ اللہ کے دیئے سے خرچ کرو

اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ

ہم ایسے لوگوں کو کیوں کھلائیں جیسے اگر اللہ چاہتا تو کھلا دیتا

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

تم لوگ تو صاف گمراہی میں ہو

جو لوگ اپنے ہی طریقہ پر قائم رہنا پسند کرتے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر چلتے ہوئے ان کا دم نکلتا ہے وہ نصیحت کرنے والوں کو عجیب عجیب جواب دیتے ہیں اس آیت میں ان کا کچا چٹھا کھول دیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اگر کبھی کچھ خرچ بھی کرتے ہیں تو اپنی مرضی کے مطابق ہی خرچ کرتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے نام سے انہیں چڑ ہے۔ انہیں اگر سمجھایا جائے کہ یہی خرچ اپنی شہرت اور نام کی بجائے اللہ کے لیے اس کا حکم سمجھ کر اور اس کے بتاتے ہوئے طریقے کے مطابق کرو تو تمہاری آخرت بھی سنور جائے تو وہ کہتے ہیں تمہیں تو مذہب کا خبط ہو گیا ہے۔

چلو خیر تمہارا ہی کہنا ٹھیک سہی۔ کہ اللہ کو مان کر اس کی مرضی پر چلنا ہی دنیا اور آخرت دونوں میں کام آتا ہے لیکن اے اللہ کے ماننے والو۔ تمہارے اعتقاد کے مطابق تو ہر کام اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس لیے جو مال و متاع ہمارے پاس ہے وہ بھی اللہ ہی نے ہمیں دیا ہے۔ اور ان کو جو کنگال بنایا ہے، وہ بھی اللہ ہی کا کام ہے۔ اب تم جو یہ کہتے ہو کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے مسکینوں اور محتاجوں کو بھی کچھ دو۔ تو یہ مسکین اور محتاج اسی لیے اس حالت میں ہیں کہ اللہ کی اپنی مرضی ہی انہیں کچھ دینے کی نہیں تھی۔ اللہ چاہتا تو ان کو بھی فراغت سے کھانے پینے کو دیتا۔ جب اس نے ہی انہیں نہیں دیا۔ تو اب ہمارا انہیں دینا اس کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا؟ اس لیے تم تو کھلم کھلا غلط چل رہے ہو اور غلط نصیحت کر رہے ہو۔

قیامت کا ظہور

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۸) مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا
ہو تم سچے نہیں راہ دیکھتے مگر
صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ
چنگھاڑ ایک کی جو آپکڑے گی انہیں اور وہ
يَخِصِّمُوْنَ (۴۹) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً
جھگڑ رہے ہوں گے پس نہ کر سکیں گے وصیت
وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ (۵۰)
اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۸) مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا
تم سچے ہو یہ تو راہ دیکھتے ہیں
صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ
ایک چنگھاڑ کی جو ان کو آپکڑے گی جب کہ وہ
يَخِصِّمُوْنَ (۴۹) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً
آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ ہو سکے گا کہ کچھ ہی کہہ دیں
ع ۳ ۱۸ ۲ وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ (۵۰)
اور نہ اپنے گھر کو واپس جا سکیں گے

ارشاد ہے کہ جب رسول انہیں اللہ کا کلام پڑھ کر سناتے ہیں اور اس میں ان سے کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد لوگ دوبارہ زندہ کیسے جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی۔ اور جن لوگوں نے اللہ اس کے رسول اور اس کی کتاب کو دنیا میں نہیں مانا۔ ان کی بد اعمالیوں کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ بڑے عذاب میں مبتلا ہوں گے تو یہ سن کر وہ ہنسنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدے وعید آخر کب پورے ہوں گے۔ اگر تم سچے ہو تو انہیں ابھی پورا کر کے دکھاؤ۔ ہم کوئی ننھے بچے ہیں جو ہمیں ہا ہیں بنا کر ڈرانا چاہتے ہو مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا اور اعمال کا حساب کتاب ہونا ایک تمہاری (نعوذ باللہ) گھڑی ہوئی کہانی ہے۔

حکم ہوا کہ ان سے کہہ دو کہ تم یوں نہ مانو گے تم تو یہ راہ دیکھ رہے ہو کہ قیامت کے آثار شروع ہو جائیں۔ تم آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہو اور پہلا صور پھونک دیا جائے اور اس کی سخت و کرخت آواز سے تمہارے پتّے پھٹ جائیں اور دھم سے زمین پر آ رہو۔ یاد رکھو جب یہ زور کی چنگھاڑ شروع ہو جائے گی۔ تو کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گا۔ اس سے پہلے ہی اگر کچھ کرنا ہے تو کر لو ورنہ اس وقت تو تمہیں اتنی بھی مہلت نہ ملے گی کہ کسی سے کچھ کہنا چاہو تو کہہ سکو یا بھاگ کر گھر لوٹنا چاہو۔ تو لوٹ سکو۔ اس وقت کسی بات کی مہلت نہ ملے گی جس حال میں ہو گے مر کر گر پڑو گے ؛

مر کر پھر جینا

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اور پھونکا جائیگا صور میں پس یکایک وہ قبروں سے
اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ (۵۱) قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ
اپنے رب کی طرف دوڑیں گے کہیں گے ہائے کم بختی ہماری کس نے
بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ
ہمیں اٹھا دیا ہماری قبروں سے یہ ہے وہ جو وعدہ کیا تھا
الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۵۲)
رحمٰن نے اور سچ بتایا تھا رسولوں نے

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اور صور پھونکا جائے گا پھر یکایک وہ قبروں سے اپنے
اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ (۵۱) قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ
رب کی طرف دوڑیں گے کہیں گے ہائے کم بختی! کس نے
بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ
اٹھا دیا ہمیں ہماری قبروں سے یہ وہ وعدہ ہے جو رحمٰن نے
الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۵۲)
کیا تھا اور رسولوں نے اسے سچ کہا تھا

اَلْاَجْدَاثُ : جَدَثٌ کی جمع ہے۔ یہ قبر کے لیے دوسرا لفظ ہے۔

یَنْسِلُوْنَ : بھاگیں گے مضارع ہے ن۔س۔ل سے نَسْلٌ اور نَسْلَانٌ کے معنی تیز چلنے اور دوڑنے کے ہیں۔

پہلے ارشاد ہوا کہ قیامت کی بابت کیا پوچھتے ہو۔ جب اسے آنا ہوگا۔ اچانک آجائے گی۔ اور جب آجائے گی تو ایک زور کی چنگھاڑ سنائی دے گی اور ہر ایک جہاں بھی ہوگا۔ وہیں مرجائے گا۔ اتنا وقت بھی نہ ملے گا کہ کسی سے کچھ کہہ سکے۔ گھر جانا تو درکنار یہ دنیا ہی ساری فنا ہوجائے گی۔ آسمان، زمین، پہاڑ، سورج، چاند کچھ بھی نہ رہے گا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایک مدت کے بعد جب اللہ کو منظور ہوگا۔ تو دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے یا جہاں کہیں بھی ہوں گے۔ زندہ ہوکر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور میدان حشر کی طرف اللہ کے روبرو حاضر ہونے کے لیے دوڑیں گے۔ خوف کے مارے بدحواس ہوں گے۔ اس سراسیمگی کے مقابلہ میں پہلی موت کی حالت انہیں نیند کی طرح آرام دہ نظر آئے گی۔ اور کہیں گے۔ ہائے یہ کیا آفت ٹوٹ پڑی۔ ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے جھنجوڑ کر اٹھا دیا۔ ان کا ضمیر اور فرشتے انہیں جواب دیں گے یہ وہی حشر کا میدان ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور جس کی رسولوں نے خبر دی تھی جو بالکل سچی تھی ۔

حقیقتِ حال

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
نہیں ہوگی مگر زور کی چیخ ایک
فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (۵۳)
پس یکایک وہ سب کے سب ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا
پس آج نہ ظلم کیا جائے گا کسی جاندار پر کچھ بھی اور نہ
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۵۴)
تم بدلہ پاؤ گے مگر جو تھے تم کرتے

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
پس ایک چنگھاڑ ہوگی
فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (۵۳)
پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے آئیں گے
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا
پھر آج کے دن کسی جاندار پر ذرا ظلم نہ ہوگا
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۵۴)
اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے

ارشاد ہے کہ زندہ ہوکر دوبارہ کھڑے ہوجانے میں کچھ دیر نہ لگے گی۔ صور میں سے فقط ایک زور کی آواز نکلے گی اور سب کے سب جی اٹھیں گے۔ پھر یہ نہ ہوگا کہ اٹھنے کے بعد تتر بتر ہوجائیں اور جس کا جدھر منہ اٹھے چل دے۔ بلکہ سب کے سب ایک ہی طرف بے تحاشا دوڑیں گے اور فرشتے انہیں کشاں کشاں ہمارے دربار میں حاضر کریں گے اور سب کے سب ہمارے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ کوئی بھاگ کر نہ جا سکے گا اور نہ کسی کو کہیں چھپنے کی جگہ ملے گی۔ میدان حشر میں سب جمع ہو جائیں گے۔ عدالت الٰہیہ قائم ہوگی۔ نیکوں کو ان کی نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا۔ بدکاروں کو ان کے کرتوتوں کی سزا ملے گی۔ ہر ایک کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوگا۔ کسی کی ایک رتی بھر نیکی ضائع نہ کی جائے گی اور نہ کسی کی برائی اس پر چھپی رہ سکے گی۔

کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا جو جس نے کیا ہوگا۔ وہی ثواب یا عذاب کی شکل میں اس کے پلے پڑے گا۔ نیک کام، آرام کے محلات، باغات اور نہریں بن جائیں گے۔ بُرے کام آگ کے انگاروں کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ یہ سب کچھ اسی کا پھل ہوگا۔ جو دُنیا میں کیا کرتے تھے۔ ایمان، نماز، زکوٰۃ روزہ، حج، خیرات، صدقات، سب جنت بن جائیں گے۔ کفر، نافرمانی، شرارت، فساد، دوزخ کی شکل میں نمودار ہوں گے۔

نیکوں کا انجام

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ
تحقیق جنّت والے آج شغل میں ہیں
فٰکِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ
خوش طبعی کرتے ہیں وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں
عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِــٴُـوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا
اپنے اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے اس میں
فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قف
میوہ ہے اور ان کے لیے اس میں ہے جو وہ چاہیں سلام
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾
بولا جائے گا پروردگار کی طرف سے مہربان کے

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ
تحقیق بہشت کے لوگ آج کے دن ایک مشغلہ میں ہوں گے
فٰکِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ
باتیں کرتے وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تخت پر
عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِــٴُـوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا
تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے وہاں
فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قف
میوہ ہے اور ان کے لیے جو کچھ مانگیں سلام
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾
بولا جائے گا مہربان رب کی طرف سے

فٰکِهُوْنَ: خوش طبعی کرتے ہیں، فَاکِهُ کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے ف.ک.ہ سے جس کے معنی ہنسی دل لگی کے ہیں۔ اس کے ہم معنی فَکِهٌ بھی ہے اور فَاكِهَةٌ بھی اسی سے بنا ہے۔ جو ہر قسم کے میوے اور پھل کو کہتے ہیں جس کے کھانے سے طبیعت خوش ہو۔

پہلے ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا میں جو جی چاہے کر لوں کوئی پوچھنے والا نہیں یہ خیال غلط ہے کہ انسان کے لیے ایک قانون ہے جس کے مطابق دنیا میں اسے چلنا چاہیئے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو سزا ملے گی اور جو اس پر چلا تو بہت اچھا بدلہ ملے گا۔ قانون پر چلنے والے مرنے کے بعد جنّت میں جائیں گے اس آیت میں ان کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنّت والے نہایت خوش و خرّم ہوں گے۔ ہنسی دل لگی ان کا مشغلہ ہوگا۔ ایک دوسرے سے دل کھول کر خوش کرنے والی گفتگو میں مشغول ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں خوشگوار سایہ دار جگہوں میں تخت پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ سامنے ہر قسم کے خوش ذائقہ پھل اور میوے رکھے ہوں گے اور جس چیز کو ان کا جی چاہے گا۔ وہی ان کو فوراً ملے گی نوکروں کو نہ چیخنے چلانے کی اور انتظار کی زحمت اٹھانے کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی۔ ان جسمانی لذّتوں کے علاوہ روحانی آرام و سکون کے لیے ان کے مہربان رب کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا۔ اس وقت ان کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ کا حکم

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (۵۹) اَلَمْ
اور الگ ہو جاؤ تم آج اے جرم کرنے والو کیا نہیں
اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا
فرمادیا تھا میں نے تم سے اے اولاد آدم کی کہ نہ پوجا کرنا
الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۶۰) وَّ
شیطان کی تحقیق وہ تمہارا دشمن ہے کھلا اور
اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۶۱)
یہ کہ پوجا کرنا میری یہ راہ ہے سیدھی

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (۵۹) اَلَمْ
اور الگ ہو جاؤ تم آج اے گنہگارو اے
اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا
آدم کی اولاد میں نے تم سے نہ کہہ رکھا تھا کہ نہ پوجنا
الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۶۰) وَّ
شیطان کو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور
اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۶۱) ذوقِ عرفان
یہ کہ مجھے پوجو کہ یہ راہ سیدھی ہے

جو لوگ دُنیا میں اللہ کے احکام کو جو اس نے اپنے رسول کے ذریعہ ہر انسان پر واضح کر دیئے ہیں نہیں مانتے۔ وہ اللہ کے مجرم ہیں۔ پہلے اللہ کے فرمانبردار اطاعت گذار بندوں کا بیان ہُوا کہ وہ قیامت کے دن آرام کی جگہ بیٹھے۔ آپس میں دل لگی اور تفریح کی باتیں کر رہے ہوں گے اور اللہ کی طرف سے انہیں سلام پہنچایا جائے گا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ کے احکام سے منہ موڑنے والے مجرموں سے کہا جائے گا کہ آج تم ان ہمارے فرماں بردار بندوں سے الگ ہو جاؤ۔ تمہارے ساتھ دوسرا سلوک ہو گا۔ تمہارا اس عیش و آرام میں کوئی حصّہ نہیں جو آج ہمارے حکم بردار بندوں کو نصیب ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہو گا کہ اے آدم کی اولاد! کیا نہیں اسی دن کے لیے رسول بھیج کر اچھی طرح سمجھا نہیں دیا گیا تھا کہ شیطان کے ورغلانے اور بہکانے میں مت آنا۔ اس کے آگے کبھی نہ جُھکنا۔ وہ تمہارا کھلا ہُوا دشمن ہے۔ اس سے منہ موڑ کر تم میری عبادت اور فرماں برداری میں لگے رہنا اور میرے احکام سے ذرا بھی منہ نہ موڑنا۔ بس یہی ایک سیدھا راستہ ہے۔ اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو اسی راستہ پر چلنا ورنہ زندگی دوبھر ہو جائے گی۔ دُنیا کے اندر بھی مشکلات میں پھنس جاؤ گے اور مرنے کے بعد تو بہت ہی بُری گت بنے گی ::

کفر کا بدلہ

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ

اور البتہ تحقیق بہکا یا اس نے تم میں سے جماعتوں کو بہت سی

اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

کیا پس نہ تھے تم سمجھ رکھتے یہ وہ جہنم ہے

الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا

جس کا تھے تم وعدہ کیے جاتے داخل ہو جاؤ اس میں

الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾

آج کے دن بدلے اس کے جو تھے تم کفر کرتے

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ

اور وہ تم میں سے بہت خلقت کو بہکا کر لے گیا

اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی یہ وہی دوزخ ہے

الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا

جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جا پڑو اس

الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾

میں آج کے دن اپنے کفر کے بدلے

جِبِلٌّ: (آدمیوں کا گروہ) اس کا مادہ ج ب ل ہے۔ جَبْلٌ کے معنی پیدا کرنے کے ہیں اور یہ خَلْقٌ کا مترادف ہے۔ اسی سے لفظ جِبِلَّۃٌ بنا ہے۔ جو سورۃ الشعراء میں گزرا جس سے مراد قریب قریب وہی ہے جو یہاں جِبِلٌّ سے ہے۔

اے اولادِ آدم! عقل سے کام لو۔ ورنہ قیامت کے دن پچھتانا ہو گا۔ دُنیا کے معاملات میں تو تم بڑی عقل دوڑاتے ہو۔ کیا اتنا نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اللہ عزّ وجلّ کے رسول کیا کہہ رہے ہیں۔

ارشاد ہے کہ کافروں سے قیامت کے دن کہا جائے گا۔ کہ اپنے رسولوں کی زبانی ہم نے تمہیں صاف طور پہ کہلا بھیجا تھا۔ کہ شیطان کی طرف سے چوکنے رہنا اور اس کے بہکاوے میں نہ آنا۔ یہ تم سے پہلے بہت سے لوگوں کو بہکا چکا ہے۔ اس نے انہیں سیدھے راستے سے ہٹا کر ٹیڑھے راستہ پہ ڈالا۔ افسوس! اس معاملہ میں تمہاری عقل ایسی ماری گئی کہ بالکل کام ہی نہ کر سکی۔ تم خوابِ غفلت میں ایسے سرشار ہوئے کہ آج ہمارے پاس آکر ہی آنکھ کھلی۔ اب کیا ہوسکتا ہے۔ عمل کا وقت گیا۔ یہ تو بدلہ کا دن ہے۔ اس لیے آج تم اپنے کفر و الحاد کے بدلے جہنّم میں جاؤ۔ اور اپنی دُنیا کی بدمستیوں کی سزا بھگتو۔ ہم نے دنیا کے اندر تمہارے سمجھانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مگر تم ٹس سے مس نہ ہوئے اور ہمارے احکام سے منہ موڑ کر شیطان کے چیلے بن گئے۔ اب تم اس کا مزہ چکھو ؛

منہ پر مہر

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ

آج کے دن ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے

اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں اس کی جو تھے وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ

کماتے اور اگر ہم چاہتے پٹ کردیتے ان کی آنکھیں

فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾

پس دوڑتے وہ راستہ پانے پھر کہاں سوجھتا انہیں

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ

آج ہم ان کے منہ پہ مہر لگادیں گے اور ہم سے ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ

کماتے تھے اور اگر ہم چاہیں ان کی آنکھیں مٹا دیں

فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾

پھر دوڑیں راستہ پانے کو پھر کہاں سوجھے

طَمَسْنَا: مٹا دیتے ہم۔ ماضی کا صیغہ ہے ط۔م۔س سے طَمْسٌ کے معنی مٹا دینا۔ کھو دینا۔ ڈھک دینا۔ پردہ ڈال دینا

اِسْتَبَقُوْا: دوڑتے۔ ماضی کا صیغہ ہے اِسْتِبَاق سے جو س۔ب۔ق سے بنا ہے۔ سبق کے معنی آگے بڑھنا۔ استباق تیزی سے آگے بڑھنا۔ دوڑنا۔ جھپٹنا۔ اسی سے بنا ہوا لفظ اِسْتَبَقَا سورہ یوسف میں گذر چکا ہے جہاں اس کے معنی ہیں۔ وہ دونوں جھپٹے۔

ارشاد ہے کہ قیامت کے دن یہ مجرم لوگ منہ سے اگر اپنے جرم کا انکار بھی کریں۔ تو ان کا انکار کچھ فائدہ نہ دے گا۔ ان کا منہ ہم مہر لگا کر بند کردیں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں کو حکم دیں گے۔ کہ بولو اس نے تمہاری مدد سے کیا کیا بُرے کام کیے۔

حکم پاتے ہی ہاتھ بولنا شروع کردیں گے اور کہیں گے کہ اس نے ہم سے مارنے پیٹنے اور دوسروں پر ظلم وستم کرنے کا کام لیا۔ چوری کی۔ گرہ کاٹی۔ دوسروں کا مال چھینا۔

پاؤں کہیں گے ہمارے ذریعے سے یہ بُری جگہوں میں گیا۔ ناچ، فحش گانوں، بیکار باتوں کی مجلسوں میں پہنچا۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ دنیا میں آنکھوں سے ہماری قدرت کے مظاہر دیکھ کر ہمارا اقرار نہیں کرتے۔ اس کی سزا میں اگر ہم ان کی آنکھیں بالکل پٹ کردیں کہ یہ راستہ تک نہ دیکھ سکیں تو کیا ہو۔ یہ تو ہم نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔ لیکن وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

تندرستی بڑی نعمت ہے

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَكَانَتِھِمْ

اور اگر ہم چاہیں البتہ بگاڑ دیں ان کی صورت ان کی جگہوں میں

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

پس نہ کر سکیں وہ چلنا اور نہ وہ لوٹیں

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ

اور جس کی ہم بڑھا دیں عمر الٹا کر دیں ہم اسے پیدائش میں

اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

کیا پس نہیں سمجھتے

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَكَانَتِھِمْ

اور اگر ہم چاہیں تو ان کی صورت مسخ کر دیں جہاں کے تہاں

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

پھر نہ وہ آگے چل سکیں اور نہ الٹے پھر سکیں

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ

اور جسے ہم بوڑھا کر دیں اسے اس کی پیدائش میں اوندھا کر دیں

اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

پھر کیا انہیں سمجھ نہیں

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اپنے اعضا سے جو ہم نے انہیں عطا کیے ہیں اور اس تندرستی اور صحت سے جو ہم نے انہیں بخشی ہے فائدہ اٹھا کر وہ کام نہیں کرتے جو آئندہ ان کے کام آئیں اور جن کی بدولت آخرت میں انہیں جنت نصیب ہو۔ انہیں چاہیے تھا کہ عقل سے اللہ کو پہچانتے۔ زبان سے اس کی حمد و ثنا کرتے۔ ہاتھ پاؤں سے اس کے احکام کی بجا آوری میں دوڑ دھوپ کرتے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان سے ان کی بینائی چھین لیں۔ اور یہ لاکھ چاہیں مگر کہیں کا راستہ نہ ملے اسی طرح ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ ان کو اپاہج کر کے اور صورت بگاڑ کے ایک جگہ ڈال دیں جہاں سے یہ ہل جل نہ سکیں اور نہ کہیں جا سکیں نہ آ سکیں۔ ان کو چاہیے کہ ہم نے جو انہیں صحت اور طاقت بخش رکھی ہے۔ اس کی قدر کریں اور اس سے وہی کام لیں جن کا ہم نے حکم دیا ہے۔ کیا یہ غور نہیں کرتے کہ انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو پھر ننھے منے سے بچوں کی طرح کمزور اور ناتواں ہونے لگتا ہے۔ طاقتیں جواب دینے لگتی ہیں۔ صورت مرجھا جاتی ہے۔ بینائی جواب دے دیتی ہے۔ چلنا، پھرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کیا یہ عقل سے کام نہیں لیتے جو سمجھ جائیں کہ جب تک بدن میں سکت اور ہاتھ پاؤں میں دم باقی ہے۔ ایسے کام جلدی جلدی کر لینے چاہئیں۔ جن سے اللہ راضی ہو۔

یہ خیالی باتیں نہیں

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ

اور نہیں سکھایا ہم نے اسے شعر اور نہ لائق تھا وہ اس کے

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾

نہیں یہ مگر محض نصیحت اور قرآن صاف صاف

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ

تاکہ ڈراوے اسے جو ہو زندہ اور ثابت ہو جائے

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

بات کافروں کے خلاف

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ

اور ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا اور یہ اس کے لائق نہیں

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾

یہ تو خاص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ

تاکہ ڈر سنائے اسے جس میں جان ہو اور منکروں

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

پر الزام ثابت ہو

ارشاد ہے کہ یہ باتیں جو تمہیں سنائی جارہی ہیں۔ یہ بناوٹی من گھڑت اور خیالی نہیں ہیں۔ بناوٹی اور خیالی باتیں تو شعر کہلاتی ہیں۔ ہم نے اپنے رسول کو تک بند نہیں بنایا۔ نہ ہم نے اسے شعر کہنا سکھایا۔ شعر کہنا ان لوگوں کا شیوہ نہیں جو ہمارا سیدھا اور سچا پیغام انسان کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہمارے رسول اپنے دل سے کوئی بات نہیں گھڑتے وہ جچی تُلی اور ٹکسالی باتیں سناتے ہیں جن میں بناوٹ کا نام تک نہیں ہوتا۔

ہمارے رسول حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم جو کلام تمہیں سُناتے ہیں۔ اس میں نصیحت اور انسانی خیر خواہی کے سوا کچھ نہیں، وہ لوگوں کو وہ حقیقی اور اصلی باتیں بتاتے ہیں جنہیں وہ دُنیا کی چہل پہل میں پھنس کر شیطان کے بہکاوے سے بھول گئے ہیں۔ یہ وہ قرآن ہے جس میں انسان کی بھلائی کی ساری باتیں ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں اور جو صاف اور سیدھی عبارت میں انہیں زندگی کے گُر بتاتا ہے وہ سوچنے والے لوگوں کو بُرے اعمال کے بُرے نتیجوں سے ڈراتا ہے۔

جس میں زندگی کا اصل جوہر یعنی عقل اور سمجھ موجود ہے۔ تو وہ اسے سنتے ہی اصل مطلب پر پہنچ جاتا ہے اور جن کے دل بُری خواہشوں کی وجہ سے مُردہ ہوگئے ہیں اور وہ اللہ کو نہیں مانتے۔ ان لوگوں کے اوپر اللہ کی حجت قائم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ وہ راستہ بتانے کے بعد بھی ٹیڑھے ہی چلتے ہیں :

انعاماتِ الٰہیہ

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ

کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم نے پیدا کر دیے ان کے لیے

مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ

اس سے جنہیں بنایا ہمارے ہاتھوں نے مویشی پس وہ

لَهَا مٰلِكُوْنَ (۷۱) وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

ان کے مالک ہیں اور حکم وار کر دیا انہیں ہم نے ان کا پس بعض ان میں سے

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (۷۲)

ان کی سواری ہے اور بعض ان میں سے کھاتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ

اور کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان کے واسطے اپنے ہاتھوں کی

مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ

بنائی ہوئی چیزوں سے چوپائے بنا دیئے پھر وہ

لَهَا مٰلِكُوْنَ (۷۱) وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

ان کے مالک ہیں اور انہیں عاجز کر دیا ان کے آگے پھر ان میں

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (۷۲)

کوئی ان کی سواری ہے اور کسی کو کھاتے ہیں

انسان اگر غور کرے تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ کا اقرار نہ کرے۔ دنیا میں بہت سی چیزیں ہیں جن سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ لیکن وہ اس نے خود نہیں بنائیں اور نہ اس کے کسی ہم جنس نے انہیں تیار کیا۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ ان کا بنانے والا سوا اللہ کے اور کون ہو سکتا ہے۔ ان میں سے بعض کی طرف ان آیتوں میں توجّہ دلائی جا رہی ہے۔

ارشاد ہے کہ کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ ہم نے اپنی بنائی ہوئی مخلوقات میں سے چوپائے اور مویشی انسان کی خدمت کے لیے پیدا کر دیے ہیں۔ اب وہ ان کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ اور ان سے اپنی مرضی کے مطابق بہت سے کام لیتے ہیں۔ کسی پر سوار ہو کر جگہ جگہ پھرتے ہیں۔ سامان لاد کر ادھر سے اُدھر لے جاتے ہیں اور کسی کو کاٹ کر کھاتے ہیں۔ کبھی یہ بھی سوچا۔ کہ انہیں کس نے پیدا کیا اور پیدا کر کے انسان کا خدمت گذار کس نے بنایا۔ اگر سوچتے تو اللہ کا اقرار کیے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ لیکن افسوس کہ یہ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے کہ اپنے رب اور اصلی نعمتیں دینے والے کو اللہ کی نشانیاں دیکھ کر پہچانیں اور اس کے رسول کی باتیں سنیں اور جو وہ کہے کریں۔

اس غفلت کا کیا ٹھکانا ہے کہ دُنیا کی چیزوں سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ان کا بنانے والا کون ہے اور کس نے انہیں ہمارے حکم کے تابع کر دیا؟

الٹی چال

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ۚ أَفَلَا
اوران کے لیے ان میں بہت فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں کیا پس نہ
يَشْكُرُونَ (۷۳) وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
شکر کریں گے اور بنائے انہوں نے اللہ کے سوا
آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ (۷۴)
معبود شاید وہ مدد کیے جائیں

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۚ أَفَلَا
اوران کے لیے ان جانوروں میں فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں پھر
يَشْكُرُونَ (۷۳) وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
کیوں شکر نہیں کرتے اور اللہ کے سوا اور معبود بناتے ہیں
آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ (۷۴)
کہ شاید وہ ان کی مدد کریں

انسان اگر خیال ہی نہ کرے تو اور بات ہے ورنہ ہو نہیں سکتا کہ معمولی سمجھ والا انسان تھوڑی ہی دیر سوچنے سے اس نتیجہ پر نہ پہنچے کہ واقعی یہ اللہ ہی کے حکم سے ہے کہ اتنے بڑے ڈیل ڈول کے جانور انسان کے اس قدر بس میں آجائیں کہ ان سے جس طرح چاہے کام لے اتنے بڑے طاقت والے جانوروں کو جیسے اونٹ، سینکڑوں کی قطار میں ایک بچہ نکیل پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے وہ بلا عذر اس کے پیچھے ہولیں۔ گھوڑے گدھے خچر بیل کان دبائے سخت سے سخت کام انسان کے اشاروں پر کرنے لگیں۔

ارشاد ہے کہ انہیں خیال تو کرنا چاہیے کہ جانوروں سے انہیں کتنے فائدے پہنچتے ہیں۔ سوار ہونا اور بوجھ لادنا تو الگ رہا۔ ذبح کر کے کھاؤ جب بھی کچھ نہیں کتنے گھوڑا، بیل اور بھینسا نہ ہوتا تو انسان کے بس کا نہ تھا کہ زمین جوتے اور اس میں بیج ڈالے۔ اگر ان کی اون اور کھال سے بدن ڈھانپنے کا سامان نہ بناتا تو سردی کے مارے مرجاتا۔

اس کے علاوہ یہ اس کی غذا کا کام بھی دیتے ہیں۔ کبھی ان کا گوشت کھاتا ہے کبھی ان کا دودھ نکال کر پینے بیٹھ جاتا ہے تعجب ہے کہ اگر اسے یہ خیال نہ آئے کہ جس نے پیدا کر کے اس کی خدمت بجالانے کے لیے اس کے حوالے کر دیئے ضرور وہ اس کا رب ہے جسے اس کی پرورش کا اتنا خیال ہے۔

آدمی اتنا نادان تو نہیں کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اپنے رب اور پروردگار کو نہ پہچانے۔ لیکن اتنا ناسمجھ ضرور ہے۔ کہ دنیا ہی کی خیالی چیزوں کو وہ اپنا پروردگار بنا بیٹھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ خیالی خدا اسے پال رہے ہیں۔ اور یہی مشکل کے وقت اس کی مدد کریں گے۔ ارے نادان نگاہ اونچی کر۔ تیرا پروردگار دنیا کی ہر چیز سے بلند ہے۔ اور یہ خیالی معبود تیرے کچھ کام نہ آئیں گے ؞

خیالِ خام

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ
نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کی اور وہ ان کی
جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ
فوج ہوں گے پکڑ کر لائے گئے پس نہ غمگین کرے تجھے
قَوْلُهُمْ
ان کی بات

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ
وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور وہ ان کی
جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ
فوج ہو کر آئیں گے اب آپ ان کی باتوں
قَوْلُهُمْ م وقف لازم
سے غمگین مت ہوں

جُنْدٌ: (فوج) اس کے مادہ ج۔ن۔د کے معنی اکٹھے ہونے اور جمع ہونے کے ہیں۔ اس کا مفرد جُنْدِیٌّ ہے۔

ارشاد ہے کہ ان نادانوں نے اپنے خیالی معبود گھڑ رکھے ہیں اور امید لگائے بیٹھے ہیں۔ کہ وقت آنے پر وہ ان کی مدد کریں گے۔ ان کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ ان کی مدد تو پیچھے کریں گے پہلے اپنی مدد تو کر لیں۔ وہ سب خود ہر قدم پر اللہ کی مدد کے محتاج ہیں۔ دنیا میں یہ لوگ ان جھوٹے معبودوں کے گرد جمع ہیں اور ہر گروہ اپنے گھڑے ہوئے خدا کی حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور اس کے خلاف ایک حرف سننا گوارا نہیں کرتا۔ ان پر چڑھاوے چڑھاتا ہے ان کے سامنے نذر و نیاز پیش کرتا ہے اور بے وقوفی سے سمجھتا ہے کہ یہی اسے سب کچھ دے رہے ہیں اور مصیبت کے وقت اس کی مدد کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی طاقت نہیں جو اس کی مدد کریں۔ جب اصل مدد کی ضرورت قیامت کے دن ہوگی ہر گروہ یہی چاہے گا کہ اس وقت وہ جھوٹے معبود اس کے کام آئیں۔ ہر جھوٹے معبود کے پوجنے والے اس کی شکست خوردہ فوج کی طرح پکڑے ہوئے آئیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے اس بناوٹی خدا سے کہو کہ آج تمہیں عذابِ الٰہی سے بچا لے۔

وہ بناوٹی معبود سب کانوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ کہ ہم ان کے خدا ہرگز نہیں۔ اور نہ ہم نے کہا تھا کہ ہمیں خدا مانو۔ آج یہ جانیں اور ان کا کام رہیں ہمیں ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس وقت ان کافروں اور منکروں اور مشرکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ آگے ارشاد ہے کہ اے ہمارے رسول! ان نادانوں کی باتوں سے آپ غمگین اور اداس مت ہوں۔ یہ عقل سے کام نہیں لے رہے آخر کار پچھتائیں گے۔

انسان کی حقیقت

اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾
تحقیق ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں
اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ
اور کیا دیکھا نہیں انسان نے کہ ہم نے پیدا کیا اسے
مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
ایک بوند سے بس یکایک وہ جھگڑالو ہو گیا
مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾
باتیں بنانے والا

اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾
ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں
اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ
کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اس کو ایک
مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
قطرہ سے بنایا پھر تبھی وہ جھگڑنے والا
مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾
بولنے والا ہو گیا

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ لیکن پوجا پاٹ اوروں کی کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اپنے اپنے الگ معبود ان لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ یہی ان کے مشکل کے وقت کام آئیں گے۔ ان کو سُنا دو۔ کہ قیامت کے دن یہی تمہارے گھڑے ہوئے معبود تمہارے مخالف ہو جائیں گے۔ اور تم آخرت میں ان کی فوج اور ان کے طرف دار بنے ہوئے آؤ گے۔ اور یہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں مدد کی بجائے اُلٹے تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔

اے رسول! یہ لوگ نادان ہیں۔ ان کی باتیں بھی سب من گھڑت ہیں۔ تم ان سے رنجیدہ خاطر مت ہو۔ ہم ان کی رگ رگ سے واقف ہیں۔ ہمیں ان کے کھلے اور چھپے سارے احوال کا علم ہے۔ ہم انہیں قیامت کے دن ان کے بُرے اعمال کی سزا دیں گے۔

آگے ارشاد ہے کہ انسان کو یہ نہیں سوجھتا کہ پہلے یہ کیا تھا۔ اس کی اصلیت سوا ایک قطرہ کے اور کیا ہے۔ ہم نے اس قطرہ کو اس کی ماں کے پیٹ میں پرورش کیا اور یہ جیتا جاگتا انسان بن گیا۔ پھر ماں کے پیٹ سے نکال کر بھی اس کی پرورش کا سامان کر دیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ اس قابل ہوا کہ لڑنے جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا۔ اور اپنی اصلیت بھول گیا۔ یہ نہ سمجھا کہ اس کی پیدائش اور پرورش ہمارے فضل و کرم کی بدولت پائی ؛

انسان کی گستاخی

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ

اور چسپاں کرنے لگا ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ گل گئیں

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ

اور چسپاں کرتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش کہتا ہے

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب وہ گل گئیں

ضَرَبَ: بیان کیا، یہ ض۔ ر۔ ب سے ماضی ہے۔ ضرب کے بہت سے معنی ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یہاں اس سے مراد چسپاں کرنا اور بیان کرنا ہیں۔

رَمِیْمٌ: بوسیدہ۔ گلا ہوا۔ صفت کا صیغہ ہے۔ ر۔ م۔ م سے رَمٌّ کے معنی پرانا ہو کر گل جانا۔ بکھر جانا۔ بوسیدہ ہونا۔ کھوکھرا۔

ارشاد ہے کہ جب انسان ہٹا کٹا ہو کر بولنے کے قابل ہوا۔ تو بالکل بھول گیا۔ کہ پہلے وہ کیا تھا۔ اور اب کیا ہو گیا۔ اسے چاہیئے تھا کہ اپنے حقیقی خالق اور رب کو پہچانتا۔ اور اس کی شکر گذاری اور عبادت میں زندگی بسر کرتا۔ لیکن بہت سے انسانوں نے عقل سے کام نہ لیا۔ اور اللہ کو اس کی قدرت کی نشانیاں خود اپنے ہی اندر دیکھ کر نہ پہچانا۔ اور جب ہمارے رسول نے انہیں سمجھایا کہ دیکھو اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ طرح طرح کی خوبیاں اور قوتیں عطا کیں اور تمہاری ہدایت کے لیے اپنے رسولؐ کے ہاتھ قرآن بھیجا۔ جس میں بتلایا۔ کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور اگر اللہؐ رسول اور قرآن کا کہنا نہ مانا تو بد اعمالی کی سخت سزا ملے گی۔ تو بعض لوگ ماتھے پر بل ڈال کر کہنے لگے کہ جب بدن گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا اور وہ ہڈیاں بھی پرانی اور کھوکھلی ہو کر بکھر گئیں تو انہیں دوبارہ کون زندہ کر سکتا ہے۔ یہ نادان اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں اور اس کے لیے مخلوقات کی مثال پیش کرتے ہیں۔

ارے نادانو! بوسیدہ ہڈیوں کے دوبارہ زندہ کرنے سے انسان وغیرہ ساری مخلوقات بے شک عاجز ہے۔ لیکن ان کی مثال اللہ عزوجل پر چسپاں نہیں ہوتی۔

حیرت یہ ہے۔ کہ انسان اپنی پیدائش بھول جاتا ہے۔ وہ بھی تو ایک ناچیز قطرہ سے ہوئی۔ جب اللہ نے اس قطرے سے انسان بنا کھڑا کیا۔ تو اسے ہڈیوں کے بکھرے ہوئے ریزوں سے دوبارہ اسے بنا دینا کیا مشکل ہے؟

دوبارہ پیدائش

قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ
کہدے زندہ کرے گا انہیں وہی جس نے پیدا کیا انہیں پہلی
مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ ۙ ﴿۷۹﴾
بار اور وہ ہر طرح پیدا کرنا جانتا ہے

قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ
تو کہہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی
مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ ۙ ﴿۷۹﴾
بار بنایا اور وہ سب طرح بنانا جانتا ہے

ارشاد ہے کہ ان نادانوں کو یہ جواب دو کہ ان پرانی ہڈیوں کو وہی پیدا کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اگر تم یا کوئی اور ان کو زندہ نہیں کرسکتا۔ تو اس کا مطلب یہ کیسے ہوگیا کہ اللہ بھی انہیں زندہ نہیں کرسکتا۔

اللہ عزوجل کے بے انتہا علم اور اس کی بے انتہا قدرت کا اندازہ مخلوقات کے علم اور ان کی قدرت سے مت کرو۔ یہ تو مٹی کے گارے سے یا پتھر کو تراش کر ایک مورت بنا لیتے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم۔ کہ ان میں جان کیسے ڈالی جائے۔ کہ وہ زندہ ہوکر اپنے ارادہ سے جو چاہیں کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ مادہ سے ڈھانچہ بھی تیار کرسکتا ہے۔ اور روحیں بھی پیدا کرسکتا ہے۔ پھر اس ڈھانچے میں روح ڈال کر اسے زندہ کرنا بھی جانتا ہے وہ ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ اسی نے مادہ بنایا اور روحیں تیار کیں۔ پھر دونوں کی ترکیب سے انواع و اقسام کی جاندار مخلوقات بنا ڈالی۔ تم اللہ کو ٹھیک طور پر تب سمجھو گے۔ جب قرآن حکیم کی آیتوں پر غور کروگے اور ہمارے رسول کی باتیں دل لگاکر توجہ کے ساتھ سنوگے۔

جن لوگوں کی نظر ظاہری اسباب کی دنیا سے اونچی نہیں اٹھتی۔ وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ ان کی عقل ایک چھوٹے سے حلقے میں گھر کر رہ گئی ہے۔ وہ ظاہری موت کو زندگی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ سمجھتے ہیں۔ وہ قیامت کے بعد لوگوں کے جی اٹھنے اور ان کا حساب ہونے اور آخرت کے عذاب اور ثواب کو نہیں مانتے۔ عرب میں عاص بن وائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں بحث کی تھی اس نے ایک پرانی ہڈی کو ہاتھ میں مل کر بکھیر دیا اور کہا کہ اب اسے کون زندہ کرسکتا ہے۔ اس موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں :-

قدرت کے کرشمے

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ

جس نے بنا دی تمہارے لیے درخت سبز سے

نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (۸۰)

آگ پس اب تم اس سے سلگا لیتے ہو

اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ

کیا نہیں وہ جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین

بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ

قدرت رکھنے والا اس پر کہ پیدا کردے ان جیسا

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ

جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ

نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (۸۰)

بنا دی پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو

اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ

کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے

بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ

وہ ان جیسے نہیں بنا سکتا

ارشاد ہے کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں عالم میں پھیلی پڑی ہیں جو انہیں غور سے دیکھے گا وہ اللہ کو پہچان لے گا۔ جب وہ دیکھے گا کہ ہر چیز کی حالتیں بدلتی ہیں یہاں تک کہ ایک حالت دوسری حالت کی بالکل ضد ہوتی ہے۔ تو اسے انسان کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہو جانے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ سکتا۔ تم اس پر غور کرو کہ زمین سے سرسبز درخت پیدا ہوتا ہے۔ پھر پانی دے دے کر اسے سرسبز وشاداب کیا جاتا ہے۔ پھر اس میں تر وتازہ سبز پتّے نکلتے ہیں۔ اور وہ ایک مدت تک ہرا بھرا کھڑا رہتا ہے۔ جب وقت آجاتا ہے تو وہ خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی لکڑیاں کاٹ کر ڈال دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی چھپٹیوں سے آگ سلگائی جاتی ہے اور اس کی لکڑیاں ڈال ڈال کر اسے بھڑکایا جاتا ہے۔ دیکھا تم نے یہ درخت پانی سے آگ ہو گیا۔ اس کے علاوہ بعض سرسبز درختوں ہی کے حصّوں سے آپس میں رگڑ کھا کر آگ نکل آتی ہے۔ مثلاً بانس کا درخت یا عرب میں مَرخ اور عَفار۔ یہ سب اللہ عزوجل کی قدرت سے ہوتا ہے جو پانی سے آگ بنا سکتا ہے وہی پرانی ہڈیوں سے سالم جسم بھی پیدا کر سکتا ہے۔

کیا جس نے یہ عظیم الشان آسمان بنا کر کھڑے کر دیئے اور زمین کو پیدا کر دیا۔ وہ تمہیں دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا۔ جس نے اتنی بڑی بڑی چیزیں بنائیں۔ اسے چھوٹی چھوٹی تم جیسی چیزوں کا بنانا کیا مشکل کام ہے۔ سمجھ سے کام ہی نہ لو تو کوئی علاج نہیں ؞

پیدائش کی کیفیت

بَلٰیۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (۸۱) اِنَّمَآ
کیوں نہیں اور وہی اصل بنانے والا خوب جاننے والا ہے بس
اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ
حکم اس کا جب ارادہ کرے کسی چیز کا کہ کہہ دے اس سے
كُنْ فَیَكُوْنُ (۸۲) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ
ہو جا بس وہ ہو جاتا ہے پس پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں
مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (۸۳) ع
حکومت ہے ہر چیز کی اور اسی کی طرف تم لوٹ کے جاؤ گے

بَلٰیۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (۸۱) اِنَّمَآ
کیوں نہیں اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا اس کا
اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ
حکم یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کرنا چاہے تو اسے کہے
كُنْ فَیَكُوْنُ (۸۲) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ
ہو جا بس اس وقت ہو جاتی ہے سو پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں
مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (۸۳) ع ۵ ۱۴ ۴
ہر چیز کی حکومت ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

ارشاد ہے کہ تمہارا دوبارہ زندہ کر دینا اس دُنیا کے پیدا کرنے والے کے لیے ہرگز مشکل نہیں۔ کیوں کہ اس کی قدرت بے انتہا ہے اور وہ بنانے اور پیدا کرنے کے سارے طریقوں سے خوب واقف ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کس چیز کے پیدا ہونے کا وقت آ گیا ہے اور حالات کے لحاظ سے اس کی کیسی شکل وصورت ہونی چاہیئے۔ بگاڑ کر دوبارہ پھر بنانا اس کے نزدیک کیسے مشکل ہو سکتا ہے۔ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے اسباب فوراً اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جب وقت آجاتا ہے تو وہ بس اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ اس کے بعد اس چیز کے ہو جانے میں دیر نہیں لگتی۔ ہو جا کہتے ہی فوراً ہو جاتی ہے۔ اتنا سمجھ لینے کے بعد اس میں شک کی کیا گنجائش ہے کہ اللہ انسان کو مرنے کے بعد پھر دوبارہ پیدا کر دے گا۔ تم اس کی قدرت، حکومت اور علم کا اپنے اوپر اندازہ کرتے ہو۔ توبہ کرو۔ تم کہاں اور وہ کہاں۔ اس کی صفات کو مخلوقات کی صفات کی طرح سمجھنا نادانی کی انتہا ہے۔ اس کی صفتوں کا اندازہ لگانا محال ہے ہاں اس نے جو اپنے نام ہمیں بتا دیئے ہیں۔ ان سے کسی قدر اس کی صفات کا خیال ہو سکتا ہے مگر بس اتنا ہی کہ وہ سب سے بالاتر ہے اور اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی باگ ڈور ہے۔ یاد رکھو تم سب کو اسی کی طرف جانا ہے اس لیے ہر وقت اسی سے دھیان لگائے رکھو۔

پانچویں منزل تمام ہوئی الحمد للہ

سورت یٰسین کیا سکھاتی ہے

اس سورت میں انسان کو وہ تمام اصول بتا دیے گئے ہیں جو دین اور دنیا میں اس کی کامیابی کے ذمہ دار ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ قرآن انسان کے لیے علم و عمل دونوں کی سیدھی راہ بتاتا ہے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ عقل سے سب سے پہلے یہ کام لو کہ اللہ کو پہچان کر اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو۔ اللہ نے انسان کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے رسول دنیا میں بھیجے۔ انہی میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں۔ ان کو غافلوں کے ہوشیار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ تا کہ یہ قرآن جو ہمارا پیغام ہے۔ تمام انسانوں تک پہنچا دیں۔ اور انہیں ڈرا دیں کہ مرنے کے بعد وہ سب دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اور ان کے اعمال کی انہیں جزا سزا ملے گی۔ مگر افسوس ہے ان پر جو اللہ، رسول، قرآن اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کی بابت سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دھتکارے ہوئے ہیں۔ ان کے سر اللہ کے آگے جھکتے ہی نہیں۔ گویا اوپر کی طرف اکڑ کر رہ گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چھوڑ دو۔ تمہارے ڈرانے سے وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ جو اللہ کو مانتے ہیں اور اس بن دیکھے ایمان لے آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے بہت بڑا انعام تیار ہے۔ اور وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے۔ پہلے زمانے کے لوگوں کے احوال سے سبق حاصل کرو۔ ان میں سے جو نادان تھے۔ انہوں نے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور دنیا اور آخرت دونوں میں تباہی اور بربادی مول لی۔ اور جو ان میں سمجھ دار تھے۔ انہوں نے رسولوں کو سچا مان کر اپنا رہنما بنایا اور دونوں جہان میں کامیاب ہوئے۔ معلوم نہیں لوگ اللہ کو کیوں نہیں مانتے۔ اس کی قدرت کی نشانیاں ساری دنیا میں بھری پڑی ہیں۔ اس نے انسانوں کے آرام کے لیے کیا کیا چیزیں دنیا میں پیدا کر دیں اور نت نئی چیزیں پیدا کرتا رہے گا۔ اس پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے تاکہ مرنے کے بعد زندگی میں آرام و راحت نصیب ہو۔

یاد رکھو کہ مرنے کے بعد انسان کے لیے صرف دو ہی ٹھکانے ہیں۔ دوزخ یا جنت۔ ان کے سوا اور کوئی بھی ٹھکانا نہیں۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں شک مت کرو۔ اللہ کی قدرت کے آگے یہ کچھ مشکل نہیں وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ اس کے حکم دیتے ہی فوراً موجود ہو جاتی ہے وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ اور سب اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔